

اُردو ترجمہ کتاب



# عین الفقیر

تصنیف لطیفہ

قدوة السالکین زبدة العارفين سلطان العارفين حضرت سلطان باہو



حق باہو منزل

حضرت سلطان باہو اکیڈمی

۱۴۴۲ھ، گلشن راوی، لاہور

اُردو ترجمہ کتاب



# عین الفقیر

تصنیف لطیفہ

قدوة السالکین زبدة العارفين سلطان العارفين حضرت سلطان باہو



حق باہو منزل

حضرت سلطان باہو اکیڈمی

۱۴۴۲ھ، گلشن رادی، لاہور

۲۹۷۹۹۱  
ب ۱۲۲

۵۸۲۲۱

جملہ حقوق بحق حضرت سلطان باہو اکیڈمی محفوظ ہیں

ترجمہ عین الفقر	_____	نام کتاب
پروفیسر ڈاکٹر کے، بی، نسیم	_____	مترجم و شارح
ندیم پرنٹنگ پریس لاہور	_____	مطبع
ایک ہزار	_____	تعداد اشاعت
آنکشاف کمپیوٹرز پبلشرز	_____	کمپوزنگ
فلیٹ نمبر ۲۲- او، ریواز گارڈن لاہور	_____	
تقسیم فی سبیل اللہ برائے فیض خلق خدا	_____	ہدیہ
۱۹۹۵ء	_____	بار اول

ملنے کا پتہ

حضرت سلطان باہو اکیڈمی، ۱۲۲ جی، گلشن راوی لاہور

مترجم و شارح:

فقیر (ڈاکٹر) کے، بی، نسیم، سر دزی قادری

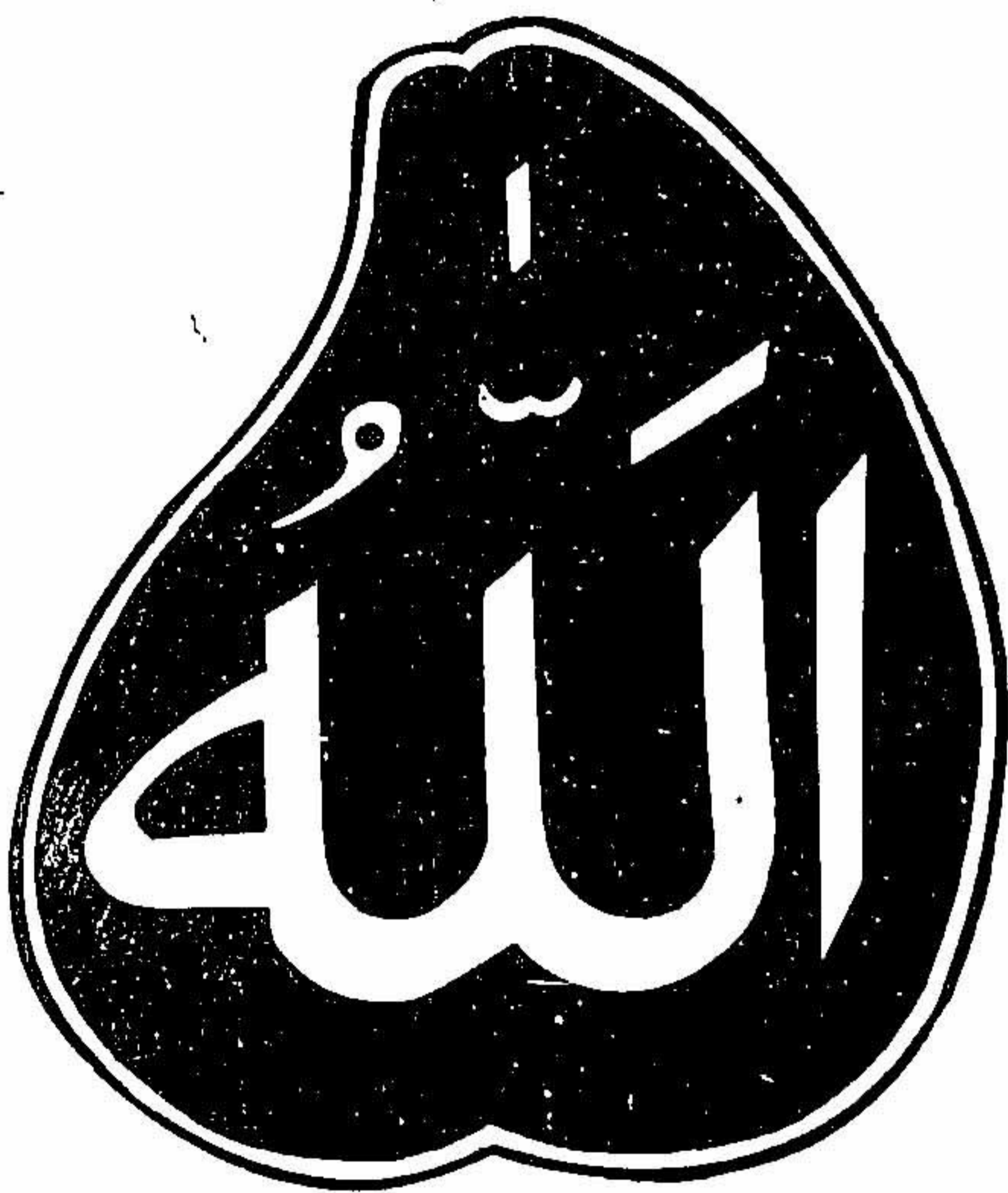
ایم۔ اے (پنجاب)، پی، ایچ، ڈی (مانیجنگ)

سابق ڈین السنہ شریف، پشاور یونیورسٹی

DATA ENTERED

5

PP-01-0M



الله

1971

## فہرست مضامین اردو ترجمہ عین الفقر

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۱	دیباچہ	-1
۴	سلطان العارفین حضرت سلطان باہو کے مختصر سوانح حیات	-2
۹	حمد و نعت	-3
۶۸	لفظ فقر کی تعریف اور حقیقت فقر کے بیان میں	-4

## باب اول

۷۰	مشاہدہ ذات توحید برزخ اسم اللہ و توحید باری تعالیٰ فنا فی اللہ کے پہنچنے کے اسباب	-5
----	---	----

## باب دوم

۹۶	تجلیات و تحقیقات مقامات نفس و شیطان و غیر ماسوائے اللہ	-6
----	--	----

## باب سوم

۱۱۷	مرشد کامل و طالب صادق کی خصوصیات	-7
-----	----------------------------------	----

## باب چہارم

۱۵۰	نفس کی مخالفت اور اس کو مارنے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس کو زیر کرنے کے بارے میں	-8
-----	--	----

## باب پنجم

۲۰۴ -9 علماء و فقراء کا بیان اور کیفیت ذکر خدائے عزوجل

## باب ششم

۲۳۹ -10 ذکر مراقبہ و مشاہدہ و خواب و جواب برزخ و تعبیر و غرق  
بوحسب فتاویٰ اللہ

## باب ہفتم

۲۹۶ -11 ذکر لسانی و ذکر قلبی و ذکر روحی و ذکر سری و جہری و خفی کے بیان میں

## باب ہشتم

۳۳۵ -12 عشق و محبت و فقر فتاویٰ اللہ و وصال و حال و احوال کے بیان میں

## باب نہم

۳۷۰ -13 شراب کے ذکر اور حقائق اولیاء اللہ اور ترک ماسوائے اللہ کے بیان میں

## باب دہم

۴۱۱ -14 ذکر فتاویٰ اللہ بقابالہ و ذکر فقر اولیاء اللہ و ترک دنیا و ماسوائے اللہ

## ویباچہ

”تیغ برہندا“ ”کلید التوحید خورد“ اور ”گنج الاسرار“ کے بعد ”عین الفقر“ حضرت سلطان باہو کی یہ چوتھی نثری قلمی تصنیف ہے، جو اس بار حضرت سلطان باہو اکیڈمی اور حضرت سلطان باہو ٹرسٹ کے باہمی اشتراک سے تدوین اور اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔

یہ ضخامت کے اعتبار سے سلطان العارفین کی بڑی کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اور ان کی تعلیمات و افکار کے لحاظ سے اسے اساسی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

جہاں تک اس کے نفس مضمون کا تعلق ہے تو اس کی وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں، ”اس لئے کہ حضرت سلطان باہو کی تمام نگارشات کا مضمون اور موضوع ایک ہی ہے اور ہر کتاب کے تقریباً ہر صفحے پر علم ”تصور اسم اللہ ذات“ اور علم ”دعوت القبور“ اور ان سے حاصل ہونے والے درجات، مراتب اور کمالات کا ذکر اور تفصیل موجود ہے۔ حضرت سلطان باہو کی کوئی ایک کتاب پڑھ لیں، تو گویا آپ نے ان کی تمام کتابیں پڑھ لی ہیں اور تمام کتابیں پڑھ لیں تو گویا آپ نے ان کی ایک ہی کتاب پڑھ لی ہے۔ ان کی کوئی ایک کتاب غور سے پڑھ کر سمجھ لیں تو تمام کتابوں کے مندرجات اور مضامین کی سمجھ آجاتی ہے۔

زیر نظر کتاب ”عین الفقر“ کا اسلوب نگارش بہت پیچیدہ اور گنجلک ہے۔ اس کی اور حضرت سلطان باہو کی دیگر کتابوں کی تمام کی تمام فارسی نثر مسجع اور مقفی ہے اور یہ شاعری کی صنعت ہے۔ اس کا رواج قدیم فارسی نثر نگاروں میں پایا جاتا تھا۔ سعدی شیرازی کی ”گلستان“ میں اسی نوع کی نثر موجود ہے اور اسے اپنی ادبی خوبیوں اور محاسن کی وجہ سے عالمی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ مگر حضرت سلطان باہو کے اشعار جس طرح معری اور آزاد ہیں اور ان میں توانی اور ردائف کی صحت کا کوئی خاص لحاظ نہیں رکھا گیا، اسی طرح آپ کی نثر بھی فارسی قواعد و ضوابط کی قیود اور لوازم سے آزاد اور معری ہے۔ دراصل حضرت سلطان

باہو کا مقصد مروجہ فارسی زبان کے ذریعے اپنے مافی الضمیر خیالات اور روحانی فلسفے کا اظہار تھا۔ فصاحت و بلاغت سے آپ کو کوئی سروکار نہیں تھا اور حقیقت یہ ہے کہ جو امور واردات قلبی یا الہام کے ساتھ مخصوص ہیں ان کیفیات کی صداقت سخن طرازی اور عبارت آرائی سے بے نیاز ہوتی ہے، بالکل ایسے ہی جیسے حسین و جمیل چہروں کو مشاطگی کی حاجت نہیں ہوتی۔ حضرت سلطان باہو کا موضوع اور مضمون ہی اتنا بلند و ارفع اور اس قدر محاسن کا حامل ہے کہ وہ بظاہر غیر بلیغ اور غیر فصیح سادہ فارسی عبارتوں میں بھی منور اور روشن نظر آ رہا ہے اور ایک دنیا اس سے فیضیاب اور مستفید ہو رہی ہے (۱)

”عین الفقر“ کے قلمی نسخہ کو ترتیب دیتے وقت حضرت فقیر نور محمد صاحب کلاچوی کے قلمی نسخہ کو جو ۲۰ ماہ شعبان المعظم ۱۳۳۲ھ میں انہوں نے خود اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا، پیش نظر تمام قلمی نسخوں میں سب سے زیادہ خوشخط اور نسبتاً قدیم ہونے کی وجہ سے متن قرار دیا گیا ہے۔

خاکسار نے ”عین الفقر“ کے ترجمہ و تشریح کے کام کو جون ۱۹۹۲ء میں شروع کیا تھا، جبکہ مولف پشاور یونیورسٹی سے بحیثیت ڈین السنہ شرقیہ ریٹائر ہوا تھا۔ پھر نومبر ۱۹۹۲ء میں مجھے اور میری اہلیہ کو اپنی پیاری بیٹی یاسمین اور داماد ڈاکٹر خالد محمود نے سیرو سیاحت کے لئے فلورڈا (امریکہ) بلایا، تو ہم امریکہ چلے گئے۔ ”عین الفقر“ کے مرتب کرنے کا تقریباً تمام کام امریکہ ہی میں پایہء تکمیل کو پہنچا۔ تحقیقی کام کرنے کے لئے خوشگوار فضا اور ماحول کی از حد ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ سہولیات مجھے وہاں میسر آئیں۔ بیٹی اور داماد کا نو تعمیر شدہ گھر سمندر کے کنارے واقع تھا۔ لکھنے پڑھنے کے لئے یہ ایک آئیڈیل ماحول تھا۔ ”عین الفقر“ کے آٹھ باب وہاں مکمل ہو گئے۔ دو باب باقی رہ گئے تھے، جو مارچ ۱۹۹۳ء کے اواخر میں پاکستان واپس پہنچ کر مکمل ہو سکے۔

۱- عقل بیدار، ترجمہ و شرح از صاحبزادہ فقیر عبد الحمید سروری، کلاچی، ڈیرہ اسماعیل خاں، ۱۹۹۲ء ص



بندہ نے حتی الامکان اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی ہے کہ یہ ترجمہ اغلاط سے پاک ہو، مگر پھر بھی انسان خطا کا پتلا ہے۔ اگر قارئین کرام کو اس میں کوئی نقص یا خامی اور غلطی نظر آئے تو وہ ازراہ کرم اس کی نشان دہی کریں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے اور دعا کریں کہ پروردگار عالم اس کتاب کے طفیل ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت اور عشق کی دولت عطا فرمائے، جس پر ایمان کا دارومدار ہے۔

یہ دیباچہ نامکمل رہے گا، اگر میں دو مقتدر شخصیات کا آخر میں تذکرہ نہ کروں، جن کا اگر مالی تعاون حاصل نہ ہوتا تو یہ ترجمہ کتاب معرض وجود میں ہی نہ آتا۔ ان میں پہلا نام نامی جناب صاحبزادہ حضرت سلطان نیاز الحسن صاحب کا ہے، جو سلطان العارفین کے عظیم خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں اور دوسرے میرے مخلص اور مخیر دوست اور حضرت سلطان باہو کے عقیدت مند جناب احمد ندیم کا ہے۔ میں ان دونوں ذی وقار حضرات کا تہ دل سے ممنون ہوں، جنہوں نے اس کتاب کے طباعت کے جملہ اخراجات برداشت کئے۔

”عین الفقر“ کے اس اردو ترجمہ اور تشریح پر جناب صاحبزادہ حضرت فقیر عبدالحمید، سجادہ نشین نوریہ، کلاچی اور جناب پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ سلطان الطاف علی، چیئرمین بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ، کوئٹہ نے نظر ثانی فرمائی اور مناسب ترامیم تجویز کرتے ہوئے مفید مشورے عنایت فرمائے۔ میں ان گرامی قدر حضرات کا بھی انتہائی سپاسگزار ہوں اور دعا گو ہوں، کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین و دنیا میں صلاح و فلاح سے بے حد نوازے۔ ”آمین“ اور مجھ عاصی کی اس سعی جمیل پر تشنگان بادۂ حقیقت کو راہ ہدایت دکھلائے۔ اور میرے لئے یہ توشہء آخرت بنائے۔

(آمین)

احقر  
کے، بی، نسیم، لاہور

## سلطان العارفين حضرت سلطان باھو کے مختصر سوانح حیات

حضرت سلطان باھو اللہ تعالیٰ کے وہ برگزیدہ ولی تھے، جنہوں نے اپنی ساری زندگی اشاعت اسلام اور تبلیغ حق میں گزار دی۔ وہ بے پناہ عارفانہ خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ ولایت کے مقام ارفع پر پہنچے۔ اس کے باوجود وہ خود کو ناچیز ظاہر کرتے۔ آپ کی طبیعت میں عجز و انکساری اور خاکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ نے شہرت، غرور و تکبر اور خود نمائی جیسی چیزوں سے ہمیشہ نفرت کی۔ راہ حق میں آپ نے بڑی جانفشانی اور لگن سے لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ آپ دولت ولایت سے مالا مال تھے اور یہ شرف بھی آپ کو حاصل ہے کہ آپ پیدائشی ولی اللہ تھے۔ آپ اویسی سلسلہ سے وابستہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قبر مبارک میں یہ فیض رکھ دیا ہے کہ آپ مزار شریف پر حاضر ہونے والے کی تربیت فرمادیتے ہیں۔ مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں آپ کے شب و روز گزرے۔ آپ کے دہلی کے چند روزہ قیام کے دوران میں شہنشاہ اورنگ زیب آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونا چاہتا تھا، مگر آپ نے انکار کیا۔ آپ ذاتی اغراض اور دنیاوی دلچسپیوں سے بے نیاز تھے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ یاد خداوندی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گذرا۔ آپ کی تعلیمات و افکار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن پاک اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہونے سے ہی انسان کو روحانی دولت میسر ہوتی ہے اور یہی عمل باعث نجات اور کامیابی و کامرانی کا ذریعہ ہے۔

حضرت سلطان باھو ۱۰۳۹ھ بمطابق ۱۶۳۱ء میں شورکوٹ کے نواح میں پیدا ہوئے۔ آپ نے لڑکھن کی زندگی حالت یتیمی میں بسر کی، لیکن آپ کی صالح اور نیک سیرت والدہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے جن کا سینہ توحید سے منور تھا۔ آپ کی تربیت اس انداز سے کی کہ آپ ایک دن دنیا کے سامنے چمکتے ہوئے آفتاب بن کر نمودار ہوئے۔ حضرت سلطان باھو کی ولی اللہ والہ ماجدہ نے اپنے اس لخت جگر کو ہمیشہ با وضو دودھ پلایا، جس سے آپ کے رگ و ریشہ میں عبادت و پاکیزگی سرایت کر گئی۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ جس معصوم بچے کی والدہ ایسی طاہرہ ہوں، اس کا ستارہ قسمت

کیوں نہ بلند ہو۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی  
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آداب فرزندگی

جب آپ جوان ہوئے تو والدہ محترمہ نے طاہری پیرو مرشد کے ہاتھ پر بیعت کی  
تلقین فرمائی۔ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے گڑھ بغداد کے بزرگ حبیب اللہ قادریؒ  
اور پھر ان کے پیرو مرشد حضرت عبدالرحمنؒ قادری دہلوی سے باطنی فیوضات حاصل  
کئے، جو اورنگ زیب عالمگیر کے شاہی منصب دار تھے۔

حضرت سلطان باہو کی تمام عمر سیر و سفر اور گمنامی (۱) میں گزری۔ آپ ہمیشہ اپنے  
آپ کو لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے اور انوار ذات کی کثرت تجلیات کے سبب کبھی کسی  
کرامت کا ظہور ہوتا تو آپ وہ جگہ چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جاتے، تاکہ لوگوں کی زیادہ  
آمد و رفت یاد حق اور عبادت الہی میں خلل انداز نہ ہو۔ پھر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ  
آپ کے نزدیک طاہری کشف و کرامات کی کوئی وقعت نہ تھی۔ چنانچہ آپ خود ارشاد  
فرماتے ہیں:-

”اگر برہوا پری مگسی و اگر بر آب روی خسی و اگر دل مردمان را مسخر گردانی، اہل  
ہوسی“۔ یعنی اگر تو ہوا میں اڑتا ہے تو ایک مکھی کے برابر ہے اور پانی پر چلتا ہے تو ایک  
ادنیٰ تینکے کے برابر ہے۔ اور اگر عوام الناس کو اپنی کرامات کی طرف مائل کرے اور ان  
کے دلوں کو مسخر کر لے تو اہل ہوس ہے۔

سلطان العارفین (عارفوں کے بادشاہ) آپ کا مشہور و معروف لقب ہے۔ آپ کی  
نظر کرم اور توجہ عباطنی سے بے شمار طالبان حق خدا رسیدہ ہو گئے۔ آپ کی نظر عنایت  
اور توجہ عباطنی کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ آپ ایک ہی نگاہ سے جاہل کو عالم اور مردہ دل کو  
زندہ دل، روشن ضمیر اور کامل ولی اللہ بنا دیتے تھے۔ کسی دنیا دار کو نظر بھر کر دیکھتے تو اسے  
دل کی دنیا میں آباد کر دیتے اور دولت اخروی سے مالا مال کر دیتے تھے۔ اگر کسی غیر مسلم  
پر آپ کی نظر لطف و کرم پڑ جاتی تو اسے کلمہء طیبہ پڑھ لینے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا تھا۔

۱۔ مخزن الاسرار از حضرت فقیر نور محمد کلاچویؒ لاہور، سال اشاعت مذکور نہیں، ص ۱۸۷

اس طرح ہزاروں غیر مسلم محض آپ کی نظر کرم سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ سبحان اللہ! یہ کتنا بڑا فضل خداوندی ہے کہ اس نے اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے اولیائے کرام کی نظر میں اتنی تاثیر پیدا کر دی۔ ”مناقب سلطانی“ میں منقول ہے کہ عالم طفولیت میں ایک دفعہ جب آپ بیمار ہوئے تو آپ کی اجازت سے لوگ ایک برہمن طبیب کو بلانے کے لئے اس کے گھر گئے۔ برہمن نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں وہاں گیا، تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ ان کا قارورہ یہاں لے آئیں، لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ جب برہمن طبیب نے قارورہ کی بوتل کو اٹھا کر دیکھا، تو بے ساختہ اس کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہو گیا۔ اس چشمہء معرفت سے بے شمار طالبان حق کو باطنی فیض ملا۔ آپ اپنی تالیفات میں خود فرماتے ہیں کہ اس فقیر نے لاکھوں بلکہ ان گنت طالبوں کو ایک دم میں ایک قدم پر خدا رسیدہ کیا ہے اور یہ امر واقع ہے کہ اس دار فانی سے پردہ فرما چکنے کے بعد بھی آپ کی قبر انور سے فیض کا سلسلہ جاری ہے اور آج بھی ہزاروں لاکھوں خوش نصیب لوگ آپ کے روضہء پر انوار کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور باطنی فیوض حاصل کر کے بامراد واپس لوٹتے ہیں اور یہ تو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ہزاروں لاکھوں خاص و عام دیکھتے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک دیکھتے رہیں گے کہ جس وقت لوگ آپ کے مزار مقدس کی زیارت کے لئے خانقاہ شریف کے اندر داخل ہوتے ہیں، تو مزار شریف کو دیکھتے ہی بے اختیار ذات الہی کے شوق سے رونے لگ جاتے ہیں اور ذکر جہران کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔

سینکڑوں بانصیب آدمی صاحب حال، زندہ دل، صاحب تاثیر ذاکر قلبی اور ذاکر روحی ہو جاتے ہیں۔ یہ محض کمال اطاعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نتیجہ ہے۔

آپ کا وصال مبارک ۶۳ برس کی عمر میں ۱۱۰۲ھ بمطابق ۶۱۶۹۲ء میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک ضلع جھنگ تحصیل شورکوٹ میں تھانہ گڑھ مہاراجہ سے چار

کلو میٹر کے فاصلہ پر دریائے چناب سے جنوب مغرب کی طرف ایک گاؤں میں واقع ہے، جو آپ ہی کے اسم مبارک یعنی موضع سلطان باہو سے موسوم ہے۔

علم تصوف میں آپ نے ایک سو سے زائد کتابیں فارسی زبان میں تحریر فرمائی ہیں۔ آپ کی تصانیف کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ پڑھنے کے ساتھ ہی ان کی تاثیر بھی شروع ہو جاتی ہے۔ اور ان میں سے کسی ایک کا بلاناغہ مطالعہ ہی طالب حقیقی کو منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ میری نگارشات اکثر القائیہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی لطیف تاثیرات طالب حق کے رگ و پے میں اترتی چلی جاتی ہیں۔ اس کا حوصلہ بندھتا ہے اور اسے اپنی خوابیدہ صلاحیتیں بیدار ہوتی نظر آتی ہیں۔ اپنی تصنیف لطیف ”اورنگ شاہی“ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”جو اس تمام رسالہ کو پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا مطلب پورا کر دے گا اور دنیا و آخرت میں لامحتاج رہے گا“ بلکہ اس رسالہ کا مطالعہ عین فرض ہے، کیونکہ یہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ اس رسالے کا نام ”اورنگ شاہی“ رکھا گیا ہے اور حضور نمائے توحید الہی کا خطاب اس کو دیا گیا ہے۔ پس جو شخص اسے اخلاص سے پڑھے گا، اسے ظاہری مرشد کی ضرورت نہیں رہے گی، کیونکہ اس کے مطالعہ سے ہمیشہ کے لئے لوح محفوظ منکشف ہو جاتی ہے اور جہاں چاہتا ہے اپنی دید کو توفیق پہنچا سکتا ہے۔“

آج کے روحانیت سوز ماحول میں جبکہ انفرادی اور اجتماعی ہر سطح پر مادیت اور براہمیت کے فروغ نے بالاخر انسان کی باطنی شخصیت کو شکست و ریخت کا شکار بنا دیا ہے۔ ہر طرف انتشار، کجروی اور بے راہروی کی ایک لہر دوڑ رہی ہے اور مسلمان ہمہ گیر زوال سیرت میں مبتلا ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو پھر سے رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چشمہ فیض کی طرف متوجہ کیا جائے اور اتباع سنت و پیروی شریعت کو ملک میں فروغ دینے کے لئے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو اور دیگر اولیائے کرام

کے حقیقی مشن کو عالمی سطح پر جاری و ساری کیا جائے اور اس سلسلہ میں منظم انقلابی تحریک چلائی جائے، جس کا منتہائے مقصود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و اتباع کے جذبہ کو ایک زندہ اور فعال قوت بنا کر مردہ دلوں کو ذوق رہبری سے سرشار کرنا ہو:

قوت عشق سے ہرپست کو بالا کر دے  
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

(اقبال)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ لَمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمِیْتِ وَیُخْرِجُ  
الْمِیْتِ مِنَ الْحَیِّ (۱) لَیْسَ كَمِثْلِهِ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (۲)  
و درود بر سیدالسادات اشرف کل مخلوقات بزرگوار را رسل رسوله با الهدی و  
دین الحق -

حدیث قدسی

لَوْلَا كَلِمَا خَلَقْتُ اِلَّا فَلَآ كُنْتَ اَوْسْت - قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِی  
یُحِبِّکُمْ اللّٰهُ (۳) بِمَقَامِ سِتِّ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلٍ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهِ  
وَاصْحَابِهِ وَاٰلِ بَيْتِهِ اَجْمَعِیْنَ -

بدانکه این کتاب را نام عین الفقر نهاده شد که طالبان اللہ تعالی و فقراء فنا فی اللہ را در هر مقام  
از خاص و عام مبتدی و منتہی و متوسط بہرہ عظیم طریق صراط المستقیم سراسر ار مشاہدات  
تجلیات نور الانوار توحید عین ذات علم الیقین عین الیقین حق الیقین حق محبت نصیب کند -

حدیث قدسی

كُنْتُ كُنْزًا مَّخْفِيًّا فَاحْبِبْتَنِي اِنْ اَعْرَفْتُ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لَا اَعْرَفُ (۴)  
ثابت قدم بشناسد - و خلافت از راه شرع شریف محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نکند و از  
راه راستی غلط نورزد - و در استدرراج و بدعت نیفتد -

۱- سوره یونس ۱۰: ۳۱-۲ - سوره الشوری ۳۲: ۱۱-۳ - سوره آل عمران ۳: ۳۱-۴ - موضوعات کبیر ملا علی

تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کو ہیں جو سارے جہانوں کا مالک ہے۔ جس کی ذات کو ہمیشگی ہے۔ وہ قادر مطلق جو زندہ کو مردے سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ اور کوئی چیز بھی جس کی مثل نہیں اور وہ سب مخلوق کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔

دروو و سلام نامحدود سید السادات جناب احمد کبریا محمد مجتبیٰ پر ہو جنہیں کل مخلوقات ہر وہ ہزار پر شرف ہے۔ اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر ہدایت اور دین الحق کے ساتھ بھیجا ہے۔

### حدیث قدسی

اے پیغمبر! اگر تم نہ ہوتے تو ہم زمین و آسمان کبھی نہ بناتے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں کلام پاک میں فرمایا ہے 'اے ہمارے پیغمبر! تم لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو تم میری پیروی کرو۔ خدا تعالیٰ تمہیں اپنا دوست بنا لے گا' جن کی شان یہ ہے کہ ان کا اسم مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور ان کی تمام آل، تمام اصحاب اور تمام اہل بیت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

(اے طالب!) جان لے کہ اس کتاب کا نام عین الفقر رکھا گیا ہے (اس لئے رکھا گیا ہے) کہ طالبان خدا و فقراء فنانی اللہ مبتدیان و مستہین و متوسطین خاص و عام کو ہر مقام میں نفع عظیم دے اور صراط مستقیم کے طریق پر قائم رکھے۔ اور اسرار و مشاہدات و تجلیات انوار توحید عین ذات پر انہیں علم الیقین (۱) عین الیقین حق الیقین حاصل ہو اور انہیں اس کی محبت کا حق نصیب کرے۔

### حدیث قدسی

میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ اس لئے مخلوق کو پیدا کیا۔ (طالب اس راز کو پاتا ہوا) ثابت قدم رہے۔ اور کہیں صراط مستقیم شرع آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف نہ کرے اور سیدھے راستے سے انحراف نہ کرے اور استدراج و بدعت میں نہ پڑ جائے۔

۱۔ جس چیز کو دلیل سے پہچانتے ہیں 'اسے علم الیقین کہتے ہیں۔ جیسے مخلوقات کو دیکھ کر خالق کو جاننا اور جس چیز کو مشاہدہ سے حاصل کرتے ہیں اسے عین الیقین کہتے ہیں، جیسے کہ آفتاب کو اپنی ذات کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ ان کے لئے مشاہدہ کافی ہوتا ہے۔ اور مشاہدہ کے نتیجہ کو حق الیقین کہتے ہیں، جیسے مشاہدہ تجلیات سے تقرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے۔



قوله تعالى: وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ (۱)

حلیت اللہ تعالیٰ ﷻ کُلُّ طَرِيقَةٍ رَدَّتْهَا الشَّرِيعَةُ فَهِيَ زُنْبِقَتُهُ (۲)

یعنی ہر راہیکہ رد کند شریعت آن راہ کفر است از راہ شیطانی و ہواء نفسانی و دنیای دون رہزن عالمیان خبردار باشند۔

مَنْ طَلَبَ شَيْئًا فَلَا شَيْئَ يَجِدُ لَهُ وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلَىٰ فَلَهُ الْكُلُّ (۳)

یعنی کسی کہ جوید چیزی را پس نیست ہیچ شی برای او و کسی کہ جوید او را برای او ہما چیز است۔ این چند کلمہ بجمت سلک سلوک طیر سیر معنوی (۴) مقصود فقر فقروا الی اللہ مطلوب طالب دنیا فقروا من اللہ مردود۔

نظم

پیکر من از توحیدش شد توحیدش در توحید عین ازان توحید مطلق ماسوی دیگر ندید  
 برد بالا عرش و کرسی با شریعت شاہراہ ہر مقامش خوش بدیدم سر وحدت ازالہ  
 ہر حرف توحید بنی ہر سطر توحید بین باشم دایم در مطالعہ تا شود حق الیقین (۵)

حدیث

كُلُّ اَنَا يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيهَا (۶)

میگوید فقیر باہو روندگان راہ آگاہ باشند کہ خدای تعالیٰ در مشرق و مغرب جنوب و شمال و فوق و تحت نیست۔ خدای تعالیٰ در شب و روز آفتاب و ماہتاب در آب و آتش و خاک و باد نیست۔

۱- سورہ الاعراف ۷: ۱۸۲-۲- یہ حدیث کتاب مرغوب القلوب صفہ ۹ میں ہے۔ ۳- عین الفقر مرتبہ

محمد نظام الدین ملتانی، مقام اشاعت و سن مذکورہ نہیں:

مَنْ طَلَبَ شَيْئًا فَلَا تَجِدُ لَهُ خَيْرًا وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلَىٰ فَلَهُ الْكُلُّ ص ۳-۳- ایضاً "صوری معنوی

ص ۳-۵- ایضاً "باش دایم در مطالعہ تا شوی حق الیقین" ص ۶۴- مرغوب القلوب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا، ہم بتدریج پکڑیں گے جہاں سے وہ بے خبر ہوں گے۔

حدیث:- جس کو شریعت نے رد اور ناپسند کیا، اس پر چلنا بے دینوں کا کام ہے۔ یعنی ہر وہ راہ جس کو شرع شریف رد کر دے، وہ راہ کفر ہے۔ (وہ راہ) شیطانی و سوای نفسانی اور دنیائے دوں رہزن کا ہے۔ طالبان کو اس میں خبردار رہنا چاہئے۔

### حدیث

جو شخص کسی چیز کی طلب کرتا ہے، پس اس کے لئے کوئی چیز نہیں ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو طلب کرتا ہے تو اس کے لئے سب کچھ موجود ہے۔

یہ چند کلمات سلک سلوک کی معنوی طیر سیر کی خاطر ہیں۔ (اور فی الحقیقت) مقصود فقیر کا یہی ہوتا ہے کہ (تمام تعلقات چھوڑ کر) اللہ کی طرف بھاگو اور یہی اس کا مطلوب ہوتا ہے۔ طالب دنیا فقیر وہ ہوتا ہے جو خداوند کریم سے بھاگ کر دنیائے دوں کے درپے ہوتا ہے اور وہ فقیر مزدود ہوتا ہے۔

### نظم

میرا وجود اس کی توحید سے ہمہ تن توحید ہو گیا۔ اور اس کی عین توحید کے سبب سے خداوند تعالیٰ کے سوا کچھ نہ دیکھا۔

مجھے یہ میرا وجود توحید مطلق کے ذریعہ سے عرش و کرسی سے بالاتر شریعت کی شاہراہ سے لے گیا۔ اور ہر مقام پر میں نے سر وحدت الہی کا اچھی طرح مشاہدہ کیا۔

(اے فقیر! اے طالب!) خداوند تعالیٰ کو توحید کے ہر حرف اور ہر سطر سے دیکھ۔ میں ہمیشہ اس کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں، تاکہ مجھے حق الیقین حاصل ہو جائے۔

### حدیث

ہر برتن سے وہی رستا ہے جو اس میں ہوتا ہے (یعنی جب برتن میں کچھ ہو گا ہی نہیں تو رے گا کیا خاک)

(اس مقام پر) فقیر باہو فرماتے ہیں کہ سالکان طریقت آگاہ ہو جائیں (کہ خداوند تعالیٰ مکان و زمان سے منزہ ہے) نہ وہ مشرق و مغرب میں ہے نہ جنوب و شمال میں، نہ اوپر اور نہ نیچے، نہ رات و دن میں، نہ سورج اور چاند میں۔

خدای تعالی در قیل و قال نیست۔ خدای تعالی خط خال نگریستن صورت جمال نیست۔  
 خدای تعالی در ورود و طایف تسبیح حروف نیست۔ خدای تعالی در زهد تقوی پارسائی باہر  
 در گدائی نیست (خدای تعالی در دلق پوشی لب بستہ خاموشی نیست) (۱)

### ابیات

ای سر تو در سینہء ہر صاحب راز پیوستہ در رحمت تو بر ہمہ باز  
 ہر کس کہ بدرگاہ تو آمد (۲) بہ نیاز محروم ز درگاہ تو کی گردد باز  
 و قدرت تو حید و ریای وحدت الہی در دل مومن سکونت گرفتہ۔ کسی کہ خواہد کہ حق  
 حاصل (کند) (۳) و با خدا و اصل شود اور را طلب مرشد کامل مکمل باید کہ آن صاحب گنجینہ  
 دل است۔ (از تصور تاثیر اسم اللہ ذکر اللہ وجود فقیر نور است) (۴) ہر کہ محرم دل شود از  
 نعمت حق تعالی محروم نماند۔ قال علیہ السلام: الرَّفِيقُ نَمَّ الطَّرِيقُ (۵)

### حدیث

مَنْ لَا شَيْخَ لَهُ فَيَتَّخِذْهُ الشَّيْطَانُ (۶)

بدانکہ دل مومن چہیت و سبج از چہارودہ طبق است۔

### حدیث قدسی

لَا يَسَعُنِي فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَكِنْ يَسَعُنِي فِي قَلْبِ عَبْدٍ لِمُؤْمِنٍ (۷)

۱- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۲۴-۲۵ ایضاً ص ۵: آید ۳- ایضاً ص ۵-۴ ایضاً

۵- مرغوب القلوب ۶- ایضاً ۷- ایضاً

نہ آب و گل میں اور نہ آتش و ہوا میں ہے اور نہ ہی وہ ذات کسی کی قیل و قال میں ہے۔ اور نہ انسان کے خط و خال، نہ صورت و جمال میں، نہ درد و ظائف میں، نہ زہد و تقویٰ و پارسائی میں، نہ گداگروں کی گدڑی (اور نہ کسی کے لب بستہ میں ہے) (اے انسان!) جان لے اور آگاہ ہو جا کہ سر خدا تعالیٰ صاحب راز کے سینہ میں ہے۔ اگر تو آجائے یعنی اگر تجھے خواہش ہے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر تو نہیں آتا یعنی اگر تیری خواہش نہیں ہے تو خدا تعالیٰ بے نیاز ہے۔ (اس کو کسی کی پرواہ نہیں)

### ابیات

اے وہ ذات! جس کا راز ہر صاحب دل کے سینہ میں رہتا ہے۔ تیری رحمت کا دروازہ دائمی طور پر سب پر یکساں کھلا ہوا ہے۔

ہر وہ شخص جو کہ تیری درگاہ میں عاجزی سے آتا ہے۔ وہ شخص تیری درگاہ سے کب محروم ہو سکتا ہے؟

پس قدرت توحید و ریائے وحدت الہی مومن کے دل میں سکونت رکھتا ہے۔ جو شخص خواہش رکھتا ہے۔ کہ اسے حق حاصل ہو اور اصل با خدا ہونا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ مرشد کامل کی طرف رجوع ہو، جو اپنے سینے کو اسرار توحید سے پر کئے ہوئے ہے (کیونکہ تصور اسم اللہ ذات کی تاثیر اور اس کے ذکر سے فقیر کا وجود منور ہوتا ہے) جو کوئی حامل راز ہو جاتا ہے، تو نعمت الہی سے بھی محروم نہیں رہتا۔ (ورنہ شیخ اور مرشد کامل کے بغیر نفس و شیطان اس پر غالب آتا ہے) نبی اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے: ”جس شخص کا رہبر نہیں، اس کا دین مکمل نہیں۔“

### حدیث

جس شخص کا کوئی مرشد نہ ہو، اس کو شیطان پکڑ لیتا ہے۔  
جان لے! کہ مومن کا دل کیا ہے۔ وہ چودہ طبقات سے بھی زیادہ وسیع ہے۔

### حدیث قدسی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری ذات زمین و آسمان میں نہیں سما سکتی، مگر وہ بندہ مومن کے قلب میں سما جاتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَلَا إِلَى أَعْمَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنِّي تَكْمُطُ  
(۱)

بدانکہ مرشد کامل راچہ نشان است طرفہ زدہ بگذرانند از ہر دو جہان مرشد کامل راچہ نشان  
است چشم زدہ مستغرق کند در مقام فنا فی اللہ نہ قصہ خوان نہ ذکر بر زبان است۔ مرشد کامل  
راچہ نشان است (ویک نظر او بہ از عبادت جاودان است۔ مرشد کامل راچہ نشان  
است) (۲) دست بدست رساند آنجا کہ امن امان است۔

قَوْلُهُ تَعَالَى: - وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ط (۳)

ای مردک سعی بکنی کہ از مرتبہ ۶ مردک بگذری و بہ مرتبہ ۷ مردکی۔ مرتبہ ۶ مردک  
کیست (۳) (و مرتبہ ۶ مردکیست) مرتبہ ۶ مردک آنست کہ دوام محاربہ کند باعداء اللہ  
تعالی کہ نفس و شیطان است۔ و مرتبہ ۷ مردعازی آنست کہ یکبارگی سراغیاری را از ہوا جدا  
اندازد کہ از محاربہ ۶ او ایمن شود یعنی استقامت بہ از کرامت و مقامت۔

مرشد کامل راچہ نشان است بجز حضوری ذکر دادن طالبان راصد گناہ و ہزار (۶) زیان  
است چرا کہ مرشد کامل صاحب استغراق است و ذکر نام دوری ہجو و فراق است۔  
صاحب مسمی راچہ تعلق با سہ۔ پس مرشد کامل و مکمل و اصل آنرا گویند کہ از غیر و ماسوی  
اللہ بیرون کشد و دفتر پریشان بشوید و ریاضت ریا را بچوید۔  
قَالَ عَلَيْهَا السَّلَامُ

الرِّبَاءُ مِنَ الْكُفْرِ وَالْكَفْرُ مِنَ النَّارِ ط (۷)

قَوْلُهُ تَعَالَى: - إِنْ أَكْرَمَكُمُ عِنْدَ اللَّهِ أَثَقَمَكُمُ ط (۸)

درین راہ ریاضت در کار است۔ نہ گفت و شنود و وعظ نصیحت۔

۱۔ فتاویٰ عزیزی ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶، ۳۔ سورہ آل عمران، ۳: ۹۷۔

عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۷، ۵۔ ایضاً، ص ۷، ۶۔ ایضاً، ص ۷، ۷: ہزاران ۷۔ حدیث،

۸۔ سورہ الحجرات، ۳۹: ۱۳

### حدیث قدسی

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ ہی تمہارے اعمال کی طرف توجہ کرتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیقوں کو دیکھتا ہے۔

جان لے کہ مرشد کامل کی کیا نشانی ہے۔ (مرشد کامل وہ ہوتا ہے کہ وہ آنکھ جھپکنے کی دیر میں دونوں جہانوں کی سیر کر دیتا ہے۔ مرشد کامل کی یہ پہچان ہے کہ وہ دم زدن میں مقام فنا فی اللہ میں مستغرق کر دیتا ہے۔ اس کی مرشدی صرف ذکر لسانی و قصہ خوانی تک ہی محدود نہیں ہوتی (بلکہ) مرشد کامل کی یہ نشانی ہوتی ہے کہ وہ ایک توجہ سے طالب صادق کو عبادت جاودانی کرنے سے بہتر مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ مرشد کامل کی یہ پہچان ہے کہ وہ دست بدست مقام دارالامان (مجلس نبوی) میں پہنچا کر اس آیت کریمہ کے مصداق بنا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اس (خانہء کعبہ) میں داخل ہو وہ صاحب امن ہو جاتا ہے (اسی طرح مرشد کامل کی بیعت میں امن حاصل ہوتا ہے اور وہ صاحب امن ہو کر اس آیت کا مصداق ہو جاتا ہے)

اے طالب خام: تو کوشش کر کہ تو مرتبہء خام سے گزر جائے اور جو انمردوں کے مقام پر پہنچ جائے۔ نامرد کا مرتبہ کونسا ہے (اور جو ان مرد کا مرتبہ کونسا ہے) نامرد کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں جو کہ نفس و شیطان ہیں ہمیشہ لڑائی کرتا رہے۔ اور مرد غازی کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ یکبارگی نفس و شیطان کا سر جدا کر ڈالے تاکہ (ہمیشہ کے لئے) اس کے رخا رہے سے بیخوف ہو جائے۔ کیونکہ استقامت (۱) کرامت (۲) و مقاومت سے بہتر ہے۔

۱۔ استقامت راست روی کو کہتے ہیں اور مراد یہ ہے کہ فقیر کج روی سے بچتا رہے اور نفس و شیطان کا شائبہ اپنے اوپر نہ آنے دے۔ استقامت سے مراد یہ بھی ہوتی ہے کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی چیز کی خواہش نہ کرے۔

۲۔ جو خلاف عادت کام کہ بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہو اگر اولیاء اللہ سے اس کا ظہور ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں اور کافر سے ظہور پائے تو اسے استدراج کہتے ہیں کہ اور چونکہ کرامت میں نفس کا شائبہ ہونا ممکن ہے اس لئے استقامت کو کرامت پر فضیلت ہے۔

مرشد کامل کا اور یہ نشان ہے (کہ وہ اپنی توجہ و باطنی کے ساتھ اپنے مرید کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں پہنچا دے)

اور بغیر حضوری مجلس طالبوں کو ذکر اذکار عطا کرنے میں صدہا تکالیف اور ہزار ہا آفات پہنچتے ہیں۔ کیونکہ مرشد کامل صاحب استغراق ہوتا ہے اور اسم کا زبانی ذکر دوری اور ہجرو فراق ہی ہے، لیکن جو مسمیٰ تک پہنچ جائے، اسے صرف نام (اسم) سے کیا واسطہ؟ (یعنی مرشد کامل طالبوں کو اسم ذات میں محور رکھتا ہے اور مرشد ناقص کو اس اسم کی لذت و تاثیر سے کچھ لگاؤ نہیں ہوتا اور یہ اسم ذات وہ ہے جس میں ہجرو فراق و دوری حاصل ہوتی ہے اور ذکر بھی اسی کا نام ہے جس میں ہجرا اور فراق اور اپنے سے دوری حاصل ہو۔ اور ناقص کو اس اسم سے کیا تعلق اور اس اسم کی تاثیر کی کیفیت کو وہ کیا جانے)

قَوْلُهُ تَعَالَى: - اَتَا مَرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسُونَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ  
اَفَلَا تَعْقِلُونَ (۱)

بشنوای صاحب علم جمال یک نظر مرشد کامل مکمل بهتر است از عبادت هزار سال چرا که در علم سروردی سر بر سرقیل و قال است و در نظر صاحب نظر تمام معرفت وصال است - اگر مرشد کامل مکمل طالب الله را ریاضت کشاند و در زهد و تقوی بیارد - بعضی فقیر در ذکر الله مشغول صاحب تاثیر فیض نظیر روشن ضمیر بر نفس امیراند - از دنیا و طمع فارغ و تارک و از هواء نفس و شیطان فارغ - راغب بر ازق و نصیب مقرب الله حبیب اینچنین فقر ذکر حسن فی الدارین و بعضی فقیر در اسم الله مشغول از برای غوغای خلق مشهور با نفس اسیر - مردم را بدام و درم دنیا دام گیرد و هر دور از ذکر دنیا معلوم باید کرد از داد و ستد دنیا شناسی که فقیر کامل ذکر دنیا به حقارت کند که از ذکر او دل صفائی گیرد فقیر طالب دنیا با خلاص کند که از ذکر آن بد دنیا محبت پیدا شود و اندازد و از ده سال یا بیست چهار سال یا چهل سال اگر عطا کند بی ذکر فکری زهد و تقوی طرفه زد و وصال جائیکه حال احوال لازوال استغراق فنا فی الله بقا بالله وصال آنجا چه حاجت مشقت مدتها سال -

بیت

اسم و جسم یک شده با یک وجود      آنچه بوده سر پنهان رخ نمود



پس مرشد کامل و مکمل و اصل اس کو کہتے ہیں جو (اپنے مرید کو) ماسوی اللہ سے باہر کھینچے اور اس کی پریشانی کے دفتروں کو دھو ڈالے اور اسکی ریاضت ریائی کو اس سے نکال دے۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے: ”ریا کفر میں سے ہے اور کفر آگ میں سے ہے۔“  
(اور) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ وہ قابل تعظیم ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔“

اس راہ میں (بے ریا) ریاضت درکار ہے نہ گفت و شنید اور وعظ و نصیحت۔  
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”کیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب کو پڑھتے ہو، تو کیا تمہیں عقل نہیں۔“

اے طالب ناواقف سن! مرشد کامل اور مکمل کی ایک نظر توجہ ہزار سال کی عبادت و ریاضت (و علم ظاہری کی فضیلت) سے فائق تر ہے، کیونکہ علم ظاہری میں سردردی اور سراسر قیل و قال ہوتی ہے اور صاحب نظر کی توجہ ہمہ تن وصال و معرفت ہے (اور) اگر مرشد کامل اکمل مرید پر ریاضت و زہد و تقویٰ کا دروازہ کھول دے (تو یہ امر اسکے اختیار میں ہے۔ چاہے سالہا سال اس میں رکھے) بعض فقیر (طالب کو) ذکر اللہ میں مشغول کر دیتے ہیں۔ صاحب نظر صاحب تاثیر ہوتا ہے اور صاحب تاثیر فیض رساں اور روشن ضمیر اور اپنے نفس پر غالب ہوتا ہے۔ طمع دنیا و ہوا و ہوس سے فارغ اور خواہشات شیطانی و نفسانی سے دور ہوتا ہے۔ وہ اپنے تمام حوائج کے لئے رازق مطلق کی طرف راغب ہوتا ہے اور مقرب حبیب الی اللہ ہوتا ہے (یہ صفت فقیر صاحب کمال میں ہوتی ہے) ایسے فقیر ذکر احسن فی الدارین ہوا کرتے ہیں۔ (اس لئے کہ ان کا ذکر فکر محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہوتا ہے) مگر بعض فقیر جو نامکمل اور ناقص ہوتے ہیں اور نفس کے غلام ہوتے ہیں، خلق میں مشہور ہونے کے لئے اسم اللہ ذات کے ذکر و فکر میں مشغول ہوتے ہیں اور محض خلق اللہ کو دکھانے اور دام تزویر میں لانے کے لئے کرتے ہیں۔ یہ (حقیقت میں) درم و دنیا کے بندے ہیں۔ (لہذا طالبان حق کو چاہئے) کہ وہ ہر دو ذاکروں کی اس دنیا کے لین دین کے ذکر کے بارے میں پہچان کر لیں۔ کیونکہ صاحب دل

فقیر کامل دنیا کا ذکر حقارت سے کرتا ہے (اس لئے کہ اس سے اس کے دل میں کدورت پیدا ہوتی ہے) اور اس کے ذکر سے صفائی قلب کی جاتی رہتی ہے۔ اور طالب دنیا فقیر دنیا کا ذکر اس شوق سے کرتا ہے کہ اس کے ذکر سے اس کے دل میں دنیا کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ اگر کچھ عطا کرتا بھی ہے، تو اسے بارہ، چوبیس یا چالیس سال لگ جاتے ہیں، لیکن فقیر کامل پلک جھپکنے میں ذکر فکر اور زہد و تقویٰ کے بغیر وصال کرا دیتا ہے اور جہاں (فقر کا) حال احوال، لازوال استغراق اور فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ ملے، وہاں سالہا سال اور مدتوں تک ریاضت اور مشقت کی کیا حاجت ہے۔

### بیت

ذکر اللہ یہ ہے کہ (کثرت) ذکر سے اسم اور جسم ایک ہو جائے۔  
اور جو کچھ راز پنہاں ہو نظر آنے لگے۔

درین مقام (جز غیر) (۱) ماسوی اللہ دیگر حرام، اسم با جسم پیوست و جسم با اسم بست۔

### بیت

چنان کن جسم را در اسم پنهان (۲) که میگرد الف در رسم پنهان طالب اللہ اسم اللہ را مثل جامہ پوشد چنانچہ جان است و در آن زندگی ہو نشان است ذات با ذات و صفات با صفات۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ، مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ لَفْنَاءَ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ  
بِالْبَقَاءِ (۳)

دم با قدم باید و قدم با دم۔

### بیت خاقانی

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی  
که یکدم با خدا بودن به از ملک سلیمانی

جواب با هو قدس سره :

بسی صد سالها باید شود فی اللہ جان فانی (۴)

دی نام محرم است آنجا غلط گفته است خاقانی

بشنو جاہل راجامہء جہل است و جامہء جہل جامہء شیطان است و عالم راجامہء علم است و جامہء علم دانش کلام اللہ از جہل شیطان نگہبان است و فقیر راجامہء نور معرفت سبحانی طیر سیر ہر دو جہان است۔ جاہل راجامہء مقہور است و عالم راجامہء مغفور است و در میان عالم و جاہل و فقیر و یکدیگر ہمہ فرق (۵) است۔

۱- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰، ۲- ایضاً، ص ۱۰: چنان کن اسم را در جسم پنهان، ص ۳-  
کیمیائے سعادت از امام غزالی و تفسیر عرائس البیان، ص ۳- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۱:  
بسی صد سالها باید فتانی اللہ شود فانی، ص ۵- ایضاً، ص ۱۱: فراق

اس مقام پر تو ماسوی اللہ دیگر تمام چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اس کا جسم اسم کے ساتھ پیوست ہو جاتا ہے اور جسم اسم کے ساتھ بندھ جاتا ہے۔

طالب کو چاہئے کہ وہ (کثرت ذکر سے) جسم کو اسم میں اس طرح پہنا کر دے۔ جس طرح بسم اللہ میں الف چھپا ہوا ہے (یعنی طالب کا وجود بظاہر تو جسم ہو، مگر درحقیقت وہ ذکر ہی ذکر ہو اور جس طرح بسم اللہ کی ب، الف میں حاجب ہے، اسی طرح جسم ذکر اللہ کا حاجب ہو)

طالب اللہ اسم اللہ کو جامہ کی طرح پہنتا ہے گویا کہ وہ جان ہے اور اس کی زندگی میں ہو کا نشان ہے ذات کا ذات سے اور صفات کا صفات سے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کہ جس شخص نے اپنے نفس کی حقیقت کو پہچان لیا۔ بے شک اس نے اپنے رب کو پہچان لیا اور جس شخص نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچان لیا۔ پس اس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہچان لیا و اورد ہے۔ (پس طالب مولیٰ کو چاہئے کہ) ہر وقت ہر سانس اپنے رب کو یاد کرے اور ایک دم بھی غافل نہ رہے۔

### بیت خاقانی

تیس سال کے بعد خاقانی کو یہ معلوم ہوا کہ ایک دم بھر بھی خدا کے ذکر کے ساتھ مشغول ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی سے کئی درجہ اعلیٰ ہے۔  
جواب باہو:

اے باہو! اس بات کو صدیاں چاہیں کہ فقیر مقام فنا اللہ میں ہو جائے اور اگر اس نے ایک دم بھی غفلت کی تو وہ نامحرم محروم ہے۔ اس لئے خاقانی نے یہ غلط کہا۔ ایک دم بھر خدا کو یاد کرنا کیا معنی؟ بلکہ ایک سانس بھی اس کی یاد سے غافل رہنے کی ممانعت ہے اور واذکر ربک اذ انسیت فرمایا ہے (اور یاد کر اپنے رب کو جب تو بھول جایا کرے یاد آتے ہی)

سنو! جاہل کا لباس اس کی جہالت ہے اور جہالت کا لباس شیطان کا جامہ ہوتا ہے۔ اور عالم کا لباس اس کا علم ہے اور عالم کا لباس علم کلام اللہ سے ہوتا ہے (جس کے ذریعے سے وہ) جہالت (و حرکات) شیطانی سے محفوظ رہتا ہے۔ اور فقیر کو لباس نور معرفت اسم اللہ ذات سے ملا ہوا ہوتا ہے (جس کے سبب سے) ہر دو جہاں پر اسے نصرت و بادشاہی ہوتی ہے۔ جاہل کو جامہ مقہوری حاصل ہوتا ہے اور عالم کو جامہ مغفوری دیا ہوتا ہے اور عالم جاہل اور فقیر کے درمیان باہم فرق ظاہر ہے۔

که جاہل عام و عالم خاص و فقیر خاص الخاص عارف باللہ است (۱)  
 از وجود جامہء جہل (۲) سخن شرک و کفر و جہل و بدعت می بر آید۔ از وجود جامہء عالم سخن  
 علم نص و حدیث می بر آید و از وجود جامہء فقیر بہ ہر سخن اسم اللہ معرفت الا اللہ جمال الہی  
 می بر آید۔

### حدیث

كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيهِ (۳)

قوله 'تعالی: وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ' (۴)

بشنو! مرشدیکہ فنا فی اللہ صاحب حضور است غرق کردن بوحدت و بدون حضور در مجلس  
 پیغمبر مشرف و سرفراز کردن آنرا چہ مشکل و دور است چرا کہ از ذکر فکر زہد تقوی حضور  
 کردن آسان تر است۔ سودا است دست بدست طالب اللہ را دست گرفتہ بکضور برود  
 سپارد۔ مرشدیکہ این قدر قوت ندارد آنرا مرشد نتوان گفت، بلکہ رہزن است۔ و رہزن  
 زن را گویند و شیطان نیز صورت زن شود۔

قوله تعالی: يَدَا لِّلّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ (۵)

### بیت

دست مردی گیر تا مردی شوی جز بمردان نیست راه رہبری (۶)  
 اما شرط آنکہ طالب اللہ آنچہ بعین بیند عین بیند چرا کہ نام اللہ ہادی است و خدای تعالی محمد  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را برای ہدایت پیدا کردہ است و شیطان صورت اہل  
 ہدایت نتوان شد۔

۱- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۱: کہ جاہل عام و عالم خاص و فقیر عارف باللہ خاص الخاص  
 است۔ ۲- ایضا، ص ۱۲: جاہل، ۳- کتاب مرغوب تبریزی، ۴- سوره کہف ۱۸: ۲۲، ۵- سوره فتح،  
 ۶- ۱۰: ۲۸- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۳: دست مرد گیر تا مردی شود جز بمردی نیست راه

کہ جاہل عام اور عالم خاص اور فقیر خاص الخاص عارف باللہ ہوتا ہے۔  
جامہء جاہل کے وجود سے شرک و کفر و جہالت اور بدعت کی باتیں نکلتی ہیں اور جامہء عالم کے وجود سے علم قرآن اور احادیث کی باتیں جاری ہوتی ہیں (جس سے عوام الناس کو فائدہ پہنچتا ہے) اور جامہء فقیر کے وجود سے یعنی فقیر کی ہر بات سے اسم اللہ ذات معرفت الا اللہ اور جمال الہی مترشح ہوتا ہے۔

### حدیث

”ہر برتن سے وہی رستا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور اپنے رب کو یاد کرو، جب تم بھول جاؤ“ (یعنی انسان کو چاہئے کہ خداوند کریم کے اسم پاک کو اس قدر پڑھے اور یاد کرے کہ اس کو اپنی ہستی بھول جائے اور اس کی ذات میں محو اور مستغرق ہو جائے، کیونکہ ذکر کا کمال یہی ہے کہ ذاکر مذکور میں فنا ہو جائے یعنی اپنے نفس کو اس کی محبت میں فنا کر دے۔ یہی ذکر کا کمال ہے اور بندے کی معراج ہے) سنو! وہ مرشد جو کہ فنا فی اللہ صاحب حضور ہے، اس کے لئے (مرید کو) اللہ کی وحدت میں غرق کرنا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں مشرف اور سرفراز کر دینا کیا مشکل اور بعید ہے، بلکہ آسان تر ہے اور صرف ذکر و فکر اور زہد و تقویٰ سے وحدت الہی میں مستغرق کرنا دشوار ہے۔ یہ سودا نقد اور دست بدست ہوتا ہے۔ کامل و مکمل مرشد طالب اللہ کا ہاتھ پکڑ کر حضوری میں پہنچا سکتا ہے اور وہ مرشد جو اس قدر قدرت نہیں رکھتا، اس کو مرشد نہیں کہا جاسکتا ہے، بلکہ وہ رہزن ہے اور رہزن زن کو کہتے ہیں اور شیطان بھی زن کی صورت میں ہوتا ہے (مگر اہل ہدایت پر اسے قدرت نہیں ہوتی) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔“

### بیٹ

(پس رہزن کو چھوڑ کر) ایک جوان مرد کا ہاتھ پکڑ، تاکہ تو بھی جوان مرد ہو جائے، کیونکہ جوان مردوں کے بغیر (تیری) راہبری ناممکن ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ طالب مولیٰ جو کچھ دیکھے، بصیرت کی آنکھ سے دیکھے، کیونکہ اسم اللہ اس کے لئے ہادی ہے۔ اور خداوند تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور شیطان لعین اہل ہدایت کی صورت ہرگز نہیں ہو سکتا۔  
جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

قال عليه السلام

مَنْ رَأَى فَقْدَرَأَى الْحَقَّ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي (۱)  
قَوْلُهُ تَعَالَى: إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ (۲)

پس مرشد کامل مکمل بمتابعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (است ۳) و  
مرشد ناقص مثل شیطان است۔ چون طالب اللہ را با نظر صاحب نظر ذکر جاری و دل  
بیداری بیگمان جاری گردد و نفس را سوزش و خواری گردد و مردم همسایه دیوانه گویند و از  
خلق بیگانه گردد و با خدا یگانه و بر زبان این ترانه از شوق می گوید۔

بیت

رو خلقیم هر که بیند رو      رو خلق است فقر لا یترو (۴)

قال عليه السلام:

لَا يَشْغَلُهُمْ شَيْءٌ عَنْ غَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ طَرَفَتَا الْعَيْنِ (۵)

(باہو ۶) هر دو جهانش یاد نیاید      از هر دو جهان آزاد بر آید

قَوْلُهُ تَعَالَى: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى (۷)

سالک نیز دو قسم است۔ سالک مجذوب و مجذوب سالک۔ فقیر ازین هر دو خارج است۔ مالک  
الملکی محبوب صاحب و ہم صاحب تصرف و چون باین مرتبه رسد و حشت پیش آید با حق  
انس گیرد و از غیر و ماسوی اللہ فرار گیرد و مشتاق اشتیاق شب و روز سوزش و فراق

۱- حدیث مشکوٰۃ ۲- سوره بنی اسرائیل ۱۷: ۶۵، ۳- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۳، ۴-

ایضا ص ۱۳: لایرد ۵- از تصنیف تبریزی ۶- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۳، ۷- سوره نجم،

”جس نے مجھے دیکھا، واقعی مجھے دیکھا۔ شیطان میری صورت کبھی نہیں بن سکتا۔“  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے شیطان! یقیناً جو میرے بندے ہیں ان پر تجھے کچھ قدرت نہ ہو گی۔“

پس مرشد کامل و مکمل تابعدار شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوتا ہے اور مرشد ناقص مثل شیطان لعین ہوتا ہے۔ جب صاحب نظر (مرشد) طالب اللہ پر نظر کرتا ہے، تو اس کی زبان پر ذکر جاری کر دیتا ہے اور اس کا دل بیدار بیگمان جاری ہو جاتا ہے۔ اور اس کے نفس پر سوزش اور ذلت وارد ہو جاتی ہے۔ اور ہمسائے لوگ اس کو دیوانہ کہنے لگتے ہیں اور وہ مخلوق سے بیگانہ ہو جاتا ہے اور اس کی زبان پر شوق سے یہ ترانہ رہتا ہے:

### بیت

جو کوئی یہ دیکھے یعنی جانے کہ ہم لوگ مخلوق کے روکے ہوئے ہیں، سو وہی مخلوق سے رو کیا ہوا ہے۔ فقیر کسی سے رو نہیں ہوتا۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے: ”طالب اللہ کو ذکر اللہ کے سوا کسی اور چیز سے دم بھر کو بھی (تشفی) مشغولیت نہیں ہوتی۔“

### بیت

”اے باھو! فقیر کے ماسوا ذکر اللہ کے دونوں جہان کی کوئی چیز یاد نہیں رہتی، بلکہ وہ دونوں جہان سے آزاد رہتا ہے۔“ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں معراج کے واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: نہ بہکی نظر آپ کی اور نہ بڑھی حد سے۔ (یعنی صاحب کمال ظاہری نظر سے کچھ بھی دیکھے، مگر ذکر اللہ سے غافل نہیں ہوتا)

سالک بھی دو قسم کے ہوتے ہیں سالک مجذوب اور مجذوب سالک۔ فقیر ان دونوں سے جدا اور الگ ہوتا ہے۔ فقیر مالک الملکی اور صاحب محبوب و صاحب تصرف ہوتا ہے، اور جب سالک اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، تو اس کے دل پر ایک وحشت طاری ہوتی ہے۔ وہ حق سے مانوس اور غیر اور ماسوا ی اللہ سے بیزار ہوتا ہے اور اس کا دل شوق و اشتیاق سے شب و روز سوزش و فراق میں رہتا ہے۔



و نفس او ہلاک۔ چنانچہ حضرت ابراہیم اوہم فرمودہ است تا پسران خود را یتیم کنی و زنان خود را بیوہ کنی و مثل سگان بر خاک نخسبی و خانہء خود را در راہ خدا تصرف کنی، گمان مبرکہ در صف مردان را بہت دہند۔ تَالنُّ تَنَا لُو الْبِرْحَتِي تُنْفِقُوا بِمَا تُحِبُّونَ (۱) و رد نہ خوانی و بِحِبِّهِمْ وَ بِحِبُّونَا (۲) نداری دوستی ظاہری و پنهانی کجا راضی شود بر تو یار جانی چرا کہ فقیر باہو میگوید کہ در راہ فقر استقامت باید نہ ہوای نفس و کرامت کہ استقامت مرتبہء خاص است و کرامت مرتبہء حیض و نفاس (است ۳) بشنو! ای یار طالب اللہ را با حیض و نفاس چہ کار؟ اول دل سلیم کن بعدہ بحق تسلیم کن۔

بیت

کشتگان خنجر تسلیم را  
ہر زمان از غیب جانی دیگر است  
قال علیہ السلام:

لَا يَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ فِي بَيْتِ الْكَلْبِ (۴)

دل بمثل خانہ است و ذکر بمثل فرشتہ و نفس بمثل سگ، ولیکہ بہ حب دنیا و ظلمات خطرات شیطانی پر ہوای ہوس نفسانی باشد، آن دل نظر رحمت اللہ حق سبحانہ و تعالیٰ نیابد۔ آن دل کہ برو نظر خدا عزوجل نباشد، آن دل سیاہ و گمراہ پر حسد حرص کبر باشد۔ چنانچہ از حسد قابیل ہابیل را کشت و از حرص حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام را از بہشت بدر کشیدند کہ دانہء گندم خورد و از کبر ابلیس را بہراتب علیہ اللعنت رسانیدند۔ پس ولیکہ خانہء ہوس است ہمیشہ با حرص حسد کبر مغرور و پریشان است بہر دنیای دون۔

۱- سورہ ال عمران ۳: ۹۲-۲- سورہ مائدہ ۵: ۵۳-۳- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۵، ۴-

امام بخاری و جامع الترمذی، مشکوٰۃ

اور اس کا نفس ہلاک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ادھمؑ نے فرمایا ہے: جب تک تو اپنے بچوں کو یتیم اور اپنی بیویوں کو بیوہ نہ کرے گا اور اپنے آپ کو زمین پر کتوں کی طرح نہ رلائے گا اور اپنے گھریا کو خدا کی راہ میں تصرف نہ کرے گا، گمان نہ کر کہ تجھے صف مردان میں جگہ دی جائے گی، جب تک کہ تو اپنے آپ کو اس آیت کریمہ: تم ہرگز بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے تا وقتیکہ کہ تم وہ چیز خدا کی راہ میں خرچ نہ کر دو جو تمہیں سب سے زیادہ عزیز ہے۔“ کے مصداق نہ بنائے گا اور ”اللہ انہیں دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔“ کو اپنا دستور العمل نہ بنائے گا اور تمہارا جانی دوست تمہاری ظاہری اور باطنی دوستی پر راضی نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے فقیر یاھو (اس موقعہ پر) فرماتے ہیں کہ راہ فقر میں استقامت چاہئے نہ کہ ہوائے نفس و کرامت، کیونکہ استقامت خاص مرتبہ ہے اور کرامت حیض و نفاس ہے۔

(غور سے) سن! طالب مولیٰ کو حیض و نفاس سے کیا سروکار؟ بلکہ چاہئے کہ وہ پہلے اپنے دل کو ہوا و ہوس سے پاک کرے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے۔

### بیت

خنجر تسلیم سے مرے ہوؤں کے لئے ہر زمانہ میں غیب سے نئی زندگی ملتی ہے (خنجر تسلیم سے مراد عشق و محبت ہے یعنی واصل باللہ لوگ جو خنجر تسلیم و رضا سے ذبح ہو چکے ہیں، ان کے لئے ہر لمحہ اور ہر ساعت میں غیب سے دوسری زندگی ملتی ہے۔ وہ کبھی مرتے نہیں، بلکہ ترقی پر رہتے ہیں)

حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ: ”جس گھر میں کتا رہتا ہے، اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہو سکتے۔“

(مطلب یہ ہے کہ) انسان کا قلب گھر کی مانند ہے اور ذکر مثل فرشتہ کے ہے اور نفس کی خواہش مثل کتا کے ہے۔

جس دل میں محبت دنیا بھری ہو اور وساوس شیطانی و خطرات نفسانی سے پر ہو، اللہ تعالیٰ اس دل پر رحمت کی نظر نہیں ڈالتا (پس) وہ دل جس پر خدائے عزوجل کی نظر رحمت نہ ہو، وہ دل سیاہ اور گمراہ ہو جاتا ہے اور حرص، کبر اور حسد سے بھر جاتا ہے چنانچہ حسد کی

قال عليه السلام:

حُبُّ الدُّنْيَا وَاللِّدِينِ لَا يَسْعَانِ فِي قَلْبٍ كَالْمَاءِ عَوَالِنَا رَفِيْنَا عَوَا حِدِيْنَا (۱)

بیت

بر زبان اللہ و در دل گوخر  
 این چنین تسبیح کی دارد اثر (۲)  
 فقیر آنست کہ ہر دو چشم پوشد و از ہژوہ ہزار عالم تماشای ہر دو جہان بیند۔  
 قولہ تعالیٰ: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ (۳)

حدیث

نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفَقْرِ الْمَكْبُوتِ (۴) فرمود پیغمبر علیہ السلام: خدای تعالیٰ پناہ دہد از آن  
 فقر کہ سرنگون پیش اہل دنیا باشد بہر دنیاویا آنکہ فقیری زر سیم ورم

۱- حدیث ۲- مثنوی مولانا روم ۳- سورہ نجم ۵۳: ۱۷-۲- حدیث- عین العلم شرح زین العلم  
 از ملا علی قاری

وجہ سے قابیل (۱) نے ہابیل کو قتل کر ڈالا اور حرص (۲) کے سبب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بوجہ دانہ و گندم کھانے کے جنت سے باہر نکلوا دیا گیا۔ اور تکبر کی وجہ سے ابلیس کو مراتب علیہ اللعنت تک پہنچا دیا گیا۔ پس وہ دل جو ہو اوہوس کی آماجگاہ ہوتا ہے ہمیشہ حرص و حسد میں مغرور اور دنیائے دوں کے درپے ہو کر پریشاں حال رہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”ایک دل میں دین و دنیا کی محبت یعنی دونوں کی محبت نہیں آسکتی، جس طرح ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے۔“ (۳)

### بیت

”زبان پر اللہ کا نام جاری ہے اور دل میں مکر و فریب بھرا ہے، ایسی تسبیح کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔“

فقیر وہ ہے جو اپنی دونوں آنکھیں دونوں جہانوں سے بند کر لے اور ہڈی ہزار عالم کا تماشا دیکھے۔ یعنی وہ دونوں جہانوں سے منہ موڑ کر اپنی توجہ محض الی اللہ کر لے۔

اللہ تعالیٰ نے (رسول اکرمؐ کی شان میں معراج کے واقعہ کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا ہے : ”نہ بہکی نظر آپ کی اور نہ بڑھی حد سے۔“ یعنی آپؐ نے معراج کے وقت خداوند تعالیٰ کی بڑی نشانیاں دیکھیں، مگر باوجود اس کے آپ کو کسی چیز کی طرف ایسی توجہ نہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے آپ کو غافل کر سکتی۔ اسی طرح فقیر کامل اگرچہ تمام عالم کی سیر کرتا ہے، مگر ذکر بھی ہر وقت جاری رکھتا ہے۔

### حدیث

(ایسے فقر سے جو دنیا کا محتاج بنا دے اور اس سے توجہ الی اللہ مطلق نہ ہو۔ اس فقر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ مانگی ہے) اور فرمایا ہے:

۱۔ قابیل اور ہابیل آدمؑ کے دو بیٹے تھے۔ دونوں نے خدا کی نیاز کی۔ قابیل نے رومی مال نیاز میں رکھا اور ہابیل نے بہتر سے بہتر بکری جو اس وقت ریوڑ میں تھی، نیاز میں رکھی۔ قابیل کی نیاز نامنظور ہوئی اور نامنظور ہونے کے قابل بھی تھی اور ہابیل کی نیاز قبول ہوئی۔ اس وقت کے دستور کے مطابق

آسمان سے آگ آکر قابیل کی نیاز کو جلا گئی۔ قابیل نے غصہ میں آکر مارے حسد کے اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا اور اس کی لاش کو لادے لادے پھرا، کیونکہ وہ پہلی موت تھی جو زمین پر واقع ہوئی۔ آخر کو اس نے کوئے سے دفن کرنا سیکھا اور اس کو اپنی حالت پر رنج ہوا۔

۲- حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں رکھا اور کہہ دیا کھاؤ اور پیو، مگر دونوں اس گندم کے درخت کے پاس نہ آنا، مگر شیطان نے ان دونوں کو بہکا کر گندم کا دانہ کھلوا دیا اور اس کے کھانے سے جنت کا لباس ان کے بدن سے جدا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے نکال کر زمین پر ڈال دیا۔

۳- مولانا جلال الدین رومیؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیاوی دون  
این خیال است و محال است و جنون  
(یعنی تو خدا بھی چاہتا ہے اور اس کمینی دنیا کو بھی۔ یہ ناممکن ہے، بلکہ یہ تیرا خیال جنون ہے)

دینار بسیار دارو بر آن استغنا کند همچون فرعون و بخل کند همچون قارون و فخر کند همچون نمرود و دنیا را عزت دهد همچون شدار۔

قوله تعالى: اذلتني على المؤمنين ائمة على الكافرين يجاهدون في سبيل الله ولا يخافون لومة لائم (۱)

بشنو! ترا خداي تعالی شرف داده است

قوله تعالى: لقد كرمنا بني آدم (۲)

و از برای عبادت خود آفریده است۔

قوله تعالى: وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون۔ (۳)  
اي يعرفون۔

پس عابد و عارف آنست که خود را تا باین عبادت رساند۔

قوله تعالى: وا عبد ربك حتى يا تيك اليقين (۴)

قول حضرت (غوث) شاه محی الدین:

ومن اراد العبادة بعنا لحصول الوصول فقد كفر واشرك بالله تعالى (۵)

بشنو! کسیکه از مراتب عبودیت بگذرد و بمقام ربوبیت فانی الله شود و صاحب مشاهده شود،

آن را عبادت چه کار؟

۱- سوره مائده ۵: ۵۳- سوره بنی اسرائیل ۱۶: ۷۰- سوره الذریت ۵۱: ۵۶- سوره الحجر ۱۵: ۹۹

۵- ملفوظات رساله غوثیه، ص ۶۵

ہاں پروردگار! ہم دنیا دار فقر سے پناہ مانگتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ اس فقر سے پناہ دے کہ وہ دنیا کی خاطر اہل دنیا کے سامنے محتاج و سرنگوں ہو جائے اور یا اس فقیر (اہل دنیا) سے جو زرو سیم و دینار بہت رکھتا ہو اور فرعون کی مانند اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے خبر ہو اور قارون کی طرح بخل اور نمود کی طرح غرور کرے اور شدا کی طرح دنیا کو زینت دے (پناہ مانگتے ہیں) (حالانکہ یہ مال و دولت اور عزت خداوند کریم نے اسے عطا فرمائی تھی۔ پس چاہئے تھا کہ اس کی عبادت اور اس کی شکر گزاری کرتا۔ اللہ تعالیٰ ایسے مالدار دنیا دار فقیروں سے پناہ دے اور دنیائے دوں کی ذلت و خواری سے بچائے)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (اے ایمان والو! تم سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا، تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لائے گا کہ جو اللہ سے محبت کرنے والے ہوں گے اور اللہ ان سے محبت کرنے والا) ”وہ مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔“  
(اے انسان) سن۔ تجھ کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی عطا کی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”ہم نے بنی آدم کو تمام مخلوقات پر عزت اور بزرگی دی ہے۔“ (مگر نہ اس لئے کہ وہ اپنے خالق کو بھول جائے) اور اس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”اور نہیں ہم نے جن و انسان کو پیدا کیا، مگر اپنی معرفت کے لئے تاکہ وہ میری عبادت کریں۔“ اور میری ذات کو پہچانیں۔

پس عابد اور عارف وہ ہے جو اپنے آپ کو اس (انتہا) عبادت پر پہنچا دے۔  
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اور اپنے رب کی اتنی عبادت کرو کہ یقین کی انتہائی منزل پر فائز ہو جاؤ۔“ (یعنی انسان کو چاہئے اس قدر خدا کی عبادت میں استغراق حاصل کرے کہ اس کو عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہو جائے اور اس مرتبہ پر آکر انسان پر عبادت فرض نہیں رہتی۔ چونکہ اس کو سکر حاصل ہو جاتا ہے اور سکر میں عبادت فرض نہیں رہتی۔ بلکہ بعد از شعور اس پر شکریہ کے طور پر عبادت کرنی لازم ہو جاتی ہے۔ اگر ہمیشہ سکر و بے تابی میں رہے تو

عبادت اس پر مسقط ہے۔ حضرت شیخ المشائخ سید عبدالقادر جیلانی کا قول ہے: ”جو شخص وصال حقیقی حاصل ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کرے“ پس بے شک اس نے اپنے مالک حقیقی کے ساتھ کفر کیا اور شرک کیا۔“

(اے طالب مولیٰ) سن! جو شخص کہ عبودیت کے مراتب سے گزر جاتا ہے اور ربوبیت فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور صاحب مشاہدہ ہو جاتا ہے، اس کو عبادت سے کیا سروکار؟



قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ:  
مَا نَظَرْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللَّهَ فِيهَا

حدیث قدسی:

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي فَلْيُظَنَّ بِي مَا يَشَاءُ (۱)

یعنی من نزدیک گمان بندہ خود ہستم کہ با من گمان میدارد۔ پس ای پیغمبر ما! بندہ (ما) را کہ گمان دارد با من چنانکہ خواهد او چون عین بعین ذات خود معائنہ کند عین یابد۔

قوله تعالى: وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ (۲)

امادرین راه اہل انسان باید کہ بہ بینند و چشم بکشاید عہ حیوان۔

حدیث قدسی:

خُلِقَتِ الْإِنْسَانُ بِصُورَةِ الْبَشَرِ (۳) کسیکہ معرفت ندارد، اگرچہ ہزار کتاب بخواند و

سلک و سلوک تصوف نداند۔ زبان زندہ و دل مردہ حامل علم مرکب بار بر بندہ۔

قوله تعالى: وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِمْ مِنْ حَبْلِ الْوَرْدِ (۴)

بیت

ہر کہ جان خود را فروخت اسم اللہ را خرید ہر کہ اسم اللہ خرید بعین العیان دید

۱- نقل از اربعین نودی ۲- سورہ الذریت ۵۱: ۲۱-۳- حدیث قدسی ۴- سورہ ق ۵۰: ۱۶

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے: ”میں نے کسی شے کو نہیں دیکھا، مگر یہ کہ خداوند تعالیٰ کا جلال اس میں دیکھا۔“

حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

### حدیث قدسی

”میں اپنے بندے کے گمان سے بھی زیادہ نزدیک ہوں۔ پس جو اس کا جی چاہے میرے ساتھ گمان رکھے۔“

یعنی میں اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہوں جو وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ پس اے میرے پیغمبر! میرا بندہ میرے ساتھ جو گمان رکھتا ہے جیسا کہ وہ چاہتا ہے۔ جب وہ اپنے دل کا پورا معائنہ کر لیتا ہے تو وہ خود ہی (وہی) عین بعین پالیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وہ تمہارے جی میں ہے“ پھر کیا تم غور سے نہیں دیکھتے؟“  
پس انسان کو چاہئے کہ وہ اس راستہ میں بصارت کو کشادہ کرے اور غور سے دیکھے۔ وہ حیوان نہیں ہے۔

### حدیث قدسی

وہ شخص جو معرفت خداوندی نہیں رکھتا وہ انسانی شکل میں جانور ہے، اگرچہ اس نے ہزاروں کتابیں کیوں نہ پڑھی ہوں، مگر وہ ابھی سلک و سلوک سے ناواقف اور تصوف سے بے خبر ہے۔ اس کی زبان زندہ اور دل مردہ ہے۔ ایسا صاحب علم تو مثل جانور باربردار ہے۔ (باوجودیکہ خدا تعالیٰ گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے، لیکن وہ معرفت خداوندی سے محروم و غافل رہا)  
جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اور ہم اپنے بندے سے اس کی گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔“

### بیت

جس نے اپنی جان کو فروخت کر کے اسم اللہ خریدا اور جس شخص نے اسم اللہ خریدا، تو گویا اس نے عین بعین مشاہدہ کر لیا۔ (یعنی اس پر تجلیات انوار جلوہ گر ہونے لگے)

## حدیث قدسی

تَفَكَّرُوا فِي آيَاتِهِ وَلَا تَفَكَّرُوا فِي فَاتِمَةَ (۱)

## بیت

او ز شرگ نزد چون گویند دور تو ازو بس دور تر او با حضور  
 قوله تعالى: وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ (۲)  
 اللہ تعالیٰ باتو ہمراہ و تو کور چشم ازو گمراہ۔

قوله تعالى: - وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ (۳)

اگرچه مردم علم بہر دنیا خواندہ اند و در روز معاش آشنائی بادشاہ ماندہ اند۔  
 قوله تعالى: أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ (۴)  
 علم آنتست کہ در سینہ بود نہ در سینہ کہ ازو پیدا شود حسد و کینہ۔ بشنوائی اہل حق شناس!  
 پیوستہ با خدا باش و ہرچہ از غیر ماسوی اللہ از (لوح ۵) ہتر اش کہ بجز ذات حق دیگر نہماند۔  
 قوله تعالى: كُلٌّ مِّنْ عَلَيْهَا فَأَنِّ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (۶)  
 رخ نہماند۔

## بیت

او مرا داند بہ بیند خوہتر راز وحدت را چہ داند گاؤ خرا (۷)

۱- نقل از عین العلم شرح زین العلم ملا علی قاری ۲- سوره الحديد ۵۷: ۳۴- سوره بنی اسرائیل ۷۱:  
 ۲۷- سوره الانشراح ۹۲: ۳- ۵- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۶۲۱- سوره الرحمن ۵۵:  
 ۲۷- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۲۱:

او مرا داند مرا بیند بما او خوش نظر حق وحدت را چہ داند گاؤ خرا

## حدیث قدسی

”اس کی نشانیوں پر غور کرو اور اس کی ذات میں غور نہ کرو۔“

## بیت

”اللہ تعالیٰ گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ پھر دور کیوں کر کہتے ہیں۔ تو اس (ذات) سے بہت دور تر ہے وہ تو تیرے ساتھ ہے۔“

”اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔“

اللہ تعالیٰ تیرے ہمراہ ہے اور تو کور چشم اس سے گمراہ ہے۔

”اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور جو شخص اس جہان میں اندھا رہا پس وہ قیامت کے روز بھی اندھا (۱) رہے گا۔“

اگرچہ لوگ علم حصول دنیا کے لئے سیکھتے ہیں اور روزی معاش کی خاطر بادشاہوں کے آشنا اور مددگار بن جاتے ہیں۔ (وہ علم زبان تک ہی رہتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھولا (۲)؟ اور آپ پرستے آپ کا وہ بوجھ اتار لیا جس نے آپ کی پیٹھ دوہری کر دی تھی۔“

علم وہ ہے جو سینہ میں ہو (یعنی علم وہ حاصل کرنا چاہئے جس سے ہمیشہ سینہ منور رہے) وہ علم سینہ میں نہ ہونا چاہئے جس سے حسد و کینہ پیدا ہو۔

۱۔ اندھا رہنے سے راہ حق نہ پانا مراد ہے اور اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ جس کی آنکھیں دنیا میں دیدار الہی سے محروم ہیں، قیامت میں کس طرح اسے دیکھ سکیں گی اور صوفی صافی اس کا یہی مطلب لیتا ہے:

ہر کہ اینجا نہ دید محروم است در قیامت از لذت دیدار  
جو شخص دنیا میں تجلیات ذات کے دیکھنے سے محروم ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت سے محروم رہے گا۔

۲۔ اے ہمارے پیغمبر! کیا ہم نے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے امی کہا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ لکھے پڑھے نہ تھے۔ چنانچہ پہلی دفعہ جبرائیل وحی لے کر آئے اور انہوں نے آنحضرت سے کہا۔ پڑھو۔ تو آپ نے فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، تو حضرت جبرائیل نے تین دفعہ آپ کے سینے کو دبوچا تو آپ جو کچھ لائے تھے پڑھنے لگے۔ شرح صدری سے یہی مراد ہے۔

اے حق شناس (غور سے) سن! ہمیشہ خدا کے ساتھ رہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف لو لگائے رکھ) اور بجز ذات الہی کے جو کچھ ہے، لوح دل سے مٹا دے، تاکہ ذات حق کے سوا کچھ باقی نہ رہے۔

جیسا کہ قرآن مجید سے ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ”تمام کائنات کے لئے فنا ہے۔ صرف تیرے رب کی ذات باقی رہے گی، جو عظمت والا اور بزرگی والا ہے“ کا جلوہ نظر آئے گا۔

### بیت

وہ (انسان) مجھے (ذات الہی) کو جانتا ہے، میں بہت اسے بھلا لگتا ہوں۔ جاہل شخص راز وحدت کو کیسے جان سکتا ہے؟

چون اسم اللہ بر دل صاحب راز منقش گردد و تجلی اسم اللہ بر دل غالب آید و قلب سوزان گردد مقام وحشت پیدا شود و نفس مغلوب گردد۔ یحییٰ النفس و یحییٰ القلب۔  
 قول حضرت شاہ محی الدین: **الْأُنْسُ بِاللَّهِ وَالْمَتْوَحِّشُ عَنْ غَيْرِ اللَّهِ**  
 بیت

(بأهو) اسم اللہ شد ہویدا بر جبین  
 برزخ فی اللہ بر دحق الیقین  
**أَلَدُّنِيَا لَكُمْ وَالْعُقْبَىٰ لَكُمْ وَالْمَوْلَىٰ لِي** (۲)

پیغمبر علیہ السلام فرمود: دنیا باشد بشما و عقبی باشد بشما۔ مرامولی بس است۔

حدیث

**وَمَنْ أَرَادَ الدُّنْيَا فَلَهُ الدُّنْيَا وَمَنْ أَرَادَ الْعُقْبَىٰ فَلَهُ الْعُقْبَىٰ وَمَنْ أَرَادَ الْمَوْلَىٰ فَلَهُ الْمَوْلَىٰ** (۳)

حدیث قدسی

**دَعُ نَفْسَكَ وَتَعَالَ** (۴)

بیت

از دل بدر کنم غم دنیا و آخرت  
 ی اخانہ ای جای رخت بود یا خیال (۵) دوست

۱- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۲۲- نقل از مرغوب تبریزی، ص ۳- زین العلم از ملا علی قاری، ص ۳- ایضا، ص ۵- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۲- جمال

جب اسم اللہ صاحب راز کے دل پر منقش ہو جاتا ہے اور اسم اللہ کا جلوہ اس کے دل پر غالب آجاتا ہے اور اس کے دل میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے، تو مقام وحشت پیدا ہوتا ہے اور نفس مغلوب ہو جاتا ہے، یعنی نفس مردہ اور دل زندہ ہو جاتا ہے۔  
 غوث الاعظم حضرت شاہ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا ہے: ”اللہ تعالیٰ سے انسیت (محبت) اور ماسوی اللہ سے وحشت اور نفرت پیرا ہوتی ہے۔“

### بیت

اے باھو! اسم اللہ میری پیشانی پر ظاہر ہو گیا ہے اور برزخ (۱) اسم اللہ سے مجھے حق الیقین تک لے گیا۔

### حدیث

”دنیا بھی تمہارے لئے اور عقبی بھی تمہارے واسطے ہے۔ مجھے مولیٰ بس ہے۔“  
 پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: ”دنیا تمہارے لئے اور عقبی بھی تمہارے لئے۔ مجھے میرا مولیٰ کافی ہے۔“

### حدیث

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور جس شخص نے دنیا کا ارادہ کیا، اس کے لئے دنیا ہے اور جس نے عقبی کا ارادہ کیا، اس کے لئے عقبی ہے اور جس نے مولیٰ کا ارادہ کیا، اس کے لئے سب کچھ ہے۔“

### حدیث قدسی

”اپنے نفس کو ترک کر دے اور اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کر لو۔“

### بیت

(حضرت سلطان باھو فرماتے ہیں) میں نے اپنے دل سے غم دنیا و آخرت نکال ڈالا ہے، کیونکہ ایک گھریا تو اسباب کی جگہ ہوتی ہے یا جمال دوست کی (یعنی جس طرح مکان یا مال و اسباب کی جگہ آرائش دار کمرہ ہو سکتا ہے، اسی طرح دل کا حال ہے اگر اس میں دنیا و آخرت کا غم ہے تو وہ اسباب کی جگہ ہے اور اگر اس میں غم مولیٰ ہے اور اللہ کا خیال سما یا ہوا ہے تو وہ آرائش کی جگہ ہے)

۱- دو چیزوں کے درمیان جو چیز حائل ہوتی ہے، اسے برزخ کہتے ہیں اور طالب کے لئے اسم مسمیٰ کا حائل ہونا ہے۔ اس لئے اسم اللہ کو برزخ کہتے ہیں۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْعِشْقُ نَارٌ إِذَا وَقَعَ فِي الْقَلْبِ الْمُحِبِّ تَحْرِقُ مَا سِوَى  
الْمَحْبُوبِ (۱)

ہمہ اوست در مغز و پوست۔ پس عارف باللہ را ہرچہ از زبان بر آید (اسم اللہ بر آید) (۲)  
و ہر طرف کہ بیند اسم اللہ بیند۔

قوله تعالى: فَأَيْنَمَا تُولُوْا فَثُمَّ وَجَّهُ اللَّهُ إِلَيْنَا أَلَدًا وَاسِعًا عَلَيْهِ (۳)  
و ہرچہ بشنود، اسم اللہ بشنود و هو علی کل شیءٍ مَّحِطٌ  
درین مقام عاشق را از فقر فخر حاصل شود۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْفَقْرُ فَخْرِي وَالْفَقْرُ بِنِي وَأَفْتَخِرُ بِهِ عَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ  
وَالْمُرْسَلِينَ (۴)

حدیث

حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِنْ أَخْلَاقِ الْأَنْبِيَاءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَاءِ مِنْ أَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ (۵)

حدیث

مَنْ نَظَرَ إِلَى فَقِيرٍ وَبَسَمَ كَلِمَةً يُحْسِرُ اللَّهُ تَعَالَى مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ (۶)

حدیث قدسی

أَنَا جَلِيسٌ مَعَ مَنْ ذَكَرَنِي (۷)

۱- زین العہلم از ملا علی قاری، ۲- عین الفقر، ص ۲۳، ۳- سورہ البقرہ، ۲: ۱۱۰، ۴- زین العہلم از ملا علی  
قاری، جامع الصغیر از علامہ سیوطی، ۵- ایضاً، ۶- ایضاً، ۷- ایضاً



رسول اکرمؐ نے فرمایا: ”عشق وہ آگ ہے کہ جب وہ محب کے قلب میں داخل ہوتی ہے تو وہ ماسوائے المحبوب کو خاک کر دیتی ہے۔“

(اور اس کے ساتھ) ہمہ اوست و مغز و پوست والا معاملہ ہو جاتا ہے۔ پس عارف باللہ کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے، اسم اللہ ہی نکلتا ہے، اور جس طرف وہ دیکھتا ہے، اس کو وہی اسم اللہ ہی نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”سو جس طرف تم منہ کرو، وہاں ہی اللہ متوجہ ہے۔“ اور جو کچھ وہ سنتا ہے، اسم اللہ ہی سنتا ہے، اور وہ (اللہ) تمام اشیاء کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس مقام پر (فقیر کو) فقر سے فخر حاصل ہوتا ہے۔

سرکار کائنات اور فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے اور میں اپنے فقر کی وجہ سے تمام انبیاء اور رسولوں کے اعمال پر فخر کروں گا۔“

### حدیث

دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے: ”فقراء سے دوستی رکھنا انبیاء اور رسولوں کے اخلاق سے ہے اور ان سے بغض رکھنا فرعون کی خصلتوں سے ہے۔“

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے: ”جو شخص کسی فقیر کو دیکھے، اس کی بات سنے۔ خدا اس کا حشر انبیاء اور رسولوں کے ساتھ کرے گا۔“

### حدیث قدسی

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں (اللہ تعالیٰ) اس کا جلیس ہوتا ہوں، جو میرا ذکر کرے۔“

یک مسئلہ فقہ آموختن از عبادت ثواب یکسالہ بہتر است و یکدم با خدا ای تعالیٰ عزوجل مشغول بودن بذكر اللہ تعالیٰ از ہزار مسئلہ فقہ ثواب افضل تر است، چرا کہ خواندن فقہ بناء اسلام و تلاوت قرآن عبادت ظاہری تمام وقت قضا با زبست آید، لیکن دم قضا باز نیاید۔

قال علیہ السلام

مَنْ لَمْ يُوَدِّ فَرَضَ اللَّهِ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ مِنْهُ فَرَضَ الْوَقْتِ (۱)

فرمود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام: کسی کہ او انکند فرض دائمی را خدا ای تعالیٰ قبول نکند فرض وقتی او۔

قال علیہ السلام:

الْأَنْفَاسُ مَعْلُودَةٌ كُلُّ نَفْسٍ يَخْرُجُ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ فَهِيَ مَمِيَّتَةٌ (۲)

ابیات

نگہدار دم را کہ عالم دی است      دی پیش دانا بہ از عالی است  
مکن عمر ضائع بانفوس وحیف      کہ فرصت عزیز است والوقت سیف  
چونکہ وقت جان کندن رفیق دم بتوفیق الہی بجز طلب اللہ دیگر گمراہی۔

قال علیہ السلام:

ذِكْرُ الْخَيْرِ ذِكْرُ اللَّهِ طَلَبُ الْخَيْرِ طَلَبُ اللَّهِ (۳)

قوله تعالیٰ: وَلَا تَطْعَمَنَّ مِنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا (۴)

۱- حدیث ۲- حدیث ۳- حدیث ۴- سورہ الکہف ۲۸:۱۸

فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی عبادت کے ثواب سے بہتر ہے اور ایک گھڑی خدائے بزرگ و برتر کا ذکر کرنا اور اس میں مشغول ہونا ہزار مسئلہ فقہ کے سیکھنے سے زیادہ افضل ثواب ہے، کیونکہ فقہ کا پڑھنا اور تلاوت قرآن مجید کرنا بنیاء اسلام کی ظاہری عبادت ہے، جس کی قضا بھی ممکن ہے، لیکن سانس کی قضا ناممکن ہے۔ (اس لئے کہ سانس واپس نہیں آتی اور سانس محدود چیز ہے)

حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص فرض دائمی کو ادا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس کے فرض وقتی کو قبول نہیں کرتا۔“  
پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو شخص فرض دائمی کو ادا نہ کرے، خداوند تعالیٰ اس کے فرض وقتی کو قبول نہیں کرتا ہے۔“  
رسول مقبولؐ کا ارشاد گرامی ہے:

”انسانی سانس گنتی کی ہوتی ہے اور جو سانس بدون ذکر اللہ کے نکلے وہ مردہ ہے۔“ (لہذا اس دنیا میں ایک دم بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں رہنا چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ اس فانی دنیا کے پیچھے اپنی عمر عزیز برباد نہ کرے اور اس میں ہوشیار رہے)

### ابیات

(اے طالب مولیٰ) دیکھ! اپنی سانس کی حفاظت کر۔ یہ سارا جہان گویا ایک سانس ہے اور ایک سانس دانا اور ہوشیار کے نزدیک تمام جہان سے بہتر ہے۔  
دنیا کے رنج و حسرت میں اپنی عمر ضائع نہ کر، کیونکہ فرصت نہایت عزیز چیز ہے، مگر وقت کی تلوار (اس کو) کاٹ رہی ہے۔

(اے عزیز جان) پھر جب کہ موت سر پر ہے اور توفیق الہی سے (اس وقت) فرصت بھی ہے، تو پھر سوائے طلب ذکر اللہ کے ضلالت و گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے: ”ذکر الخیر ذکر اللہ ہے۔ جسے بھلائی کی طلب ہے (گویا) اسے اللہ کی طلب ہے۔“ (ما سوائے اس کے گمراہی ہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور اس کا کمانہ مانو، جس کا دل ہماری یاد سے غافل ہے اور جو اپنی خواہشات پر چلتا ہے اور وہ اس کام میں حد سے گزر گیا۔“

## حدیث قدسی

مَنْ طَلَبَنِي وَجَلَنِي وَمَنْ عَرَفَنِي وَعَرَفَنِي أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي عَشَقَنِي وَ  
مَنْ عَشَقَنِي قَتَلْتُهُ وَمَنْ قَتَلْتُهُ عَلَيَّ قَتَيْتُهُ فَأَنَا دَيْتُهُ (۱)

خدا ای تعالیٰ جل شانہ، میفرماید ہر کہ طلب کند مرا می یابد مرا و ہر کہ بیابد مرا ہشناسد مرا و ہر کہ ہشناسد مرا دوست گیرد مرا و ہر کہ دوست گیرد مرا عاشق من شود و ہر کہ عاشق من شود من اور امی کشم و ہر کہ من اورا ہکشم۔ پس دیت او بر من لازم آید۔ پس دیت او منم کہ من اورا باشم۔

قال عليه السلام:

مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَ فَقَدْ وَجَدَ (۲)

## حدیث قدسی

إِنَّ فِي جَسَدِي أَدَمَ مَضْغَتَهُ وَفِي الْمَضْغَةِ فُؤَادٌ وَفِي الْفُؤَادِ قَلْبٌ وَفِي الْقَلْبِ  
رُوحٌ وَفِي الرُّوحِ سِرٌّ وَفِي السِّرِّ خَفِيٌّ وَفِي الْخَفِيِّ أَنَا (۳)

۱- نقل از فوائد المرغوب تبریزی، ۲- حدیث، ۳- کتاب المرغوب تبریزی

### حدیث قدسی

”جو مجھے طلب کرتا ہے، وہ مجھے پالیتا ہے اور جس نے مجھے پالیا، اس نے میری معرفت حاصل کر لی اور جس نے میری معرفت حاصل کی، اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے مجھے دوست رکھا، وہ میرے عشق میں مستغرق و محو ہوا اور جو میرے عشق میں محو و مستغرق ہوا، گویا میں نے اسے قتل کیا اور جس کو میں نے قتل کیا، لہذا اس کی دیت مجھ پر ہے اور میں ہی اس کی دیت ہوں۔“

خدا ہی تعالیٰ بزرگ و برتر فرماتا ہے: ”جو کوئی مجھے طلب کرتا ہے، وہ مجھے پالیتا ہے۔ اور جو کوئی مجھے پالیتا ہے، وہ مجھے پہچان لیتا ہے اور جو کوئی مجھے پہچان لیتا ہے، مجھے دوست بنا لیتا ہے اور جو کوئی مجھے دوست بنا لیتا ہے، وہ میرا عاشق ہو جاتا ہے اور جو کوئی میرا عاشق ہو جاتا ہے، میں اس کو قتل کر دیتا ہوں اور جسکو میں قتل کر دیتا ہوں، پس اسکی دیت مجھ پر لازم آتی ہے۔ پس اس کی دیت میں ہوں کہ میں اس کا ہوجاؤں۔“

حضور اکرمؐ نے فرمایا: ”جو شخص جس چیز کے لئے جدوجہد کرتا ہے، پس وہ اسے پالیتا ہے۔“

### حدیث قدسی

”تحقیق انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے اور وہ ٹکڑا فواد میں ہے اور وہ فواد قلب میں ہے اور وہ قلب روح میں ہے اور روح سر میں ہے اور سر خفی میں ہے اور خفی انا میں ہے۔“ (اس حدیث میں قلب کے مقامات ذکر بیان کئے گئے ہیں۔)

چون فقیر فانی الله درین مقام برسد در انا در آید و سکر غالب شود و نور توحید انوار سه قسم است - یک قسم بر جبین، دویم قسم در چشم سوم قسم در دل - اگر سه قسم عبادت بردارود در معرفت بماند و اگر نه سلب شود جبین بر سجده و نظر بر شریعت و تصدیق دل در متابعت حضرت محمد رسول الله صلی الله علیه و اله و سلم و در انا نیز دو قسم سلک مسلک می شود - یک قسم قم باذن الله - دوم قسم قم باذنی (چنانچه) بایزید گفت:

سُبْحَانِي مَا اعْظَمَ شَأْنِي وَمَنْصُورٌ كُنتَ: انا الحق - انا سرپرست، هر که سرفاش کند سر سر را بگیرد - چون پیغمبر صاحب صلوات الله علیه درین مقام رسیدند فرمودند:

سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْنَاكَ كَحَقِّ مَعْرِفَتِكَ وَمَا عَبَدْنَاكَ كَحَقِّ عِبَادَتِكَ (۲)

پس معلوم شد که این (۳) مقام خام است - پیشتر باید رفت مقام لا تعف - اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۴)

و انا و آگاه باش که این فقر فخر محمدیست صلی الله علیه و اله و سلم -

قوله تعالى: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (۵)

قم باذن الله مرتبه حضرت عیسی صلوات الله و قم باذنی مرتبه امت حضرت محمد رسول الله صلی الله علیه و اله و سلم - چونکه حضرت عیسی علیه السلام را توحید بر زبان است و امت محمدی صلی الله علیه و اله و سلم را تمام توحید از سر تا قدم توحید از دل و جان است نه خدا و نه از خدا جدا، چنانکه آتش و اخگر چنانکه طعام و نمک - ع هرچه در نمک افتد همه نمک گردد - چنانکه آب و شیر همچنان است در وحدت فقر -

۱- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۷: چنانکه ۲- سعدی شیرازی، ۳- عین الفقر مرتبه محمد

نظام الدین ملتانی، ص ۲۷: ۴- سوره یونس، ۱۰: ۶۲، ۵- آل عمران، ۳: ۱۱۰

جب فقیر فنا فی اللہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو وہ انا میں آجاتا ہے اور سکر اس پر غالب ہو جاتا ہے اور نور توحید تین مقامات پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اول پیشانی، دوم چشم، سوم قلب۔ اگر ان تینوں مقام سے عبادت ظاہر ہوتی ہے تو فقیر صاحب معرفت ہوتا ہے، وگرنہ نور سلب ہو جاتا ہے (لہذا طالب مولیٰ کو چاہئے کہ) پیشانی کو سجدے (عبادت) پر قائم رکھے اور نظر شریعت پر رکھے اور تصدیق دل سے متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قائم رہے (تب جا کر یہ تینوں مقام حاصل ہوں گے) اور مقام انا کے بھی دو قسم ہیں۔ ایک تو قم باذن اللہ (اللہ کے حکم سے اٹھ جا) اور دو سرا قم باذنی (میرے حکم سے اٹھ) جیسا کہ بایزید بسطامی (بحالت سکر): ”میں پاک ہوں اور میری شان بہت بلند ہے“ کہتے تھے اور منصور بن حلاج (۱) انا الحق (میں خدا ہوں) کہتے تھے۔ انا ایک سر (پوشیدہ) ہے اور جو سر (بھید) کو فاش کرتا ہے تو سر اس کے سر (ذہن) کو پکڑ لیتا ہے (یعنی ذہنی توازن کھو کر مجذوب ہو جاتا ہے) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مقام پر پہنچے تو آپ نے فرمایا:

”پاک ہے تیری ذات ہم سے تیری معرفت کا حق بھی ادا نہیں ہو اور نہ ہی تیرا حق بندگی اور تیری عبادت کا حق ادا ہوا ہے۔“

پس معلوم ہوا کہ یہ مقام (د مرتبہ) خام ہے۔ اس سے آگے بڑھنا چاہئے۔ پس مقام خفی پر پہنچنا چاہئے جس کا اس آیت کریمہ میں ذکر ہے: ”بیشک اولیاء اللہ پر نہ کچھ رنج و خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی غمگین ہوں گے۔“

(طالب مولیٰ کو) جاننا اور آگاہ ہونا چاہئے کہ یہ فقر فخر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”تم بہترین امت ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں کے لئے نکالی گئیں۔“

۱- حلاج عربی میں دھنئے کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ ایک دھنئے کی دکان پر بیٹھا کرتے تھے۔ ایک روز اسے انہوں نے اپنے کام کے لئے بھیجنا چاہا۔ اس نے انکار کیا کہ مجھے فرصت نہیں۔ انہوں نے کہا: جا تیرا کام کرتا ہوں۔ وہ چلا گیا اور جب واپس آیا تو دیکھا کہ تمام روٹی اس کی دھنی پڑی ہے۔ اس روز سے یہ حلاج مشہور ہوئے۔

حضرت عیسیٰؑ کو قوم باذن اللہ (اللہ کے حکم سے اٹھ جا) کا مرتبہ حاصل تھا اور تم باذنی (میرے حکم سے اٹھ) کا مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو حاصل ہے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توحید صرف لسانی تھی (جس پر وہ تبلیغ توحید کیا کرتے تھے) اور امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر سے قدم تک پوری کی پوری توحید میں غرق ہے (جس کے ذریعے سے) وہ تبلیغ توحید دل و جان سے عوام الناس کو کرتے ہیں (اور ظاہری و باطنی فیض لوگوں کو پہنچاتے ہیں) (اور اس کا حال یہ ہے) کہ وہ نہ خدا ہیں اور نہ ہی خدا سے جدا ہیں۔ جیسے آگ اور چنگاری اور جیسے نمک اور طعام (آپس میں مخلوط ہیں)۔ جو کچھ نمک کی کان میں پڑا، وہ نمک کی تاثیر سے نمک ہی بن جاتا ہے۔ اور جیسے کہ پانی اور دودھ کا حال ہے ویسا ہی حال وحدت اللہ اور فقر کا ہے۔



قال عليه السلام:

لِي مَعَ اللَّهِ وَقْتُ لَا يَسْعُنِي فِيهِ مَلِكٌ مَّقْرَبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ (۱)  
 قوله تعالى: إنا فتحنا لك فتحاً مبيناً ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر (۲)

چون پیغمبر علیه الصلوة والسلام درین مقام رسیدند، تعبد، شکرانه بسیار کشیدند۔ پس دیگری چه باشد۔

قال عليه السلام: أفلا اكون عبداً شكوراً (۳)

حدیث

كُلُّ بَاطِنٍ مُخَالَفٌ لِلظَّاهِرِ فَهُوَ بَاطِلٌ (۴)

بیت

علم را آموز اول بعده (۵) اینجایا جاہلان را پیش حضرت حق تعالی نیست جا  
 قال عليه السلام:

مَنْ تَزَهَّدَ بِغَيْرِ عِلْمٍ جَنَّ فِي آخِرِ عُمُرِهِ أَوْ مَاتَ كَافِرًا (۶)

بیت

علم حق نور است روشن مثل او انوار نیست علم باید با عمل بی عمل جز خراب نیست

۱- بحر الاسرار، ص ۶۰، ۲- سوره الفتح، ۳۸: ۱-۲، ۳- حدیث ۴- حدیث ۵- عین الفقر مرتبه محمد نظام

الدین ملتانی، ص ۲۹: آخر ۶- نقل از تفسیر منزل نور مکمل

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ”مجھے خدای تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے کہ اس وقت نہ مجھے کسی فرشتہ کا خیال ہو سکتا ہے اور نہ کسی نبی مرسل کا دھیان آسکتا ہے۔“ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اے پیغمبر! پیشک ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا فرمائی تاکہ اللہ آپ کی اگلی اور پچھلی کمی پوری کر دے۔“ (۱)

جب پیغمبر علیہ السلام اس مقام پر پہنچے تو آپ نے بطور شکریہ (پہلے سے) بہت زیادہ عبادت (۲) کرنا شروع کر دی۔ جب آپ کا یہ حال تھا تو کسی اور کا کیا ذکر ہے۔ حضور اکرم نے فرمایا: ”کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟“

### حدیث

”جو باطن ظاہر کے خلاف ہو، وہ باطل ہے۔“

### بیت

پہلے علم حاصل کر۔ اس کے بعد اس (درگاہ) پر آ، کیونکہ درگاہ الہی میں جاہلوں کی گذر نہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بغیر علم کے زاہد کو شیطان آخری عمر میں پاگل بنا دیتا ہے یا اس کی موت کفر پر کر دیتا ہے۔“

### بیت

علم حق ایک چمکتا ہوا نور ہے، جس کی مانند کوئی نور نہیں۔ علم با عمل چاہئے، کیونکہ جو علم گدھے پر لدا ہوا ہوتا ہے، وہ علم بار آور نہیں ہوتا۔

۱۔ قرآن مجید مع تفسیر رفاعی سید محمد رفاعی عرب، اردو بازار لاہور، من اشاعت مذکور نہیں، ص ۶۱۳۔ اس آیت میں فتح ظاہری اور فتح باطنی دونوں مراد ہیں، کیونکہ انبیاء کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے اور چونکہ فتح مکہ سے پہلے یہ آیت اتری ہے، اس لئے فتح مکہ کا اس میں خصوصیت سے ذکر ہے۔

۲۔ اور اب آپ کا یہ حال ہو گیا کہ قیام لیل سے آپ کے قدم مبارک سو ج جاتے اور صحابہ کرامؓ یہ حال دیکھ کر عرض کرتے کہ آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے معافی دے دی ہے، تو آپ نے فرمایا: اَلَا كُونُ عَبْدًا شَكُورًا (تو کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں)۔

قوله تعالى: فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (۱)

بیت

علم باطن ہیچو مسکہ علم ظاہر ہیچو شیر  
علم آنست کہ بمعلوم برسد باخبر والا نہ۔

قال علیہ السلام:

الْعِلْمُ حِجَابٌ لِلَّهِ لَا كِبْرُ (۳)

بیت

علمی کہ رہ بدوست برودر کتاب نیست  
گردل عنان صحبت جانان گرفت یافت

قوله تعالى: كَمَثَلِ الْجَمَلِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا (۵)

بیت

زائل مدرسہ اسرار معرفت مطلب  
کہ نکتہ دان نشود کرم گر کتاب خورد

این حدیث نبوی در باب فقر است: قال علیہ السلام:

۱- سوره زلزال ۹۹: ۷-۸-۲- مثنوی معنوی مولوی ۳- حدیث قدسی ۳- عین الفقر مرتبہ محمد نظام

الدین ملتانی، ص ۳۰ من بخواندم ۵- سوره الجمعہ ۶۳: ۵

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”پس جو ایک رائی کے برابر نیک عمل کرے گا تو اسی کے مطابق اس کا اچھا صلہ پائے گا اور جو کوئی ایک رائی کے برابر برائی کرے گا وہ اس کے مطابق ہی برا صلہ پائے گا۔“

(پس جبکہ یہ امر صادق ہے تو معلوم ہوا کہ علم بدون عمل وبال جان ہے تو چاہئے کہ علم و عمل سے اپنا ظاہر و باطن درست رکھے کیونکہ علم ظاہر علم باطن کا نمونہ ہوتا ہے)

### بیت

علم باطن کی مثال مکھن کی ہے اور علم ظاہر کی مثال دودھ کی ہے۔ مکھن دودھ کے بغیر کیسے ہو سکتا ہے اور پیر کے بغیر پیر کیسے ہو سکتا ہے؟  
علم وہی ہے جو منزل مقصود تک پہنچائے ورنہ وہ حجاب ہے۔  
رسول اکرمؐ نے فرمایا: ”علم بھی اللہ تعالیٰ کے حجابوں میں سے ایک بڑا حجاب ہے۔“

### بیت

جو علم دوست تک پہنچاتا ہے وہ کتابوں میں درج نہیں ہے۔ جو کچھ ہم نے لکھا پڑھا ہے (یا جو کچھ ہم لکھتے پڑھتے ہیں) وہ (بدون عمل) کسی شمار میں نہیں ہے۔  
اگر دل نے محبوب کی صحبت کے لگام کو پکڑ لیا تو اس نے اس عمر (بقا) کو پالیا جس کی رحلت کا پاؤں رکاب میں نہیں (یعنی وہ رحلت نہیں کرتا) بلکہ زندہ جاوید ہو جاتا ہے)  
عالم بے عمل کی مثال وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے: ”اس کی مثال گدھے کی ہے جو پیٹھ پر کتابیں لے کر چلتا ہے۔“

### بیت

تو اہل مدرسہ سے معرفت کے بھید مت پوچھ، کیونکہ کیڑا (دیمک) کتاب کے کھانے سے نکتہ  
داں نہیں ہو سکتا۔  
یہ حدیث نبوی ﷺ فقر کے بارے میں ہے۔

يَا بِي ذُرِّعْفَارِي يَا أَبَا ذُرٍّ تَمْشِي وَحَدِّكَ فَاللَّهُ تَعَالَى فِي السَّمَاءِ فَرَدُّوْا نْتِ فِي  
 الْأَرْضِ فَرُدُّوا كُنْ فَرْدًا يَا أَبَا ذُرٍّ إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
 يَا أَبَا ذُرٍّ تَدْرِي مَا غَمِّي وَفِكْرِي لِأَيِّ شَيْءٍ اشْتَيْتُ قِي فَقَالَ أَصْحَابُهَا خَبَرْنَا يَا رَسُولَ  
 اللَّهِ بِغَمِّكَ وَفِكْرِكَ ثُمَّ قَالَ آهَ آهَ آهَ وَاشْتَوْقَاهُ إِلَى لِقَاءِ إِخْوَانِي بِكَوْنِ مِنْ بَعْدِي  
 شَأْنُهُمْ كَشَأْنِ الْأَنْبِيَاءِ وَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ بِمَنْزِلَةِ الشُّهَدَاءِ يَفْرُونَ مِنَ الْأَبَاءِ وَالْأُمَّهَاتِ  
 وَالْإِخْوَانِ وَالْأَخْوَاتِ وَالْأَبْنَاءِ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ تَعَالَى وَهُمْ  
 يَتْرَكُونَ الْأَمْوَالَ لِلَّهِ وَيَبْدُلُونَ أَنْفُسَهُمْ بِالتَّوَاضُّعِ لَا يَرْغَبُونَ فِي الشَّهَوَاتِ وَ  
 حُصُولِ النَّيِّا يَجْتَمِعُونَ مَجْنُونِينَ مِنْ حُبِّ اللَّهِ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى اللَّهِ وَرُوحُهُمْ مِنَ  
 اللَّهِ وَعَمَلُهُمْ لِلَّهِ إِذَا مَرَضُوا وَاحِدٌ مِنْهُمْ هُوَ أَفْضَلُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ عِبَادَةِ أَلْفِ سَنَةٍ  
 إِنْ شِئْتَ أَزِيدُكَ يَا أَبَا ذُرٍّ قَالَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلِّمْ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ  
 يَمُوتُ فَهُوَ كَمَنْ مَاتَ فِي السَّمَاءِ لِكْرَامَتِهِمْ عِنْدَ اللَّهِ وَشِئْتَ أَنْ أَزِيدُكَ يَا أَبَا ذُرٍّ  
 قَالَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ يُؤْتِيهِ قَمَلَتُهُ فِي ثِيَابِهِ فَلَهُ عِنْدَ اللَّهِ  
 أَجْرُ سَبْعِينَ حَجَّةً وَعُمْرَةً وَكَانَ لَنَا جُرْعَتِي أَرْبَعِينَ رَقْبَةً مِنْ أَوْلَادِ سَمَاعِيلَ  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِأَثْنِي عَشْرَ أَلْفِ دِينَارٍ وَإِنْ شِئْتَ أَزِيدُكَ يَا أَبَا ذُرٍّ  
 قَالَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ يَذُكَّرُ بِأَهْلِ  
 الْوُدُودِ يَغْتَمُّ بِكُتْبِ لَهْ بِكُلِّ نَفْسِ أَلْفِ دَرَجَةٍ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ أَزِيدُكَ  
 يَا أَبَا ذُرٍّ قَالَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ بِصَلِّي  
 رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ اللَّهُ فِي جَبَلِ الْعُرْفَاتِ لَهُ ثَوَابٌ مِثْلَ عُمْرِ نُوحٍ أَلْفِ سَنَةٍ وَإِنْ شِئْتَ  
 أَزِيدُكَ يَا أَبَا ذُرٍّ قَالَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَاحِدُ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذرؓ! جس طرح تم زمین پر تنہا چلتے ہو، فرد ہوتے ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں فرد ہے اور یقیناً پاک اور ستھری چیزوں کو پسند کرتا ہے۔“

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوذرؓ! ”تمہیں میرا غم اور فکر معلوم ہے اور کس چیز کا میں مشتاق ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہی بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: آہ، آہ، آہ و اشوقاہ مجھے اپنے رفیقوں کی ملاقات کا بہت شوق ہے جو میرے بعد ہوں گے اور جن کی شان انبیاء جیسی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ شہداء کا ہوگا۔ یہ لوگ اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں اور اپنی اولاد سے دور بھاگیں گے اور خداوند تعالیٰ سے لو لگائیں گے۔ انہیں اپنے مال و دولت کی کچھ پروا نہ ہوگی اور اسے بھی چھوڑ دیں گے۔ اور وہ اپنے سرکش نفسوں کو عاجزی سے بدل دیں گے اور خواہش نفسانی اور دنیا کے دوں سے نفرت کریں گے۔ پہلے وہ مجذوب ہوں گے کہ ان کے دل محبت الہی کی طرف کھینچے ہوئے ہوں گے۔ ان کی روزی ذکر اللہ ہوگی اور ان کے کام لوجہ اللہ ہوں گے۔ جب ان میں سے کوئی بیمار ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی بیماری ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہوگی۔“

اے ابوذرؓ! تم چاہتے ہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: ان میں سے ایک کی موت خدا کے نزدیک ایسی ہوگی گویا آسمان والوں سے کوئی مر گیا۔“

اے ابوذرؓ! اگر چاہتے ہو تو میں اور بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: اگر ان میں سے کوئی اپنے کپڑے کی ایک جوں مارے گا تو بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہوگا کہ گویا اس نے ستر حج اور عمرے کئے۔ اور ان کے لئے ایسا ثواب ہوگا کہ انہوں نے گویا چالیس غلام آزاد کئے۔ اور فرض کرو کہ وہ غلام بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ہر غلام کی قیمت بارہ ہزار دینار ہے۔ اے ابوذرؓ! تم کہو تو میں اور بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ان میں سے جب کوئی اہل محبت کا ذکر کرے گا اور سانس لے گا، تو ہر سانس کے بدلہ میں ہزار ہزار درجہ ان کے لکھے جائیں گے۔“

اے ابو ذر! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں، انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی ان میں سے جبل عرفات کے نیچے دو رکعت نماز پڑھے گا تو اس کو نوح علیہ السلام کی ہزار برس کی عمر کا ثواب ملے گا۔

اے ابو ذر! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں، انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا اگر ان میں سے کوئی ایک تسبیح کہے گا تو وہ تسبیح قیامت کے دن

مِنْهُمْ لَسِيحَةً خَيْرَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ أَنْ يُسِيرَ مَعَ جِبَالِ الدُّنْيَا ذَبَابًا وَإِنْ شِئْتَ أَنْ  
 أَزِيدَكَ يَا أَبَا فَرْزَةَ قَالَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ  
 نَظَرَ نَظْرًا إِلَى أَحَدِهِمْ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ نَظَرِهِ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَنْ يَنْظُرُ إِلَيْهِ  
 فَكَأَنَّمَا يَنْظُرُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَمَنْ سَرَّهُ فَكَأَنَّمَا سَرَّ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ أَطْعَمَهُ  
 فَكَأَنَّمَا أَطْعَمَ اللَّهُ تَعَالَى وَإِنْ شِئْتَ أَنْ أَزِيدَكَ يَا أَبَا فَرْزَةَ قَالَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أَحَدٌ يَجْلِسُ إِلَيْهِمْ قَوْمٌ مَصْرِينٌ مُتَّقِلِينَ مِنَ  
 الذُّنُوبِ مَا يَقُومُونَ مِنْ عِنْدِهِمْ إِلَّا الْمُخَفِّفِينَ فَأَعْلَمَ أَنَّ أَرْبَابَ الْقُلُوبِ  
 يُكَاشِفُونَ بِأَسْرَارِ الْمَلَكُوتِ تَارَةً عَلَى سَبِيلِ الرُّؤْيَاءِ الصَّالِحَةِ وَتَارَةً فِي  
 الْيَقُظَةِ عَلَى سَبِيلِ كَشْفِ الْمَعَانِي بِمُشَاهِدَةِ الثَّالِثَةِ كَمَا يَقُومُونَ فِي الْمَنَامِ وَ  
 هُنَا مِنْ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ كَمَا أَنَّ الرُّؤْيَاءِ الصَّالِحَةِ جُرءٌ مِنْ مِسْتَهٍ وَأَرْبَعِينَ  
 أَجْزَاءَ النَّبُوءَةِ فَأَيَّاكَ وَإِنْ خَطَاكَ بِكَوْنٍ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ كَانَ كُلٌّ مِنْ جَاوِزِ حَدِّ  
 قَصُورِكَ فَفِيهِ هَلِكٌ مُتَخَنِبِينَ وَالْجَهْرُ خَيْرٌ مِنْ عَقْلِ بَكُونِ إِلَى انْكَارِ مِنْ هُنَا  
 الْأُمُورِ الْأَوْلِيَاءِ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ انْكَرَ ذَلِكَ الْأَوْلِيَاءَ لَزِمَتْهَا انْكَارُ الْأَنْبِيَاءِ  
 وَكَانَ خَارِجِيًّا مِنَ الدِّينِ كُلِّهِ (١)

قَوْلُهُ تَعَالَى: وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ  
 وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (٢)

١- جامع الصغير وفوائد كنز الحقائق

٢- سورة كهف ١٨-٢٨



خداوند تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بہتر ہوگی کہ اس کے عوض میں دنیا کے پہاڑ سونا چاندی ہو کر اس کے ساتھ پھرا کریں گے۔

اے ابو ذر! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی ان میں سے ایک دوسرے پر نظر ڈالے گا، تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نظر بیت اللہ پر ڈالنے سے زیادہ بہتر ہو گی۔ اور جو کوئی انہیں دیکھے گا گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اور جو انہیں خوش کرے گا گویا اس نے خدا کو خوش کیا۔ اور جو انہیں کھانا کھلائے گا گویا اس نے خداوند تعالیٰ کو کھانا کھلایا۔

اے ابو ذر! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا۔ گنہگار لوگ جو اپنے گناہوں پر اصرار بھی کرتے ہوں گے۔ جب ان کے پاس بیٹھ کر اٹھیں گے، تو وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جائیں گے۔

بات یہ ہے کہ ارباب قلوب صاحب مکاشفہ ہوتے ہیں۔ کبھی تو انہیں اسرار ملکوتی رویائے صالحہ کے ذریعے سے معلوم ہوتے ہیں، جو نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔ اور کبھی بذریعہ مشاہدہ کے معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہ مرتبہ پہلے رتبہ سے عالی ہے۔

اور انہیں لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جن کے فقر کا یہ حال ہے کہ وہ ذکر اللہ سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ اور صبح و شام دن رات ہر وقت اس میں مشغول رہتے ہیں اور جن کا حال ان آیات میں مذکور ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اے پیغمبر ﷺ! تم اپنے آپ کو روکے رہو ان کے ساتھ جو اپنے رب کو یاد کرتے ہیں صبح و شام طالب ہیں خدا کے اور اپنی آنکھ ان لوگوں سے نہ اٹھانا، زینت دنیا کو تلاش کرتے ہوئے۔“

واین آیت نیز در باب فقر است:-

قوله تعالى:- يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمِئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي

فِي عِبَادِي وَأَدْخُلِي جَنَّتِي (۱)

این آیت نیز در باب فقر است:

قوله تعالى:- وَمَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جُوفِهِ (۲)

و در رساله غوث الاعظم غلام محی الدین قدس اللہ سرہ، العزیز رقم است:

قال اللہ لی یا غوث محی الدین: لیس الفقیر عندی لمن لیس له شیء بل الذی لنا مرأ فی کل شیء اذا قال لشیء کن فیکون یا غوث معی اللین قل لا صحابک واحبابک فمن ارا دینک حبیبی فعلیه باختيار الفقر فاذا تم الفقر فهو اللہ یا غوث معی اللین قل لا صحابک اغتتموا دعوة الفقیر فانهم عندی وانا عندهم یا غوث الاعظم اذا رأیت المحرق بنار الفقر والمنکسر بکثرة الفاقة لتقرب الیه فلیس حجاب بینی وینها فرمود حق سبحانه، و تعالی یا غوث نیست فقیر نزدیک ماکه نیست اورا چیزی مگر آنکه اورا امر است۔ هر چیزی را که می گوید شومی شود یا غوث بگو اصحابان و یاران را پس کسیکه خواهد از شما محبت من برولازم است که اختیار کند فقر را۔ چون کسی را که فقرش تمام شود پس همان اللہ مانند یا غوث بگو یاران خود را که غنیمت دانید دعای فقیر را۔ بدرستی که ایشان نزدیک من اند و من نزدیک ایشان۔ یا غوث محی الدین چون بنی سوخته به آتش فقر و شکسته فاقه مرا۔ پس نزدیک او شو که نیست در میان من و او پرده۔

۱- سوره الفجر ۸۹، ۲۷، ۲۸، ۲۹- سوره الاحزاب ۳۳، ۳۴

اور یہ آیت بھی فقر کے بارے میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (جب نیک بندے کی روح پرواز کرتی ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے خطاب ہوتا ہے)

”اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف واپس ہو جا کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور (خوش خوش) میری جنت میں داخل ہو جا۔“

اس آیت میں بھی فقر کا ذکر ہے:

باری تعالیٰ کا فرمان ہے: ”اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کے پیٹ میں دو دل نہیں رکھے (۱)۔“  
 غوث الاعظم حضرت غلام محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کے رسالہ میں تحریر ہے: یعنی وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اے غوث! میرے نزدیک فقیر وہ نہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو، بلکہ میری مراد فقر سے یہ ہے کہ فقیر صاحب امر ہو کہ اگر کسی چیز کو کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے۔ اے غوث محی الدین! اپنے احباب کو کہہ دو جو آپ سے محبت و ارادت رکھتے ہوں، انہیں فقر اختیار کرنا لازم ہے، کیونکہ جب فقر کمال کو پہنچتا ہے تو وہ اللہ ہی ہوتا ہے (۲) یعنی وصال باری عزاسمہ کا مقام ہوتا ہے۔ یا غوث محی الدین! اپنے احباب سے فرمادیتے کہ فقرا کی دعا کو غنیمت جانو۔ وہ مجھ سے اور میں ان کے نزدیک ہوں۔ اے غوث اعظم! جب تم کسی کو فقر کی آگ سے جلا ہو اور فقر و فاقہ کی کثرت سے شکستہ حال دیکھو تو اس کے نزدیک ہو جاؤ۔ میرے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

۱۔ پھر جب انسان کے وجود میں ایک دل ہے تو کمال توجہ ایک چیز کی طرف منسوب ہو سکتی ہے۔

۲۔ جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے تو فقیر کو مقام فنا میں حصول الی اللہ ہوتا ہے۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْفَقْرُ شَيْنٌ عِنْدَنَا لِنَاسٍ وَخَزِينَتُهُ مَن عِنْدَنَا لِلْمَلِكِ (۱)

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: - الْفَقْرُ شَقِيٌّ خَيْرٌ مِّنْ غِنَاءٍ لِّشَاكِرٍ (۲)

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْفَقْرُ بَيَاضُ الْوَجْهِ فِي الدَّارِ (۳)

چنانچه بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ را پرسیدند کہ یا شیخ! فقیری و درویشی چیست؟ فرمود کہ فقیری درویشی اینست کہ ہزار ہزار عالم موجودات سیم و زر بدست آنکس بدہند ہمہ را براہ خدای تعالیٰ تصرف کند۔ درویشی فقیری را ہفتاد ہزار مقام است تا فقیر درویش ہفتاد ہزار مقام را سیر نکند و تماشای نہ بیند و تماشای نہ نماید اورا درویش فقیر نتوان گفت۔ تا درویش فقیر جملگی مقام را واقف نباشد از ہر مقام نتواند گذشت۔ او درویش فقیر نیست۔ از برای خود درویشی کند نہ از برای خدای عزوجل۔ جائیکہ گنج است بالای آن ماراست و ہر جائیکہ گل است خاراست۔

چون کار او از ہزار ہزار عالم بگذرد۔ بالای عرش رود۔ ہمہ کس را داند۔ در مذہب سلوک درویش فقیر ہمین را گویند۔ چون از ہفتاد ہزار مقام بالای از عرش و کرسی بگذرد مقام او در وہم و فہم (کس) (۴) ننگنجد۔ آن سرست میان بندہ و مولیٰ۔ کشف آن سر بیچ کس نتواند مگر خدای عزوجل کہ آن دانا تر است۔

### بیت

چنان غرق گردد بدریای عشق کہ ہر دم سر از عرش بالا کشد  
و این فقیر باہو میگوید کہ چون شب معراج بر براق سوار جبرائیل پیش جلوہ دار صورت  
کونین را آراستہ و ہزار ہزار عالم پیراستہ گرد بگرد دست بستہ پیش حضرت محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم استادہ بالای از عرش و کرسی فروتر در مقام سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی  
مَحْمُودًا نَصِيرًا قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰی (۵) اعلیٰ بحضور حق تعالیٰ رسید پرسید یا محمد صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم تماشای کونین ہزار ہزار عالم تابع پیش تو آوردم و ہمہ موجودات خود بتو سپردم۔

۱- حدیث ۲- ایضاً ۳- ایضاً ۴- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۷، ۵- سورہ النجم،

رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے۔ ”لوگوں کے نزدیک فقر ملامت ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ خزانہ ہے۔“

(دوسری حدیث میں) حضورؐ نے فرمایا: ”شقی کا فقر شکر کرنے والے کے استغنا سے بہتر ہے۔“

(تیسری حدیث میں) سرور کائناتؐ نے ارشاد فرمایا: ”فقر دونوں جہانوں میں سرخروئی ہے۔“

چنانچہ حضرت بایزید ہسطائیؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ یا شیخ! فقیری اور درویشی کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ فقیری اور درویشی یہ ہے کہ اگر تمام عالم کمال و زر اس آدمی (فقیر) کے ہاتھ میں دے دیا جائے تو وہ تمام کا تمام اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کر دے (اور ایک پھوٹی کوڑی بھی وہ اپنے پاس نہ رکھے)

### فقر کے مقامات (۳)

فقیری درویشی کے ستر ہزار مقامات ہیں۔ فقیر درویش جب تک ان ستر ہزار مقامات کو طے نہیں کر لیتا اور دیکھ نہیں لیتا اور کسی دوسرے کو اس کا تماشا نہیں دکھاتا، اس کو درویش فقیر نہیں کہا جاسکتا۔ (کیونکہ) فقیر درویش جب تک ان تمام مقامات کا واقف نہ ہو، وہ ہر مقام سے گذر نہیں سکتا۔ (در حقیقت) وہ درویش فقیر نہیں ہے، (بلکہ) وہ صرف اپنے نفس کے لئے فقیر بنا ہے نہ خدائے بزرگ و برتر کے لئے۔ کیونکہ جہاں خزانہ ہے، اس کے اوپر سانپ ہے اور جہاں پھول ہے وہاں (ضرور) کانٹا بھی ہے (یعنی فقر کی راہ میں بہت زیادہ مصائب و مشکلات ہیں)

جب اس (فقیر) کا معاملہ دنیا کو عبور کر لیتا ہے یعنی جب فقیر ان تمام مقامات سے گزر جاتا ہے اور عرش کے اوپر تک پہنچ جاتا ہے تو پھر وہ تمام افراد کو پہچان جاتا ہے (اور ہر ایک کے مرتبہ سے واقف ہو جاتا ہے) مذہب سلوک میں فقیر درویش اسی کو کہتے ہیں (اور) جب وہ ستر ہزار مقامات سے عرش و کرسی سے بھی گزر جاتا ہے تو اس کا مقام کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ساسکتا۔ بلکہ وہ بندہ و معبود کے درمیان ایک راز ہوتا ہے، جس کا کشف کسی بشر سے ممکن نہیں، اس کی حقیقت و راز خدائے بزرگ و برتر ہی جانتا ہے، کیونکہ وہ دانائے برتر ہے۔

## بیت

میں عشق کے دریا میں ایسا غرق ہوا ہوں کہ ہر لحظہ میرا سر عرش پر پہنچتا ہے۔  
 اور یہ فقیر باہو فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام براق پر سوار ہو کر  
 معراج شریف کو تشریف لے گئے اور جبرائیل علیہ السلام نے عرش و کرسی سے اوپر مقام  
 سدرة المنتہیٰ پر جلوہ گر صورت کو نین کو آراستہ اور ہڈوہ ہزار عالم کو گردا گرد پیراستہ  
 کر کے مودب ہو کر آپ کے روبرو استادہ کیا اور اس کے بعد آپ مقام قاب قوسین او  
 ادنیٰ پر حق تعالیٰ کے حضور میں پہنچے تو ارشاد ہوا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ  
 نے اٹھارہ ہزار عالم کو نین کا تماشا دیکھا ہم نے اسے آپ کے تابع فرمان کر کے آپ کے  
 سامنے پیش کیا اور اپنی تمام موجودات کو ہم نے تمہارے سپرد کیا۔

ترا چه خوش آمد و چه می خواهی؟ گفت: خداوند! مرا خوش آمد اسم ذات تو و محبت تو و ترا از تو می خواهم۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت من در کدام چیز است و من کدام چیز را میخواهم و نزدیک من کدام چیز پسند است که قرب تمام دارد که میان ما و او هیچ حجاب نیست۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود۔ یا خداوند! فقر فانی اللہ بقا باللہ۔  
 قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اللَّهُمَّ أَحْسِنِي مَسْكِينًا وَأَمْتِنِي مَسْكِينًا وَأَحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ (۱)

چون پیغمبر صاحب فقر را با حق سبحانه و تعالی یکتا دید فرمود:

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: - مَسِيدًا لِقَوْمٍ خَادِمِ الْفُقَرَاءِ (۲)

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: - إِذَا اتَمَّ الْفَقْرُ فَهِيَ لِلَّهِ (۳)

قوله تعالى: - وَاللَّهُ لَغَنِيٌّ وَأَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ (۴)

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: - إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْفُقَرَاءَ الْغَنِيِّ (۵)

پس پیغمبر صاحب را فقر اختیاری بودنہ اضطراری۔ چون حق سبحانه و تعالی پرسید یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ترا کدام چیز ناپسند است۔ فرمود: خداوند! هر آنکه ناپسند ترا است۔ فرمود: مرا کدام چیز ناپسند است۔ گفت: خداوند! دنیا که نزدیک تو قدر دنیا را برابر پیشه نیست۔ پس هر که دنیا را پسندید، آن ناپسندیده در گاه است۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اللَّهُمَّ لَنْبِيَا مَلْعُونٌ وَمَا فِيهَا مَلْعُونٌ إِلَّا ذَكَرُكَ اللَّهُ تَعَالَى (۶)

۱- لقل از جامع الصغیر علامہ سیوطی ۲- راحت القلوب از حضرت نظام الدین اولیاء ۳- نقل از

مرغوب القلوب ص ۱۸ و انیس الطالبین از حضرت خواجه بهاء الحق والدین نقشبندی ص ۶۳-۴

سوره الفتح ۳۸: ۳۸-۵- حدیث ۶- نقل از عین العلم شرح زین العلم ملا علی قاری ترمذی

ان (تمام) میں سے آپ کو کیا پسند آیا؟ اور (ان میں سے) آپ کو کیا چاہئے؟ آپ نے فرمایا: اے میرے پروردگار! مجھے تو تیرا اسم ذات اور تیری محبت پسند آئی اور میں تجھ سے تجھی کو چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری محبت کس چیز میں ہے اور میں کس چیز کو چاہتا ہوں اور میرے نزدیک کونسی چیز پسندیدہ ہے جو پورا قرب رکھتی ہے اور میرے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ پیغمبر اکرم نے فرمایا:

اے میرے آقا! وہ چیز منزلِ عجز و نیازِ فنا فی اللہ بقا باللہ ہے۔

چنانچہ آپ ہمیشہ دعا میں فرمایا کرتے تھے۔ ”اے پروردگار! مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ اور میری موت بھی مسکینوں میں کر اور اے پروردگار! مجھے قیامت کے دن مسکینوں میں اٹھا۔“

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداوند کریم کو (پچشم خود) بذریعہ مراتب فقر یکتا دیکھا تو فرمایا:

”فقراء کا خادم قوم کا سردار ہے۔“

دوسری حدیث ہے۔ ”جب فقرا انتہا کو پہنچتا ہے تو وہ خدا ہی ہوتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ غنی ہے اور تم سب فقیر ہو۔

حضور اکرم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ غنی فقراء کو دوست رکھتا ہے۔

پس پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فقر اختیار ہی تھا نہ اضطراری۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ سے دریافت کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں کونسی چیز ناپسند ہے؟

تو آپ نے فرمایا کہ اے پروردگار! جو تجھے ناپسند ہے۔ ارشاد ہوا مجھے کونسی چیز ناپسند

ہے۔ حضور نے فرمایا اسے پروردگار! دنیا! کہ تیرے نزدیک دنیا کی قدر ایک مچھر کے پر

کے برابر بھی نہیں۔ پس جس کسی نے دنیا کو پسند کیا، وہ تیری درگاہ میں ناپسندیدہ ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ”اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا دنیا اور

اس کے مابین جو کچھ ہے (سب) ملعون ہے۔“



باشنو فقیر باهو" میگوید که فقه سه حرف است و فقیر نیز سه حرف است و علم نیز سه حرف است و عمل نیز سه حرف است و حلم نیز سه حرف است و حلیم نام خدای عزوجل است۔ همه را یک جا (جمع) (۱) بکن و غلوه بند بساز و در آوند طریقت، حقیقت، معرفت، عشق، محبت بیامیخته در آب شریعت سیراب کن و در آوند طریقت، حقیقت، معرفت، عشق، محبت (بیامیخته) (۲) ساغرا از آن نوش کن۔ بعد از آن قدم در فقر انداز (۳) و هر دو جهان را فراموش کن۔ اللہ بس ما سوی اللہ هوس۔

بجز این اقدام راه فقر نتوان رفت که هزاران هزار درین ورطهء توحید گم شده جذب خورده رجعت برده اند و حسرت خورده مرده اند۔ با محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ہشیار باش (و با خدای تعالی) (۴) مست در خواب بیداری و مستی و ہوشیاری۔

۱- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۰، ۲- ایضا، ص ۴۰، ۳- ایضا، ص ۴۰، زن، ص ۴۰۔

ایضا، ص ۴۰

## لفظ فقیر کی تعریف اور حقیقت فقر کے بیان میں

فقیر باہو کہتا ہے (اے طالب غور سے) سن! کہ لفظ فقیر کے تین حروف ہیں اور فقر کے بھی تین حروف ہیں اور (اسی طرح) علم کے بھی تین حروف ہیں اور عمل کے بھی تین حروف ہیں اور لفظ علم بھی تین حروف پر مشتمل ہے اور حلیم خدائے بزرگ و برتر کا نام ہے۔ (لہذا) ان سب کو ایک جگہ جمع کر اور گولی بنا لے اور طریقت، حقیقت، معرفت، عشق، محبت کے پیالہ میں آمیز کر کے آب شریعت میں گھول لے اور (پھر) طریقت، حقیقت، معرفت، عشق، محبت کے پیالہ میں ملا کر اس سے نوش کر لے اور اس کے بعد راہ فقر میں قدم رکھے اور دونوں جہان کو فراموش کر دے۔ اور اللہ بس اور ماسوائے اللہ ہوس پر دھیان رکھے۔

ان اقدام کے بغیر راہ فقر پر چلنا دشوار ہے، کیونکہ ہزار ہا لوگ اس ورطہء توحید میں پریشان حال ہو کر بھٹک گئے ہیں اور حسرت اٹھا کر اپنی جانیں کھو گئے ہیں۔ (طالب کو چاہئے کہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوشیار رہے اور خداوند کریم کے ساتھ عالم مستی میں رہے۔ ایسی مستی جو خواب و بیداری اور مستی و ہوشیاری میں برقرار رہے (با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار)

## باب اول

مشاہدہ ذات توحید برزخ اسم اللہ و رسیدن بتوحید فنا فی اللہ

بشنو! ہرچہار کتاب تورات، انجیل، زبور، ام الكتاب یعنی فرقان ہمہ شرح اسم اللہ ذات است۔ اسم اللہ چیت یعنی عین ذات پاک بیچون و بی چگون بی شبہ و بی نمون، قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

ہر کہ اسم اللہ خواند، حافظ و یحب اللہ گشت۔ از خواندن اسم اللہ ذکر اللہ علم من لدنی واضح گردد و

عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (۲)

قوله تعالى: - مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ط (۳)

ترجمہ:- فرمود حق سبحانہ و تعالیٰ چیزیکہ ذکر کردہ نمی شود در آن چیز اسم اللہ۔ پس بدرستی (ہر آئینہ ۴) فسق است۔ دانی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ بالا تر از عرش و کرسی و لوح و قلم بمقام قاب قوسین حضور پروردگار رسید فیما بین و بین اللہ بی حجاب کلام تمام شنید۔ برکت اسم اللہ جل جلالہ، بود کہ کلید ہر دو جہان اسم اللہ است۔ ہفت طبق زمین و ہفت طبق آسمان کہ بی ستون استادہ است۔ برکت اسم اللہ است۔ ہر پیغمبریکہ پیغمبری یافت برکت اسم اللہ بود و از کفار کہ نجات و خلاصی و فتح یافت برکت اسم اللہ بود کہ گفتند اللہ معین۔ در میاں بندہ و مولیٰ کہ وسیلہ است اسم اللہ۔ ہر اولیاء و غوث و قطب ولی اہل اللہ را ذکر فکر الہام مذکور غرق توحید مراقبہ کشف کرامات ہمہ را برکت اسم اللہ است۔ علم لدنی از اسم اللہ بکشاید کہ بہ ہیچ علم دیگر خواندن احتیاج نماند۔

بیت باہو

ہر کرا با اسم اللہ شد قرار ہرچہ باشد غیر اللہ زان فرار

۱۔ سورہ اخلاص ۲:۱۱۳۔ سورہ البقرہ ۲:۳۱۔ سورہ الانعام ۶:۱۲۱

۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۱

## باب اول

مشاہدہ ذات توحید برزخ اسم اللہ و توحید باری تعالیٰ فنا فی اللہ کے پہنچنے کے اسباب

(اے طالب مولیٰ) سن! کہ یہ ہر چار کتابیں تورات، انجیل، زبور و ام الکتاب یعنی فرقان حمید (قرآن مجید) (در حقیقت) اسم اللہ ذات کی شرح ہیں اور اسم اللہ کیا ہے یعنی (اسم اللہ سے) وہی عین ذات پاک مراد ہے۔ وہ ذات بے چوں و بے مثل و بے شبہ اور بے نمونہ ہے۔ چنانچہ اس کی یگانگی پر یہ آیت شاہد ہے: ”کہہ دو اللہ ایک ہے۔“

### ذکر اللہ کے فتوحات

جس کسی نے اسم اللہ پڑھا (اور اس پر عمل کیا) وہ (تمام علوم کا) حافظ اور محبوب الہی ہو گیا۔ اسم اللہ اور ذکر اللہ کے شغل پر علم لدنی بھی واضح ہو جاتا ہے اور وہ اس آیت کا مصداق بن جاتا ہے: ”سکھادیئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو نام کل چیزوں کے۔“ (۱) حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: ”جس چیز پر اسم اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے کھانا گناہ ہے (۲)۔“ (غرضیکہ جس قلب میں اللہ تعالیٰ کا اسم جلوہ گر نہیں ہوتا وہ قلب ناپاک ہے) اور دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج شریف عرش و کرسی اور لوح و قلم کے اوپر قاب قوسین کے مقام پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچے اور بے وسیلہ اور بے حجاب اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے۔ یہ سب کچھ اسم اللہ کی برکت سے تھا۔ کیونکہ دونوں جہان کی کلید اسم اللہ ہے۔ اسم اللہ کی برکت سے ساتوں طبق زمین اور ساتوں طبق آسمان بے ستون قائم ہیں اور برکت اسم اللہ ذات سے تمام انبیائے علیہم السلام نے پیغمبری حاصل کی۔ اور اسم اللہ کی برکت سے ہی انہوں نے کفار سے نجات و خلاصی اور فتح پائی، کیونکہ وہ اسم اللہ کو معین جانتے تھے، کیونکہ بندہ اور مولیٰ کے درمیان اسم اللہ ہی وسیلہ ہوتا ہے۔

سب اولیاءوں اور غوثوں، قطبوں، اہل اللہ ویوں کو ذکر و فکر، الہام (درجہ) غرق فی النور والتوحید، مراقبہ، کشف و کرامات وغیرہ جو کچھ حاصل ہوا اسم اللہ ذات کی برکت سے

حاصل ہوا۔

علم لدنی بھی اسی اسم ذات کی برکت سے قلب پر روشن ہوتا ہے۔ جس کے بعد کسی دوسرے علم کے پڑھنے کی احتیاج نہیں رہتی۔

بیت

جس شخص کو اسم اللہ ذات سے قرار ہوتا ہے اس کو غیر اللہ سے فرار ہوتا ہے۔

۱۔ اس قصہ میں بھی علم ظاہری اور علم باطنی کا موازنہ ہوا ہے۔ وہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں، تو فرشتے بولے: کیا آپ زمین پر کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں، جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزیوں کرے گا؟ تو اللہ نے فرمایا: میں جانتا ہوں، جو کچھ تم نہیں جانتے۔ اس کے بعد اللہ نے آدمؑ کو ساری چیزوں کے نام سکھائے۔ پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: اگر تمہارا خیال صحیح ہے (کہ کسی خلیفہ کے تقرر سے انتظام بگڑ جائے گا) تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ فرشتوں نے کہا: اے پروردگار! پاک ہے تیری ذات، ہمیں ان کا علم نہیں مگر تو نے جتنا بتادیا، ہمیں اتنا ہی علم ہے۔ اب فرشتوں کا وہ تعجب جاتا رہا اور حضرت آدمؑ کی فضیلت انہیں معلوم ہوئی۔ حضرت آدمؑ کا علم لدنی تھا، جو انہیں اللہ تعالیٰ سے بلا وسیلہ حاصل ہوا تھا اور فرشتوں کا علم ظاہری جو انہیں تعلیم سے ظاہر ہوا تھا۔ ۲۔ یعنی جو جانور کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح نہ کیا جائے، تو نپاک اور حرام ہوتا ہے۔ اسی طرح جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا ہو، صوفی صافی اسے نپاک جانتا ہے۔

قوله تعالى: فَأَفْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ (۱)

قَالَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: لَا تَجْلِسُوا مَعَ أَهْلِ الْبِدْعَةِ (۲)

قَالَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: أَهْلُ الْبِدْعَةِ كِلَابُ النَّارِ (۳)

بشنو از اسماء صفات استدر ارج می شود و در اسم اللہ ذات تفاوت و تجاوز استدر ارج نمی شود۔ چرا کہ اسم اللہ چهار حروف است۔ الف لام لام هـ۔ چون الف جدا شد، اللهم ماند و چون لام جدا شد، له ماند و چون لام دوم جدا شد، هو ماند۔ پس این هر چهار اسم (۴) اللہ لله، هو اسم ذات است۔

قوله تعالى: - اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (۵)

قوله تعالى: - اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (۶)

قوله تعالى: - لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا (۷)

چهار هزار اسم اللہ در قرآن است۔ بہ برکت اسم اللہ فرقان ہم اسم اللہ است۔ مرشد کامل مکمل آنست کہ راه اسم اللہ داند و اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم داند و دیگر هیچ نداند و طالب صادق آنست کہ بجز اللہ تعالیٰ طلب دیگر نکند و بغیر ذات پاک ایزد تقدس و تعالیٰ (نجوید) (۸)

### بیت

داوہ خود سپہر بستاند اسم اللہ جاودان ماند  
دانی چون حق سبحانہ و تعالیٰ خواست از خود اسم ذات جدا ساخت و ازان نور محمدی ظهور  
گشت و در آئینہ قدرت (توحید) (۹) خود دید و بید نش بنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مشتاق و  
ماکل عاشق و دیوانہ خود بر خود خطاب رب الارباب حبیب اللہ یافت و از نور محمدی صلی اللہ  
علیہ و آلہ وسلم کل مخلوقات ہژدہ ہزار عالم پیدا شد۔

۱- سوره مائدہ ۵: ۲۵-۲ - غنیمتہ الطالبین ۳ - ایضاً ۳ - عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۳۳:

چهار حرف اسم اعظم ۵ - سوره البقرہ ۲: ۲۵۵-۶ - ایضاً ۲: ۲۵۷-۷ - سوره مزمل ۹: ۸ - عین

الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۳۳ ۹: ایضاً ص ۳۳

جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ان کی قوم نے نافرمانی کی اور ان کا کہنا نہ مانا اور وہ بھی اپنی قوم سے ناامید ہو گئے تو انہوں نے بارگاہ الہی میں یہ دعا کی ”..... میں اپنا اور اپنے بھائی کا ذمہ لیتا ہوں تو تو ہم کو ان نافرمانوں سے دور رکھ۔“

(اور اسی لئے) حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے: ”اہل بدعت کے ساتھ نہ بیٹھو۔“

اور دوسری حدیث میں فرمایا: ”اہل بدعت دوزخ کے کتے ہیں۔“

(اے طالب مولیٰ) (غور سے) سن! کہ اسمائے صفات میں استدرراج (کاشائے) ہوتا ہے اور (چونکہ) اسم اللہ اسم ذات ہے، اس لئے اس میں تفاوت و تجاوز استدرراج نہیں ہو سکتا، کیونکہ اسم اللہ چار حرف سے بنا ہوا ہے۔ الف ایک لام دو۔ دو سرالام تین اور چوتھا یعنی اللہ بنا۔ جب الف جدا ہوا اللہ رہ گیا اور جب لام کو دور کیا تو لہ رہ گیا اور جب دو سرا لام جدا ہوا تو (صرف) ہو رہ گیا۔ پس یہ چاروں اسم اعظم (اللہ) (للہ) (لہ) (ہو) اسم ذات ہیں۔ (اور کلام اللہ میں مذکور ہیں) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔“

دوسری جگہ فرمایا: ”اللہ ایمان والوں کا والی ہے جو ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔“

پھر فرمایا: ”اس کے سوا کوئی خدا نہیں، تو تم اسی کو اپنا کار ساز بناؤ۔“

قرآن مجید میں اللہ کے چار ہزار نام مذکور ہیں۔ اسم اللہ کی برکت سے فرقان بھی اسم اللہ ہے۔

مرشد کامل و مکمل وہی ہے جو اسم اللہ ذات اور اسم آقائے نادر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا عامل اور (ان کی تاثیر و اسرار کا) ماہر ہو اور بدون ان کے اور کچھ نہ جانتا ہو۔ اور طالب صادق بھی وہی ہے کہ جو بجز اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کچھ نہ چاہے اور نہ ہی اس پاک ذات کے سوا کسی سے کچھ طلب کرے (کیونکہ وہی ہر حاجت کو پورا کرنے والا ہے اور باقی تمام جہان فانی ہے)

بیت

آسمان اپنا دیا ہوا واپس لے لے گا اور صرف اسم اللہ ہمیشہ کو باقی رہے گا

دیکھو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ سے اسم ذات کو جدا کرنا چاہا، تو اس (اسم ذات) سے نور محمدی کا ظہور ہوا۔ اور اپنی قدرت توحید کے آئینہ میں اس کو دیکھا۔ اور اس کو دیکھنے سے نور محمدی کا مشتاق اور اس پر عاشق و شیدا ہوا اور خود شیفتہ ہو کر رب الارباب اور حبیب اللہ کا خطاب پایا۔ اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کل مخلوقات ہزار ہزار عالم کو پیدا کیا۔



حدیث قدسی

لَوْلَا كَلِمَا خَلَقْتُ لَا فَلَآ كَمَا أَظْهَرْتُ لِرَبِّهِ تَهْلِيًا مَحْمَلًا (۱)

کلمه عظیم که بر پیغمبر صاحب صلی الله علیه و اله وسلم خواند - الله تعالی خود خواند - خود گفت:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

بعد از آن روح حضرت ابابکر صدیق رضی الله تعالی عنه لا اله الا الله محمد رسول الله خواند - و

بعد از آن حضرت علی کرم الله وجهه در شکم مادر مسلمان شد و کلمه عظیم لا اله الا الله محمد رسول

الله خواند و دیگر اصحابان (همه ۲) بمعجزه ایمان آورده اند -

باشنو! هر جان زنده انس و جن و مور و مرغ و پرنده همه را انفس نفس با اسم هومی آید - کسی را

معلوم - کسی را معدوم - کسی را که معلوم است و اگر گشت و کسی را که معدوم است مرده

گشت -

بیت

شد ترا نزدیک از شرگ خدا      او خدا باتست تو از وی جدا

بیت

ابتدا هو انتها هومی رسد      عارف آن گردو که با هومی شود (۳)

قَوْلُهُ تَعَالَى: هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ط (۴)

قَوْلُهُ تَعَالَى: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ط (۵)

بیت باهو

خود حجاب است زان هزار هزار      خود نماند بین که یار بیار (۶)

۱- ملا علی قاری "موضوعات کبیر" - ۲- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی ص ۲۵: ۳- ایضا "ص ۲۵:

ابتدا هو انتها هو هر که باهو می رسد      عارف عرفان شود هر که باهو هو شود

۳- سوره الحديد ۵۷: ۵۳ - سوره الشوری - ۶۱: ۲۲ - عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی ص ۲۵:

خود حجاب هزار است زان هزار هزار      خود نماند خدا به بیند که یار بیار

## حدیث قدسی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ ”اے ہمارے حبیب! اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔“

(سب سے پہلے) کلمہء طیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے خود پڑھا اور خود کہا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کی روح مبارک نے پڑھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس کے بعد حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ شکرہؓ اور انہوں نے کلمہء طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔

اور اس کے بعد دیگر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کے معجزات پر ایمان لائے ہیں۔

(اے طالب صادق! غور سے) سن! ہر جاندار جن وانس اور تمام مہر و مرغ و پرندہ کی سانس سے اسم ہو ہی نکلتا ہے۔ کسی کا ذکر (سانس) معلوم اور کسی کا ذکر (سانس) معدوم۔ (غرضیکہ ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے) (لیکن) جس کسی کا ذکر معلوم و مقبول ہے وہ ذکر ہو گیا اور جس کسی کا ذکر معدوم ہے وہ مردہ ہوا۔

## بیت

خدا تمہاری شہ رگ سے بھی نزدیک ہو گیا  
مگر تو اس سے جدا ہے (حالانکہ وہ خدا تیرے ساتھ ہے)

## بیت

ابتدا اور انتہا کو پاتا ہے جو شخص کہ ہو تک پہنچتا ہے۔ وہ صاحب عرفان ہو جاتا ہے جو شخص کہ ہو کے ساتھ ہو ہو جاتا ہے (یعنی اول و آخر اور ظاہر و باطن اسی ذات کا وہ مظہر بن جاتا ہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وہی اول ہے وہی آخر۔ وہی ظاہر ہے وہی باطن اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔“

دوسری جگہ پھر فرمایا ”اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔“

## بیت باہو

(اے طالب!) تیرے ساتھ اس وقت ہزار ہزار حجاب موجود ہیں۔ اور جب تجھ سے ایک بھی نہ رہے گا تو پھر تو دیکھے گا کہ یاریار کے ساتھ اصل ہو جائے گا۔

نه متقی نه یار پر همیزم  
 نه زاهد نه اهل شب خیزم  
 حقیقی عاشقی با ستغراق  
 فتانی اللہ بیار آمیزم

در تفحص بانفس خود قاضی باش و برای کشتن این گبر غازی باش و با خدا راضی باش که یار با یار و اغیار با اغیار برای نفس حیل و حجت میار. اگر کسی ریاضت کشد و دوازده سال ریاضت در شریعت باید قائم اللیل و صائم الدهر. و دوازده سال ریاضت در طریقت باید طلاق دهد و غیره ماسوی اللہ را. و دوازده سال ریاضت در حقیقت باید که بجز حق دیگر طلب نہ کند. و دوازده سال ریاضت در معرفت باید که در معرفت محو شود. پیش (۱) از آن در مقام عشق محبت چشم ظاهر باطن بکشاید.

بغیر مرشد کامل اگر تمام عمر سر بسنگ ریاضت (نفس ۲) زند هیچ فائده نیست که بی مرشد و بی پیر هیچکس بخدا نرسد چرا که مرشد بمثل معلم دیدبان جهاز است. از هر بلاها از علم معلم خبردار باشد. اگر معلم در جهاز نباشد جهاز غرق شود. خود جهاز خود معلم. فہم من فہم.

بیت

باهو! ترا نزدیک از شرگ خدای  
 آن خدا با تست تو از وی جدای  
 بموجب این آیت کریمہ: **قوله تعالی: - وَنَحْنُ اقْرَبُ لِيَمِينِ حَبْلِ الْوَرْدِ (۳)**  
 عشق (نیز) (۴) دو قسم است: عشق حقیقی و عشق مجازی (حقیقی آنست که بجز یاد حق دیگر نماند) (۵) و مجازی آنست که ذکر سکرو مستی و وجد و جذب کند و مجذوب گردد. یا معشوق جذب (۶) کند تا عاشق دیوانه گردد. اللہ بس ماسوی اللہ ہوس.

بیت باهو

اگر در خوابم غرق توحید با خدا یازم  
 و اگر بیدارم خبر دارم با یارم ہوشیارم

۱- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۳۶. پس ۲- ایضا ص ۳۷. سورہ ق ۵۰: ۱۶- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۵۳. ایضا ص ۶۳. ایضا ص ۳۷: خبر

(اے باھو!) نہ تو میں متقی ہوں اور نہ ہی پرہیزگار عاشق ہوں۔ نہ میں زاہد ہوں اور نہ ہی شب بیدار ہوں۔ نہ ہی میں استغراق فنا فی اللہ کے ساتھ عاشق حقیقی بن کر اللہ کے ساتھ واصل ہوں۔

(اے باھو) تو اپنے نفس پر تفحص اور محاسبہ کرتا رہ، اور اس کافر کو قتل کر کے غازی بن اور (ہر دم) خدا تعالیٰ سے راضی رہ کہ یار بایار اور اغیار با اغیار کے ساتھ (مشغول) رہتا ہے۔ (اور ہرگز اپنے) نفس (کے آرام) کے لئے حیلہ و حجت مت پکڑ (بلکہ اس نفس سرکش کے خلاف کر) جو شخص اس راہ فقر میں قدم رکھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ (متواتر) بارہ سال شریعت میں رہ کر ریاضت کرے اور (ہمیشہ) قائم اللیل اور صائم الدھر رہے اور بارہ سال تک طریقت میں ایسی ریاضت کرے کہ گویا اس نے ماسوائے اللہ تعالیٰ اور غیر غیروں سب کو طلاق دے دی ہے (نیز) بارہ سال حقیقت میں ایسی ریاضت کرے کہ بجز حق تعالیٰ کے کسی کی طلب (نہ رہے اور) نہ کرے اور بارہ سال معرفت میں ایسی ریاضت کرے کہ معرفت میں محو ہو جائے اور اس کے بعد مقام عشق و محبت میں ظاہر و باطن کی آنکھ کھولے۔

(اس راہ فقر میں) بغیر مرشد کامل اگر تمام عمر ریاضت کشتی میں سر پتھر پر مارتا رہے، لیکن اس کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو گا، کیونکہ بے پیر اور بے مرشد کے اللہ تک رسائی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ مرشد مثل معلم (دریائے معرفت کے) جہاز کا نگہبان ہوتا ہے۔ وہ اپنے علم کے ذریعے سے ہر آفت سے خبردار ہوتا ہے۔ اگر معلم جہاز میں نہ ہو تو جہاز (دریا میں) غرق ہو جاتا ہے۔ خود جہاز اور خود معلم: **فِيهِمْ سِنَّ فِيهِمْ**: ”سمجھ لیا اس نے جو صاحب فہم ہے۔“

### بیت

اے باھو! اللہ تعالیٰ تو تیری شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے اور وہ تو تیرے ساتھ ہے، مگر تو اس سے دور پڑا ہوا ہے۔

اس آیت کریمہ کے بموجب جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اور ہم اپنے بندے سے اس کی گردن کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔“ (لہذا طالب کو چاہئے کہ اس کو نزدیک

سچہ کر اسکی کا پتہ ہے)

عشق کی دو قسمیں ہیں۔ عشق حقیقی اور عشق مجازی۔ عشق حقیقی وہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا کچھ یوں نہ رہے۔ اور عشق مجازی وہ ہوتا ہے کہ اس کے ذکر سے سکر و مستی و وجد اور جذب (مکمل) ہوتا ہے اور مجذوب ہو جاتا ہے یا مستحق (انہ) (احسان) محبت کرتا ہے، یہاں تک عاشق دیوانہ ہو جاتا ہے۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بیت باتھو

اگر میں خواب میں بھی ہوں تو غرق تو حید ہو کر اللہ کے ساتھ دوستی کا دم بھرتا ہوں۔ اور اگر بیدار ہوں، تب بھی میں خبر رکھتا ہوں اور اس کی یاد میں ہوشیار ہوں۔

(واصلان را هر دو وقت خوش نظر

حال مستی را چه داند بی خبر) (۱)

سبحان الله! الله بمن است و من بالله لا اله الا الله

بیت باهو<sup>۲</sup>

ولد راستی با صدق دین (۲) است که هر دو چشم او دیدار بین است

بیت

رحمت و غفران بود بر راستی<sup>۳</sup> راستی از راستی آراستی

حدیث

طَالِبُ الدُّنْيَا مَخْنُوثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبَىٰ مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلَىٰ مَذْكُورٌ (۳)

مردندگرا گویند که بجز مولی دیگری را نجوید نه دنیا و نه زینت دنیا - نه حور نه قصور نه میوه نه

براق نه لذت بهشت - نزدیک اهل دیدار همه زشت - چرا که ایشان با اسم الله دل بست -

مست است کسی را که اسم الله با جسم و جان (است) (۴) بی غم از هر دو جهان (۵) است -

چون روز محشر مردم بحساب نیکی و بدی شود - هر کرا اسم الله بر دل نقش باشد و اسم الله یک

مرتبه بصدق دل گفته باشد - اگر گناه اهل اسم الله برابر آسمان و زمین چهارده طبق باشد - از

گرانی اسم الله در یک پلهء ترازو سبک خواهد شد - فرشتگان در فریاد خواهند آمد که

خداوند! این بنده را بکدام نیکی پلهء ترازو گران می آید - حق سبحانه و تعالی می فرماید که

این بنده طالب من است و با اسم الله من مشغول بوده - ای فرشتگان! شما اهل حجاب آید -

حقیقت حق پرستی اشتغال الله شما واقف نیستید - من با ایشان و ایشان با من یگانه - شما بیگانه

آید -

الله بس و ماسوی الله هوس -

۱- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی ص ۲۷، ۲- ایضا ص ۲۸: دمبست ۳- حدیث ۴- عین

الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی ص ۲۸، ۵- ایضا ص ۲۸: جاودان

(واصلوں کے لئے دونوں وقت خوشی کے ہیں اور تو اے بے خبر! حال مستی کا کیا جانے)۔  
 سبحان اللہ! اللہ میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں۔ لا الہ الا اللہ

### بیت باہو

میری والدہ ماجدہ راستی دین کی سچائی کے ساتھ ہے، جس سے میری ہردو آنکھوں کو انوار حاصل ہوتے ہیں۔

### بیت

میری والدہ مکرمہ راستی پر اللہ کی رحمت و سلامتی ہو۔ اے خدای تعالیٰ! (بے شک) تو نے راستی کو سچائی سے مزین کیا۔

### حدیث

طالب دنیا محنت ہے اور طالب عقبیٰ مونث اور طالب مولیٰ مذکر ہے۔  
 جو انمرد کس کو کہتے ہیں؟ مذکر جو انمرد وہی ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کی جستجو نہیں کرتا۔ نہ اسے دنیا اور نہ اس کی زیب و زینت کی خواہش ہوتی ہے اور نہ ہی حورو و قصور اور نہ ہی اسے بہشت کی دیگر لذات کی پرواہ ہوتی ہے۔ اہل دیدار کے نزدیک یہ سب چیزیں ہیچ ہیں، اس لئے کہ ان کا دل اسم اللہ میں مشغول رہتا ہے۔  
 اور جس کسی کا جسم اور جان اس کے وعدہ الست میں مست رہتے ہیں، وہ دونوں جہانوں کے غم سے مستغنی ہو جاتا ہے۔

جب روز قیامت آدمیوں کی نیکیوں اور بدیوں کا حساب ہو گا، تو جس شخص کے دل پر اسم ذات منقش ہو گا، جس شخص نے صرف ایک ہی مرتبہ صدق دل سے اسم اللہ پڑھا ہو گا۔ اگر اس کے گناہ آسمان و زمین کے برابر بھی ہوں گے، تو ایک طرف پلہ میں اس کے گناہ رکھ دیئے جائیں گے اور دوسرے پلہ میں اسم ذات رکھ دیا جائے گا، تو اسم ذات والا پلہ بھاری اور گراں ہو گا۔ فرشتے تعجب کر کے کہیں گے اے پروردگار! اس بندے کی کونسی نیکی نے ترازو کے پلہ کو گراں کر دیا۔

حق تعالیٰ فرمائے گا۔ (اے فرشتو!) یہ بندہ میرا طالب ہے اور میرے اسم ذاتی میں مشغول رہا ہے۔ اے فرشتو! تم اہل حجاب ہو اور تم حق پرستی کے شغل کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہو۔ میں ان (اہل اسم اللہ) کے ساتھ ہوں اور وہ میرے ساتھ ہیں۔ تم اس راز سے بیگانہ ہو۔

اللہ بس و ما سوی اللہ ہوس

اسم اللہ آنچنان (۱) است کہ کسی تمام عمر روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، تلاوت قرآن از ہر قسم عبادتی کہ کردہ باشد و یا عالم معلم اہل فضیلت شود۔ چون از اسم اللہ و از اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر نہارد و در مطالعہ او نباشد عمر عبادت او بر باد و ضائع گشت۔ ہیچ فائدہ نہارد۔

قَالَ عَلَيْنَا لَسْلَامٌ كَمَا تَبْعَثُونَ تَمُوتُونَ وَ كَمَا تَدْعُونَ تَبْعَثُونَ (۲)

قوله، تعالیٰ: - وَأَوْفُوا بَعْدِي أَوْ يَبْعَثِكُمْ (۳)

چرا کہ عالم فاضل دانشمند بسیار۔ صاحب مسائل، فقیہ، قائم اللیل، صائم الدھر، زاہد، عابد، چلہ کش، (بسیار) خلوت نشین، حاجی، غازی، بسیار، غوث و قطب اہل اللہ ولی اللہ صاحب تقویٰ و فتویٰ، شیخ مشائخ بسیار، صاحب ورود و طائف خوان، صاحب مجاہدہ، مشاہدہ، غریب، خاکسار، صابر، شاکر، مذکور، حضور وصال و احوال نیک بخت، خوب خصال، مومن، مسلم، بسیار، صاحب ذوق، شوق، خاموش، شب بیدار، ہشیار، بسیار، نفس پرست ہمہ کس، خدا پرست کم کس، ایشان ہمہ با انماست ہست، مطلب آنکہ فقیر عارف باللہ و فقیر فنا فی اللہ و فنا فی الرسول را گویند۔ فنا فی فقر فنا فی ہو باید۔

بیت باہو

اسم اللہ ہر کرا گردد رفیق او فنا فی اللہ  
غم نہارد جاودان غم رفتہ زو مست ہم ہشیار بی  
بشنو! مرشد کامل مکمل آنست کہ برزخ اسم اللہ تعالیٰ یا برزخ اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوشتہ بدست طالب اللہ بدہد و بنماید و ہرچہ طالب اللہ ازین برزخ بہ بیندلی شک راہ راستی یابد و طالبی کہ ازین مرشد روگردان شود، یقین است کہ از اسم اللہ جل شانہ، و از اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روگردان شود۔  
پس کلمہ طیب نیز ہمین ہر دو اسم است۔ ہر کہ از کلمہ روگردان شود مرتد شود و مرتد را نماز و روزہ و ہیچ عبادت قبول نیست۔

۱- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۹-۴۰، ہمچون ۲- حدیث ۳- سورہ البقرہ، ۲: ۳۰، ۳۱- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۰



اسم اللہ اس طرح ہے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، تلاوت قرآن مجید اور ہر قسم کی عبادتیں کرتا رہے اور یا عالم معلم ہو جائے اور کتنی ہی فضیلت حاصل کر لے، مگر اسم اللہ اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر نہ رکھے اور اس کے مطالعہ میں نہ رہے، تو یہ اس کی تمام عبادتوں کی عمر (گویا) برباد اور ضائع ہو گئی (اور) اس کو ان عبادات کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ (ان بے ذکروں کی مثال ایسی ہے جیسا کہ) حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے:

”جیسے تم پیدا ہوئے ویسے تم مر جاؤ گے، جس طرح تم مر جاؤ گے اسی طرح تم اٹھو گے۔“ (پس انسان کو چاہئے کہ اپنے عہد پر قائم رہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”اور تم میرے عہد کو پورا کرو، میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا۔“

اس لئے کہ عالم فاضل اور دانشمند بہت ہیں (اسی طرح) صاحب مسائل، فقیہ، قائم اللیل، صائم الدھر، زاہد، عابد، اور چلہ کش، بھی بہت ہیں (اور اسی طرح) خلوت نشین، حاجی اور غازی بھی بہت زیادہ ہیں (اسی طرح) غوث و قطب اہل اللہ ولی اللہ، صاحب تقویٰ و فتویٰ اور شیخ مشائخ بھی بہت زیادہ ہیں (اسی طرح) اہل ورد و وظائف، صاحب مجاہدہ و مشاہدہ، غریب، خاکسار، صابر و شاکر، مذکور، حضور وصال و احوال اور نیک بخت، خلیق اور مومن و مسلم بھی بہت ہیں (اسی طرح) صاحب ذوق و شوق، خاموش، شب بیدار اور ہشیار بھی بہت ہیں، مگر یہ سب (واصلین حق کے نزدیک) نفس پرست ہیں اور حق پرست فقیر کم ہیں (کیونکہ) یہ تمام اپنی انامیں مست ہیں (۱) خلاصہ یہ کہ فقیر عارف باللہ اور فقیر فنا فی اللہ و فنا فی الرسول کو کہتے ہیں۔ پس فقیر کو فنا فی الفقر و فنا فی ہو ہونا چاہئے۔

۱۔ یہاں حضرت سلطان باہو کا مقصد ان لوگوں کی تذلیل کرنا نہیں ہے۔ گو وہ روحانی طور پر بلند مراتب پر فائز ہیں، مگر مقربین حق کے نزدیک یہ لوگ ابھی نفس پرستی میں پڑے ہیں اور ان میں سے بہت کم ہیں جو فنا فی ہو ہو کر ہو میں محو ہو چکے ہیں اور اس منزل پر پہنچنے والے ہیں۔

## بیت باہو

جس کسی کا رفق اسم اللہ ہو جاتا ہے، تو وہ اپنی جان میں غرق ہو کر (مقام) فنا فی اللہ (میں) ہو جاتا ہے۔

وہ کوئی غم نہیں رکھتا۔ غم ہمیشہ کے لئے اس سے دور ہو جاتا ہے۔ گویا وہ بے غم ہو کر مست بھی رہتا ہے اور ہوشیار بھی۔

(اے طالب مولیٰ! غور سے) سن! کہ مرشد کامل و مکمل وہ ہے جو برزخ اسم اللہ تعالیٰ یا برزخ اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحریر کر کے طالب مولیٰ کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور اس کی راہ بتاتا ہے اور طالب مولیٰ جو کچھ اس برزخ سے دیکھتا ہے، وہ بے شک راہ راستی پاتا ہے۔ اور وہ طالب جو اس مرشد کامل و اکمل سے روگرداں ہوتا ہے۔ یقین ہے کہ وہ اسم اللہ جل شانہ، اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روگرداں ہوتا ہے۔

پس کلمہء طیبہ بھی انہی دو کلموں سے مرکب ہے۔ جو کوئی کلمہء طیبہ سے منحرف ہو جاتا ہے وہ مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کی نماز اور روزہ اور کوئی عبادت قبول نہیں ہے۔

قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: مَنْ تَعَلَّمَ نِيَّ حَرْفًا فَهُوَ مُؤَلَّى (۱)

وہر کہ از استاد اول حرف خواند نیز ہمین اسم اللہ است چرا کہ استاد کہ اول حرف بسبق می دهد ہمین میدہد بسم اللہ الرحمن الرحیم و بسم اللہ نیز اسم اللہ است۔ بشنو! نفس زبان قلب و روح مخلوق و اسم اللہ غیر مخلوق۔ پس اللہ غیر مخلوق را با غیر مخلوق یاد باید کرد۔ میان اسم و مسمیٰ چه فرق است۔ صاحب اسم صاحب ذکر است و مسمیٰ صاحب استغراق۔ صاحب اسم در مقام مخلوق است و صاحب مسمیٰ در مقام غیر مخلوق۔ بر صاحب مسمیٰ ذکر حرام کہ آن ظاہر باطن حضور فی اللہ با استغراق تمام۔ ہر کہ از روز ازل مست الست چشم اسم نقاش نقش یکتا پیوست۔

### بیت باہو

نقاش چون در نقش آید خانہ میگردد نقاش گر محرم اسرار خانہ ای از نقش (۲) غافل مباش  
قَالَ عَلِيٌّ سَلَامٌ: تَفَكَّرْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ (۳)  
(پس ۴) این تفکر غنتی با برزخ اسم اللہ فنا فی اللہ با ذات است نہ بذکر نہ بفکر نہ بدین تماشای مخلوقات مراتب صاحب تصرف۔

### حدیث قدسی

تَفَرُّوا مِنَ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يَقْبَلُ اللَّهُ فَا فَرَّقِ النَّفْسَ ثُمَّ قُلِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَقَلْبِكَ ثُمَّ  
قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرِهِمْ قُلِ اللَّهُ كَانَا لِلطَّارِ رَوْحًا (۵)  
چون عارف باللہ واصل باللہ برزخ تصور اسم اللہ ذات بر دل نقش کند و می بیند۔ چون (جسم در) (۶) اسم اللہ غائب شود، معلوم شد کہ جسم در اسم اللہ آمد و جسم غائب (شده ۷) و اسم اظہار گشت۔

۱- نیز رجوع بفرمائید بہ فتاویٰ جامع الفوائد، ص ۲۲۵-۲۲۶۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۲:  
نقاش، ۳- رجوع بفرمائید بہ زین العلم شرح عین العلم ملا علی قاری، ص ۳- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین  
ملتانی، ص ۵۲، ۵۳- حدیث: قول ابو سعید ابو الخیر و حضرت امام شبلی، ص ۶- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے: جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھا دیا وہ میرا مولیٰ یعنی سردار ہے (۱)

اور ہر شخص اپنے استاد سے جو حرف پہلے پڑھتا ہے، وہ اسم اللہ ہے، کیونکہ استاد جو پہلا حرف پڑھاتا ہے وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی پڑھاتا ہے۔ اور بسم اللہ بھی اسم اللہ ہے۔ (اے طالب! غور سے) سن! نفس، زبان، قلب اور روح سب مخلوق ہیں اور اسم اللہ غیر مخلوق ہے۔

پس اللہ غیر مخلوق کو غیر مخلوق سے یاد کرنا چاہئے۔ اسم اور مستی کے درمیان کیا فرق ہے؟ (اس میں یہ فرق ہے کہ) صاحب اسم صرف صاحب ذکر ہوتا ہے اور صاحب مستی صاحب استغراق ہوتا ہے۔ صاحب اسم مقام خلق میں ہوتا ہے اور صاحب مستی مقام غیر مخلوق میں (پس) صاحب مستی پر ذکر حرام ہوتا ہے، اس لئے کہ اس کا ظاہر و باطن پوری طرح حضور فی اللہ میں غرق ہوتا ہے۔ جو روز الست سے مست ہوتا ہے۔ اس کی نگاہ اسم پر، اس کے نقاش پر اور اس کے نقش یکتا پر جمی رہتی ہے۔

### بیت باہو

نقاش جب نقش میں آجاتا ہے، تو سارا گھر نقاش ہی بن جاتا ہے۔ اگر تو گھر کے اندرونی رازوں کا محرم ہے، تو نقاش سے غافل نہ ہو۔

حضور اکرم کا ارشاد گرامی ہے: ”خداوند تعالیٰ کی نشانیوں میں ایک ساعت کے لئے فکر کرنا دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔“

پس یہ تفکر برزخ اسم اللہ فنا فی اللہ میں ذات الہی پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس تفکر کا تعلق نہ تو ذکر و فکر سے ہے اور نہ ہی مخلوقات کے تماشا سے اور نہ ہی صاحب تصرف کے مراتب سے۔

۱۔ ایک حرف بتانے والے کا مرتبہ یہ ہے تو جو خدا کی راہ بتائے گا، اس کا مرتبہ تو بہت ارفع ہو گا۔

### حدیث قدسی

انسان بھاگتا ہے غضب اللہ سے طرف اسی اللہ تعالیٰ کے پھر اللہ تعالیٰ اس کو قبول کر لیتا ہے۔ پھر انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کو جھکائے اور کہے اللہ ہی اللہ ہے اور قطع تعلق کرے حالت روح اور نفس اور قلب اپنے کی اللہ کے لئے پھر کہے اللہ بس ماسوا اللہ ہوس اور یہاں تک قطع تعلق کہ روح اس کا سمندر اسی ذات کا بن جائے اور ایسا تمام ماسوی اللہ سے قطع کرے جیسا کہ نبی علیہ السلام نے سب سے قطع تعلق کیا (۱)۔

اور جب عارف باللہ واصل باللہ کے قلب پر برزخ اسم اللہ تعالیٰ کا نقشہ جم جاتا ہے تو وہ اس کو دیکھ بھی لیتا ہے۔ جب کہ جسم اسم اللہ میں غائب ہو جاتا ہے۔ تو (اس سے) معلوم ہوا کہ جسم اسم اللہ میں ظاہر ہوا اور جسم غائب ہو گیا اور اسم کا ظہور ہو گیا۔

۱۔ نقل از تفسیر رونی سورہ انعام رکوع ۱۰

معلومات ظاہر و باطن از مشاہدہ اسم اللہ کند کہ در وجود لذت ذکر نماوند و از سوزش اسم اللہ ذکر خوش نیاید۔ در مد نظرش ہر طرف کہ بہ بیند اسم اللہ می نماید اگرچہ اسم اللہ نہ بیند۔ بجز ماسوی اللہ دیگر ہر چیز پسندیدہ نیاید۔ ہماہوست در مغزو پوست (گردد)۔ صاحب عنایت گردد و عنایت تمام رخ نماید، نفس دل شود و دل روح شود و روح سر شود و سر در خفی در آید و خفی در انادر آید و انادر یہ خفی در آید۔ این را توحید مطلق میگویند۔ چنانچہ اول بود ہمچنان آخر کہ اول از توحید نور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پیدا شد و از نور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم روح پیدا شد و از روح نور، اسم، جسم، قلب، نفس، قالب، مطلب، مطالب، وجود اربع عناصر پیدا شد۔ پس مرشد ہمون است چنانچہ مراتب بہ مراتب منزل بہ منزل مقام بہ مقام از ازل تا ابد ہمون طور تن در توحید غرق کند بازل برساند چرا کہ سالک بی خبر نیست از راہ رسم مقام منزل از ازل تا ابد کہ ازل و ابد ہر دو در چشم دو چشم است۔ بنظارہ گاہ اوست۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيمَانِ (۱)

مرشد آنست کہ در مقام توحید تمام وحدانیت مفرد مدخلہ کند۔ مقام مفرد کدام است۔ جائیکہ اول نور خدا جدا شد۔ بارادت صدق بشنو۔ مرشد رہنمای بہ مقام مفرد بہ بقای مدخل کند۔

فِيهِمْ مَنْ فِيهِمْ

پس یقین است کسی را کہ مرشد کامل مکمل اسم ذات دست و ہد طرفہ زد با ذات عین توحید رساند۔ ہرگز بصفات نگذارد۔ بجز یکتا گشتن توحید۔ دیگر منزل مقام ہماہم مشترکی است۔

۱۔ موضوعات کبیر از حضرت ملا علی قاری ص ۳۵

اور اسے ظاہری اور باطنی حالت اسم اللہ کے مشاہدہ سے معلوم ہوتی ہے۔ وہ اپنے وجود میں ذکر اللہ کی لذت نہیں پاتا اور اسے اسم اللہ کی سوزش سے ذکر اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے اور ہر وقت جدھر نظر اٹھاتا ہے اسم اللہ اسے مد نظر رہتا ہے، اگرچہ وہ خود اسم اللہ نہیں دیکھتا۔ اسم اللہ کے راز سے کوئی چیز اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ اور اب معاملہ ہمہ اوست در مغز و پوست والا ہو جاتا ہے۔ اور وہ صاحب عنایت ہو جاتا ہے۔ اور پوری عنایت اس کی طرف رخ کرتی ہے۔ (توحید مطلق صاحب تصور کا) نفس دل ہو جاتا ہے اور دل روح ہو جاتا ہے اور روح سر ہو جاتی ہے۔ اور سر مقام خفی میں اور خفی مقام انانیں آتا ہے اور انانی خفی میں آتا ہے۔ اسے توحید مطلق کہتے ہیں۔ چنانچہ آخر اول سے منطبق ہو جاتا ہے۔ جس طرح اول توحید سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوا اور نور محمدی سے روح پیدا ہوئی اور روح سے نور (روشنی) اسم، جسم، قلب، نفس، قالب، مطلب، مطالب غرضیکہ وجود اربعہ عناصر پیدا ہوئے۔

پس مرشد کامل (طالب صادق کو) اسی طرح مراتب بمراتب، منزل بمنزل، مقام بمقام پہنچا کر اس کے وجود کو توحید میں غرق کرتا ہے اور اسے ازل سے ابد تک پہنچاتا ہے۔ اس لئے کہ سالک (اس راہ سے) بے خبر نہیں ہوتا۔ اس کو اس کی راہ رسم سے پوری واقفیت ہوتی ہے اور مقام منزل ازل سے ابد تک اور ابد سے ازل تک سب (مقامات) اس کے مد نظر ہوتے ہیں اور اس کی آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں۔

حضور اکرم کا ارشاد گرامی ہے: ”اپنے وطن (۱) کو دوست رکھنا ایمان کی علامت ہے۔“

مرشد کامل وہ ہے جو مقام توحید منفرد میں دخل تمام رکھتا ہے۔ مقام مفرد کونسا ہے؟ یہ وہ مقام ہے جہاں سے پہلے نور خدا جدا ہوا (اے طالب مولیٰ!) ارادت و صدق سے سن! مرشد کامل مقام مفرد سے مقام بقا تک دخل رکھتا ہے۔

فہم یمن فہم ہمد (جس نے سمجھ لیا اس کو سمجھ آگئی)

پس یقین ہے کہ مرشد کامل و اکمل جب کسی کے ہاتھ میں اسم ذات دے گا، اسے آنکھ جھپکنے میں عین توحید باری تعالیٰ کی ذات میں پہنچا دے گا۔ اور (طالب کو) ہرگز مقامات صفاتیہ میں نہیں چھوڑے گا۔ اور یہ بجز یکتائی توحید کے باقی تمام منازل و مقامات میں اس کا مشترک ہے (اور اس سے جدا نہیں ہوتا)

۱۔ وطن سے مراد وطن حقیقی (آخرت) ہے۔

## بیت

فرشته گرچه دارد قرب درگاه ننگجد در مقام لی مع الله  
 اگرچه در توحید تمام غرق شوی خلاف شریعت و سنت مباش.

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ - إِذَا رَأَيْتَ رَجُلًا يَطِيرُ فِي الْهَوَاءِ وَيَمْشِي عَلَى الْمَاءِ وَتَرَكَ  
 سُنَّتِي مِنْ سُنَّتِي فَأُضْرِبُ بِهَا لِنَعْلَيْنِ (۱)

## بیت باهتو

نماز دائمی با وقت پندار کسی وقتی نخواند بس گنگار  
 بشنو! فقیریکه با اسم الله مشغول باشد وانا خواه دیوانه بالذکر یگانه است - اسم الله  
 ورواست بر زبان عام و هم خاص و هر جنبنده و جاندار -

## فرد

محبت است که دل رانمی دهد آرام و گرنه کیست که آشودگی نمی خواهد  
 کسیکه بگفتن نام الله تعالی جل جلاله 'جبراً' پر غصه شود معلوم شد که اسم الله رانمی  
 خواهد هر آنکس دشمن خداست اگرچه فرض کفایت است جل جلاله 'بگوید که جل  
 جلاله' گفتن عبادت است - اهل اسلام را باید که اگر کسی نام شیطان بگیرد (پر) غصه (۲) شود  
 و نام دنیا و اهل دنیا را نخواهد هر آنکس که دوست خداست - قیامت قایم آن زمان خواهد  
 شد که بروی زمین هیچ کس نام اسم الله تعالی نخواهد گفت - منع کننده از اسم و ذکر الله از دو  
 حکمت خالی نباشد یا منافق، یا کافر، یا حاسد، یا متکبر - راهبر در هر دو جهان اسم ذات اسم الله  
 لا اله الا الله محمد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم -

۱- حدیث ۲- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۶



اگرچہ فرشتہ کو قرب درگاہ حاصل ہے، مگر مقامِ اسمع اللہ میں اس کی گنجائش نہیں ہوتی۔  
(یہ مرتبہ مردِ کامل کو حاصل ہے جس کو باری تعالیٰ عطا کرے)  
(اے طالب!) اگرچہ تو توحید (و معرفت میں) کامل طور پر غرق ہو جائے، پھر بھی تجھے  
خلاف شرع و سنت نہیں ہونا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:  
”اگر تو کسی کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھے یا پانی پر چلتا ہوا اور تجھے معلوم ہو کہ میری سنت پر عمل  
نہیں کرتا، تو تو اسے جوتے مار۔“  
(کیونکہ اسکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ عزت نہیں ہے، شیطان کو اللہ تعالیٰ نے اس سے  
زیادہ قدرت دی ہے)

### بیت باہو

(اے طالب صادق!) دائمی نماز (قلبی) کا ہر وقت خیال رکھ اور نمازِ وقتی (فرض پنجگانہ)  
جو شخص ادا نہیں کرے گا تو بہت گنہگار ہو گا۔  
(غور سے) سن! جو فقیر کہ اسم اللہ کے ساتھ مشغول ہوتا ہے، خواہ وہ دانا ہو خواہ مجذوب،  
خواہ وہ دیوانہ ہو (مگر) وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یگانہ ہوتا ہے۔ اسم اللہ کا ورد عام اور خاص کی  
زبان پر بھی اور ہر حرکت کرنے والی شے اور جاندار پر ہوتا ہے۔

### فرز

”محبت ہے کہ دل کو تھرا نہیں دیتی، ورنہ کون شخص ہے جو آسودگی نہیں چاہتا۔“  
اور جو شخص کہ خدائے بزرگ و برتر کا اسم مبارک سننے سے جہرا پر غصہ ہو جاتا ہے،  
معلوم ہوا کہ وہ اسم اللہ کو نہیں چاہتا۔ ایسا شخص دشمنِ خدا ہے اگرچہ اسم اللہ تعالیٰ کے  
ساتھ جل جلالہ، کہنا مسلمانوں کے لئے فرض کفایہ ہے، مگر اسم اللہ سن کر جل جلالہ، کہنا  
چاہئے، کیونکہ جل جلالہ، کہنا عبادت ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ اگر ان میں سے کوئی شخص شیطان کا نام لے، تو وہ (جھٹ) پر غصہ  
ہو جائے، (کیونکہ) ہر وہ شخص جو خدا کا دوست ہے، وہ دنیا اور اہل دنیا کا نام سننا گوارا نہیں  
کرے گا۔

قیامت اس وقت قائم ہوگی جب کہ روئے زمین پر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اسم کا نام لینے والا نہ ہوگا۔

اسم اللہ اور ذکر اللہ سے منع کرنے والا دو حال (حکمت) سے خالی نہیں یا منافق ہو گا یا کافر، پھر یا وہ حاسد ہو گا یا متکبر۔ اسم اللہ ذات دونوں جہاں کارہر ہے۔ اور اس کے ذریعے سے ہر دو جہاں قائم ہیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ وَعَمَّ نَوَالُهُ

برزخ اسم اللہ بتوحید رسیدن طرفتہ العین

**اللَّهُ**

برزخ اسم اللہ بتوحید رسیدن طرفتہ العین

اللَّهُ وَرَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

جَلَّ جَلَالُهُ وَعَمَّ نَوَالُهُ

اللَّهُ وَرَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ

اور جو شخص برزخ اسم اللہ کو پڑھے، آنکھ جھپکنے کی دیر میں غرق فی التوحید ہو جاتا ہے۔  
اللہ بس باقی ہوس

## باب دوم

باب دوم در ذکر تجلیات و تحقیقات (مقامات) نفس و شیطان غیر ماسوی اللہ

بدانکه تجلی نام روشنائی است و آن نیز چهارده قسم است و چهارده مقام - باید دانست که هر یک تجلی از نشانی آثار تاثیر وجودیه معلوم می شود - از همه مقامهای سخت تر مقام تجلی است - چرا که در تجلیات عارفان و واصلان و محققان و موحدان و ذاکران و طالبان هزاران هزار در ورطه دریای تجلی غوطه خورده گمراه گشته اند که هرگز بساحل عافیت نرسیده اند - بعضی مرتد و بعضی در شهرت افتاده اند - بعضی در شرک، بعضی در بدعت و استدراج درجه بدرجه دوزخ زیاده میگردود - اول تجلی شریعت که آن پنجم ظاهر تعلق دارد و آنچه به بیند معائنہ کند و آن بر جبین ظاهری گردد - دوم تجلی طریقت که ازان نور قلب میخیزد - سوم تجلی حقیقت که ازان نور روح می خیزد - چهارم تجلی معرفت که ازان نور سری خیزد - پنجم تجلی عشق که ازان نور اسرار الهی میخیزد - ششم تجلی مرشد شیخ که ازان نور محبت و اخلاص مری میخیزد - هفتم تجلی فکر که ازان نور غیر ماسوی اللہ می خیزد - هشتم تجلی فرشتگان که ازان نور تسبیح می خیزد - نهم تجلی جن که ازان جنونیت و دیوانگی می خیزد - دهم تجلی نفس که ازان شهوت می خیزد - یازدهم تجلی شیطانی که ازان معصیت گناه می خیزد - دوازدهم تجلی شمس که ازان نور برق می خیزد - سیزدهم تجلی ماهتاب که ازان نور پرتومی خیزد - چهاردهم تجلی (برزخ ۲) اسماء اسم اللہ جل جلاله و اسم هو و اسم نودونہ (۹۹) نام باری تعالی و اسم فقر و اسم محمد -

از میان هر حرف بمثل فتیلہ چراغ شمع روشن تابان تر گردد - لیکن در مقام تجلیات ساکن مباش و غره مشو - پیشتر باید رفت -

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: - السُّكُوتُ حَرَامٌ عَلَى قُلُوبِ أَوْلِيَاءِ يَدِ (۳)

## باب دوم

### تجلیات و تحقیقات مقامات نفس و شیطان و غیر ما سوائے اللہ

(اے طالب صادق!) جان لے کہ تجلی روشنی (نور) کا نام ہے اور اس کی بھی چودہ قسمیں ہیں اور اس کے مقامات بھی چودہ ہیں۔ اور جان لینا چاہئے اور ہر مقام تجلی کی روشنائی و آثار (ہر ایک طالب کے وجود میں) تاثیر علیحدہ علیحدہ ظاہر ہوتی ہے۔ فقر کے تمام مقامات میں سے تجلی ایک سخت تر (اور مشکل تر) کام ہے، کیونکہ اس دریائے تجلیات کے بھنور میں ہزار ہا ہزار عارف واصل، محقق، موحد، ذاکر اور طالب (اسکی ذات کی حقیقت میں) غوطہ کھا کر گمراہ ہو گئے ہیں۔ اور ہرگز عافیت کے ساحل پر نہیں پہنچے ہیں۔ بعض مرتد ہوئے اور بعض شہرت کے خبط میں پڑ گئے۔ اور بعض شرک اور بدعت و استدراج میں گرفتار ہو گئے۔ غرضیکہ ہر ایک درجہ بدرجہ زیادہ ہی دوزخ کے قابل ہوئے۔

پہلی تجلی شریعت کی ہے، جو ظاہر آنکھ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور وہ جو کچھ دیکھتی ہے، معائنہ کرتی ہے۔ اور وہ (تجلی) پیشانی پر ظاہر ہوتی ہے۔ دوسری تجلی طریقت ہے، جس سے دل کا نور زیادہ ہوتا ہے۔ تیسری تجلی حقیقت کی ہے کہ اس سے نور روح زیادہ ہوتا ہے۔ چوتھی تجلی معرفت کی ہے، جس سے نور سر زیادہ ہوتا ہے۔ پانچویں تجلی عشق کی ہے، جس سے نور اسرار الہی زیادہ ہوتا ہے۔ چھٹی تجلی مہربی مرشد و شیخ کی ہے، جس سے محبت اور اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔ ساتویں تجلی فقر کی ہے، جس سے نور حق زیادہ ہوتا ہے۔ آٹھویں تجلی ملانکہ کی ہے اور اس سے نور تسبیح زیادہ ہوتا ہے۔ نویں تجلی جن کی ہے، کہ جس سے جنون اور دیوانگی زیادہ ہوتی ہے۔ دسویں تجلی نفس کی ہے کہ جس سے خواہش نفسانی زیادہ ہوتی ہے۔ گیارہویں تجلی شیطان کی ہے کہ جس سے معصیت و گناہ زیادہ ہوتے ہیں۔ بارہویں تجلی شمس کی ہے کہ جس سے نور برق زیادہ ہوتا ہے۔ تیرہویں تجلی قمر کی ہے کہ جس سے نور کاپر تو زیادہ ہوتا ہے۔ چودھویں تجلی برزخ اسماء کی ہے یعنی اسم اللہ جل جلالہ، اسم ہو، اسم ننانوے نام باری تعالیٰ، اسم فقر اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اور ان کے ہر ایک حرف سے مانند فتیلہ اور شمع کے (انسان کا وجود) روشن اور تاباں تر ہو جاتا ہے۔ لیکن (اے طالب صادق!) تجلیات کے مقام پر آکر تو (کہیں سست ہو کر) سکونت اختیار نہ کرے اور مغرور نہ ہو، بلکہ آگے بڑھنا چاہئے۔

حضور اکرم کا ارشاد گرامی ہے:

”اولیاء اللہ کے قلوب پر سکون حرام ہے۔“

نفس بمثل دیواست -

بیت باهو

دیو زاده نفس را علاجی نیست از سوز (عشق) (۱) بسوز تا آن دیو مسخر گردد  
الغرض آنکه اهل شریعت را تجلی بر روی می تابد و اهل طریقت را تجلی بر دل میتابد و اهل  
حقیقت را تجلی در مشاهده می تابد و اهل معرفت را تجلی از سر تا قدم می تابد - باید دانست - دو  
تجلی ظاهر شیطانی و نفسانی است - زرو سیم تجلی شیطانی و نفسانی و هم زن -  
قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - أَلِنِسَاءُ شَيْطَانٍ خُلِقْنَا لَنَا نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ  
الشَّيَاطِينِ ط

و نیز دو تجلی ظاهر دیگر است - یک تجلی روز و دوم تجلی شب -  
قوله تعالى: - وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ط (۲)  
درین هر دو تجلی با نفس در محاسبه باش - الله تعالی را حاضر ناظر دان -

بیت باهو

گر کنم شرح تجلی را تمام رقم گردد دفترش از خاص و عام  
در هر مقام طالب رنجور است با مشاهده بهشت مزدور است - تا آنکه بوحدهت غرق حضور  
نشود -

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: - مَوْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا ط (۳) (نه گردد)

بیت باهو

تپ زده عشق را چه طلب طیب داد دارو دواى جان حبیب (۴)

۱- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۸؛ ۲- سوره النبا، ۷۸-۱۰-۱۱-۳- نقل از عین العلم و  
شرح برزخ، ۴- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۵۹:

تپ زده عشق چون طیب طلب داداروی دواى جان طلب

(اے طالب مولیٰ! شیطان نفس کے فریب میں نہ آ، کیونکہ یہ) نفس مثل دیو کے ہے۔  
بیت باھو

”دیو زادہ نفس کا اس کے سوا اور کوئی علاج نہیں کہ (خود بھی) عشق کی آگ میں جل اور اسے بھی جلا تا کہ دیو مسخر ہو جائے۔“

خلاصہ یہ کہ اہل شریعت کی تجلی اس کے چہرے پر چمکتی ہے (اور اس کا چہرہ منور ہو جاتا ہے) اور اہل طریقت کی تجلی اس کے دل پر چمکتی ہے (جس سے اس کا دل روشن ہو جاتا ہے) اور اہل حقیقت کی تجلی اس کے مشاہدہ میں پڑتی ہے (جس سے وہ نزدیک و دور دیکھتا ہے) اور اہل معرفت کی تجلی اسکے سر سے پاؤں تک چمکتی ہے (یعنی اہل معرفت کو سر سے پیر تک تجلی ہوتی ہے، جس کے سبب وہ ہر وقت مستغرق فی التوحید رہتا ہے) اور جاننا چاہئے کہ شیطانی اور نفسانی دو تجلیات میں سے اول بظاہر زرو سیم کی تجلی ہے اور دوسری عورت کی ہے۔ (یعنی عورت کی خواہش کا جلوہ گر ہونا ہے) اسی لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے: عورتیں شیطان ہیں جنہیں ہمارے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے نام سے شیاطین کے شر سے پناہ مانگتے ہیں اور بظاہر دو تجلیات اور ہیں (جن کا اوپر ذکر نہیں کیا گیا) اول تجلی تو روز ہے اور دوسری کا نام تجلی شب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”ہم نے رات کو تمہارے لئے پردہ بنایا اور دن کو روزی کا ذریعہ بنایا ہے۔“

(ان رات اور دن کی) دونوں تجلیات میں انسان کو اپنے نفس سے محاسبہ کرنا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھنا چاہئے۔

بیت باھو

”اگر میں تجلی کی پوری شرح بیان کروں تو خاص و عام کے تمام دفتر بھر جائیں گے۔“  
ہر مقام میں طالب رنجیدہ خاطر رہتا ہے اور بہشت کے مشاہدہ میں اس کے لئے مزدور بنتا ہے۔ جب تک وہ حضوری وحدت میں غرق نہ ہو جائے۔ اور جیسا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے: مرنے سے پہلے مر جاؤ (یعنی اپنے نفس کو مار کر زندگی حاصل کرو) کے مصداق نہ بن جائے۔

بیت باھو

عشق کے بیمار کو طبیب کی کیا حاجت ہے؟ کیونکہ حبیب (اللہ تعالیٰ) نے اس (بیمار) کو دوائے جان کا دار و عطا کر رکھا ہے۔



بیت باہو<sup>۲</sup>

بعد مردن زندہ گشتم من بذکر لاله بہتر است از ہر عبادت دم بہ الا اللہ آہ (۱)  
خاص تجلی آنست کہ از درد محبت الہی می خیزد۔ چون موسیٰ صلوات اللہ علی نبینا وعلیہ السلام  
رویت خواست کہ در مناجات قولہ تعالیٰ۔ رَبِّ اِنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْکَ (۲) گفت۔ حق تعالیٰ  
فرمود کہ ای موسیٰ! این گستاخی است کہ در حضرت ما کردی کہ ما وعدہ کردیم کہ تا محمد رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر آخر الزمان کہ او محب ما است و تا (۳) و امت او نہ  
بیند، ہیچ کس دیدار مانہ بیند۔ موسیٰ صلوات اللہ علیہ از شوق این سخن در گوش نکرد۔ دوم بار  
مناجات کرد۔ قولہ تعالیٰ:۔ رَبِّ اِنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْکَ فرمان آمد کہ ای موسیٰ! من تجلی خواہم  
کرد۔ اما طاقت نخواہی آورد۔ موسیٰ گفت: الہی خواہم آورد۔ فرمان آمد کہ ای موسیٰ! بالای  
کوه طور بیا۔ بندہ وارد و گانہ نماز بگذار و بہر روزانو بحرمت بنشین۔ چون موسیٰ علیہ السلام  
ہمونطور کرد۔ تجلی یافت۔ کوه طور پارہ پارہ شد۔ موسیٰ بیفتاد و بیہوش گشت تا سہ شبانروز  
افتادہ ماند۔ خبر از خویش نہ داشت۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَخَرَّ مُوسٰی صَبَعًا ط (۴)

ای موسیٰ! ہمین گفتم کہ طاقت نخواہی آورد۔ بعد از ان فرمان آمد۔ ای موسیٰ! بر تو نور  
تجلی شد، پیخود گشتی و سرمارا آشکارا کردی و مرابندگان اند کہ آخر الزمان پیدا خواہند شد۔  
از امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواہند بود کہ ہر روز ہزار بار نور تجلی بر دل  
ایشان خواہم زد و ذرہ ایشان تجاوز نخواہند گرفت، بلکہ فریاد خواہند کرد: اَشْتِیْ اِقْبٰی مَحَبَّتِیْ  
اِلٰی الْحَبِیْبِ ط

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۰: بعد مردن زندہ گشتہ بالا الہ۔ از ہر عبادت گشتہ بہتر دم  
بہ الا اللہ۔ ۲۔ سورہ الاعراف، ۷۔ ۱۲۳، ۳۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۰، ۴۔ سورہ  
الاعراف، ۷: ۱۲۳

## بیتِ باہم

یہ کس دور کی بات ہے۔

”مرنے کے بعد میں لا الہ کے ذکر کے ساتھ پھر زندہ ہوا۔ (کیونکہ) ہر عبادت سے بہتر ہے کہ ہر سانس آخر لا الہ کے ساتھ نکلتی رہے۔“

خاص تجلی وہ ہے کہ دردِ محبتِ الہی سے پیدا ہو۔ جیسا کہ موسیٰ صلوٰۃ اللہ علی نبینا وعلیہ السلام نے دیدار کی آرزو میں اللہ تعالیٰ سے مناجات میں (یوں) کہا: ”اے پروردگار! مجھے اپنا آپ دکھلا۔ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔“ حق تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! تم نے ہماری جناب میں گستاخی کی، کیونکہ ہم نے وعدہ کیا ہے کہ جب تک ہمارے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو پیغمبرِ آخر الزماں ہیں وہ اور ان کی امت ہمارے دیدار سے مشرف نہ ہوگی، اس وقت تک کسی کو دیدار نصیب نہ ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بوجہ شوق اس بات کی طرف توجہ نہ کی اور دوبارہ مناجات کی: ”اے پروردگار! مجھے اپنا دیدار کرا کہ میں آپ کو دیکھوں۔“ حکم ہوا کہ اے موسیٰ! میں تو تجلی کروں گا، مگر تجھے برداشت نہ ہوگی۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ الہی میں برداشت کروں گا۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰ! کوہِ طور پر آؤ اور عاجزانہ طریق سے نماز دو گناہ ادا کر کے باادب بیٹھو۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، تو تجلی ہوئی (اور) کوہِ طور پارہ پارہ ہو گیا۔ موسیٰ اگر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔ اور تین رات و دن تک (ایسے) بیہوش پڑے رہے کہ اپنے آپ سے بے خبر رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ”موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے“ (جب موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے)

تب خداوند تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اے موسیٰ! میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ تم برداشت نہ کر سکو گے۔ بعد ازاں ارشاد ہوا۔ اے موسیٰ! آخر تم پر نور تجلی پڑی۔ اس سے تم بے خود ہو گئے اور ہمارے راز کو تم نے آشکارا کیا۔ (اے موسیٰ!) ہمارے (بہت سے) بندے امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آخر زمانہ میں پیدا ہوں گے کہ ان کے دلوں پر میں ہر روز ہزار بار اپنے انوار کی تجلی کروں گا، مگر ان میں ذرہ بھر بھی تجاوز نہ ہوگا، بلکہ وہ فریاد کریں گے اور کہیں گے: ”اپنے دوست کی طرف میرا اشتیاق اور محبت ویسے ہی ہے جیسے کہ پہلے تھی۔“

سناگاه آتش عشق که آتش است که بجز در دل درویش عاشق قرار نگیرد. اگر مبادا صاحب دردی از غلبت شوق یک آه از سینه خود بیرون کند جمله عالم از مشرق تا مغرب سوخته گردد و هر چه در میان (راه) اوست ناچیز شود. چون موسی صلوات الله علی نبینا وعلیه السلام بانوار تجلی عشق مشرف گشت بعد ازان نور در روی موسی علیه السلام بانوار تجلی تابان شد. فرمان آمد که ای موسی! بر روی خود برقع به بند. مهتر موسی علیه السلام هر برقع که بر روی خود به بستی از آتش عشق سوخته می شدی. چنانچه برقع از زرو نقره و آهن و مس می ساخت هیچ نمی ماند سوخته می شد. بعد ازان فرمان آمد. ای موسی! اگر هزار برقع بمچنین پوشی هرگز نماند سوخته گردد. اما برقع ژنده پوشان اهل دلق فقیر عارف بالله فنا فی الله مذکور پر کاله از دلق ایشان بگیر. از آن رقع برقع بساز و بر روی خود پوش. آن رقع برقع از نظر تو نخواهد سوخت. موسی صلوات الله علی نبینا وعلیه السلام همچنان کرد تا از ژنده پوشان رقع از دلق گرفت و برقع ساخت و بر روی خود پوشید. آن برقع هرگز سوخت. موسی علیه السلام وعلیه السلام التماس کرد. خداوند! این برقع چرا سوخت. فرمان آمد ای موسی! این برقع پارچه درویشان است. هر چه در وجود ایشان است. بجز ما سوی الله دیگر نیست نابود در تجلی سر ذکر الله تعالی وجود ایشان در یاد الله تعالی شب و روز است. فقر سر الله است. و الله سر فقر فقیر انسان است و دیگر مردم حیوان.

حدیث قدسی

الْإِنْسَانُ سِرِّي وَأَنَا سِرُّهُ لِأَنَّ كَمَا كَانَ (۲)

ابیات

من آن دم (۳) کرده سجده پیش معبود که منبر مسجد و کعبه نه جا بود  
 نه بوده نفس و شیطان کفر و اسلام نبوده جسم و جان و روح و اعظام  
 نبوده انبیاء و اولیاء نی بهر یک میدهم زان جا نشانی  
 نبوده (۴) بود باهو ما چه بودیم فنا فی الله بوحده حق رب بودیم

۱- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی ص ۶۱، ۲- حدیث قدسی نقل از مرغوب القلوب ص ۳- عین

الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی ص ۶۳، ۳- ایضا ص ۶۳: باهو همه نابود بودند ما چه بودیم

یاد رکھو کہ عشق کی آگ وہ آگ ہے جو دل درویش و عاشق کے سوا اور کہیں قرار نہیں پاتی۔ خدا نخواستہ ایک صاحب دروغیبت شوق کی وجہ سے اگر ایک آہ اپنے سینے سے باہر نکالے تو تمام عالم مشرق سے مغرب تک جل جائے گا۔ اور جو کچھ اس کے راستہ میں (رکاوٹ) ہے، سب نیست و نابود ہو جائے گا۔ (اور) جب موسیٰ صلوٰۃ اللہ علی نبینا وعلیہ السلام انوار تجلی عشق سے مشرف ہوئے تو اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر انوار تجلی تاباں ہوئے۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰ! اپنے چہرے پر نقاب ڈالو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے روئے مبارک پر ہر وہ نقاب جو ڈالتے، وہ آتش عشق سے جل جاتا۔ چنانچہ آپ نے سونا و چاندی اور پیتل اور لوہے سے بھی نقاب بنا کر اپنے چہرے پر ڈالا، وہ بھی آتش عشق سے سوختے ہو گیا اور کچھ نہ رہا۔ اس کے بعد حکم ہوا کہ اے موسیٰ! اگر تم ہزاروں نقاب اسی طرح ڈالتے رہو گے، تو سب کے سب سوختے ہوتے جائیں گے اور تمہارے چہرے پر ایک بھی نہ ٹھہرے گا۔ مگر وہ نقاب جو فقیر عارف باللہ فنا فی اللہ دلق پوشوں کی گدڑی سے ایک ٹکڑا لے کر اس کا نقاب اپنے چہرے پر ڈالو تو وہ نقاب تمہارے چہرے پر ٹھہرے گا۔ اور جلے گا نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور آپ نے عارف باللہ فنا فی اللہ کی دلق سے ٹکڑا لے کر اس کا نقاب اپنے چہرے پر ڈالا اور وہ نقاب ہرگز سوختے نہ ہو اور ان کے چہرے پر قائم رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (متحیر ہو کر) عرض کیا۔ اے میرے آقا! یہ نقاب کیوں سوختے نہیں ہوا۔ حکم ہوا اے موسیٰ! یہ نقاب درویشوں کے پارچے سے بنا ہے اور جو کچھ ان کے وجود میں ہے۔ بجز غیر اسوائے اللہ کے نہیں ہے اور تجلی سر ذکر اللہ تعالیٰ سے ان کا وجود شب و روز اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہے (تجھے معلوم ہے) کہ فقر سر اللہ ہے اور اللہ سرفقر ہے۔ فقیر انسان ہے اور باقی لوگ حیوان ہیں۔

اور حدیث قدسی میں ہے: ”انسان (کامل) میرا سر ہے اور میں اس کا سر ہوں۔“

### ابیات

میں نے اپنے حق تعالیٰ کو اس وقت سجدہ کیا کہ جس وقت منبر نہ تھا مسجد نہ کعبہ تھانہ کوئی اور مکان نہ نفس و شیطان تھانہ کفر و اسلام تھانہ جسم و جان تھی نہ روح تھی نہ اعظام (ہڈیوں) نہ انبیاء تھے نہ اولیاء، کسی کا بھی نشان نہ تھا سب اس وقت نابود تھے۔ اے باہو! ہم بھی نہ تھے، بلکہ ہم وحدت الہی میں اس وقت بالکل فنا تھے۔

## حدیث

الآن كما كان (۱)۔

## ابیات

حقیقت ابتداء از من چه پرسی نہ بودی کن قلم نہ عرش و کرسی  
 نبوده هیچ کس آدم خدا بود کجا بودیم من و تو این بمقصود  
 خدا بودی بمن و من با خدای کہ توحید است مطلق کبریای  
 نبوده شش جہات زیر و بالا بقدرت خویش بودی حق تعالی  
 (بہو<sup>۲</sup>) مکانی حق بود در لا مکانی<sup>۳</sup> کہ سر عاشقان سر نہانی

## حدیث

السَّلَاةُ مَتْنِي الْوَحْدَةِ وَالْأَفَاتِ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ ط (۳)

## بیت

بجز دیدار حق مردار باشد کہ عاشق طالب دیدار باشد  
 بہو<sup>۲</sup> بہ بدنای رها کردم سلامت (۴) سلامت عاشقی اندر ملامت  
 فرمان شد کہ ای موسی! نظر تو بر فقیر فانی اللہ غالب و قادر نگردد۔  
 پس معلوم شد کہ طایفہ فقیر درویش (۵) را از خاک عشق انوار تجلی سرشته اند کہ در  
 زادالمنتهی (۶) نوشته دیدم۔ آن روز کہ حق تعالی بعلم قدرت خواستہ کہ اہل عشق را  
 در عالم موجودات پیدا کنیم۔ زمین بود بر خاک از ان زمین حق سبحانہ و تعالی نظر رحمت و  
 کرم شوق اشتیاق عیش عشرت بہمت خورمی غنی بی غمی خاک پاک آورد۔ انوار سراسر  
 عشق و محبت در آن خاک بیدید۔ در جنبش آمد ہم در سکر آغاز عالم افتاد و در رقص در آمد  
 فریاد کرد انا المشتاق فی لقائہ از آن گاہ اہل عشق را از آن زمین پیدا کرد۔

۱۔ خطبات احمد جان ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۳، ۳۔ تذکرۃ الاولیاء ۴۔ عین

الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۳، بہو<sup>۲</sup> بدنای رہی بروم سلامت ۵۔ ایضا، ص ۶۳، درویشان

۶۔ ایضا، ص ۶۳، زادالمجتبی

## حدیث

اللہ تعالیٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا۔

## ابیات

(اے طالب!) ابتداءً حقیقت تو مجھے سے کیا پوچھتا ہے۔ اس وقت نہ کن تھا اور نہ عرش و کرسی۔

اس وقت کوئی بھی نہ تھا۔ اس وقت صرف خدا تعالیٰ کی ذات تھی۔ اس وقت میں اور تو کہاں تھے؟ یہی کہنا مقصود ہے۔ (یعنی اس وقت کچھ نہ تھا)

خدا میرے ساتھ تھا اور میں خدا کے ساتھ تھا۔ کیونکہ مطلق کبریائی (نظریہ ۷) توحید ہے۔ نیچے اور اوپر کہیں بھی شش جہات نہ تھے۔ صرف خدا تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے موجود تھا۔

(اے باہو!) حق تعالیٰ کا مکان لا مکان میں تھا (اور ہے) اسی لئے عاشقان خدا کاراز سر مخفی ہوتا ہے۔

## حدیث

سلامتی وحدت میں ہے اور خلط ملط ہونے میں آفات ظاہر ہوتی ہیں۔  
(اسی لئے فقیر کثرت کو چھوڑ کر وحدت اختیار کرتا ہے اور بجز دیدار الہی کے اور کسی طرف رخ نہیں کرتا ہے)

## بیت

بجز دیدار الہی کے جو کچھ ہے، وہ سب مردار اور حرام ہے۔ کیونکہ عاشق صرف دیدار کا طالب ہوتا ہے۔

اے باہو! میں نے بدنامی سے اپنے آپ کو سلامتی کے ساتھ بچا لیا۔ (کیونکہ) ملامت کے اندر ہی ایک عاشق کی سلامتی ہے۔ (عشق الہی میں فرمانبردار بن کر رہنا چاہئے۔ تب جا کر عشق الہی حاصل ہوتا ہے اور پھر ان لوگوں پر نظر توجہ غالب نہیں آتی)

حکم ہوا کہ اسے موسیٰ! تمہاری نظر فنا فی اللہ فقیر پر غالب و قادر نہ آسکے گی۔

پس معلوم ہوا کہ فقیر اور درویش گروہ کی سرشت ہی عشق و انوار تجلیات کی مٹی سے

گوندھی گئی ہے۔ جیسا کہ میں نے کتاب زاد المنتہی میں لکھا دیکھا ہے کہ جس روز حق تعالیٰ نے اپنے علم قدرت سے اہل عشق کو عالم موجودات میں پیدا کرنا چاہا، تو اس خاک پر جس سے ان کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تھا اس پر نظر رحمت و کرم ڈالی اور اسے شوق و اشتیاق اور عیش و عشرت اور خوشی و خرمی کی نگاہ سے دیکھا، تو اس خاک میں اسرار عشق و محبت کے انوار ظاہر ہوئے۔ اور اسے جنبش ہوئی اور مستی کے عالم میں آگئی اور رقص کرتی ہوئی فریاد کرنے لگی۔

”کہ میں آپ (اللہ تعالیٰ) کے دیدار کی مشفق ہوں۔“ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس زمین سے اہل عشق کو پیدا کیا۔

بشنو! موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام در شکم مادر بود کہ رَبَّ ارْنِي اَنْظُرَ اِلَيْكَ سِغْت۔  
 قوله تعالى: وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ ارْنِي اَنْظُرَ اِلَيْكَ  
 قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنْ اَنْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنْ اَسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا  
 تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَبِقًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ  
 اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ بِمُوسَىٰ اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَي النَّاسِ بِرِسَالَاتِي وَ  
 بِكَلَامِي فَخُذْ مَا اتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ (۱)

مشاهده پانزده قسم است۔ چهارده قسم در چهارده طبقات ناسوت و پانزدهم قسم خارج از هر دو  
 جهان است۔ لاهوت مقام کہ بعین ذات صرف توحید باری تعالیٰ است۔ چنانچہ ہر یک  
 مقام را شرح داده شود۔ مشاہدہ، تسبیح، زبان، نفس، قلب، روح، آفتاب، مہتاب، جن،  
 ملائکہ، شیطان، آتش، خاک، باد، آب، صورت شیخ، این چہارده ناسوت است۔ پانزدهم  
 مقام توحید فنا فی اللہ بقابلہ اذا اتم الفقر فهو اللبس (۲) ہمہ اوست در مغز و پوست گرد۔  
 چون طالب (اللہ ۳) در مقام توحید غرق شود۔ ازین چہارده جدا فرق گرد۔

بیت باہو

ہر کہ بیند روی فقرش صبح و شام آتش دوزخ برود گردد حرام

بیت

باہو با خدا ہم نفس است و او از برای این خادم ہم نفس است۔  
 مارا با او الفت ہمیش است۔ باہو ازان گویند مردم نام باہو۔  
 الْعَاقِبَتُهَا الْعَاقِبَةُ وَالسَّلَامُ عَلَي مَنْ اتَّبَعَ الْهَلِيَّط  
 اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

۱- سورہ الاعراف، ۷: ۱۲۳-۲۔ نقل از انوار غوبیہ، ۳- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۶



(اے طالب! غور سے) سن! (اسی لئے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کے پیٹ میں رَبِّ اَرْنِي اَنْظُرَ الْهَيْكَلِ (اے پروردگار! مجھے اپنا دیدار دکھا) کی فریاد کی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور جب موسیٰؑ حسب وعدہ حاضر ہوئے اور ان سے ان کے رب نے کلام فرمایا، تو انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔ البتہ تو اس پہاڑ کی طرف دیکھ۔ اگر یہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا، تو پس تو مجھے دیکھ سکے گا۔ پس جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی کی، تو اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰؑ! بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب ہوش ہوا تو بولے سب تعریف تیرے لئے ہے۔ میں تجھ سے اپنی غلطی کی معافی چاہتا ہوں اور میں سب سے پہلے تجھ پر ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔ فرمایا اے موسیٰؑ! ”میں نے تجھے لوگوں سے برگزیدہ کیا۔ اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ جو میں نے تجھے عطا فرمایا۔ اور تو اس کے لئے شکر گزار ہو جا۔“

مشاہدہ کی پندرہ قسمیں ہیں۔ ان میں سے چودہ مقامات ناسوت کے ہیں۔ اور ایک مقام ہر دو جہاں سے باہر ہے اور وہ مقام لاہوت سے ہے، جو خاص مقام ذات و توحید صرف باری تعالیٰ کا ہے۔ چنانچہ ہر ایک مقام کی تفصیل دی جاتی ہے۔

مقامات مشاہدہ تسبیح، زبان، نفس، قلب، روح، آفتاب، مہتاب، جن، ملائکہ، شیطان، آتش، خاک، باد، آب اور صورت شیخ۔ یہ چودہ مقامات ناسوت سے ہیں۔ اور پندرہ جہاں مقام توحید فنا فی اللہ بقا باللہ مقام لاہوت سے ہے۔ اور یہ اِذَا اَتَمَّ الْفَقْرُ فَمَوْالدِّ (جب فقر کامل ہو جاتا ہے تو مشاہدہ الہی فقیر کو حاصل ہوتا ہے) کا مقام ہے۔ جب فقیر اس جگہ آجاتا ہے۔ ہمہ اوست در مغزو پوست ہو جاتا ہے۔ اور طالب اللہ جب مقام توحید میں غرق ہو جاتا ہے۔ تو ان چودہ مقامات سے جدا ہو جاتا ہے۔

بیت باہو

”جو شخص کہ شب و روز مقام فقر فنا فی اللہ سے مشرف ہوتا ہے، اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔“

## بیت

اے باھو! چونکہ تو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہم نفس ہے، اس لئے وہ بھی اس خادم (باھو) سے ہم نفس ہے۔

ہم کو اس (اللہ) کے ساتھ ہمیشگی کی الفت ہے۔ اسی لئے لوگ باھو کو باھو کے نام سے پکارتے ہیں۔

عافیت سے عافیت حاصل ہوتی ہے۔ اور سلام اس پر جو نیک بات کی پیروی کرے۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

تو عین تجلی و تجلی مجو بیت  
تجلی بسر تو شوی عین او (۱)

ابیات

نور ز نورش بهمه شد ظهور هرچه به بنی تو ازو گشته نور  
آن نور تجلی که بموسی بطور عین عنایت است مرا حق ظهور (۲)

بیت

باهو هدم هم قدم هم در کنار گر تو چشمی داشتی با حق نگار  
تجلی خاص الخاص بهمین است که از میان حروف اسم الله بر آید - برزخ اسم اعظم اینست -  
الله الله الله

بیت

تو بخود مغرور و از حق بی خبر کی رسی در معرفت حق بی بصر (۳)  
اسم هادی اسم شانی لا اله الا الله محمد رسول الله قال الله تعالى لمن الملك  
اليوم لله اولا حد القهار (۴)

لله جل جلاله

برزخ بتوحید غرق شدن طرفه العین اسم الله

فردا قیامت چون عاشقان را در مقام تجلی بیارند حکم الله تعالی شود که چشم باز کنید پس  
هر یکی از عاشقان را پیش برند - هزار بار پیش حق سبحانه و تعالی میفرماید که دیدار ما به  
بینید - بر هر فقیری هزار که تجلی شود هفتاد هزار سال بی هوش افتاده می شوند و هزار که از بی  
هوشی باز آیند فریادی کنند -

هل من من یبصر (۱) باز تجلی شود - (هزار بار) هفتاد هزار سال (بی هوش باشند) آنگاه در مقام  
خود باز آیند - اما تجلی ظاهر باطن از حق تعالی همونست که وجود عاشقان

۱- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی ص ۶۶: با سر تجلی تو شوی عین او ۲- ایضا ص ۶۶: عین عنایت  
است مرا حق ظهور آن نور تجلی بموسی کوه طور ۳- ایضا ص ۶۷: کی رسی با معرفت ای بی بصر ۴-  
سوره المؤمن ۳۰-۱۶-۵: عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی ص ۶۷-۶۸-۶۷

## بیت

تو بذات خود اس (اللہ تعالیٰ) کی ایک تجلی ہے۔ اب دوسری تجلی مت ڈھونڈھ۔ (اور) اسی کے راز کو دریافت کر، تاکہ تو عین حقیقت کا مشاہدہ کرے۔

## ابیات

اسی کے نور کا پر تو سب پر ظاہر ہو گیا۔ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے، اسی کے پر تو سے روشن ہوا ہے۔ وہی نور تجلی جو حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر دیکھی۔ حق تعالیٰ کی عین عنایت ہے کہ وہ مجھ پر ظاہر کر دی ہے۔

## بیت

اے باھو! وہ میرے ساتھ ہمدم، ہمقدم اور بالکل نزدیک ہے۔ اگر تیری آنکھیں بھی حق نگار ہوتیں، تو تجھے بھی نظر آتا۔ خاص الخاص کی تجلی یہی ہے کہ حروف کے درمیان سے اسم اللہ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ برزخ اسم اعظم ہے

اللہ اللہ اللہ

## بیت

تو اپنی ذات میں مغرور ہے اور حق سے بے خبر ہو رہا ہے۔ تو اس طرح بے بصر ہو کر معرفت کے مقام پر کب پہنچ سکتا ہے؟

اسم ہادی اسم شافی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ارشاد خداوندی ہے: ”اس دن کس کا راج ہے۔ اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا۔“

لہ جل جلالہ

اور جو شخص برزخ اسم اللہ کو پڑھے، طرفتہ العین میں غرق فی التوحید ہو جاتا ہے۔ کل قیامت کے روز جب عاشقوں کو مقام تجلی میں بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہو گا کہ اپنی آنکھیں کھولو۔ پس عاشقوں میں سے ہر ایک عاشق کو سامنے لے جائیں گے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ ہزار بار ان کے سامنے فرمائے گا کہ ہمارا دیدار کرو۔ ہر فقیر ہر بار تجلی ہوگی اور وہ ستر ہزار سال تک بے ہوش پڑا رہے گا۔ اور ہر بار جب ہوش میں آئے گا تو فریاد کرے گا۔ ہَلْ مَن مِّنْ مِّنْہُمْ (کچھ اور زیادہ کچھ اور زیادہ) پھر تجلی ہوگی۔ ہر بار ستر ہزار برس تک (یہ فقراء) بے ہوش رہیں گے۔ پھر کہیں جا کر اپنے مقام پر آئیں گے۔

پس حق تعالیٰ کی طرف سے ظاہر و باطن کی تجلی اسی طرح ہے کہ فقیر عاشقان فنا فی اللہ کا وجود سر سے پاؤں تک انوار تجلی سے پر ہوتا ہے۔

فقیر فنا فی اللہ از سر تا قدم پر تجلی است۔ چنانچہ نقل است کہ روزی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا در خانہ نشستہ بود بہ جمعی اولیاء اللہ۔ وقت شب در خانہ تاریکی تمام بود و در ملک یک فلوس نہ داشت کہ چراغ روشن شود۔ ہمہ حیران ماندند کہ روی یکدیگر نمی دیدند۔ حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا بر انگشت دم کرد کہ از میان ہر دو انگشت بمثل آفتاب چراغی پیدا شد۔ ہمہ اولیاء اللہ حیران ماندند۔ پس معلوم شد کہ وجود فقیر فنا فی اللہ تمام تجلی است کہ فقیر عین ذات با ذات است۔ تجلیات روشن از نور اللہ تعالیٰ۔

### ابیات باہو

باہو ز سر تا پای تجلی گشت نوری  
من آن نورم کہ نور از من ظہوری  
دیدہ بیار کہ لائق دیدار باشد  
نگار جلوۂ ذاتی نگر زبان مکشای (۱)  
کہ در مشاہدہ دوست دم زدن غلط است۔ وجود فقراء پر نور است نہ وجود مردم عام کہ از اربع عناصر ظہور۔ فقیر چون خواهد کہ آتش وجود او ہمہ آتش بود آتش با آتش آمیختہ گردد و فقیر چون خواهد کہ آب وجود او ہمہ آب شود آب با آب آمیختہ گردد و فقیر چون خواهد کہ باد وجود او ہمہ باد شود باد بہ باد پریدہ آمیختہ گردد و فقیر چون خواهد کہ خاک وجود او ہمہ خاک شود خاک با خاک آمیختہ گردد۔ وجود ایشان یک لطیفہ است کہ از عشق می خیزد۔ بجز ذات معشوق قرار نہ دہد تا آنکہ معشوق خود را نہ بیند۔ از ازل تا ابد مشتاق گشتہ سرگردان ماند۔ چہارم چیز را قرار نیست۔ آفتاب را و ماہتاب را و باد را و عاشق را۔ بشنو! فقیر عاشق فنا فی اللہ نشود تا آنکہ یازدہ چیز را از خود قطع نکند۔ اول ترک اکسیر۔ دوم ترک تکسیر۔ سیوم ترک علوم۔ چہارم ترک ذکر، پنجم ترک فکر۔ ششم ترک امید بہشت۔ ہفتم ترک بیم دوزخ، ہشتم ترک حب دنیا و رم زرمال۔ نہم ترک رجوعات خلق۔ دہم ترک نام ناموس، یازدہم ترک مجلس اہل دنیا۔

۱- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۸: نگار جلوۂ ذاتی ز ماگرہ بکشاید

چنانچہ (قصہ) منقول ہے کہ ایک دن رابعہ بصری علیہ الرحمۃ (اپنے) گھر پر تشریف رکھتی تھیں۔ اولیاء کرام کا ایک گروہ ان کی زیارت کے لئے جمع ہوا۔ رات کے وقت (بے سرو سامانی کی وجہ سے) گھر میں پوری تاریکی تھی۔ (اس میں روشنی مطلق نہ تھی) ان کے پاس ایک پھوٹی کوڑی تک نہ تھی کہ چراغ روشن ہو جائے۔ وہ سب حیران رہ گئے کہ (بوجہ تاریکی) وہ (اولیاء کرام) ایک دوسرے کے چہرہ کو بھی نہیں دیکھ سکتے تھے۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے (یہ حال دیکھ کر) اپنی انگشت مبارک پر دم کیا اور انکی ہر دو انگلیوں میں سے آفتاب کی طرح ایک روشنی پیدا ہوئی (اور وہ قندیل سے زیادہ روشنی دینے لگی) (اس کو دیکھ کر) تمام اولیاء حیران رہ گئے۔ پس معلوم ہوا کہ فقیر فنا فی اللہ کا وجود ہمہ تن تجلی ہے۔ چونکہ فقیر عین ذات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اس لئے تجلیات اس پر اللہ تعالیٰ کے نور سے روشن ہوتی ہیں۔

### ابیات باھوؒ

اے باھو! سر سے پاؤں تک اس کے نور کی تجلی ظاہر ہو رہی ہے۔ میں اس نور سے ہوں جس کے نور کا پر تو مجھ سے ظاہر ہے (۱)

وہ آنکھیں لاجو کہ دیدار کے لائق ہوں۔ ذاتی جلوہ کی تصویر دیکھ اور زبان نہ کھول۔

کیونکہ مشاہدہ دوست میں (سوائے اس مرتبہ کے حاصل کرنے کے درستی ولایت کا) دم مارنا لغو ہے۔ فقرا کا وجود نور سے ہوتا ہے۔ ان کا وجود عوام کا وجود نہیں ہوتا جو کہ اربعہ عناصر سے بنا ہوتا ہے۔ فقیر جب چاہتا ہے کہ اس کے وجود کی آگ تمام آگ بن جائے تو آگ آگ سے مل جاتی ہے۔ اور فقیر جب چاہتا ہے کہ اس کے وجود کا پانی تمام پانی ہو جائے تو پانی پانی سے مل جاتا ہے۔ اور جب فقیر چاہتا ہے کہ اس کے وجود کی ہوا تمام ہوا ہو جائے تو ہوا اڑ کر ہوا کے ساتھ مل جاتی ہے اور فقیر جب چاہتا ہے کہ اس کے وجود کی خاک تمام خاک ہو جائے تو خاک خاک کے ساتھ مل جاتی ہے۔

۱۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ نے یہاں محض بطور اظہار تشکر کے اپنا حال تحریر فرمایا ہے۔ وہ

ایسے ہی روحانی مرتبہ پر فائز تھے اور ایسی مقدس ہستیاں قابل دیدار ہوتی ہیں۔

ان کا وجود ایک لطیف شے ہے جو کہ آتش عشق سے بھڑکتی ہے۔ اور بجز ذات معشوق کے قرار نہیں پاتی۔ اور وہ جب تک اپنے معشوق کو نہیں دیکھتا، ازل سے ابد تک مشتاق ہو کر پریشان حال رہتا ہے۔ (کیونکہ) چار چیزوں کو قرار نہیں ہے۔ آفتاب و ماہتاب کو اور ہوا کو اور عاشق کو۔ (پس ایسا ہی حال ان فقراء کا ہے)

(اے طالب مولیٰ! غور سے) سن! فقیر عاشق فنا فی اللہ نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ اپنے سے گیارہ چیزوں کو ترک نہ کرے (اور وہ چیزیں یہ ہیں) اول اکسیر (۱) دوم (۲) تکسیر سوم (۳) علوم۔ چہارم (۴) ذکر۔ پنجم (۵) فکر۔ ششم (۶) امید بہشت۔ ہفتم (۷) خوف دوزخ۔ ہشتم (۸) حب دنیا زرو مال و درہم۔ نہم (۹) خلق کی طرف رجوع کرنا۔ دہم (۱۰) (خیال) نام و ناموس۔ یازدہم (۱۱) مجلس اہل دنیا۔

تا آنکه ازین چیزها ترک نکند هرگز بمراتب فقیر فنا فی اللہ نرسد۔ بجز ترک جانی و کشتن نفس بدست بیعت مرشد (کامل) راه ربانی حاصل نشود کہ دنیا فانی است۔

حدیث

اللَّيْمَاءُ يَوْمٌ وَّلْنَا فِيهَا صَوْمًا (۱)

و نیز فرمود۔

حدیث

اللَّيْمَاءُ ظِلٌّ زَائِلٌ (۲)

---

۱۔ نقل از عین العلم، ۲۰۔ حدیث



(پس) جب تک فقیران چیزوں کو ترک نہ کرے، وہ ہرگز فنا فی اللہ کے مراتب پر نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ ہی اس کو ربانی راستہ حاصل ہو سکتا ہے تا وقتیکہ اپنی جان کو ترک نہ کر دے، اپنے نفس کو مار نہ دے، اور (کسی) مرشد (کامل) کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے، کیونکہ دنیا فانی ہے (اور ان تمام متذکرہ بلا چیزوں کا تعلق اس سے ہے)

### حدیث

✓ ”دنیا صرف ایک دن ہے اور ہمارے لئے اس میں گویا ایک روزہ ہے۔“  
اور پھر ارشاد ہوا:

### حدیث

✓ ”دنیا ایک سایہ ہے جو جاتا رہے گا۔“ - (لہذا یہ قابل اعتبار نہیں)

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

## باب سیوم

ذکر مرشد و طالب سبیل اللہ فقیر فانی اللہ و بقا باللہ

مرشد کامل کرا گویند و مرشد چه خاصیت و وصف وارد۔ مرشد ہکدام سلک سلوک در توحید غرق کند و چه طور بحضور مدخل مجلس نبوی صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مشرف گرداند و از مرشد چه چیز حاصل شود و مرشد چه مقام منزل مراتب دارد و مرشد فقیر فانی اللہ بقا باللہ صاحب تصرف یحیی و یمیت لایحتاج بمثل سنگ پارس همچون محک نظرش همچون آفتاب خوی بد مبدل کند۔ همچون رنگریز۔ باخبر (ہمچون ۱) تنبولی بر برگ پان۔

## بیت

آہن کہ پارس آشنا شد فی الحال بصورت طلا شد  
صاحب خلق چنانچہ خلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مہربان تر چنانچہ از مادر و پدر  
فائق راہ نماید۔ چنانچہ ہادی سبیل اللہ گوہر بخش۔ چنانچہ کان سنگ لعل قیمت موج کرم۔  
چنانچہ دریای دروہر منزل کشای۔ چنانچہ مفتاح در قفل۔ از دنیا ز مال بی نیاز۔ چنانچہ بی طمع  
عزیز طالبان چنانچہ جان عزیز خویش مفلس تمام۔ چنانچہ درویش مردہ شو غسال را گویند۔  
طالب مردہ مَوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا راجویند۔ تن او مردہ دل زندہ باید۔ در راہ فقر فاقہ فقیر  
والانہ طالب نالایق راہ خویش گیر۔ یا آنکہ مرشد بمثل گل کوب (باشد چنانچہ گل پیش ۲) دم  
نزند۔ آنچه داند کند۔

## بیت

گل را چه مجال است کہ گوید بکمال  
لیکن مرشد نیز خدا بین باشد و طالب صادق الیقین۔ مرشد رفیق را گویند۔  
از بہر چه سازی و چرامی شکنی

## حدیث

الرَّفِیقُ ثُمَّ الطَّرِیقُ (۳)

## بیت

باہو مرشدان این زمانہ زر بگیر  
ہر کہ نظرش زر کند آن بی نظیر

۱- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۷۲-۱۷۳، ایضاً "ص ۱۷۱-۱۷۲- حدیث

## باب سوم

### مرشد کامل و طالب صادق کی خصوصیات

(اس امر کا جاننا ضروری ہے کہ) مرشد کامل کسے کہتے ہیں اور مرشد کیا خاصیت اور صفت رکھتا ہے۔ مرشد کس طریق سے (دریائے) توحید میں غرق کرتا ہے۔ اور کس طرح (طالب کو) مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچاتا ہے اور مرشد سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور مرشد خود کیا مقام رکھتا ہے اور کن مراتب کا حامل ہے اور (یہ بات یاد رہے کہ) مرشد فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ صاحب تصرف ہوتا ہے۔ اور یہی وہیمیت (مارتا جلاتا ہے۔ یعنی مردہ دل کو زندہ اور نفس کو مردہ کرتا ہے) وہ سنگ پارس کی طرح لایحتاج ہوتا ہے۔ اس کی نظر (طالب کے لئے) مثل کسوٹی کے ہوتی ہے۔ وہ آفتاب کی طرح (طالب کی) خونے بد کو تبدیل کر دیتا ہے (سورج ہوائے بد کو تبدیل کرتا ہے) وہ رنگریز کی طرح ہوتا ہے۔ (جس طرح وہ کپڑے کو عمدہ سے عمدہ رنگ میں رنگ سکتا ہے) وہ پان فروش کی طرح باخبر ہوتا ہے، جو پان کے پتوں کی نگہبانی کرتا ہے (اسی طرح مرشد کامل طالب اللہ کی حفاظت کرتا ہے)

### بیت

”لوہا (جو نہی سنگ پارس سے آشنا ہوا) وہ فوراً“ سونے کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔“  
 اسی طرح مرشد کامل صاحب خلق ہوتا ہے۔ خلق محمدی کی صفت اس میں پائی جاتی ہے۔ وہ ماں باپ سے زیادہ (مریدوں پر) مہربان ہوتا ہے۔ وہ ان کی راہنمائی کرتا ہے۔ وہ گویا راہ اللہ کا ہادی اور گوہر بخش ہوتا ہے۔ وہ سنگ لعل کی کان کی طرح بیش قیمت ہوتا ہے۔ وہ دریائے در کی طرح موج کرم ہوتا ہے (یعنی سخی ہوتا ہے) وہ (طالبوں کے لئے) اس طرح مشکل کشا ہوتا ہے جیسا کہ چابی قفل کے لئے ہوتی ہے۔ وہ طالب کو دنیا کے مال و زر سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ وہ خود بے طمع ہوتا ہے۔ طالب اس کو عزیز ہوتے ہیں، جس طرح کہ جان عزیز ہوتی ہے۔ وہ خود پوری طرح مفلس ہوتا ہے، جس طرح کہ درویش ہوتا ہے۔ مردہ کو غسل دینے والے کو غسل کہتے ہیں۔ طالب مردہ دل ایسے مرشد کی تلاش میں رہتا

ہے جو ”موت سے پہلے مرجائے“ کی اصطلاح میں آتا ہے وہ (مرشد) مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ طالب کو بھی چاہئے کہ وہ راہ فقر و فاقہ میں ثابت قدم رہے، ورنہ وہ ایک نااہل خود سر طالب کہلائے گا۔ اور یہ کہ مرشد (طالب کے حق میں) مثل گل کو ب (کمہار) کے ہوتا ہے۔ چنانچہ مٹی اس کے سامنے کوئی دم نہیں مارتی۔ وہ جو کچھ جانتا ہے کرتا ہے (یہی مثال مرشد کامل کی ہے)

### بیت

مٹی کی کیا مجال ہے کہ وہ کمہار کو کہے کہ وہ اس کو کس لئے بناتا ہے اور اسے کیوں کوٹنا پیٹتا ہے۔

لیکن مرشد (کو چاہئے کہ وہ) بھی خدا بین ہو اور طالب صادق الیقین ہو۔ مرشد رفیق کو کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کہ پہلے رفیق (مرشد) ساتھ لو، پھر راہ چلو“۔

### بیت

اے باھو! اس زمانہ کے مرشد پیسے بٹورنے والے ہیں۔ جو شخص کہ انہیں دولت دیتا ہے، ان کی نظر میں وہ شخص بے نظیر ہے۔

## ابیات

باهؤ مرشدان این زمانه زرپرست و زن پرست  
 زن پرست و زر پرست و دل سیاه و خود پرست  
 باهؤ مرشدان واصلان حق عشق سوز  
 هر ساعتی هر دم بسوزد شب بروز

بشنو! وجود آدمی بمثل شیر است و دوغ نیز در شیر است۔ و جغرات در شیر و مسکه در شیر و روغن  
 در شیر۔ بمچنین در وجود آدمی نفس قلب روح سرساکن در یک خانه مقام است۔ مرشد  
 آن را گویند۔ چنانچه در شیر موافق قدر دوغ اندازد۔ در تمام شب جغرات جمع شود و جغرات  
 راحل کنند مسکه بر آید۔ دوغ جدا مسکه جدا۔ چون مسکه را بر آتش نهند از سوزش آنچه  
 میل (۱) باشد از مسکه بر طرف گردد۔ خالص روغن پاک شود۔ پس مرشد از زن کمتر نباشد۔  
 چنانچه کار شیر زن با تمام رساند۔ مرشد طالب اللہ را در وجود طالب مقام نفس جدا نماید و مقام  
 قلب جدا نماید و مقام روح جدا نماید و مقام سر جدا نماید و مقام توفیق الہی جدا نماید و مقام علم  
 شریعت طریقت حقیقت معرفت جدا نماید و مقام خناس خرطوم شیطان حرص حسد کبر جدا  
 نماید۔ چنانچه قصاب بزرگ کشت و پوست از جان بر آرد و هر رگ و هر گوشت بشناسد و علیحدہ  
 علیحدہ کند و آنچه در گوشت غیر باشد دور اندازد و مرشد کامل مکمل بمچنین باید و الا نہ (طالب)  
 دست چهار مرشد بگیرد مرشد شریعت و مرشد طریقت و مرشد حقیقت و مرشد معرفت و  
 شریعت چیت؟ بنای اسلام کلمہ حج زکوٰۃ مال روزه نماز است و طریقت چیت؟ در گردن  
 طوق بندگی از هر دو جهان بی نیاز است و حقیقت چیت؟ خود را بدست خود کشتن جان  
 بازیست و معرفت چیت؟ صاحب سراسر راز است۔ هر که طالب اللہ را باین مراتب  
 مرشد نرساند بطل و دعا بازا است۔ چون بنی کہ فقیری در زہد تقویٰ ریاضت چلہ کشی بقدر رنج  
 خود بسیار کشت و خبر از باطن ندارد بدانکہ در بادیہء ضلالت افتاده است۔ عاقبت همچون جعل  
 خواهد شد۔

فقیر و قسم است۔ یک صاحب باطن دوم صاحب بطن۔ هر که شکم را بہ بند و خالی دارد آن را  
 خبر از باطن نیست۔ انجام او باطل خواهد شد۔ صاحب باطن چندان کہ بخورد و چندان در وجود  
 او نور ظهور گردد۔ خوردن فقراء نور است۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۷۲: کثافت

## ابیات

اے باھو! اس زمانہ کے مرشد زر پرست و زن پرست ہیں۔ (اور) زن پرستی و زر پرستی سے سیاہ دل ہو کر خود پرست ہو گئے ہیں۔

اے باھو! مرشداں و واصلمان حق عشق سوز ہوتے ہیں (اور اسی کی تپش میں) وہ ہر گھڑی ہر دم شب و روز جلتے رہتے ہیں۔

(اے طالب! غور سے) سن! انسان کے وجود کی مثال دودھ جیسی ہے اور وہی بھی دودھ سے بنتا ہے اور چھاچھ، مکھن اور گھی بھی سب دودھ سے بنتا ہے۔ اسی طرح انسان کے وجود میں نفس، قلب، روح اور سر کا ایک ہی خانہ میں قیام ہے۔ مرشد بھی اسی کو کہتے ہیں (جو اس فن کا ماہر ہو) جو دودھ میں بقدر ضرورت وہی ڈالتا ہے یعنی جاگ لگاتا ہے۔ تمام رات میں چھاچھ اکٹھی ہو جاتی ہے اور چھاچھ کو حل کرتے ہیں اور مکھن نکل آتا ہے۔ وہی الگ اور مکھن الگ ہوتا ہے۔ جب مکھن کو آگ پر رکھتے ہیں، تو اس کی تپش سے مکھن سے میل کچیل دور ہو جاتی ہے اور خالص گھی پاک صاف ہو کر نکل آتا ہے۔ پس مرشد بھی عورت سے کم نہیں ہوتا ہے۔ وہ بھی دودھ (سے مکھن نکالنے) والی عورت کے کام کو انجام تک پہنچاتا ہے۔ مرشد (کامل) طالب اللہ کے وجود میں سے مقام نفس و مقام قلب و مقام روح و مقام سرو مقام توفیق الہی و مقام شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و مقام خناس و خرطوم شیطان و حرص و حسد اور غرور کو جدا جدا کرتا ہے (تاکہ محمودات کو قائم رکھے اور مذمومات کو نکال ڈالے) جس طرح قصاب بکری (جانور) کو ذبح کر دیتا ہے اور کھال اس کے بدن سے جدا کرتا ہے۔ وہ اس ذبیحہ کی ہر رگ اور ہر گوشت سے واقف ہوتا ہے۔ پھر وہ اس کے تمام اجزا کو علیحدہ علیحدہ کرتا ہے۔ اور جو کچھ گوشت میں زائد چیزیں (خون نجس و مکروہ) ہوتی ہیں، دور پھینک دیتا ہے۔ (اور گوشت کو صاف کر دیتا ہے) مرشد کامل مکمل کو ایسا ہی ہونا چاہئے (کہ تمام مقامات فقر سے خوب واقف ہو) ورنہ ہرگز مرشد ناقص کی بیعت نہ کرے۔ اگر ایسا مرشد نہ ہو تو طالب کو چاہئے کہ ان چار مرشدوں کا ہاتھ پکڑ لے (۱)۔ مرشد شریعت (۲)۔ مرشد طریقت (۳)۔ مرشد حقیقت (۴)۔ مرشد معرفت۔

اور مرشد شریعت کیا ہے؟ مرشد شریعت بنائے اسلام کلمہ 'حج' زکوٰۃ' روزہ اور نماز پر قائم رہتا ہے۔ مرشد طریقت کیا ہے؟ مرشد طریقت گردن میں بندگی کا طوق ڈال کر دونوں جہاں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اور مرشد حقیقت کیا ہے؟ مرشد حقیقت نفس کشی اور اس کی سرکوبی میں جانبازی کرتا ہے۔ اور مرشد معرفت کیا ہے؟ مرشد معرفت سراسرار سے مطلع ہو کر صاحب راز ہوتا ہے۔ جو مرشد کہ طالب اللہ کو ان مراتب پر نہ پہنچا سکے، وہ مکار و دغا باز ہے۔

جب تو دیکھے کہ ایک فقیر زہد، تقویٰ، ریاضت اور چلہ کشی میں محنت شاقہ تو بہت کرتا ہے، مگر باطن سے بے خبر ہے، تو سمجھ لے کہ وہ گمراہی کے بیابان میں پڑا ہوا ہے۔ اس کا انجام بھی چالباز شخص کی طرح ہو گا۔

فقیر (بھی) دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک صاحب باطن اور دوسرا صاحب بطن۔ صاحب بطن (حیوانوں کی طرح) شکم پری کرتا ہے۔ اس کو علم باطن کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔ اس کا انجام خراب ہو گا۔ صاحب باطن جتنا کہ وہ کھاتا ہے اس سے دو چند اس کے وجود میں نور کا ظہور ہوتا ہے۔ فقراء کا کھانا (نور ہی) نور ہوتا ہے۔

و شکم فقراء تنور است و قلب فقراء بیت المعمور است و خواب فقراء حضور است و نزدیک ایشان زاهد طالب بهشت مزدور است و عاقبت ایشان مغفور است و مرشد نیز دو قسم است۔ مرشد صاحب نظر و مرشد صاحب زر۔ مرشد فصلی سالی و مرشد و صلی لازوالی۔ مرشد همچون درخت باید۔ چنانچه درخت سرما و گرما بر سر خود اختیار و قبول کند و کسیکه در زیر سایه و درخت بنشیند، آسایش تمام یابد۔ مرشد باید دشمن دنیا، دوست دین و طالب باید صاحب یقین که از مرشد مال و جان هیچ دریغ ندارد و مرشد باید همچون نبی اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و طالب باید همچون ولی اللہ نہ لعنت اللہ۔

قَالَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: تَرَكَ اللَّهُ رَأْسَ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحَبَّ اللَّهُ رَأْسَ كُلِّ خَطِيئَةٍ (۱)

از فضیلت و سیلت بهتر است، چرا که وقت گناه علم فضیلت مانع نشود۔ و سیلت مانع از گناه کردن دست بگیرد۔ چون حضرت یوسف از زینجا۔

قَالَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: الشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ كَنَبِيٍّ فِي أُمَّتِهِ (۲)

مرشد آن را گویند که بایک نظرش علم نیسانی کند و آشنای هر دو جهانی گردانند که جاهل را بایک نظر علم کلی واضح گردد۔ آنچه نداند بخواند۔

بیت باهو

گر ترا علم است یا دانش عظیم  
قَالَ عَلَيْهَا السَّلَامُ: الْوَسِيْلَةُ تَرْجِيْهُ (۳)

بی وسیلت می روند راه رجیم (۳)

۱- عین العلم شرح زین العلم از ملا علی قاری و جامع الصغیر از علامه سیوطی، ۲- ضیاء القلوب، ۳- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۷۵:

گر ترا علم است یا حلم است یا دانش عظیم  
۳- نقل از غوفیه  
یوسیلت میروند راه رجیم



اور فقراء کا پیٹ بتور اور ان کا قلب بیت المعمور ہوتا ہے۔ اور ان کا خواب حضوری (و بیداری) ہوتا ہے۔ اور ان کے نزدیک زاہد طالب بہشت مزدور ہے۔ اور ان کی آخرت منظور ہے۔ اور مرشد کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک مرشد صاحب نظر اور دوسرے مرشد صاحب زر (یعنی) مرشد فصلی سالی اور مرشد و صلی لازوالی، اور مرشد کو چاہئے کہ وہ پھل دار اور سایہ دار دونوں درختوں کی طرح خاصیت رکھتا ہو، کیونکہ جو شخص درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھتا ہے، پوری طرح آرام پاتا ہے۔ اسی طرح مرشد کو چاہئے کہ وہ (طالب کو دین و دنیا میں فائدہ پہنچاتا رہے، جیسا کہ درخت پھل بھی دیتا ہے اور اپنے سایہ سے آرام بھی پہنچاتا ہے، لہذا مرشد کو چاہئے کہ وہ ہر زمانہ میں طالب کو فیض پہنچاتا رہے) مرشد کو چاہئے کہ وہ دشمن دنیا ہو اور دین کا دوست ہو۔ اسی طرح طالب کو بھی صاحب یقین ہونا چاہئے کہ مرشد سے اپنی (ظاہری) جان و مال سے کچھ دریغ نہ کرے۔ اور مرشد کو چاہئے کہ وہ نبی اکرم کے سے خصائل اختیار کرے۔ اور طالب کو چاہئے کہ وہ اپنے میں ولی اللہ کی صفات پیدا کرے یعنی ولی اللہ بنے اور (دنیا میں) اللہ کی لعنت نہ لے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”جس طرح ترک دنیا تمام عبادتوں کی جڑ ہے اسی طرح حب دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے۔“

(اور مرشد طالب کے لئے وسیلہ ہوتا ہے) اور وسیلہ فضیلت سے بہتر ہوتا ہے، کیونکہ گناہ کے وقت علم فضیلت مانع نہیں ہوتا۔ اور وسیلہ گناہ سے مانع ہوتا ہے اور اس سے نجات پاتا ہے (یعنی مرشد کامل جو طالب کے لئے وسیلہ ہوتا ہے، طالب کو گناہ سے بچا سکتا ہے) جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت زلیخا کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نشانی بتائی اور وہ اپنے قصد سے باز رہے۔

حضور اکرم نے فرمایا: شیخ اپنی قوم میں یعنی اپنے مریدوں میں میری امت میں بمنزلہ نبی کے ہوگا۔

مرشد اس کو کہتے ہیں کہ وہ اپنی ایک نظر سے طالب علم کے (یاد شدہ) تمام علوم کو بھلا دے اور اگر چاہے تو دونوں جہاں کے علوم سے اسے آشنا کر دے (اور اگر چاہے تو)

جاہل کو ایک نظر سے تمام علوم سے آگاہ کر دے اور جو کچھ وہ نہیں جانتا وہ پڑھ لے۔

بیت باہو

اگر تجھے علم بھی حاصل ہو یا دانش عظیم بھی رکھتا ہو، مگر پھر بھی بے وسیلہ گمراہی میں پڑ جانے کا بے حد اندیشہ ہے، کیونکہ بے وسیلہ چلنا شیطان کا کام ہے۔  
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: وسیلہ (پکڑنا) ایک عظیم درجہ ہے۔ (اور قرآن حکیم میں وسیلہ پکڑنے کا صاف حکم ہے)

قوله تعالى: **وَابْتَغُوا إِلَيْهَا لُوسِيْلَتَهَا** (۱)

حدیث

الْمُرِيدُ لَا يَرْبُطُ (۲)

بأهول! تلقین چیت و کرا گویند۔ تلقین نام ترک است و طلاق دادن غیر ماسوی اللہ۔ تلقین نام توکل است۔ هر که صاحب توکل نیست، صاحب تلقین نیست۔ ذکر اللہ و اسم اللہ بمثل شیر است۔ جائیکه شیر آید، همه جانوران از ترس شیر بگریزند۔ جائیکه در وجود طالب اللہ ذکر اسم اللہ در آید، هیچ خطرات و وهامات نماند و اگر ماند، ذکر باو تا شیر نکرده است۔ مرشد عارف را گویند۔

قَالَ عَلَيْهَا سَلَامٌ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ (۳)

و نیز در خبر است۔

قَالَ عَلَيْهَا سَلَامٌ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ طَالَ لِسَانُهُ (۴)

و عارف نیز سه قسم است۔ عارف دنیا، عارف عقبی، عارف مولی۔ عارف دنیا، طالب زرو مال و جاه و رجوعات خلق، طالب مرید استخوان فروختن خانقاه سیر زمین آسمان کشف کرامات باطل اللہ بادشاه ملاقات خواه۔ این مراتب محنت است۔ از عارف مرشد محنت طالب او نیز محنت۔ دوم عارف عقبی زاهد، عابد، اهل علم، متقی پرہیزگار کہ از خوف دوزخ ترسند و عبادت از برای بہشت کنندہ مراتب ایشان مومنث طالب او نیز مومنث۔

بیت

زاهد از بیم دوزخ چند ترسانی مرا      آتشی دارم کہ دوزخ نزد او خاکستر است

۱- سوره مائدہ ۵: ۲۳۵- حدیث ۳- حدیث نقل از شرح شیخ فرید الدین عطار ۴- حدیث

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور اس (خدا) کا قرب حاصل کرنے کے لئے ایک وسیلہ تلاش کرو۔“

### حدیث

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”مرید وہ ہے جس کی اپنی کوئی خواہش نہ ہو۔“

اے باھو! تلقین کیا ہے؟ اور تلقین کس کو کہتے ہیں؟ تلقین (دنیا کو) ترک کر دینے کا نام ہے اور ما سوائے اللہ کو طلاق دے دینا۔ تلقین کا (دوسرا) نام اللہ پر بھروسہ ہے۔ جو شخص صاحب توکل نہیں، صاحب تلقین نہیں ہے۔ ذکر اللہ اور اسم اللہ کی مثال شیر جیسی ہے۔ جس جگہ شیر آتا ہے، وہاں سے ڈر کی وجہ سے تمام جانور بھاگ جاتے ہیں۔ اسی طرح جس وجود (دل) میں ذکر اللہ اور اسم اللہ آتا ہے، اس دل میں کسی قسم کے خطرات اور توہمات نہیں رہنے پاتے اور اگر توہمات و خطرات پیدا ہوں، تو جان لیں کہ اب تک اس کے وجود میں اسم اللہ تعالیٰ نے اثر نہیں کیا ہے۔

مرشد عارف کو کہتے ہیں۔ (یعنی عارف کی یہ صفت ہوتی ہے کہ جب اس کو رب العزت کی پہچان ہو جاتی ہے، تو اس کی زبان بند ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

”جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اس کی زبان گنگ ہو گئی۔“

اور دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے:

”جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اس کی زبان (حق گوئی میں) کھل گئی۔“

عارف کی بھی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ اول عارف دنیا، دوم عارف عقلمانی، سوم عارف مولیٰ۔

عارف دنیا: زر و مال و جاہ اور رجوعات خلق کا طالب ہوتا ہے۔ وہ طالب مرید استخوان خوار ہوتا ہے۔ خانقاہوں کو فروخت کرتا ہے۔ زمین و آسمان کی سیر میں (بے مقصد) دلچسپی رکھتا ہے۔ کشف و کرامات کی طرف مائل رہتا ہے۔ ”ظل الہی“ بادشاہ وقت سے ملاقات کا خواہشمند رہتا ہے۔ یہ مراتب منحنث کے ہیں۔ اصل عارفاں و واصلاں کے نزدیک ایسا

مرشد بھی محنت ہے اور اس کا طالب بھی محنت ہے۔

دوسرا عارف عقلمانی ہوتا ہے:- وہ زاہد، عابد، صاحب علم، متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے۔ وہ دوزخ سے ڈر کر اور بہشت کا خواہاں ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ اس کے یہ مراتب بھی عارفان واصلین کے نہیں ہیں، بلکہ مونث کے ہیں اور اسی طرح اس کے طالب بھی مونث ہوتے ہیں۔

### بیت

اے زاہد! تو مجھے دوزخ سے کیا ڈراتا ہے۔ میرے سینے میں خود وہ آگ ہے کہ جس کے سامنے دوزخ راہ ہے۔

سویم عارف باللہ عارف مولیٰ بتوحید غرق حضور از دنیا و عقبی دور باشتغال اللہ مسرور۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

برنام اللہ تعالیٰ اول الف آمد و برنام انسان اول نیز الف آمد و برنام احد اول نیز الف آمد و برنام احمد اول نیز الف آمد۔ پس انسان اہل اسرار را گویند و سرنام فقیر است۔ پس انسان اہل سر را گویند۔ الانسان سری و اناسرة (۱) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نیز انسان است۔ انسان اینست کہ تابع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم باشد۔ پس انسان مرتبہ پیغمبری دارد و بر شرع محکم و برنام اللہ تعالیٰ اول حرف الف است و برنام آدم اول نیز حرف الف است۔ پس آدمی آنست کہ مرتبہ آدم دارد و لانه حیوان ناطق۔ کسیکہ (نزدیک) (۲) مولیٰ و رسول خداست از هوا و لذت دنیاوی و از شیطانی نفس دور است۔ هر کہ نزدیک دنیا ہوائی شیطانی نفس جہول دور است، از خدا و رسول دور است۔

استغراق نیز دو سلک شود۔ یکی بسوی مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و دوم بتوحید فنا فی اللہ بقا باللہ۔ اہل مجلس محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم عارف و صاحب استغراق توحید معارف۔ عارف مرشد کامل را گویند و معارف مرشد مکمل را گویند۔ مرشد آنست کہ کامل مکمل باشد و مرشد عارف بعجسم ظاہری حضوری مشرف شود و مرشد معارف بعجسم جسد روحی مشرف گردد۔ چون پیغمبر صاحب صلوات اللہ تعالیٰ در مجلس با معارف ہم سخن شوند (۳) اہل مجلس را نظرش نیابند۔ گفتند یا رسول اللہ ہکدام کس حضرت بی چون سخن مبارک می کنند و می گویند (۴) کہ معارف است کہ ظاہر بر روی زمین می باشند و باطن بعجسم روحی حاضر است کہ دیوانہ و عاشق ما اند و معشوق اللہ تعالیٰ۔

۱- حدیث ۲- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۷۷-۳- ایضاً، ص ۷۸ می شدند ۳-

ایضاً، ص ۷۸: می گفتند۔

تستیرا عارف باللہ عارف مولیٰ ہوتا ہے۔ وہ غرق فی التوحید و حضوری ہوتا ہے اور وہ دنیا و عقبیٰ سے (کوسوں) دور رہتا ہے۔ اور وہ ذکر و فکر میں مشغول رہ کر مسرور رہتا ہے۔ پس اللہ بس اور ما سوائے اللہ ہوس اس کا سبق ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نام پر لفظ الف پہلے ہے اور انسان کے نام پر بھی لفظ الف پہلے ہے۔ اور لفظ احد پر بھی الف پہلے ہے اور لفظ احمد پر بھی الف پہلے ہے۔ پس انسان اہل اسرار کو کہتے ہیں اور سر (دوسرے لفظوں میں) فقیر کا نام ہے۔ پس انسان اہل سر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے: ”انسان کامل میرا ایک راز ہے اور میں اس کا راز ہوں“۔ (اور دیکھو) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انسان ہیں۔ انسان وہی ہے جو حضور اکرمؐ اور ان کی شریعت کا پیرو اور تابع دار ہو۔ پس انسان پیغمبری کا مرتبہ رکھتا ہے، بشرطیکہ وہ شریعت پر سختی سے عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر پہلا حرف الف ہے اور آدم کے نام پر بھی پہلا حرف الف ہے۔ پس آدمی وہی ہے جو آدمیت کی صفت اور مرتبہ انسانیت رکھتا ہے، ورنہ وہ حیوان ناطق ہے۔ جو شخص خدا اور رسولؐ خدا سے نزدیک ہے، وہ طمع اور لذت دنیاوی اور نفس و شیطان سے دور ہوتا ہے۔ اور جو کوئی دنیائے دون اور خواہش نفسانی اور حرکات شیطانی سے نزدیک ہوتا ہے، وہ خدا اور رسولؐ سے دور ہوتا ہے۔

### بیان اقسام استغراق

استغراق کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک استغراق مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لے جاتا ہے۔ دوسرا استغراق توحید فنا فی اللہ بقایا باللہ کی طرف۔ اہل مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عارف کہلاتا ہے اور صاحب استغراق توحید فنا فی اللہ بقایا باللہ معارف کہلاتا ہے۔ عارف مرشد کامل کو کہتے ہیں۔ اور معارف مرشد مکمل کو کہتے ہیں۔ (اور) مرشد وہ ہے جو کامل و مکمل ہو۔ اور مرشد عارف اپنے جسد ظاہری سے مجلس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باریاب ہوتا ہے اور مرشد معارف جسد روحانی سے مشرف ہوتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس میں معارف سے ہمکلام ہوتے ہیں، تو اہل مجلس کو وہ نظر نہیں آتے ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ! آپ

کس شخص کے ساتھ بیچوں کلام مبارک فرما رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ معارف سے باتیں کر رہا ہوں۔ کیونکہ وہ ظاہر طور پر زمین پر موجود ہے، مگر باطن میں جسم روحانی کے ساتھ ہمارے پاس حاضر ہے۔ اس لئے کہ وہ ہمارا دیوانہ اور عاشق ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔

(اس امر پر یہ حدیث قدسی شاہد ہے۔)



## حدیث قدسی

إِنَّا وَلِيَانِي تَحْتِ قَبَائِي لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِي ط (۱)

پس کسی را که الله تعالی معارف فقر فغانی الله بخش کند آن را در فقر علم باطنی عالم فاضل دانستند کند و برو راه کشف کرامات بند کند چرا که در فقر و قسم راه است - یکی بکرم - دوم بکرامات و در کرم نیز دور راه است - یکی بکرم کمالیت دوم بکبر - چنانچه شیطان جانب کرم کمالیت نیاید، براه کبر و کرامات افتاد - از و اناد واقع شد یعنی *إِنَّا خَيْرٌ مِنْهُ* و در راه فقر فغانی الله دعا بدعا نیست - پیغام دعا بدعا ویرمی شود و فقر فغانی الله بقا بالله را او هم و جذب است - و هم فقراء رحم خداتما ابد الابد و غضب فقرا و جذب فقرا *خُذْنَا بِاللَّهِ مِنْهُ* مرشد بمثل مرات است -

## حدیث

الْمُؤْمِنُ بِرَأَةِ الْمُؤْمِنِ ط (۲)

در آئینه هیچ تقصیر نیست - رنگ برنگ می نماید - سیاه سیاه سرخ سرخ زرد زرد - چنانچه باشد - اول مرشد تحقیق کند که طالب را طلب غیر است یا طالب را طلب حق - پس حق با حق برسد و باطل باطل شود (۳) -

قَالَ عَلَيْهَا لَسْلَامٌ كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَىٰ أَصْلِهِ ط (۴)

از اهل جاسوس طالب بترس -

قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ إِخْوَانُ هَذَا زَمَانِ جَوَاسِمِ الْعَيُوبِ ط  
چنانچه زرد ربوته آتش تحقیق کند زرگر - همچنان مرشد طالب را تحقیق کند -

۱- کتاب معرفت بوستان جلد اول، شرح معرفت مثنوی مولانا روم ۲- التشریف و اربعین

۳- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۷۹: برسد ۴- التشریف و الرغوب

### حدیث قدسی

”پیشک میرے اولیاء میری قبائیں ہیں ان کو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔“  
 پس جس شخص کو اللہ تعالیٰ معارف فقر فنا فی اللہ بقا باللہ کا مرتبہ عطا کرتا ہے، اس کو علم باطنی کے فقر میں عالم فاضل و دانشمند کر دیتا ہے۔ اور اس پر کشف و کرامات کی راہ بند کر دیتا ہے۔ کیونکہ فقر میں دو قسم کی راہیں ہیں۔ ایک فقر بکرم۔ دوم فقر بکرامات۔ اور فقر بکرم کے بھی دو راستے ہیں۔ ایک کرم بکمالت، دوم بکبر۔ چونکہ شیطان کرم کمالت کی طرف نہیں آیا، (بلکہ) کبر و کرامات کی راہ پر چل پڑا، اس لئے اس سے انا واقع ہوا۔ یعنی ”میں اس سے بہتر ہوں“ کہا۔ اور راہ فقر فنا فی اللہ میں دعا یا بدعا (کانام) نہیں ہے (یعنی کسی کو دعا دے دی یا کسی کو بدعا کر دی اور وہ پوری بھی ہو گئی) بلکہ فقراء کے پیغام و دعائیں تاخیر واقع ہوتی ہے۔ (ہاں البتہ) فقر فنا فی اللہ بقا باللہ کو وہم و جذب (ضرور) ہوتا ہے اور ان کا وہم ابد الایاد تک رحمت خدا کا سبب بنتا ہے اور ان کا غضب و جذب نشان قہر خدا ہوتا ہے۔ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْهَا۔  
 مرشد (مرید کے لئے) آئینہ کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

### حدیث

”مومن مومن کے لئے آئینہ ہوتا ہے۔“ آئینہ میں کوئی عیب نہیں ہے۔ جس طرح آئینہ سے سیاہ، سرخ، زرد (بھلا برا) جو کچھ ہو صاف نظر آتا ہے۔ ایسا ہی مرشد پہلے (طالب کا حال) معلوم کر لیتا ہے کہ طالب کو طلب حق ہے یا طالب غیر کی طلب کرتا ہے۔ پس حق حق کو پہنچتا ہے اور باطل باطل کو (یعنی طالب اپنے ارادہ کے مطابق اپنے مقصود کو پہنچتا ہے) حضور اکرم کا ارشاد گرامی ہے: ”ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔“  
 (پس) طالب کو اہل جاسوس سے ڈرنا چاہئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”اس زمانہ کے احباب عیبوں کے جاسوس ہیں۔“  
 (اور) جس طرح سنار سونے کو کٹھالی میں ڈال کر (امتحان کے لئے) آگ پر رکھتا ہے (اور اس کو پگھلا کر دیکھتا ہے) اسی طرح مرشد طالب کا امتحان کر لیتا ہے۔ (اور اس امر پر یہ حدیث بھی شاہد ہے)

## حدیث

إِنَّ اللَّهَ يُحَرِّبُ الْمُؤْمِنِينَ بِالْبَلَاءِ كَمَا يُحَرِّبُ النَّهْبُ بِاللَّنَائِبِ (۱)

دشمن آدمی معدۀ آدمی است۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمودہ۔ بطن دشمن است با آدمی۔ فقیر آنست کہ طمع نکند۔ اگر کسی چیزی بدهد منع نکند۔ اگر بیاید جمع نکند۔ فقرا علم ملاقات است و اورا علم کرامات است۔ ملاقات چہیت؟ و کرامات چہیت؟ کرامات مقام ناسوت است و ملاقات مقام لاهوت است۔ کرامات بازیگری تماشا نمائیدن مردم و ملاقات مشرف ملازمت حضور پر نور اشرف الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم و با ملاقات غرق بتوحید و وحدانیت مقام ربوبیت (۲) فنا فی اللہ بقابل اللہ عارف باللہ۔ کسی کہ بلازمت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم در مقام شریعت مجلس حاصل (۳) شود آن حقیقت حال احوال مشرف، حضوری مقام طریقت چہ داند۔ کسی کہ در مقام طریقت مشرف حضوری صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مدخل شود حقیقت حضوری مجلس حقیقت چہ داند۔ کسی کہ در مقام حقیقت مشرف حضوری شود حقایق احوال مقام (۴) معرفت چہ داند؟ کسی کہ در مقام معرفت حضوری مشرف شود حقیقت مشرف مقام عشق چہ داند۔ کسی کہ در مقام عشق مشرف مجلس حضوری شود آنکس حقیقت مقام محبت حضوریات چہ داند۔ هر کہ در مد نظر خداست، هر دو جهان در مد نظر اوست۔ کسی کہ در مقام محبت حضوری شود حقیقت حضوری فنا فی اللہ چہ داند؟ پس هر کس مراتب بمراتب خویش عز و جاه است و فقیر فنا فی اللہ همه کس را بداند و بشناسد۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ عَرَفَ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ (۵)

۱- نقل از فوائد الفوائد ۲- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۸۰: ۳- ایضاً ص ۸۰: مدخل شود

۲- ایضاً ص ۸۰: مقامات ۵- نقل از مرغوب شمس تبریزی

## حدیث

اللہ تعالیٰ مصیبتیں ڈال کر ایمان والوں کا امتحان کرتا ہے، جس طرح سونے چاندی کا امتحان آگ پر ہوتا ہے۔ آدمی کا دشمن اس کا معدہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: آدمی کا دشمن اس کا پیٹ ہے۔ فقیر وہ ہے جو طمع نہ کرے۔ اگر کوئی شخص کوئی چیز اس کو دے تو اسے منع نہ کرے (یعنی اس کو واپس نہ کرے) اگر (کچھ مال) آئے تو اسے جمع نہ کرے۔ فقیر کے لئے علم گویا اللہ سے اس کا ملاقات کرنا ہے۔ اور اہل بطن کے لئے علم (صرف) کشف و کرامات ہے۔ ملاقات کیا ہے اور کرامات کسے کہتے ہیں؟ کرامات مقام ناسوت ہے اور ملاقات (ووصال) مرتبہ لاهوت کا ہوتا ہے۔ کرامات ایک قسم کی بازیگری ہے اور لوگوں کو تماشا دکھانے کے مترادف ہے۔ اور ملاقات حضور پر نور اشرف الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملازمت سے مشرف ہونا اور غرق توحید و وحدانیت اور مقام ربوبیت میں باوصال ہو کر فنا فی اللہ بقا باللہ ہونا ہے۔ اور جو شخص کہ مقام شریعت میں ملازمت مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے، وہ شخص واقعی حقیقت حال احوال سے آگاہ ہوتا ہے۔ مگر مقام طریقت کی حضوری کو وہ کیا جانتا ہے؟ اور وہ شخص جو مقام طریقت میں حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے، وہ حضوری مجلس حقیقت کو کیا جانتا ہے؟ اور (اسی طرح) وہ شخص جو مقام حقیقت میں مشرف حضوری ہو جاتا ہے، وہ احوال مقام معرفت کے حقائق کو کیا جانتا ہے؟ اور وہ شخص جو مقام معرفت میں مشرف حضوری ہو جاتا ہے، وہ مقام عشق کی حقیقت سے مشرف ہونا کیا جانتا ہے؟ اور وہ شخص جو مقام عشق میں مجلس حضوری سے مشرف ہو جاتا ہے، وہ شخص حضوریات کے مقام محبت کی حقیقت کو کیسے جان سکتا ہے؟ (یعنی جو شخص ان مقامات شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت سے مشرف ہوتا ہے، وہی شخص ان کی اصل حقیقت سے واقف ہوتا ہے اور دوسرے شخص کو ان مقامات کی کیا خبر ہو سکتی ہے۔ اور جو شخص مقام عشق و محبت کا واقف ہوتا ہے، اس کو ہی ان کی خبر ہوتی ہے۔)

اور جس شخص کو (ہر لحظہ و ساعت) اللہ تعالیٰ کی ذات مد نظر ہوتی ہے، دونوں جہاں اس

کے پیش نظر ہوتے ہیں (یعنی ان کے تمام حالات کو دیکھتا ہے)۔  
 اور جس شخص کو مقام محبت میں حضوری حاصل ہو جاتی ہے، وہ حضوری فنا فی اللہ کی  
 حقیقت کو کیا جانے؟ پس ہر شخص کو اپنے مراتب بمراتب عز و جاہ حاصل ہے۔ اور فقیر فنا فی  
 اللہ ہر ایک کو جانتا ہے اور ہر ایک کو پہچانتا ہے۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

”عارف پر کسی چیز کی حقیقت پوشیدہ نہیں رہتی۔“

و عالم آن را گویند که عین طالب حق باشد و مولانا آن را گویند که طالب مولی باشد و دانشمند آن را گویند که دعوی مدعی با نفس خود باشد و فاضل آن را گویند که جز محبت جادوانی را بگذارد و رفیق با توفیق اللہ تعالیٰ را کند۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلدُّنْيَا فَهُوَ كَاْفِرٌ وَمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْحِجَّةِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْمَوْلَى فَهُوَ مُسْلِمٌ (۱)

حدیث

السَّائِكُ عَنِ الْحَقِّ شَيْطَانٌ أَخْرَسٌ (۲)

پس علم نیز بردو قسم است۔ علم عارفیت و علم عاریت۔ علم عارفیت علم ربوبیت است، طالب دیدار و علم عاریت طالب دنیا مردار۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الدُّنْيَا عُنَانٌ وَالْعَيْشُ فِيهَا إِحْتِلَالٌ (۳)

علمی که از بهر خدا و اعمال خواند، مرتبهء محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم رساند۔ علمی که از بهر دنیا روزگار خواند، بمنشین ابوجہل نشاند۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْعُدَّةُ شَيْءٌ وَالْجُهْلُ لَا شَيْءَ (۴)

مرشد عالم باید و طالب او مستعلم جاہل را چه کند۔

حدیث قدسی

مَا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلِيًّا جَابِلًا (۵)

۱- نقل از صحاح، ۲- ایضا، ۳- ایضا، ۴- ایضا، ۵- حدیث قدسی

اور عالم اس کو کہتے ہیں جو عین حق کا طالب ہو۔ اور مولانا سے کہتے ہیں جو مولیٰ کا طالب ہو اور دانشمند اس کو کہتے ہیں جو (ہمیشہ) اپنے نفس پر مدعی ہو کر اس پر غالب رہے اور فاضل اس کو کہتے ہیں جو تمام چیزوں کی جاودانی محبت چھوڑ کر محض رفیق باتوفیق اللہ تعالیٰ کا خواہشمند ہو جائے۔

(جیسا کہ) حضور اکرمؐ نے فرمایا:

”دنیا کے لئے علم کا طالب (سرکش) کافر ہے۔ اور حجت اور غلبہ کے لئے علم کا طالب منافق ہے۔ اور جو شخص علم محض خداوند کریم کی محبت کے لئے حاصل کرتا ہے، وہ (پکا اور سچا) مسلمان ہے۔“ (مگر سچی بات کا چھپانا بھی منع ہے)۔

حدیث

حق بات سے چپ رہنے والا شخص گونگا شیطان ہے۔

پس علم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ علم عارفیت اور علم عاریت۔ علم عارفیت علم ربوبیت کا نام ہے۔ اور طالب دیدار کا نام اور علم عاریت علم دنیائے مردار کا نام ہے اور اس کے طالب کا نام۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے: ”دنیا گویا ایک خواب (کانام) ہے اور اس کا عیش احتلام ہے۔“

(اور) جو شخص کہ علم محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اعمال کے لئے پڑھتا ہے، اس کو وہ علم مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا کر آپؐ کا ہم نشین بنائے گا اور جو شخص علم کو (محض) دنیائے دوں کا روزگار حاصل کرنے کے لئے پڑھتا ہے، وہ علم اس کو ابو جہل کا ساتھی بنائے گا۔

سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

عذر (تو پھر بھی) کوئی چیز ہے (جو قابل قبول ہے) مگر جاہلیت (تو) کوئی چیز نہیں ہے (اور وہ قابل قبول نہیں ہے) (لہذا) اس راستہ میں مرشد صاحب علم ہونا چاہئے اور طالب متعلم ہونا چاہئے (ورنہ) جاہل مرشد طالب علم کو کیا تعلیم دے گا۔

حدیث قدسی

”اللہ تعالیٰ نے کسی جاہل کو اپنا دوست نہیں بنایا۔“

جاهل کیست و کرا گویند۔ جاهل آنست که طالب حب دنیا، حرص هوای طالب نفس دون  
 دشمن علمای و کلام اللہ۔ پس او کافر۔ قَوْلُهُ تَعَالَى: وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا  
 أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (۱)  
 قَوْلُهُ تَعَالَى: وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا (۲)  
 قَوْلُهُ تَعَالَى: وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ (۳)  
 قَوْلُهُ تَعَالَى: وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۴)  
 پس سبب را بگذار مسبب را طلب کن۔ پس مرشد راه مسبب ببخشند سبب۔

## بیت

چون رزق مقدر است گردیدن چیت  
 رازق چو بگرداند پرسیدن چیت  
 قَوْلُهُ تَعَالَى: نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ (۵)  
 قَوْلُهُ تَعَالَى: يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ (۶) وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ (۷)  
 اما استوار درویش در سلک درویشان همون است که شبی که فاقه باشد آن شب درویش را  
 معراج۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مِعْرَاجُ الْفَقْرِ لَيْلَتُهُ الْفَاقَتِ (۸)  
 معراج درویش در شب فاقه است۔ در مقامیکه درویش گرسنه خسته آن مقام خراب و  
 پریشان باشد۔ اگر درویش نباشد شهر و مقامها همه زیر و زبر گردد۔ از عرش تا تحت الثری هر  
 آبادانی که هست به برکت و دعای درویشانست و قدم مبارک ایشان قائم است۔ پس مرشد  
 درویش فقیر اهل اللہ ولی اللہ فقیر فانی اللہ بقا باللہ۔

۱- سوره البقره ۲: ۳۹-۲ سوره هود ۶: ۱۱-۳ سوره اطلاق ۳: ۶۵-۳ سوره البقره ۲: ۲۱۲-۵ سوره  
 الزخرف ۳۳: ۳۲-۶ سوره ابراهیم ۱۳: ۱۷-۷ سوره مائده ۵: ۸-۸ مرغوب القلوب



جاہل کون ہے اور کس کو کہتے ہیں؟ جاہل وہ ہے جو حسب دنیا اور حرص و ہوا اور نفسِ دلوں کا طالب ہو اور علماء اور کلام اللہ کا دشمن ہو۔ پس (اسی وجہ سے) وہ کافر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ”جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا۔ یہ لوگ آگ میں رہنے والے ہیں اور اس میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔“

اور جاہل اپنی روزی محض سبب پر موقوف رکھتا ہے۔ اور فقیر کامل اکمل اپنی روزی کا ذمہ دار خدائے لایزال کو جانتا ہے اور اسی پر بھروسہ رکھتا ہے اور ان آیات پر ہمیشہ نظر رکھتا ہے۔  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔“

دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے ”جو کوئی خدائی تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے“ پھر وہ اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔“

خدائے قدوس پھر فرماتا ہے: ”اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے اسے بے حساب روزی دیتا ہے۔“  
(اے طالب!) پس سبب کو چھوڑ دے اور مسبب کو طلب کر۔ پس مرشد سبب کا نہیں، مسبب کا راستہ دکھاتا ہے۔

### بیت

”جب رزق (تیرا) مقدر (مقرر) ہے تو (پھر) پریشانی اور سرگردانی کیوں ہے؟ رازق جب (رزق کے حصول کے لئے) پھراتا ہے تو پھر پوچھ گچھ کیا ہے؟“  
چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ہم نے ان کی روزی کو ان کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔“  
رب العزت پھر فرماتا ہے: ”باری تعالیٰ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے“ اسی کا حکم دیتا ہے۔ ”اور درویشوں کے سلوک میں درویش کی استقامت یہی ہے کہ جس رات فاقہ ہو وہ درویش کے لئے شب معراج ہوتی ہے۔ (۱)  
حضور اکرمؐ نے فرمایا:  
”فاقہ کی رات فقر کے لئے معراج ہوتی ہے۔“

۱۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ برصغیر پاک و ہند میں ایک مشہور صوفی صافی بزرگ گذرے ہیں۔ وہ طوطی و ہند امیر خسرو کے مرشد تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کم سن تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا اور اب تنگدستی کی وجہ سے فاقہ کشی کی نوبت پہنچی تو ان کی والدہ ماجدہ ان سے کہتیں کہ بابا نظام آج ہم خدا کے مہمان ہیں تو حضرت نظام الدینؒ ان کے اس کہنے پر بہت ہی محظوظ ہوتے اور انہیں انتظار رہتا کہ ہمارے گھر میں فاقہ ہو تو والدہ ہمیں یہ کہیں جو انہوں نے پہلے کہا تھا۔

درویش کی معراج رات میں فاتحہ ہے۔ جس جگہ کہ درویش بھوکا سوتا ہے (اس جگہ کے لوگ اس کی خبر نہ لیں) تو وہ مقام خراب اور پریشان ہو جاتا ہے۔ اور اگر درویش (اس جگہ پر) نہ ہو تو تمام شہر اور مقام (تمام عالم) زیر و زبر ہو جائیں۔ زمین سے لے کر عرش تک ہر آبادی جو کہ موجود ہے، درویشوں کی دعاؤں کی برکت سے ہے اور ان کے مبارک قدموں کے طفیل قائم ہے۔ پس (ایسا) مرشد درویش فقیر اہل اللہ ولی اللہ فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ ہوتا ہے۔

پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرموز

الْمَفْلِسُ فِي أَمَانِ اللَّهِ (۱)

مراتب مرشد آسانی نیست۔ در معرفت محواز خود فانی باید۔ مرتبہء مرشد موافق این آیت

قَوْلُهُ تَعَالَى: وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ ارْنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ط قَالَ أَوْلَمْ تُؤْمِنُ ط  
قَالَ بَلَىٰ وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ط قَالَ فَاخْذُ أَزْوَاجًا مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ  
عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَا تَيْنِكَ سَعِيًّا ط وَأَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ط  
(۲)

بیت

قبر ما را ہو بگوید باہو! این چہ (۳) خوش خانہ است خلوت با خدا

حدیث

مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا ط (۴) این است۔

حدیث

إِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْأُمُورِ فَاسْتَعِينُوا بِأَهْلِ الْقُبُورِ ط (۵)

بیت

اللی عاشقان را بقدرت خویش جان گیر۔ کہ عزرائیل در میان نامحرم است۔  
پس مرشد کر آگویند؟ یُحْيِ الْقُلُوبَ وَیُمِيتُ النَّفْسَ۔ چون بر طالب جذب غضب کند یُحْيِ  
النَّفْسَ وَیُمِيتُ الْقُلُوبَ گرود۔

مرشد آن را گویند کہ فقر تمام و غیر ماسوی اللہ برو حرام۔ از ازل تا ابد بر خود بستہ احرام۔  
حاجی بی حجاب۔ این طریق مرشد کامل کمیاب (۶) کہ ظاہر او در گناہ و باطن او در عین ثواب۔  
چنانچہ حضرت موسیٰ صلوٰۃ علی نبینا وعلیہ السلام و حضرت خضر صلوٰۃ اللہ۔

۱- حدیث ۲- سورہ البقرہ ۲: ۲۶۰، ۳- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۸۴: این بخوش خانہ

۴- کتاب شرح برزخ، ۵- عین العلم شرح زین العہلم و خزائنہ الجلالی و کتاب شرح برزخ و ہدایتہ

الحرمین الشریفین، ۶- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۸۵: کامیاب

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”مفلس و محتاج خدا تعالیٰ کی نگہبانی میں ہے۔“

مرشد کے مراتب پر پہنچنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لئے معرفت میں محو ہونا پڑتا ہے اور اپنے نفس کو فنا کرنا پڑتا ہے۔ مرشد کا مرتبہ اس (مندرجہ ذیل) آیت کے مطابق ہونا چاہئے (اس لئے کہ فقیر کو نفس مطمئنہ حاصل ہونا لازمی ہے)۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اور جب حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا اے میرے پالنے والے! مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے“ فرمایا کیا تجھے یقین نہیں۔ اس نے کہا مجھے پختہ یقین ہے، مگر اس لئے چاہتا ہوں کہ مجھے اطمینان قلب حاصل ہو جائے۔ فرمایا کہ تو پرندوں میں سے چار پرندے لے لے اور ان کو اپنے ساتھ ہلا لے، پھر ان کے ٹکڑے کر کے ہر ایک پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دے۔ پھر انہیں بلا کہ وہ تیرے پاس دوڑ کر چلے آئیں گے۔ اور یہ خوب جان لے کہ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔“

### بیت

اے باہو! قبر ہم سے اللہ ہو کہتی ہے۔ یہ کیسا دل بھانے والا گھر (قبر) ہے کہ جہاں خلوت خدا کے ساتھ رہتی ہے۔

### حدیث

”مرنے سے پہلے مر جاؤ“۔ اسی کا نام ہے۔

### حدیث

جب تم کاموں میں حیرت زدہ ہو جاؤ، تو قبر والوں سے (تقویت حاصل کرنے کے لئے) مدد چاہو (یعنی ان کے حال پر غور کرو)

### بیت

”یا الہی! عاشقوں کی جان اپنی قدرت سے نکال لے، کیونکہ عزرائیلؑ ہمارے درمیاں میں نامحرم ہے۔“

پس مرشد کس کو کہتے ہیں (مرشد کامل کی یہی صفت ہوتی ہے) کہ وہ دل کو زندہ کرتا ہے اور نفس کو مارتا ہے (لیکن) جب وہ طالب پر جذب اور غضب کرتا ہے، تو اس کا نفس

مُتَنَدِّہ ہو جاتا ہے اور اس کا قلب مردہ ہو جاتا ہے۔

مرشد اس کو کہتے ہیں کہ فقر اس پر تمام ہو جائے اور تمام اشیاء کی محبت ماسوائے اللہ تعالیٰ کے اس پر حرام ہو جائے اور ازل سے ابد تک وہ صاحب احرام اور حاجی بے حجاب ہو جائے۔ اس طریق (مرتبہ) کا مرشد کامل کیاب ہوتا ہے، کہ اگرچہ اس کا ظاہر گناہ ہوتا ہے، لیکن درحقیقت (مطابق شرع کے) عین ثواب ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علی نبینا علیہما السلام کے واقعہ میں گزرا۔

قَوْلُهُ تَعَالَى: قَالَ هَذَا لِرَأْقٍ بَيْنِي وَبَيْنَكَ سَائِبُكَ بِتَاوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا

(۱) ط

چنانکه کشتی را خرق (۲) کرد و دیوار شکسته را بنا کرد و پسر را کشت۔ قصه ایشان در سوره کاف واقع است۔ پس موسیٰ علی نبینا وعلیه السلام را علم ظاهری بود و حضرت خضر علیہ السلام را علم باطن و علماء و طالب بمثل حضرت موسیٰ علیہ السلام است و مرشد فقیر بمثل خضر علیہ السلام۔ از فقراء سیر حضرت خضر باید بود۔ و مرشد بمثل طبیب است و طالب بمثل مریض است۔ آنچه طبیب معالجه هر مریض کند و ارواح تلخ و شیرین دهد۔ مریض را باید که بخورد تا به شود۔

مرشد چهار حرف است و عارف چهار حرف که از حرف میم صاحب مروت باشد و از حرف ر ریاضت کش و از حرف ش اهل شوق و از حرف ذ صاحب درد باشد۔ بشنو! بعضی (۳) بزرگی فرموده است۔ نماز نفل گذاردن کار بیوه زنان است و روزه نفل داشتن صرفه عنان است و حج رفتن تماشای سیر جهان است۔ دل بدست آوردن کار مردان است۔ و این فقیر میگوید که نماز نفل گذاردن پاکی جان است و روزه نفل داشتن خوشنودی رحمن است۔ و به حج رفتن سلامتی (۴) ایمان است و دل بدست آوردن کار خانان است۔ خدای را دیدن و شناختن کارنا تمامان است۔ از بشریت بر آمدن و از خود فانی گشتن و عین فنا فی اللہ و بقاء باللہ بودن کار مردان است۔ پس مرشد مرد باید که صاحب تجربه پرورد باشد۔

قَوْلُهُ تَعَالَى: بِقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ج (۵)

بیت

مرشدی میراثی نیست، صرافانی سر راس است  
مرشد نه فروختن به نقد جنس نه نحاس است  
مرشدی اخص خاص الخاص۔ مرشد من اخص است و ارادت من بس است۔  
مقام عام مقام خاص مقام خاص الخاص۔ مقام اخص مقام سراسر است۔ چون پیر مرشد من اخص است۔ اعقاد من بس است۔

۱- سوره الکهف ۱۸: ۷۸، ۲- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۸۵، شکست ۳- ایضا، ص ۸۵

بزرگی ۳- ایضا، ص ۸۶، شبوتی ۵- سوره النساء ۶: ۷۶

اور سورہ کف میں اس کی تفصیل مذکور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی میں سوراخ کر دیا۔ (حالانکہ وہ اس پر خود بھی سوار تھے) اور شکستہ دیوار کو از سر نو بنا دیا۔ اور ایک لڑکے کو قتل کر دیا۔ ان تینوں واقعات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گرفت کی اور اعتراض کرتے رہے۔ باوجودیکہ حضرت خضر علیہ السلام انہیں ان کا عہد یاد دلاتے رہے کہ کیوں میں نے یہ نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام معذرت چاہتے اور فرماتے میں بھول گیا۔ اب نہ کہوں گا۔ آخر تیسرے واقعہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ..... صبراً اب میری اور تمہاری جدائی ہے اور میں اب تمہیں ان باتوں کا بھید بتلاؤ دیتا ہوں جس پر تم صبر نہ کر سکتے۔

پس معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم ظاہری تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو علم باطنی۔ (اس سے معلوم ہوا) کہ علماء اور طالب علم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہیں اور مرشد کامل فقیر کی مثال حضرت خضر علیہ السلام جیسی ہے۔ فقراء کی سیرت و عادات حضرت خضر علیہ السلام کی مانند ہونی چاہیں۔ اور مرشد کامل مثل طبیب کے اور طالب مثل مریض کے ہوتا ہے۔ اور طبیب ہر مریض کا علاج (اس کی بیماری کی نوعیت دیکھتے ہوئے کبھی) دوائی تلخ اور کبھی شیریں دیتا ہے۔ مریض کو چاہئے کہ اس دوا کو کھالے تاکہ وہ تندرست ہو جائے (۱)

۱۔ اس قصہ کی بنیاد ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا کہ حضرت آپ سے بھی زیادہ جاننے والا کوئی اور شخص ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ خدا کے رسول تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ نہیں۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کی اور فرمایا کہ ہمارا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ جانتا ہے تم اس کے پاس جاؤ اس کا پتہ نشان یہ ہے۔ حضرت موسیٰ کو جب خضر علیہ السلام کا حال معلوم ہوا تو آپ کو ان سے ملنے کا اشتیاق ہوا اور سفر کر کے ان کے پاس پہنچے اور ملاقات کی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ان سے یہ بھی کہا کہ دیا تھا کہ تم میری باتوں پر صبر نہ کر سکو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں میں صبر کروں گا اور جس طرح آپ کہیں گے اسی طرح آپ کے ساتھ

رہوں گا۔ آخر تک حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ رہے اور جو واقعات پیش آتے گئے ان پر اعتراض کرتے رہے۔ آخر کار حضرت خضر علیہ السلام نے ان باتوں کی تاویل بتائی۔ وہ تاویلیں یہ ہیں کہ کشتی میں انہوں نے سوراخ کیا کہ ایک ظالم بادشاہ اس طرف آ رہا تھا جو کشتیوں کو جبراً "مفت اپنے کام میں لیتا، جس کا علم حضرت موسیٰؑ کو نہ تھا اور دیوار اس لئے بنائی کہ وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کے لئے خزانہ دفن تھا۔ اور لڑکے کو اس لئے مار ڈالا کہ اس کے ماں باپ نیک بخت اور ایماندار تھے اور اس کی وجہ سے ان پر کفر کا خوف تھا۔



مرشد کے چار حرف ہیں اور عارف کے بھی چار حرف ہیں۔ حرف میم سے مراد مرشد صاحب مروت ہونا چاہئے اور حرف ر سے مراد مرشد ریاضت کش ہو اور حرف شین سے مراد صاحب شوق ہو اور حرف دال سے مراد مرشد صاحب درد ہو۔ (اے طالب غور سے) سن! بعض بزرگ اولیاء نے فرمایا ہے کہ نماز نفل کا ادا کرنا بیوہ عورتوں کا کام ہے۔ اور روزہ نفل رکھنا روٹیوں کی بچت ہے اور حج پر جانا جہاں کا سیر و تماشا ہے۔ دلوں کو اپنے ہاتھوں میں لانا (ہمدردی کرنا) مردوں کا کام ہے۔ مگر یہ فقیر (باہو) کہتا ہے کہ نماز نفل کی ادائیگی روح کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے (یعنی اس سے نفس پاک ہوتا ہے، جس سے قرب الہی حاصل ہوتا ہے)

اور روزہ نفل کی ادائیگی سے خداوند کریم کی رضامندی حاصل ہوتی ہے۔ اور حج کعبتہ اللہ شریف کا کرنے سے ایمان کی سلامتی ہوتی ہے اور دلوں کو قبضے میں لانا خام لوگوں کا کام ہے۔ اور (اسی طرح) خدا کا دیدار کرنا اور اس کا پہچاننا تمام اور خام لوگوں کا کام ہے۔ (اور) بشریت سے نکل کر اپنے آپ میں فنا ہونا اور عین فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ حاصل کرنا مردوں کا کام ہے۔ پس مرشد ایسا شخص ہونا چاہئے کہ وہ صاحب تجربہ کار اور صاحب دروہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور جو ایمان والے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔“

### بیت

مرشدی کسی کی میراث نہیں ہے، بلکہ (طالبوں) کے جان و مال کی صرائی ہے۔ اور مرشدی یہ ہے کہ اس کا سودا نقد و جنس اور سکوں سے نہیں کیا جاسکتا۔ بہر حال مرشدی ایک اعلیٰ مرتبہ اور اخص خاص الخاص کا مقام ہے۔ میرا مرشد اخص ہے اور میری عقیدت (بھی ان سے) بہت زیادہ ہے اور یہ عقیدت مقام عام، مقام خاص اور مقام خاص الخاص سے بڑھ کر ہے۔ مقام اخص مقام سر ہے۔ چونکہ میرا پیرو مرشد اخص ہے، اس لئے میرا اعتقاد بھی بہت زیادہ ہے۔

## باب چهارم

## در ذکر مخالفت نفس و کشتن وزیر کردن نفس بعون اللہ تعالیٰ

در آنچه خوشنودی خدا خلاف نفس است و در بنا فرموده خلاف خدا رضامندی و خوشنودی نفس است۔ نفس بچه چیز است و بچه خصلت دارد۔ نفس بمثل ما است و خصلت کفار دارد۔ اول افسون باید آموخت۔ بعد از آن دست بمار اندازد که در قید آید وزیر گردد۔ چنانچه ما را گفتند که از سوراخ بیرون چرامی آئی؟ ما گفت کسبیکه بر در مانام خدای تعالیٰ میگیرد۔ مرای باید که بنام اللہ تعالیٰ سر خود را فدا کنیم۔ نفس بمثل ما است۔ وجود آدمی بمثل سوراخ است و ذکر نام اللہ تعالیٰ بمثل افسون است و خوی و خصلت (کفار) (۱) نفس کافر یا سلام نگردد و مسلمان نشود مگر بعلم شریعت و کلمه طیب لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لا سلا محق و الکفر باطل

## بیت

راحتی گر خویش خواهی نفس را گردن بزنی  
جواب باهو از باهو:

چون نفس را گردن زنی او (۲) مرد حق  
جواب باهو از باهو:

چون نفس را گردن زنی آن نفس مرشد پیشوا  
هر مقامی خوش نماید می برد با کبریا

جواب باهو از باهو:

نفس تابع یار به (ای) (۳) جان عزیز  
جواب باهو از باهو:

نفس راحت جاودانی را گذار  
تا شوی با حق تعالی یار غار

۱- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۸۸، ۲- ایضا، ص ۸۸، نفس، ۳- ایضا، ص

۸۸، نفس، ۳- ایضا، ص ۸۹

## باب چہارم

نفس کی مخالفت اور اس کو مارنے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس کو زیر کرنے کے بارے میں

جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر کیا جائے، وہ نفس کے خلاف (پڑتا) ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے نفس خوش و رضامند (ہوتا) ہے۔

نفس کیا چیز ہے اور وہ کیا خصلت رکھتا ہے؟ نفس ایک سانپ کی طرح ہے۔ اور وہ کفار کی خصلت رکھتا ہے۔ (لہذا اس کو پکڑنے کے لئے) پہلے جادو اور منتر سیکھنا چاہئے۔ اس کے بعد اس پر ہاتھ ڈالنا چاہئے تاکہ وہ قید میں آئے اور اس کو زیر کیا جائے۔ چنانچہ لوگوں نے سانپ سے پوچھا کہ تو (افسوں پڑھنے سے) اپنے سوراخ سے باہر کیوں آجاتا ہے؟ سانپ نے کہا جو شخص میرے دروازے (سوراخ) پر آکر اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے، تو میں خدا کے نام پر اپنے سر کو اس پر قربان کرتا ہوں۔ نفس کی مثال بھی سانپ کی ہے اور آدمی کا وجود مثل سوراخ کے ہے اور اسم اللہ کا ذکر اس کے لئے افسون ہے۔ اور نفس کی خصلت کفار جیسی ہے۔ اور نفس کافر ہے اور یہ مسلمان نہیں ہوتا مگر شریعت اور کلمہ طیب سے اور وہ یہ ہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ — اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے۔

## بیت

اگر تو اپنی راحت چاہتا ہے، تو اپنے نفس کی گردن اڑا دے اور (اسی طرح) اگر تو وصال حق چاہتا ہے، تو فرزند و زن سے جدا ہو جا۔

باہو سے باہو کا جواب: اگر میں نفس کی گردن اڑا دوں تو وہ (نفس) مرد حق ہو جائے گا۔ اور نفس کے بغیر کوئی شخص عشق نہیں پاسکتا۔

جواب باہو از باہو:

جب میں نفس کی گردن اڑا دوں تو نفس مرشد اور پیشوا ہے۔ ہر مقام کی اچھی طرح سیر

کراتا ہے اور مقام کبریا میں لے جاتا ہے۔

جواب باہو از باہو: نفس دوست کا تابع رہے۔ اے جان عزیز! یہی بہتر ہے۔ نفس کی

حقیقت کو احمق و بے تمیز کیا جانے؟

جواب باہو از باہو: نفس راحت جاودانی کو چھوڑ دے، تاکہ خدا تعالیٰ تیرا یار غار بنا رہے۔

نفس راحت جاودانی را گذار      تاکه کارت می برآرد کردگار  
جواب باهو از باهو:

گر نفس را گردن زخم ضائع شوم      از هوای نفس را بیرون کنم  
نفس با ما یار با من یار او      سر وحدت آب نفسم آبجو  
جواب باهو از باهو:

دیو دیوانه است نفس آن را زدم      گر خدا بر خود شوم وی را کشم  
از کفر و کافری بزار شدم و قبول کردم دین اسلام را اَشْهَدَانِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا  
شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدَانِ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ  
قَوْلُهُ تَعَالَى: وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مِنْ اتَّبَعَ الْهُدَى ط (۱)

طالب الله را باید که هر دم هر ساعت شب و روز خلاف نفس باید کرده هیچ وقت از او غافل  
نباشد که نفس کافر است که باین حرب و جنگ و دشمنی در خواب و بیداری در مستی و  
هوشیاری باید کرد که دزد دشمن در جان است و رهن در ره زیان است - ازین خاطر جمع  
مباش -

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: رَجَعْنَا مِنْ جِهَادٍ إِلَى جِهَادٍ لَا كِبْرَ ط (۲)  
نفس دو قسم است - چنانچه وجود آدمی دو قسم است - وجود لطیف و وجود کثیف - اهل نفس  
اماره، ملحمه، لوامه - اماره نام رهن (شیطان) (۳) است و تابع او نفس ملحمه و تابع  
ملحمه نفس لوامه است - این هر سه یکی اتفاق دارند و با وجود لطیف نفس مطمئنه و  
مطمئنه اطاعت ظاهری و باطنی (کننده) (۴) را گویند و اطاعت توابع روح است و روح  
تابع با توفیق الهی صاحب ذکر فکر اشتغال استغراق فقیر فانی الله است - پس هر انبیاء و  
اصفیاء و اولیاء، مومن، مسلم، اهل ایمان را نفس مطمئنه است و مطمئنه اهل معرفت  
است -

۱- سوره طه ۲۰: ۲۳ - نقل از کتاب بیستی و التشریف، ص ۶۹

۲- عین الفقرا از محمد نظام الدین ملتانی، ص ۹۰ - ایضا، ص ۹۰

نفس راحت جاودانی کو چھوڑ دے، تاکہ تیرا کام خداوند تعالیٰ کی طرف سے انجام پاتا رہے۔

جواب باہو از باہو:

اگر میں نفس کی گردن اڑا دوں تو میں ضائع ہو جاؤں (اسی لئے) میں نفسانی خواہشات سے جدا ہو رہا ہوں۔ نفس ہمارا رفیق بن گیا ہے اور میں نفس کے دوست، کار رفیق بن گیا ہوں۔ کیونکہ وحدت کے دریا سے وحدت کی نہر نکلتی ہے۔

جواب باہو از باہو:

نفس دیو دیوانہ ہے میں اس کو مارتا پیٹتا ہوں۔ اگر میں اس پر قدرت پالوں تو اس کو میں قتل کر دوں۔

میں کفر و کافری سے بیزار ہو گیا ہوں اور میں نے دین اسلام کو قبول کر لیا ہے۔ اور کلمہء طیبہ

پڑھ لیا ہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور اس کی سلامتی ہو جو ہدایت کی بات مان لے۔“

طالب اللہ کو چاہئے کہ ہر دم اور ہر گھڑی شب و روز نفس کی مخالفت کرتا رہے۔ اور کسی وقت بھی اس سے غافل نہ رہے، کیونکہ نفس (بڑا) کافر (دشمن) ہے، اس کے ساتھ جنگ و جدل اور دشمنی خواب و بیداری اور مستی و ہوشیاری (ہر حالت میں) کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ یہ چور فقر کا جانی دشمن ہے اور راہ مولیٰ کا رہزن ہے اور نقصان پہنچانے والا ہے۔ طالب اس سے کسی طرح بھی غافل نہ رہے (نفس کے ساتھ جہاد کرنا جہاد اکبر ہے۔ چنانچہ ذیل کی حدیث شریف سے یہ ثابت ہے)۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا: ”ہم نے جہاد اصغر (۱) سے جہاد اکبر (۲) کی طرف رجوع کیا ہے۔“

جس طرح انسان کے وجود میں دو قسمیں ہیں۔ وجود لطیف اور وجود کثیف۔ اسی طرح سے نفس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ صاحب نفس امارہ اور نفس ملحمہ لواہمہ۔ امارہ رہزن شیطان کا نام ہے۔ اور اس کے تابع نفس ملحمہ ہوتا ہے اور ملحمہ

۱- جہاد اصغر سے مراد کفار کے ساتھ جدال و قتال ہے اور ۲- جہاد اکبر سے مجاہدہ نفس مراد ہے۔

کے تابع نفس لوامہ ہوتا ہے اور یہ تینوں آپس میں اتفاق رکھتے ہیں۔ صاحب وجود لطیف  
 نفس مطمئنہ ہوتا ہے۔ اور نفس مطمئنہ اطاعت ظاہری اور باطنی کرنے والے کو کہتے  
 ہیں۔ اور (یہ) اطاعت روح کے تابع ہے۔ اور روح توفیق الہی کے تابع ہوتی ہے۔ اور  
 اہل توفیق صاحب ذکر و فکر و اشتغال و استغراق فقیر فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ پس تمام انبیاء و  
 اصفیاء و اولیاء مومن، مسلم، اہل ایمان کو نفس مطمئنہ حاصل ہوتا ہے۔ اور نفس  
 مطمئنہ صاحب معرفت ہوتا ہے۔



## ابیات

کسی در معرفت معروف گردد که سر وحدتش مکشوف گردد  
 نمائده پرده زان سر اسرار که عین عین بیند یار با یار  
 در خود گم شو (اهل بدعت مشو) (۱) و از هر دو جهان دست بشو  
 بیت باهو<sup>۲</sup>

خدا یک ولی یک یکی را بجو یکی را با یکی باش (۲) چون عین او  
 و کافر منافق فاسق مرود ملعون اهل شرب رانفس اماره است۔

قوله تعالی: لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ (۳)

اهل مطمئنہ اهل روح است و اهل روح اهل ذکر و جد شوق اشتیاق استغراق و اهل غرق اهل  
 توحید فنا فی اللہ و اهل فنا فی اللہ نفس ندارند همه اوست در مغز و پوست چنانچه لی مع اللہ  
 وقت۔

چنانچه رابعه بصری رحمتہ اللہ علیہا پرسیدند کہ یا رابعه! در باب نفس و شیطان و دنیا چه می  
 فرمائی؟ رابعه بصری گفت کہ با دوست در توحید فنا فی اللہ چنان غرق گشته ام کہ نہ خبر از نفس  
 دارم نہ خبر از نفس و شیطان و دنیا دارم۔

بیت باهو<sup>۲</sup>

بمردم میکند این نفس محتاج کسی را نیست نفسش لا محتاج  
 پس اولیاء اللہ لا محتاج است و اولیاء اللہ فقر را گویند۔ الْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ (۴)  
 و کل شی محتاج اوست۔ فقیر را نفس نیست نفس است و نفس پاس انفاس را گویند و پاس  
 انفاس ذکر خاص آورد برد را گویند و ذکر آورد برد آن را گویند کہ غیر ذکر اللہ دم خالی نیاید و  
 دل مرده دم افسرده اهل نفس اماره است۔

۱۔ عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۹۰، ۲۔ ایضا، ص ۹۱، شوی، ص ۳۔ سوره النساء، ص ۲۳، ۴

۳۔ عین العلم

## ابیات

معرفت میں وہی شخص مشہور ہوتا ہے کہ جس پر سر وحدت ظاہر ہوتا ہے۔  
اور جس پر سراسر ار کا کوئی پردہ نہیں رہتا (بلکہ) وہ اپنی ظاہری آنکھوں سے اپنے دوست  
کا معائنہ کرتا ہے۔

اپنے نفس میں گم ہو جا، تاکہ تمہارا شمار اہل بدعت میں نہ ہو۔ اور دونوں جہاں سے اپنے  
ہاتھ دھو ڈالے (یعنی دونوں جہانوں کو ایسا خیر یاد کہے کہ پھر رجعت نہ ہو سکے)

## بیت باھو

”خدا ایک ہے، دل ایک ہے ایک ہی کو طلب کر۔ جب تو ایک کے ساتھ ایک ہو، تو دوئی  
نہیں رہے گی۔“

اور تمام کافر، منافق، فاسق، مردود، ملعون، اور اہل شرب ان سب کے سب کا نفس امارہ  
ہے۔ اور اسی لئے بوجہ ان کی سرمستی کے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:  
”نماز کے قریب (تک) نہ جاؤ، جبکہ تم نشہ (کی حالت) میں ہو (۱)۔“

اہل مطمئنہ اہل روح ہوتے ہیں اور اہل روح، اہل ذکر و وجد و شوق و اشتیاق و استغراق  
اور اہل غرق اہل توحید فنا فی اللہ اور اہل فنا فی اللہ نفس نہیں رکھتے، بلکہ ان کا حال ہمہ  
اوست در مغزو پوست ہو جاتا ہے، جیسا کہ ”لِي مَعَ اللَّهِ وَقْتُ“ (۲) آیا ہے۔  
چنانچہ حضرت رابعہ بصریؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ اے رابعہ! نفس و شیطان، اور دنیا کی  
بابت تم کیا کہتی ہو؟۔ رابعہؒ نے کہا کہ میں دوست کے ساتھ توحید فنا فی اللہ میں اس طرح  
غرق ہوں کہ نہ مجھے نفس کی خبر ہے اور نہ ہی شیطان اور دنیا کی خبر رکھتی ہوں۔

۱۔ نشہ کی حالت میں نماز کی ممانعت ہوئی ہے، تو نفس کی مستی میں قرب الہی کیونکر حاصل ہو سکتا  
ہے۔

۲۔ لِي مَعَ اللَّهِ سے پوری حدیث اخذ ہوتی ہے، جس میں حضور اکرمؐ نے اپنے استغراق کا حال بیان  
فرمایا ہے۔ اور جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔

## بیت پابھو

یہ نفس آدمیوں کا محتاج بنا دیتا ہے۔ مگر وہ شخص جس کا نفس نہیں ہے، وہ اس کا محتاج نہیں ہے۔

پس اولیاء اللہ محتاج نہیں ہوتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ سے مراد فقر ہے۔ (اور) فقر سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا محتاج نہیں ہوتا، بلکہ ہر شے اس کی محتاج ہوتی ہے۔

فقیر کا نفس نہیں ہوتا ہے، سانس ہوا کرتی ہے اور اس (پاکیزہ) سانس کو پاس انفاس کہتے ہیں اور پاس انفاس آنے جانے والے سانس کے خاص ذکر کو کہتے ہیں۔ اور یہ ذکر ایسا ہوتا ہے کہ (فقیر کا) کوئی دم ذکر اللہ سے خالی نہیں ہوتا۔ اور جس کا دل مردہ اور نفس افسردہ ہو، وہ صاحب نفس امارہ ہے۔

## بیت

نفس بدتر نباشد سر هوا که دعوی همچون فرعونش خدا  
 قَوْلُهُ تَعَالَى: وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ  
 الْمَأْوَىٰ (۱)

آدمی دو قسم است۔ اہل نفس بندہ هوای است و اہل اللہ اطاعت بندہ خداست۔ نفس دنیا  
 شیطان ہر سہ کافر اندیا بمثل جلاہ حرام خوار۔ بر کسبیکہ قہر اللہ تعالیٰ شود ہر آنکس صاحب  
 نفس گر و پر شہوۃ ہو ا پرست۔ طالب دنیا حسن پرست و زینت نما متفق شیطان شود۔ خوردن  
 زایقہ، نان و معصیت جان در گناہ غریق و دل تاریک۔ از عشق محبت نور الہی تفریق۔ از علم  
 معرفت چشم کو رو دل مردہ در جسد گور۔

قَوْلُهُ تَعَالَى: إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (۲)

نفس کرا گویند کہ از راہ خدا باز دارو نفس طلب غیر را گویند۔ دنیا، نفس، عیب، نفس دشمن بما  
 مردم و رہن شیطان است و شیطان را رہن کد ام شیطان است۔ کبر و کبر از کجا پیدا شود۔ از  
 جلالت قہر الہی از شر و مرا پیشوا پیغمبر صاحب است و پیغمبر صاحب را پیشوا کد ام است۔  
 ہدایت اللہ و ہدایت اللہ تعالیٰ از کجا پیدا شود از مہر جمالیات الہی از خیر و لقلو خیرہ و شرہ بین  
 اللہ تَعَالَى (۳)

## بیت

این خاک را انسان کنم آن نار را شیطان کنم  
 ہم این کنم ہم آن کنم کس را نباشد زین خیر  
 بازہد و تقویٰ، ریاضت، صوم، صلوة، حج، مال، زکوٰۃ خلاف نفس است۔ نفس ہمیرد۔ گفتم  
 نی۔ باز کر فکر، مجاہدہ، مشاہدہ، مراقبہ، محاسبہ، وصال حضور مذکور، خلاف نفس است۔ نفس  
 ہمیرد گفتم نی۔ باورد و طایف، تسبیح، تلاوۃ قرآن، مسائل فقہ کردن بیان خلاف نفس  
 است۔ نفس ہمیرد گفتم نی۔ لباس، نم پوشی، دلخ خدائی خلق و زبان خاموش نیک وصال  
 خوب خصال خلاف نفس است۔ نفس ہمیرد گفتم نی۔ باج گوشہ، چلہ کشیدن و سرگردان  
 گردیدن و خوردن از ہمہ چیز بریدن خلاف نفس است۔ نفس ہمیرد گفتم نی درس خوانی و خدا  
 شناختن بدانی خلاف نفس است۔

## بیت

نفس بد سے بڑھ کر کوئی خواہش نہیں۔ کہ ہمیشہ اس کو فرعونیت اور خدا ہونے کا دعویٰ رہتا ہے۔ (چونکہ نفس بد کا دعویٰ فرعونیت اور خدا ہونے کا ہوتا ہے اور صاحب فقر کو مقام ربوبیت ہر وقت مد نظر ہوتا ہے، اس لئے وہ اپنے نفس امارہ کی سرکوبی کرتا رہتا ہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

جس شخص نے مقام ربوبیت سے خوف کر کے نفس کو خواہشات سے باز رکھا۔ تو یقیناً جنت ہی اس کا بہترین ٹھکانا ہے۔

آدمی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ اہل نفس خواہشات کے بندے ہیں۔ اور اہل اللہ خدا کے اطاعت گزار بندے ہوتے ہیں۔ نفس، دنیا اور شیطان تینوں کافر ہیں۔ یا مثل جلاو حرام خور کے ہیں۔ جس شخص پر غضب الہی ہوتا ہے، وہ شخص نفس پرست، شہوت پرست، خواہش پرست، دنیا پرست، حسن پرست، زینت پرست، اور شیطان کا بھجولی بن جاتا ہے۔ (ہر وقت) اس کی جان لذات نفسانی اور معصیت و گناہ میں غرق رہتی ہے۔ اس کا دل سیاہ اور عشق و محبت و انوار الہی سے جدا، اور اس کا دل مردہ کی طرح جسد گور میں معرفت سے اندھا اور بے نور رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”یقیناً تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں۔“

نفس کس کو کہتے ہیں (نفس وہ ہے) جو کہ راہ خدا سے روکتا ہے۔ اور غیر اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ (پس) دنیا، نفس اور شیطان ہم آدمیوں کا دشمن ہے اور رہزن شیطان ہے اور شیطان کا رہزن کونسا شیطان ہے۔ وہ کبر و نخوت ہے اور کبر کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ شر کی وجہ سے جلال قہر الہی سے پیدا ہوتا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پیشوا ہیں اور حضور کا پیشوا کون ہے؟ ان کی پیشوا اللہ کی ہدایت ہے۔ اور اللہ کی ہدایت کہاں سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ مہر و جمال الہی سے خیر سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی واسطے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

خیر اور شر دونوں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ (یعنی ان کے پیدا کرنے والا اور نیکی و بدی کا

حساب لینے والا وہی ہے)

### بیت

میں اس خاک کو انسان بناتا ہوں اور اس آگ کو شیطان کرتا ہوں۔

میں یہ بھی کرتا ہوں اور وہ بھی کرتا ہوں اور کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہوگی۔

(پس) زہد و تقویٰ، ریاضت، صوم و صلوٰۃ، حج اور مال زکوٰۃ (یہ سب امر) خلاف نفس کے ہیں۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں۔ اور ذکر و فکر، مجاہدہ، مشاہدہ، مراقبہ، محاسبہ اور وصال حضور مذکور بھی تو خلاف نفس ہیں۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں، اور روز و وظائف، تسبیح، تلاوت قرآن مجید اور مسائل فقہ کا بیان کرنا بھی تو خلاف نفس ہے۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں، اور لباس، نمد پوشی، دلوق پوشی، خلق خدا سے الگ رہنا، طریقہء خاموشی اختیار کرنا، نیک عادات پیدا کرنا اور نیک خصلتی بھی تو خلاف نفس ہے۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں، (اسی طرح) گوشہ نشینی، چلہ کشی، سرگردانی اور تمام اشیاء کی لذات سے باز رہنا بھی تو خلاف نفس ہے۔ کیا ان سے نفس مرجاتا ہے؟ میں کہوں گا نہیں اور تعلیم و تعلم، درس و تدریس اور خدا شناس

نفس همرد و گفتم فی۔

### بیت باهو

نفس گر سلطان شود مند نشین  
 مگ بگردش آسیا گردد یقین  
 گر نفس گرسنه شود طاقت و قوه طاعت ندارد و از طاعت بازماند و اگر نفس سیر شود پر شهوة  
 هوانتہ انگیزد۔ پس چه علاج باید کرد؟

قوله تعالی: لَا يَكْفِيكَ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَسَعَهَا ط (۱)

نفسیکہ با گرسنگی آرام گیرد و در ذکر طاعت حلاوت یابد آن راز هلو ریاضت یابد۔  
 نفسیکہ در گرسنگی در ذکر طاعت لذت نگیرد و لوله و سوسہ کفر نفاق و رزد (۲) آن را بسیار  
 خوردن باید اما شرط آنکہ نفس سیر باشد۔ و آثار (بدی) درو نماید و طاقت آرام رام حکم  
 فرمانبردار گردد و الا نہ نیم سیر و نیم گرسنه لوازم نفس است۔ نفس را قوت لایموت باید ذکر  
 اللہ و خانہ و او قبر زیر زمین خاک بسازد و پوشش لباس بر آن کفن اندازد تماشای سیر چشم  
 بروز حشر نماید (۳) کہ جمعیت خاطر صفا دل گردد کہ بر دل هیچ آلودگی و کدورت نماند۔ کل  
 حجاب فیما بینہ و بین اللہ بر خیزد۔ نفس از ستیزہ بازماند آرام گیرد۔

### حدیث

مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا کہ ہمیرد۔ نفس چیت؟ نفس بمثل فریہ خوک است۔ با اہل  
 کفار خوار خود پرستی دارد۔ بشنو!

### بیت

در وجود آدمی صد خوک است  
 خوک باید کشت یا زنا بست (۴)

۱۔ سورہ البقرہ ۲: ۲۸۵، ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۹۵: الفتد ۳۔ ایضا ص ۹۵:

بازو ۴۔ ایضا ص ۹۵: زنا پوش

ہونا بھی تو خلاف نفس ہے۔ اور ان سے نفس مرجاتا ہے۔ میں کہوں گا نہیں۔

بیت باہو

”اگر نفس سلطان بن کر تخت پر بیٹھتا ہے، تو حرص کا کتا یقیناً (آخر) اس کے گرد طواف کرتا ہے۔“

پس چاہئے کہ اس کی سلطنت کو پامال کر کے اس کو نظر بند رکھے اور ہمیشہ اس کا محاسبہ کرتا رہے:

از مکانات عمل غافل مشو گندم از گندم برید جو ز جو  
اگر نفس بھوکا رہے تو طاعت کی قوت و طاقت نہ رکھے گا۔ اور عبادت سے باز رہے گا اور  
اگر نفس سیر ہو جاتا ہے تو نفسانی شہوات سے پر ہو جائے گا اور فتنہ انگیز ہو جائے گا۔ پس  
اس کا کیا علاج کرنا چاہئے؟ اس کا علاج اس قاعدہ کو مد نظر رکھ کر کرنا چاہئے جو اللہ تبارک  
تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے:

لَا يَكْفِيُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَسْعَهَا (خدا تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا، مگر اس کی طاقت  
کے مطابق)

اور جو نفس کہ بھوک سے آرام پکڑتا ہے اور ذکر و طاعت میں وہ حلاوت پاتا ہے، اس کو  
پرہیزگاری اور عبادت کرنی چاہئے۔ (اور) جو نفس کہ بھوک میں اور ذکر و طاعت میں  
لذت نہیں پاتا (بلکہ) ولولہ، وسواس و نفاق و کفر اختیار کرتا ہے، تو اس کو زیادہ کھانا چاہئے۔  
لیکن شرط یہ ہے کہ نفس سیر ہو اور اس میں بدی کے آثار نمایاں نہ ہوں، اور آرام و  
فرمانبرداری کی طاقت اور اطاعت سے انسیت رکھتا ہو۔ ورنہ اسے نیم سیر رہنا چاہئے۔ اور  
نیم گرم رہنا چاہئے جو کہ نفس کے لوازمات ہیں۔ (ایسے) نفس کو (صرف) قوت لایموت  
دینا اور اسے ذکر اللہ پر لگانا چاہئے اور خانہ اس کا قبر اور بسترہ اس کا زیر زمین خاک اور لباس  
اس کا مثل کفن ہونا چاہئے (یعنی اس کو ایسی حالت کا مشاہدہ کرانا چاہئے) اور روز حشر کی  
بھی اسے سیر کرانا چاہئے۔ تاکہ اسے دلجمعی اور صفائی قلب حاصل ہو۔ اور اس کے دل پر  
کوئی آلودگی اور کدورت نہ رہے۔ اور تمام حجابات جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان  
ہیں، اٹھ جائیں۔ اور نفس جھگڑے اور لڑائی سے باز آجائے اور آرام پکڑے۔



## حدیث

”اور مرنے سے پہلے مر جاؤ“ کا مصداق بن جائے اور مر جائے۔  
 نفس کیا ہے؟ نفس مثل موٹے تازے سوڑ کے ہے، جو اہل کفار کے ساتھ خود پرستی کی  
 ذلت (اپنے اندر) رکھتا ہے۔  
 (اے طالب! غور سے) سن!

## بیت

آدمی کے وجود میں سینکڑوں سوڑ ہیں۔ اس سوڑ کو قتل کرنا چاہئے یا پھر اس کی زنا بندی  
 کرنی چاہئے۔  
 (اس نفس کی کئی حالتیں بن جاتی ہیں) کبھی تو وہ انسان اور خدا کے درمیان وسیلہ بن جاتا  
 ہے۔

ای (نفس) وسیلت (۱) خدا وای نفس فتنه انگیز پر هوای وای نفس عادل بادشاه وای نفس با  
 اناگراه وای نفس عالم متعلم مفتی قاضی محتسب صاحب حساب وای نفس بارشوت حرام  
 خوار خراب وای نفس مرشد هادی صاحب ارشاد وای نفس با خود پرستی در حرص حسد فریاد  
 وای نفس سلطان العارفین عاشق معشوق - وای نفس بر هر در گدای طامع مخلوقات - فقیر  
 مرد آنست که نفس را به هیچ حال فرصت از طاعت باز نداد و ندهد آنچه خواهد - خلاف  
 (نفس) (۲) کند - همیشه با او مجادله باید کرد که ای نفس هیچ طاعتی چنان نکرده که لایق حضرت  
 خداوند باشد - چنانکه در روز قیامت خلاصی یابی و نمی شناختی خدای تعالی را چنانچه حق  
 شناختن است - انبیاء و اولیاء الله از ترس حق تعالی چون زرد رفته در گداز اند - بزرگان  
 تمام عمر نه خفته اند و پهلوی بر زمین نه نهاده اند و لذت دنیاوی نفس را نداده اند از برای آنکه  
 روز قیامت از خدای تعالی و رسول مقبول شرمند نشویم - مرتراست که در کار نفس  
 مشاهده میکنی از حالتها و خواستهای او -

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ مُسْتَجَابَةٌ (۳) و فرمود پیغمبر صلی الله علیه و آله  
 و سلم دعای ستم رسیده مستجاب است - پس ستم رسیده از نفس فقیراند -

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اتَّقُوا دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى حِجَابًا (۴)

فرمود پیغمبر صاحب صلی الله علیه و آله و سلم هرگز از دعای ستم رسیده که میان دعای ستم  
 رسیده و میان خدای تعالی حجاب نیست - پس ستم رسیده اهل الله فقراء اند که از ظلم نفس  
 عاجز اند با خدای تعالی مشغول - هرگز از فقراء که فقیری که در حالت شهوة شهو بهم اوست و  
 در حالت غضب نفس درنده است -

۱- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۹۵: ای نفس وسیله خدا

۲- ایضا، ص ۹۶، ۳- جامع الصغیر، ۳- حدیث

اے نفس تجھے خدا کا واسطہ ہے۔ افسوس ہے کبھی یہ نفس فتنہ انگیز اور خواہشات سے بھرا ہو ابن جاتا ہے۔ اور کبھی یہ عادل بادشاہ بن جاتا ہے، کبھی خود پسند گمراہ، کبھی عالم کبھی متعلم، کبھی مفتی، کبھی قاضی، کبھی محتسب، کبھی صاحب حساب، کبھی رشوت خور اور کبھی خراب حرام خور اور کبھی مرشد و ہادی صاحب ارشاد، کبھی خود پرست اور کبھی خود پرستی اور حرص و حسد میں صاحب فریاد۔ اور کبھی یہ نفس اپنے آپ کو سلطان العارفين و عاشق و معشوق کا خطاب دلانا شروع کر دیتا ہے۔ اور کبھی در یوزہ گری کا سبق سکھاتا ہے۔ کبھی طامع مخلوق ہو جاتا ہے۔ (غرضیکہ یہ نفس طرح طرح کے رنگ بدلتا رہتا ہے) (اس لئے) فقیر مرد وہ ہے کہ نفس کو کسی حالت میں فرصت نہ دے کہ وہ طاعت سے باز رہے۔ اور جو کچھ یہ طلب کرے، اس کو نہ دے اور ہر وقت اس کے خلاف کرے۔ ہمیشہ اس کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا چاہئے کہ اے نفس! تو نے کوئی عبادت بھی ایسی نہ کی جو خدائے تعالیٰ کی درگاہ کے لائق ہوتی۔ اور جس سے قیامت کے روز تجھے خلاصی ملتی۔ اور تو نے خداوند تعالیٰ کو کچھ نہ پہچانا اور اس کی معرفت کا حق ادا نہ کیا۔

تمام انبیاء اور اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس طرح گل گئے جس طرح (آگ پر) کٹھالی میں سونا چاندی پگھلایا جاتا ہے۔ ان بزرگوں نے نہ تمام عمر نیند کی اور نہ (آرام کے لئے) زمین پر اپنا پہلو رکھا ہے۔ اور نہ انہوں نے لذات دنیا اپنے نفس کو دی ہے۔ اس لئے کہ روز قیامت خدای تعالیٰ اور رسول مقبول سے شرمندہ نہ ہوں۔

اب خصوصاً یہ تجھ پر منحصر ہے کہ اپنے نفس کا مشاہدہ کرتا رہے (تاکہ اس کی حیلہ سازی سے نجات حاصل ہوتی رہے) اور اپنی تباہ حالت پر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں (مظلوم ہو کر) دعا مانگتا رہے۔ چنانچہ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے: ”کہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔“ پس فقیر بھی اپنے نفس سے مظلوم ہوتے ہیں۔ دوسری حدیث میں آپؐ کا ارشاد گرامی ہے:

”خبردار رہو مظلوم کی دعا اور خدای تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔“

سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مظلوم کی آہ سے ڈر، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور مظلوم کی آہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ پس اہل اللہ فقراء مظلوم ہیں، کیونکہ وہ نفس کے ظلم سے عاجز ہیں۔ (مگر وہ خدای تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہتے

ہیں۔ (اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے) اس لئے ایسے فقراء سے ڈرنا چاہئے، کیونکہ وہ حالت شہوت میں شہوت کو ضبط کرنے والے اور حالت غضب میں نفس کو مارنے والے ہیں۔ اور یاد رکھ کہ نفس شہوت کی وجہ سے غالب اور غصہ کی حالت میں درندہ ہوتا ہے۔

و در حالت گناه کردن نفس طفل است و در حالت نعمت خوردن نفس فرعون است و در حالت سخاوت نفس قارون است و در حالت گرسنگی نفس سگ دیوانه است و در حالت سیری نفس خراست باکبر۔

### بیت

گر (نفس) (۱) گرسنه می شود سگ می شود و رشک پر می شود خرمی شود  
اگر (نفس را) سیرش کنی بی فرمان است و اگر نفس را گرسنه داری با جزع فزع فریاد کند۔ اگر  
نفس را در وقت گناه کردن شفیع آری خدا و رسول خدا و جمیع انبیاء و اصفیاء و اولیاء و صلحاء را  
عرض کنی و آیات و روایات یاد دهی هول از مرگ و گور و جواب منکر و نکیر و اعمال نامه مسئله  
فقه و روز قیامت نفسی نفسی و صراط و دوزخ بهشت دیدار هرگز باز نماند و از معصیت نفس  
باز نگرود مگر بتوفیق الہی و وسیلت دست بیعت (۲) مرشد کامل مکمل۔  
هر وقتیکه طالب رجوع بگناه کند مرشد را پیشک آگاهی شود۔ در میان گناه و اہل گناه خود حائل  
شود۔

بالہام گوید و یا پیغام و یا دست زند۔ وسیلت از برای این از فضیلت بہتر است۔ فضیلت نفس را  
محتاج است و وسیلت لایحتاج۔ بر فضیلت نفس غالب است۔ وسیلت بر نفس  
غالب۔ نفس مغلوب۔ عالم بمثل زہب زر سیم است۔ وسیلت همچون فولاد است چنانکہ تیغ۔

### ابیات

نفس حریص و شکر و شیر می طلبد      پادشاهی شہ جہانگیر می طلبد  
باہو بہ ز شاہم گدائی اورنگ شاہ      طلب اللہ بس (است) از فقیری طلبد  
باہو نفس بد کافر است و یا جلاد۔ پس کافر را زناہر گسیختن مشکل۔ چنانچہ جلاد را حلال  
خوردن مشکل است۔ چون نفس مسلمان شود مسلمان را خوک خوردن (۳) مشکل و بر کف  
زناہر پوشیدن مشکل۔ سیم زر زیب اہل دنیا است و فولاد تیغ زدن بر نفس کار اہل دین است۔  
غزای کشتن نفس کافر در سیم و زر طمع دریا است و کشتن نفس طلب خدای تعالی است۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۹۷، ۲۔ ایضاً ص ۹۷، ۳۔ نسخہء خطی مکتوبہ فقیر سید

اور گناہ کرنے کی حالت میں نفس طفل (صورت) بن جاتا ہے۔ اور نعمتوں کے کھانے کی حالت میں نفس فرعون بن جاتا ہے۔ اور سخاوت کی حالت میں نفس قارون نظر آتا ہے اور بھوک کی حالت میں نفس دیوانہ کتا اور شکم سیری میں وہ متکبر گدھا ہوتا ہے۔

### نبیت

”جب نفس بھوکا ہو جاتا ہے، تو کتے کی طرح ہو جاتا ہے۔  
 اور جب شکم سیر ہو جاتا ہے، تو گدھے کی طرح ہو جاتا ہے۔“  
 (پس نفس کا یہ حال ہے) کہ اگر اس کو سیر رکھو، تو نافرمان ہو جاتا ہے اور اگر اس کو بھوکا رکھو تو زار و قطار رونا اور فریاد کرنے لگتا ہے۔ اور اگر نفس کو گناہ کے وقت خدا اور رسول خدا کا واسطہ دو اور تمام انبیاء و اصفیاء و اولیاء اور صلحاء کو شفیع بناؤ اور آیات و احادیث اسے پڑھ کر سناؤ اور موت کا خوف اور عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوال و جواب اسے یاد دلاؤ اور اعمال نامہ اور فقہ کے مسائل اور روز قیامت میں ہر ایک کی نفسا نفسی، میزان و پل صراط اور دوزخ و جنت وغیرہ کی اسے سیر کراؤ تو بھی یہ موزی ہرگز باز نہیں آئے گا۔ اور معصیت سے دست بردار نہیں ہوگا، مگر صرف اس وقت کہ توفیق الہی شامل حال ہو۔ اور مرشد کامل مکمل کے دست بیعت کا وسیلہ نصیب ہو (تو انسان بچ سکتا ہے) جس وقت کہ طالب گناہ کی طرف رجوع کرتا ہے، تو مرشد کو یقیناً ”آگاہی ہو جاتی ہے۔ اور وہ گناہ اور اہل گناہ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اور بذریعہ الہام اس کو کہہ دیتا ہے یا اس کو ہاتھ مار کر روک دیتا ہے۔ اسی لئے وسیلہ فضیلت سے بہتر ہوتا ہے۔ اور فضیلت اہل نفس کے لئے محتاجی ہے۔ اور صاحب وسیلہ فضیلت سے لایحتاج ہوتا ہے۔ اور اسی لئے فضیلت پر نفس اور نفس پر وسیلہ غالب ہے۔ اور نفس مغلوب ہے۔ اور علم و فضل کی مثال زرد سیم کی ہے اور وسیلہ کی مثال فولاد کی اور اسی کی تلوار اسے تیغ کر سکتی ہے۔

### ابیات

حریص نفس شکر اور دودھ کا طالب رہتا ہے۔  
 وہ جہانگیر بادشاہ کی بادشاہی طلب کرتا ہے۔  
 اے باھو! مجھے بادشاہ کے تخت سے گدائی بہتر لگتی ہے۔  
 اللہ تعالیٰ کی طلب کافی ہے اور وہ فقیر (مرشد) سے یہی طلب کرتا ہے۔  
 اے باھو! نفس بد کافر ہے یا پھر وہ جلاوہ ہے۔ پس جس طرح کافر کا زنا توڑنا اور جلاوہ کا

حرام خوری چھوڑ دینا مشکل ہے۔ اسی طرح نفس کا مسلمان ہونا اور اس مسلمان کے ساتھ سور کا گوشت کھانا مشکل اور کندھے پر زنا رہنا مشکل ہے۔ زرو سیم اہل دنیا کی زیب و زینت ہے۔ لہذا نفس پر تیج فولاد سے وار کر دینا اہل دین کا کام ہے۔ اور نفس کافر کو قتل کرنے کے لئے جہاد کرنا طلب رضائے الہی ہے۔ اور زر (۱) و سیم کی طمع مثل حرص دریا کے ہوتی ہے۔

---

۱۔ زرو سیم سے مراد علم و فضل ہے اور علم و فضل کی دریا کی طرح کوئی حد نہیں ہے۔

و زنده نفس شیطان اندیاد و یو اندیا غول بیابان اند-  
 نفس چیت و شیطان چیت؟ و دنیا چیت؟ نفس بادشاه است و شیطان وزیر اوست و دنیا هر  
 دور اماور که پایشان پرورش میکند-

إِنَّمَا الشَّيْطَانُ يَصِيرُ مُسْتَوْلِيًا عَلَى الْإِنْسَانِ ط (۱)

یعنی جز این نیست که شیطان غالب می گردد بر آدمی- ولیکه حب دنیا داشت آندل نشستگاه  
 شیطان است-

قوله 'تعالی: فَأَمَّا مَنْ طَغَىٰ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ط (۲)

جائیکه نشستگاه شیطان شد بر آن دل چهار موکل است- اول خناس، دوم خرطوم، سیوم و  
 سوسه، چهارم خطرات- قائم مقام نفس است- صدق خلاف نفس است- اهل صدق مستغرق  
 را حضوری و غفلت یکی خواب و بیداری یکی-

قوله 'تعالی: وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ ط (۳)

اما دل باشد نه خانه و دیو- نفسیکه با روح آمیخته باشد آن نفس روح خدا را از برای خدای  
 تعالی می پرستد- چنانچه رابعه بصری را خدای تعالی پرسید مرا از برای که می پرستی، بهر بیم دوزخ  
 یا بر امید بهشت- رابعه بصری گفت- خداوند! ترا اگر از برای ترس دوزخ می پرستم مراد  
 دوزخ سوز و اگر ترا از برای بهشت می پرستم مرا بهشت نصیب مکن و اگر ترا از برای تومی پرستم  
 از من دیدار و جمال خود در لایح مدار-

نقل است که روزی شیخ شبلی رحمة الله علیه از خانقاه بیرون بر آمد و رفته در خانه با اهل منته  
 نشسته در میان قوم منته سکونت گرفت- مریدان گفتند این چه جای (۳) است یا حضرت!  
 شیخ شبلی فرمود در تمام عالم سه گروه است- مرد و زن و منته- مرد ایزید بسطای بود و زن  
 حضرت رابعه بصری- من ازین هر دو نیستم- پس ناچار درین گروه در آمدم- پس اهل ذکر فکر  
 اهل زن است و اهل استغراق اهل مرد است- هر که در دنیا است ازین

۱- حدیث ۲- سوره النزع ۳۹: ۷۹- ۳۳- سوره بنی اسرائیل ۱۷: ۳۳- عین الفقر مرتبه

محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۰ اجازت:



(کیونکہ طالب خدا کا نفس مردہ) اور طالب دنیا کا نفس زندہ شیطان یا دیو ہوتا ہے یا جنگلی ٹولہ ہوتا ہے۔ نفس کیا ہے؟ اور شیطان کیا ہے؟ اور دنیا کیا ہے؟ نفس (گویا) بادشاہ ہے۔ اور شیطان اس کا وزیر ہے۔ اور دنیا ہر دو کی ماں ہے جو ان کی پرورش کرتی ہے۔

### حدیث

بے شک شیطان انسان پر غالب (۱) ہو کر رہتا ہے۔ یعنی اس کے بغیر چارہ ہی نہیں ہے کہ شیطان انسان پر غالب ہو کر رہتا ہے۔ (خصوصاً) وہ دل جو کہ حب دنیا رکھتا ہو، وہ دل شیطان کی نشستگاہ ہوتا ہے (اور آخر کو اس کا انجام اس آیت کے مطابق ہوتا ہے)۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو (آخرت پر) ترجیح دی، پس اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔“ پھر جو دل کہ شیطان کی نشستگاہ ہو جاتا ہے، اس دل پر چار سوکل (مسلط) ہو جاتے ہیں۔ اول خناس، دوم خرطوم، سوم وسوسہ، چہارم خطرات اور یہ چاروں بجائے خود نفس کے قائم مقام ہیں۔

اور صدق (ہمیشہ) نفس کے خلاف ہے اور اہل صدق و استغراق پر حضوری و غفلت و خواب و بیداری برابر ہوا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”کوئی چیز بھی ایسی نہیں کہ جو خدائے قدوس کی تسبیح نہ پڑھتی ہو۔“ اس کے لئے البتہ دل چاہئے نہ کہ خانہء دیو۔ کیونکہ جو نفس روح کے ساتھ گھل مل جاتا ہے، وہ نفس روح (خاص) خدای تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ چنانچہ رابعہ بصریؒ سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تو میری عبادت کس لئے کرتی ہے؟ آیا دوزخ کے خوف سے یا جنت کی امید پر۔ رابعہ بصریؒ نے جواب دیا۔ اے پروردگار! اگر میں تیری عبادت دوزخ کے خوف سے کرتی ہوں، تو مجھے دوزخ میں جلا دے اور اگر تیری عبادت میں بہشت کی امید پر کرتی ہوں، تو مجھے بہشت مت نصیب کر۔ اور اگر میں تیری عبادت خاص تیری ذات کے لئے کرتی ہوں تو تو اپنے دیدار و جمال سے کچھ دریغ مت کر۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی خانقاہ سے باہر آئے اور ایک

۱- شیطان انسان پر کیوں غالب ہو کر رہتا ہے۔ اس لئے کہ وہ خدا کے اسم مفضل کا مظہر ہے۔ اس لئے وہ اپنا فرض ادا کرتا ہے۔

مخنٹ کے گھر جا کر بیٹھ گئے۔ اور انہیں مخنٹ لوگوں میں سکونت اختیار کر لی۔ مریدوں نے عرض کی۔ حضرت! یہ کیا جگہ ہے (یعنی کیا معاملہ ہے) شیخ شبلیؒ نے فرمایا: تمام عالم میں تین گروہوں کے لوگ ہوتے ہیں۔ مرد و زن و مخنٹ۔ ان میں سے مرد تو بایزید ہسٹامیؒ تھے اور زن حضرت رابعہ بصریؒ۔ میں ان دونوں سے خارج ہوں۔ پس میں ناچار ہو کر اس گروہ میں آ گیا۔ پس معلوم ہوا کہ اہل ذکر و فکر زن ہیں اور اہل استغراق مرد ہیں اور جو کوئی دنیا میں ہے اور ان دو گروہوں میں سے نہیں ہے وہ مخنٹ ہے۔

هر دو نیست محنت است۔

بشنو! ابلیس گفت طاعت کردم۔ ندا آمد لعنت کردم۔ آدم گفت بد کردم۔ ندا آمد عفو کردم۔ طاعت با عجب بد است۔ و معصیت با عذوبہ۔ اگر خواهی کہ راه بمنزل رسائی ز نهار خود در میان مباش کہ نفس شرمندہ شود۔

نقل است کہ روزی بزرگواری نشسته بود کہ نفس وی را بصورت ہیئت او رو برو بر مصلی نشست۔ آن بزرگ گفت: چون صورت خود از خود جدا دیدم۔ پرسیدم تو کیستی؟ گفت من (۱) توام۔ استوار استعداد بستن گرفتم۔ میخواستم کہ بزخم۔ نفس آغاز کرد کہ زدن من این چنین نباشد۔ زدن من خلاف من است۔

### بیت باهو

نفس دانی چیت کافر در وجود دوست دارد نفس را کافر یهود  
از نفس خبردار باش حاش لله حاش لله۔

### قطعه

ترا با نفس کافر کیش کاریست بدام آور کہ این طرفہ شکاریست  
اگر مار سیه در آستین است بہ از نفسیکہ با تو ہمنشین است  
دانی نفس چیت۔ طمع تا طمع را سہ طلاق ندھی ہرگز بحق واصل نشوی۔

### بیت باهو

کہ مرغش جان کشد آن طمع دانہ نہ بیند دام بر دانہ دیوانہ  
طمع ہچون دام است و دنیا ہچون دانہ است و اہل حرص طالب دنیا برو دیوانہ۔ (بی طمع ۲) ہرگز  
در قیداونہ افتد، مگر احمق اہل نفس بی عقل تر سا کہ از اہل ترس نباشد۔ ہر کرا اللہ تعالیٰ و فقر  
پسند۔ بی طمع گردنش بلند بی نیاز۔ چرا کہ طمع نام غم است و فقیر یگانہ، خدا ی تعالیٰ ازین غم غم  
ندارد۔ ہر کہ نادر است باللہ تعالیٰ یار است۔

### بیت باهو

کسی را غم بود از بہر دنیا کہ آن دون است از پروردہ دنیا  
شیطان دنیا را گویند و اہل نفس معصیت شیطان را جویند۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۰: نفس ۲۔ ایضا، ص ۱۰۱

(اے طالب! غور سے) سن! ابلیس نے کہا: میں نے عبادت کی۔ ندا آئی میں نے لعنت کی اور حضرت آدمؑ نے عرض کیا۔ میں نے خطا کی، ندا آئی: میں نے بخش دی۔ کبر و غرور کے ساتھ عبادت بری ہے۔ اور معصیت عذر کے ساتھ بہتر ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تو منزل مقصود کو پہنچے، تو ہرگز خود درمیان میں مت ہو، تاکہ نفس شرمندہ ہو جائے۔ (یعنی جو شخص تکبر و غرور کو اپنا شیوہ بنا لیتا ہے، وہ کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا)۔

نقل ہے کہ ایک روز کوئی بزرگ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا نفس ظاہری صورت بن کر ان کے سامنے مصلیٰ پر آ بیٹھا۔ اس بزرگ نے کہا جب میں نے اپنی صورت اپنے سے جدا دیکھی تو پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں تم ہوں (یعنی میں تم سے ہوں) میں نے اپنی استعداد کو مضبوطی کے ساتھ مجتمع کیا اور چاہا کہ اسے ماروں۔ نفس چلایا اور کہنے لگا کہ تم مجھے اس طرح نہیں مار سکتے۔ مجھے مارنا میرے خلاف ہے۔ (یعنی میری مار میرے خلاف ہے۔ ایسی مار سے میں مر نہیں سکتا)

### بیت

معلوم ہے کہ نفس کیا چیز ہے۔ تیرے وجود میں یہ ایک کافر گھسا ہوا ہے۔ نفس کو کافر اور یہود دوست رکھتے ہیں۔ (پس) نفس سے خبر ارہ (مبادا اس کی مصیبت میں گرفتار ہو جائے) اللہ تعالیٰ اس (نفس) سے ہمیں بچائے۔

### قطعہ

تجھے نفس کفر شعار سے کام پڑا ہے۔ اس کو جال میں لے آ، کیونکہ یہ ایک عجیب و غریب شکار ہے۔ اگر تیری آستین میں سیاہ سانپ بھی بیٹھا ہے، تو نفس بدتر سے بہتر ہے کہ تیرا ہمنشین ہو۔

کیا تو جانتا ہے کہ نفس کیا ہے؟ نفس (کا دوسرا نام) طمع ہے اور جب تک تو طمع کو تین طلاقیں نہیں دے گا، تو ہرگز اللہ تعالیٰ سے واصل نہیں ہو سکتا۔ (اس لئے نفس اور حرص و ہوس کو مطلق چھوڑ دینا چاہئے)

### بیت باھو

جو چیز پرندوں کی جان لیتی ہے، وہ دانوں کی حرص ہے۔ وہ پرندہ حرص دانہ پر دیوانہ ہو کر اپنے جال کو نہیں دیکھ سکتا۔

(اور) طمع گویا ایک جال ہے اور دنیا مثل دانہ کے ہے۔ اور اہل حرص طالب دنیا اس کا دیوانہ ہے۔ بی طمع شخص ہرگز اس کی قید میں نہیں پڑے گا۔ وہی شخص اس کے جال کے پھندے میں آئے گا جو احمق، اہل نفس، بے عقل اور بے ترس ہو گا۔ جس کسی کو اللہ تعالیٰ پسند ہے اور فقر پسند ہے۔ وہ بے طمع اور بے نیاز ہوتا ہے اور اس کی گردن (فخر سے ہمیشہ) بلند رہتی ہے۔ اس لئے کہ طمع غم کا نام ہے اور خداوند تعالیٰ کا یگانہ فقیر اس غم سے بے پروا رہتا ہے۔ جو کوئی کہ نادار ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔

### بیت باہو

جس شخص کو دنیا کے لئے غم ہوتا ہے، وہ دنیا کے پرورش پانے والوں میں سے ایک کمینہ ہے۔ (یعنی جو شخص جب دنیا اور دنیا کمانے کی فکر میں لگا ہوا ہے۔ وہ اسی دنیا کا مال ہے اور اسی دنیا کا پروردہ ذلیل ہے) دنیا شیطان ہے اور اہل نفس معصیت شیطان کو ڈھونڈتے ہیں۔

## حکایت

روزی حضرت امام اعظم رحمة الله عليه بانفس خود محاسبه عمر خویش میکرد و گفت: ای نفس! عمر تو شصت سال بر آمده است. چون روزهای عمر تو بیست و یک هزار و شصت روز مجموع شده بعد از آنکه از خوابی بیدار گشتی. چون بیدار شدی باز آمد. معتقدان پرسیدند که این چه بود بیوشی تو. گفت بانفس خود محاسبه حساب روزهای عمر خویش کردم که بدنیا شصت سال شد. ترا از هنگام بلوغت مهلت داده اند. روزهای شصت سال و بست و یک هزار و شصت روز شد. گفتم ای نفس! که هر روز بیست گناه کرده باشی. گفت: نی. گفتم: ده. گفتم: نی. گفتم: یک گناه کرده باشی. بر این اقرار نمود. گفتم: هر گناه که یکان یکان سنگ در مقامی نهادی، گویی بر آمدی و اگر بعد از هر گناهی مشت خاک انداختی انبار گشتی. ای نفس! چندین گناه از هول عقاب آخرت چرا کردی خود را از بهیبتی که پدر تو مهتر آدم علیه السلام را از جنت زلت یک گناه بزدان دنیا فرستاده اند و خطاب سرزنش گفته اند.

قوله تعالى: وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى ط (۱)

چرا نگاهداشتی بیچاره آدم زاده چه جای امید خلاص باشد به چندین گناه کردن. عزازیل را بیک گناه داغ لعنت نموده. ابلیس نام (نماده ۲) گفتند که در تمام عالم آواز رسید.

قوله تعالى: وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي الْيَوْمَ الَّذِينَ ط

پس هر کرا نفس ضعیف است، دین وی قوی است. هر کرا نفس را بند کند چنانستی که راه شیطان بسته باشد بمعه نفس هوا.

## بیت

نفس پلید بر تن جامه پاک چه سود  
در دل همه شرک است و نفاق سجده بر خاک چه سود  
کسانیکه نفس خود را معمور دارند پیروی شیطان کردند. پس ایشان دشمن خدای تعالی اند و دشمن

۱- سوره طه ۲۰: ۱۲۱ عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۱۰۳- سوره ص ۳۸: ۷۸

## حکایت

(کہتے ہیں) کہ ایک روز حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے نفس پر اپنی عمر کا محاسبہ کر رہے تھے۔ اور اس سے کہہ رہے تھے کہ اے نفس! تیری عمر ساٹھ برس کی ہو گئی ہے، جس کے مجموعہ روز بیس و ایک ہزار و چھ سو بنتے ہیں (اور جبکہ یہ حساب کیا تو) بعد ازاں ایک آہ نکالی اور بیہوش ہو گئے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو آپ کے معتقدوں نے دریافت کیا کہ آپ کس سبب سے بے ہوش ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے (آج) اپنے نفس سے اپنی عمر کے دنوں کا محاسبہ کیا تھا کہ دنیا میں تیری عمر ساٹھ برس کی ہو گئی ہے اور تجھے بلوغت کے وقت سے مہلت دی گئی ہے۔ پھر میں نے تمام دنوں کا حساب لگایا تو وہ ساٹھ سالوں کے اکیس ہزار اور ساٹھ روز بنتے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اے نفس! تو نے ہر روز بیس گناہ کئے ہوں گے۔ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا دس گناہ کئے ہوں گے۔ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا ایک گناہ کیا ہو گا۔ اس پر اس نے اقرار کیا۔ تو میں نے اس سے کہا کہ اے نفس! کہ اگر تو ہر گناہ کے بدلے ایک مقام پر ایک کنکر رکھتا تو پہاڑ ہو جاتا اور اگر ہر گناہ کے بدلے ایک ایک مشت خاک رکھتا تو ایک انبار ہو جاتا۔ اے نفس! باوجود خوف سزائے آخرت کے رکھتے ہوئے اتنے گناہ کیوں کئے؟ تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام ایک لغزش گناہ کے سبب سے دنیا کے قید خانہ میں بھیجے گئے۔ اور انہیں سرزنش کے طور پر یہ خطاب ملا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اور حکم ٹالا آدمؑ نے اپنے رب کا سو بے راہ ہو گیا۔“ تو نے پھر کیوں ہیبت ربی پر نگاہ نہ رکھی۔ بیچارہ آدمؑ زادہ کو اتنے گناہوں سے کس طرح خلاصی کی امید ہو گی؟ (جبکہ) ایک گناہ کے سبب عزازیل کی پیشانی پر ایک ایسا داغ لعنت لگایا گیا ہے کہ اس کو ابلیس کے نام سے پکارا جانے لگا ہے اور تمام عالم میں راندہ درگاہ مشہور ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور تجھ پر میری لعنت ہے اس جزا کے دن تک۔“

پس (معلوم ہوا) کہ جس شخص کا نفس ضعیف ہے، اس کا دین قوی ہے۔ اور جس نے اپنے نفس کو قید میں رکھا ہے وہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے بمعہ نفسانی خواہشات شیطان کا راستہ بند کر رکھا ہو۔

## بیت

اگر نفس پلید ہے تو اس پر پاک صاف لباس ڈالنے سے کیا فائدہ؟ اسی طرح اگر دل میں تمام شرک ہے تو ایسے سجدہ نفاق کو زمین پر کرنے سے کیا فائدہ؟ (پس انسان کو اپنا ظاہر اور باطن

ایک جیسا رکھنا چاہئے)  
جو لوگ اپنے نفس کو (خوش اور) آباد رکھتے ہیں۔ وہ (گویا) شیطان کی پیروی کرتے  
ہیں۔ پس وہ خداوند تعالیٰ اور بنی نوع انسان کے دشمن ہیں۔



آدمیان اند- دانی شیطان و نفس هر دو در میان (۱) خود موافق اند- هر دو کافر اند و هر کرا نفس در بند است، شیطان از و دور است- <sup>تمثیل</sup> اگر دو دزد در یک خانه برای دزدی کردن در آیند- یکی در دست آید- دیگر گریخته (رود ۲) آن گریخته باز نزدیک آن بند شده نیاید که نزدیک او ضرر خود به بیند- هر کرا دزد نفس بند نیست، شیطان با و قریب است و دور از رحمت رحمن است- <sup>تمثیل</sup> نفس مانند پادشاه است و شیطان مانند وزیر است- هر گاه که پادشاه به بند شود وزیر از و جدا گردد- هر کرا نفس در بند نیست، آنگس احمق است- <sup>تمثیل</sup> اگر باشه و کنجشک در یک خانه باشند، چون آن باشه در بند است، آن کنجشک را غم و ضرر نیست- همچنان اگر نفس در بند است-

قوله 'تعالی: وَ دَخَلَ جَنَّتَهُ، وَ هُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ط (۳)

در شریعت نفس اماره است و خدای تعالی میفرماید که نفس دشمن را بکشید- خداوند! چشم بخش که آن دشمن را به بینم و بکشم- دوم نفس در ظرفیت لواحه است ذایقه لاکه نفس را بگزار- هوای نفس لواحه را پائمال کن و بالای هوا روان شو- سوم نفس در حقیقت ملهمه است- آن را موم باید کرد بر آتش عشق ذکر الله تعالی <sup>ط</sup> مَوْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا رسد- چهارم نفس در معرفت مطمئنه است- در حقیقت مطیع باخلاص موحد خاص الخاص محرم اسرار محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم از غیر ما سوی الله استغفار-

قوله 'تعالی: غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ط (۴)

در مطمئنه چه چیز حاصل شود- لاینام مشاهدۀ فقر فنا فی الله تمام- شرح نفسهای بد گزار-

بیت باهو

نفس یار غار ای جان عزیز با عزیزی باش بی غفلت تمیز (۵)

۱- عین الفقر، ص ۱۰۳: بجان ۲- ایضا ۳- سوره الکهف ۱۸: ۳۵- سوره البقره ۲: ۲۸۵

۵- عین الفقر، ص ۱۰۵: نفس یار غار این جانش عزیز- بایار عزیزش باش لا بغفلت تمیز

کیا تو جانتا ہے؟ کہ شیطان و نفس ہر دو آپس میں موافق ہیں۔ اور دونوں کافر ہیں۔ اور جس کسی کا نفس قید میں ہے، شیطان اس سے دور ہے۔ مثلاً "اگر دو چور ایک گھر میں چوری کے لئے داخل ہوں اور ان میں سے ایک گرفتار ہو جائے اور دوسرا بھاگ جائے تو وہ بھاگا ہوا پھر گرفتار کے پاس کبھی نہیں آئے گا اور اس کے پاس آنے میں وہ اپنا ضرر خیال کرے گا۔ (اسی طرح) جس کا چور نفس قید نہیں ہے، وہ شخص شیطان کے قریب اور رحمن کی رحمت سے دور ہے۔ ان کی مثال بھی ہے۔ نفس مثل بادشاہ کے ہے اور شیطان (گویا کہ) ایک وزیر کی طرح ہے۔ جس وقت کہ بادشاہ نظر بند ہو جاتا ہے، تو وزیر اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ (پس) جس شخص کا نفس قید میں نہیں ہے وہ شخص (حد درجہ) احمق ہے۔ (کیونکہ جو شخص اپنے نفس کو قید رکھتا ہے وہ شیطان کے ضرر سے بے خوف ہو جاتا ہے)۔ اس میں ایک مثال سنئے۔ جس طرح ایک مکان میں شکرہ اور چڑیا ایک گھر (مکان) میں موجود ہوں۔ اور جب شکرہ بندھا ہوا ہو، تو اس چڑیا کو شکرہ سے کچھ غم اور ضرر نہ پہنچے گا۔ یہی مثال نفس و شیطان کی ہے اگر نفس قید میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور (وہ) اپنے باغ میں گیا اور وہ اپنی جان پر برا کر رہا تھا"۔ شریعت کے لحاظ سے نفس امارہ (کا وجود) ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نفس جو کہ دشمن ہے کو قتل کر۔ اے خداوند! مجھے وہ آنکھیں عطا کر کہ جس سے میں اپنے دشمن کو دیکھوں اور اسے قتل کروں۔ طریقت میں دوسرا نفس لوامہ ہے۔ (اے طالب!) نفس کے شاندار ذائقہ کو ترک کر دے اور نفس لوامہ کی حرص و ہوس چھوڑ کر اسے پامال کر دے۔ حقیقت میں تیسرا نفس ملہمہ ہے۔ اس کو عشق ذکر اللہ کی آگ پر موم کی طرح پگھلایا جائے۔ یہاں تک کہ **مُؤْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا** (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کا اپنے آپ کو مصداق بنائے۔ (یعنی نفس کو مارو تاکہ ہیشگی کی زندگی حاصل ہو کر مقصد پورا ہو جائے) معرفت میں چوتھا نفس مطمئنہ ہے۔

حقیقت میں طالب مولیٰ مطیع باخلاص اور موحد خاص الخاص اور محرم اسرار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے اور ماسویٰ اللہ سے پناہ مانگتے ہوئے: **عَفْرَانُكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ** ("اے ہمارے رب! تیری بخشش چاہئے اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے") کا مصداق ہوتا ہے۔ نفس مطمئنہ سے کیا چیز ہوتی ہے؟ نفس مطمئنہ سے بیداری اور مکمل مشاہدہ فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ اور بد کردار نفسوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔

## بیت باہو

اے جان عزیز! نفس (مطمئنہ) تمہارا گہرا دوست ہے۔ تو اس عزیز کا عزیز بن جا اور اس کے  
ذکر سے غافل نہ ہو۔

فقر را ترقی از درگاه روز (بروز) (۱) باید ز روز جانسوز بایده درم اندوز۔ حقیقت نفس بیا موز۔  
 تمثیل۔ نفس مانند آدمی است و شیطان مانند دم آدمی است۔ اگر (۲) آدمی زنده است  
 دم اندرون و بیرون می آید۔ بعد از مردن آدمی دم از بیرون آمدن می ماند۔ چون کسی را  
 نفس مرده است، راه شیطان او بسته گردد و از راه شیطان سود هرگز نیست و دل نرم آبادانی  
 است و از آبادانی سود مقصود حاصل آید۔ هر عبادتیکه هست در آبادانی است و هر بدیکه  
 هست در ویرانی است۔ راه آبادانی به تو چرا قدم در ویرانی نمی و دشمن نفس را مراد  
 رسانی۔ نفس مردار را مردن به از زندگانی و شناختن خدا عزوجل از روشنائی دل است۔  
 نه شناختن خدای تعالی را بتاریکی۔ که یک شب مشغول (بودن) شود هرگز راست نیاید۔  
 چون نابینا هر چند که کوشش راه راست کند هرگز راه راست نتوان رفت۔ اگر پیش او خار  
 مار چاه حفزه یعنی گل نشیب پلیدی آید۔ او نمی داند که پیش من نیک است یا بد۔ هر  
 آنکس که نفس را بند کند رضای الله تعالی و محبت الله تعالی حاصل کرده باشد۔ و هر که  
 نفس خود را در بند نکرده باشد او در رضای و محبت نفس و شیطان است۔

### بیت

نفس را سگ گفت سگبانی مکن تابع (۳) شیطان شیطانی مکن  
 قوله تعالی: يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (۴)  
 هر که میل دل بسوی نفس دارد، تمام دل او سیاه گردد و در غفلت پیدا شود۔ چون نفس و دل یکی  
 گردد۔ روح ضعیف شود و عاجز۔ چون دل و روح یکی گردد نفس ضعیف و عاجز غریب تابع۔  
 این فقیر با هو میگوید که یک هدایت الله تعالی بهتر است از هزار دشمن نفس و شیطان۔ بدو لیکه  
 نظر رحمت خداست از نفس و شیطان آن دل جداست۔  
 قوله تعالی: وَ تَعَزُّوْا مِنْ تَشَاؤُمْ وَ تُذَلُّوْا مِنْ تَشَاؤُمْ طَبِيْدِكَا الْخَيْرُ ط إِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۵)

۱- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۵، ۲- ایضا، ص ۱۰۵، مگر، ۳- ایضا، ص ۱۰۶،  
 تابعش، ۴- سوره یسین، ۳۶: ۶۰، ۵- سوره آل عمران، ۳: ۲۶

(پس) فقیر کو ہر روز درگاہ الہی میں ترقی کرنی چاہئے۔ اور ذکر اللہ میں اسے ہر دم جان سوز رہنا چاہئے نہ کہ درہم اندوز ہونا چاہئے۔ اور نفس کی حقیقت سے آگاہ رہے۔ تمثیل۔ نفس مثل آدمی کے ہے اور شیطان مثل دم کے ہے۔ جب آدمی زندہ ہے تو اس کی سانس آتی جاتی ہے۔ آدمی کے مرنے کے بعد سانس آنے جانے سے رک جاتی ہے۔ ایسا ہی جبکہ نفس کسی کا مرجاتا ہے تو شیطان کا راستہ بند ہو جاتا ہے اور شیطان کے راستہ میں ہرگز کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور دل کا نرم ہونا جہان کی آبادی ہے۔ اور آبادی سے مقصود حاصل ہوتا ہے۔ ہر عبادت میں دل عالم کی آبادی مضمر ہے اور ہریدی ویرانی کو دعوت دیتی ہے۔ (اے طالب!) جہان کی آبادی کا راستہ ہی بہتر ہے۔ تو ویرانی میں کیوں قدم رکھتا ہے۔ اور نفس دشمن کی مراد کیوں پوری کرتا ہے۔ چونکہ نفس کا زندہ رہنا اچھا نہیں، بلکہ اس کا مرنا بہتر ہے۔ (کیونکہ نفس کے مرنے سے طالب کا دل زندہ ہو جاتا ہے) خدائے بزرگ و برتر کی معرفت سے دل میں روشنی نمودار ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو نہ پہچاننے سے دل میں تاریکی پیدا ہوتی ہے۔ وہ (طالب) رات بھر (ذکر الہی میں) مشغول ہوتا ہے، لیکن وہ (اس تاریکی دل کے ساتھ ہرگز) راہ راست نہیں پاسکتا۔ جس طرح ایک نابینا آدمی راہ راست کی جتنی بھی کوشش کرے، وہ ہرگز راہ راست پر نہیں چل سکتا۔ اگر اس کے سامنے خار و تار، کنواں، گڑھا یعنی کیچڑ، جائے نشیب و فراز اور پلیدی کچھ بھی اس کے سامنے آئے وہ جان نہیں سکتا کہ میرے آگے اچھی چیز پڑی ہے یا بری چیز۔ (یہی حال تاریکی دل کا ہے جب انسان کا دل سیاہ ہو جائے تو اس کو نیکی و بدی کی کچھ تمیز نہیں رہ سکتی) اور جو شخص نفس کو قید کر لیتا ہے۔ تو وہ رضائے الہی اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کر لیتا ہے۔ اور جو نفس کو قید نہیں کرتا، وہ (گویا) نفس و شیطان کو راضی کرتا ہے اور ان کی محبت میں گرفتار ہے۔

### بیت

کہتے نے نفس کو کہا کہ سگبانی مت کر

شیطان کی متابعت نہ کر اور شیطانی نہ کر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”کیا میں نے تم سے نہ کہہ رکھا تھا۔ اے اولاد آدم! کہ تم شیطان کی تابعداری نہ کرنا، کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔“

جو شخص اپنے نفس کی طرف میلان رکھتا ہے، اس کا تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور اس میں غفلت پیدا ہوتی ہے۔ اور جب نفس اور دل ایک ہو جاتا ہے، تو روح ضعیف اور عاجز ہو جاتی

ہے۔ اور جب روح و دل ایک ہو جاتا ہے تو نفس ضعیف، عاجز، مسکین اور تابع ہو جاتا ہے۔ اور یہ فقرا ہو گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ایک ہدایت ہزار نفس و شیطان سے بہتر (اور غالب) ہے۔ جس دل پر باری تعالیٰ کی نظر رحمت ہے۔ وہ دل نفس و شیطان سے دور ہے۔ (یعنی اگر اللہ تعالیٰ کسی دل پر اپنی رحمت کی نظر ڈال دے، تو پھر نفس و شیطان کی کیا مجال ہے اگرچہ یہ ایک دوسرے کے ہمراہی کیوں نہ ہوں۔ اور یہ سب کچھ اس کے اختیار میں ہے) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

پس نفس و شیطان شریک خدا است۔ هر که رانده در گاه است با او همراه است گمراه است۔  
 قوله 'تعالی'۔ فَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، مَنْ يَضِلَّ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ (۱)  
 فضل از آن روز ازل است۔ چنانچه نه یک رعایت قاضی و نه هزار گواه نه یک هدایت اللہ نه  
 هزار زهد تقوی همراه اللہ بس ماسوی اللہ هوس۔

### بیت

عنانت تو مرا بس بود ز علم و عمل

که یک رعایت قاضی به از هزار گواه

قوله 'تعالی'۔ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ (۲)

همه کس در حکم حکیم اللہ تعالی است۔ هر که باشد نفس شیطان دنیا و غیر ذالک۔

قال علیه السلام: فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُو عَنِ الْحِكْمَتِ (۳)

پس نفس بمثل وزداست و طالب اللہ بمثل مَوَکَل (است) (۳) چنانچه پاسبان خبردار از دزد۔  
 مرشد کامل مکمل بحکم حاکم خدای تعالی صاحب حکم است۔ در ولایت او که دزد را بباند یک  
 مرتبه کشته گردد در ملک ولایت وجود دار الاسلام گردد۔

قال علیه السلام: الْمُلْكُ لِمَنْ غَلَبَ (۵)

اگر گناه نفس شیطان را یاد کنیم و خدای تعالی فراموش شود هیچ ازین گناه کبیره تردید نیست۔  
 چنانچه با غرق اللہ تعالی قلب روح عشق محبت الہی سراسر در وجودش که نفس و شیطان و دنیا و  
 شهوات، حرص، حسد، کبر، هوا فراموش گردد۔ هر چه کوشی از بهر اللہ تعالی کوش و هر چه پوشی از  
 بهر اللہ تعالی پوش و هر چه نوشی از بهر اللہ تعالی نوش۔ عقل جزوی بگذار و عقل کلی آخرت  
 باهوش بدست آر که عارف باللہ نفس را تحقیق کند۔

۱- سوره الاعراف، ۷: ۱۸۶، ۲- سوره یوسف، ۱۲: ۲۱، ۳- حدیث ۳۰۳۰- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین

ملتان، ص ۱۰۷-۵- حدیث

پس نفس اور شیطان شریک خدا ہیں۔ جو کوئی راندہ درگاہ خداوندی ہے، اس کے ساتھ نفس و شیطان چمٹے ہوئے ہیں اور وہ گمراہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”جسے خدا ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم روز ازل سے ہے۔ جس طرح قاضی کی ایک (نظر) رعایت ہزار گواہوں پر سبقت رکھتی ہے۔ اسی طرح سے ہزار زہد و تقویٰ سے خداوند کریم کی ایک نظر رحمت اور ہدایت شامل حال ہو، تو ان سے بہتر کارگر ہے۔ پس اللہ بس باقی ہو س۔

### بیت

تیری عنایت میرے لئے علم و عمل سے زیادہ کافی ہے،  
جس طرح قاضی کی ایک رعایت ہزار گواہوں سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: ”اور خداوند کریم کا ہر حکم ہر شے پر غالب ہے۔“ تمام لوگ (اور تمام اشیاء) اس حکیم مطلق اللہ تعالیٰ کے حکم میں ہیں۔ اور نفس و شیطان وغیرہ اس کے حکم کے آگے کیا چیزیں ہیں۔ (لیکن دراصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نفس و شیطان یا دنیا وغیرہ کو اس نے حکمت کے لئے بنایا ہے)۔ بسا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے: ”دانشمند کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔“

پس نفس مثل چور کے ہے اور طالب صادق مثل پاسبان کے ہے۔ چنانچہ پاسبان چور سے خبردار رہتا ہے۔ اور مرشد کامل و مکمل خداوند تعالیٰ کی طرف سے حاکم ہے اور خدا ہی تعالیٰ صاحب حکم ہے۔ اس نے فرمان جاری کیا ہے کہ چور کو اس کی ولایت میں جہاں پائیں فوراً قتل کر دیا جائے تاکہ طالب کی ملک و وجود کی ولایت میں امر ہو۔ ہے اور اس کا وجود دار السلام ہو کر الْمَلِكُ لِمَنْ غَلَبَ (ملک اسی کا ہے جو غالب آئے) صادق آئے۔

اگر میں نفس و شیطان کے گناہوں کو یاد کروں تو خدا تعالیٰ فراموش ہو جاتا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر زیادہ گناہ کبیرہ اور نہیں ہے۔ پس چاہئے کہ اپنے قلب و روح کو عشق و محبت و اسرار الہی میں ایسا غرق کرے کہ اس کے وجود سے نفس و شیطان و دنیا و شہوات، حرص، حسد، کبر و غرور اور نفسانی خواہشات سب فراموش ہو جائیں۔ اور طالب مولیٰ جو کچھ کوشش کرے، اللہ تعالیٰ کے لئے کوشش کرے اور اس کا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، یہ سب کام اسی کے لئے ہو جائیں۔ اور دنیا کی جزوی عقل چھوڑ کر آخرت کی عقل کامل اختیار کرے اور اپنے ہوش و حواس کو قائم رکھے۔ اس لئے کہ عارف باللہ اپنے نفس کو پہچانتا ہے۔



و صاحب نفس نفس را رفتی کند. بشنوا! فردا قیامت چون اهل عشق محبت، صاحب شوق اشتیاق مشتاق دیدار از کور بر خیزند از حق سبحانه و تعالی حکم شود که خیمه ایشان بیارند و بر دوزخ زنند. چون پیش آن خیمه بنشینند همین که نظر ایشان بر دوزخ افتد آتش دوزخ سرد شود. نا چیز و خاکستر گردد و مجال آن آتش نبود که سر بر کند. چون آتش دوزخ سرد پست گردد و خلق را دلیل راحت باشد و از عذاب دوزخ خلاص شود. مقصود خیمه بر آتش دوزخ ایشان همین است. پس دنیا هم بمثل آتش است. چنانچه حرص بمثل دوزخ است. بر اهل دنیا که فقراء اهل الله گذر کنند و نظر رحمت کنند. حرص از مردم اهل دنیا ببرد و اهل الله یک نفس با حق تعالی مشغول شوند که اشتغال ربانی راحت جاودانی است. باید که از دوزخ حرص دنیا و آتش دوزخ آخرت خلاص یابند. چرا که خدای تعالی میفرماید هر آنکس که نام دوست من با صدق و اخلاص محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم و نام من با خلاص و تصدیق دل و باقرار زبان بر زبان راند **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ** بر او عذاب نکنم که آشنا و دوست با دوست عذاب نکنند. چنانچه در حدیث قدسی (۱) آمده:

أَنَا لِلْعَبْدِ أَرْحَمُ مِنْ أَيْمِهِ وَمِنْ أَبْوَيْهِ فَاطْلُبْنِي تَجِدْنِي (۲)

عبد اهل عبادت را گویند. این فقیر با هو میگوید کلمه سه قسم است. یک قسم لا اله دوم قسم الا الله سوم قسم محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم. از هزاران هزار به لا اله رسیده اند و بعضی از هزاران هزار به الا الله رسیده اند و بعضی از هزاران هزار به محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم رسیده اند. پس لا اله فانی نفی است. اثبات الله (۳) است. بوقت مردن بگفتن لا اله گناه تمام عمریچ نماند. چرا که نفی محو گشت و الله (۴) بگفتن اثبات رسید و محمد رسول الله بگفتن مراتب انتهای پیغمبریست.

۱- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۹، متن ص ۸۶: قال الله تعالی، ۲- حدیث

۳- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۹: الا الله، ۴- ایضا، ص ۱۰۹: الا الله

اور صاحب نفس نفس کو دوست رکھتا ہے۔ (اے طالب! غور سے) سن! جب قیامت کے دن اہل عشق و محبت اور صاحب شوق و اشتیاق دیدار الہی کے لئے اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو حق سبحانہ و تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان کے خیموں کو لایا جائے اور دوزخ کے کنارے ان کو نصب کیا جائے۔ جب وہ ان خیموں کے سامنے بیٹھیں گے اور ان کی نظر دوزخ پر پڑے گی۔ تو (بس نظر پڑتے ہی) دوزخ کی آگ سرد اور ناچیز و خاک ہو جائے گی اور اس آگ کی مجال و قوت نہ رہے گی کہ سراٹھا سکے۔ جب دوزخ کی آگ سرد اور پست ہو جائے گی تو (یہ) مخلوق کے لئے راحت و آرام کا باعث ہوگی۔ اور لوگ عذاب دوزخ سے رہائی پا جائیں گے۔ اور آتش دوزخ کے کنارے ان کا خیمہ لگانے سے یہی مقصود ہوگا۔ پس دنیا بھی بمثل آگ کے ہے۔ اور اسی طرح حرص و حسد بمنزلہ دوزخ کے ہے (پس جب) اہل دنیا کے پاس سے فقراء اہل اللہ گزر کرتے ہیں اور اپنی نظر رحمت ان پر ڈالتے ہیں، تو اہل دنیا کی حرص مرجاتی ہے۔ اور اگر اہل اللہ ایک سانس اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو جائیں تو یہ ان کے لئے راحت جاودانی کا سبب ہو جاتی ہے۔ اور اس ذکر سے چاہئے بھی کہ دوزخ حرص دنیا اور آتش دوزخ آخرت سے خلاصی پائیں۔ کیونکہ خداوند کریم فرماتا ہے کہ جو شخص اس کا اور اس کے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک صدق دل اور اخلاص سے لیتا ہے اور دل سے اس کی تصدیق اور زبان سے اقرار کر کے یوں کہتا ہے:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تو پھر اس پر عذاب نہیں کروں گا، کیونکہ آشنا اور دوست اپنے دوست پر عذاب نہیں کیا کرتا۔ (اور جو شخص یہ کلمہ شریف صدق دل سے پڑھتا ہے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے) چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے:

”بے شک اللہ تعالیٰ کی شفقت باپ اور برادر مسلم سے بھی اپنے بندے پر زیادہ ہوتی ہے۔ چونکہ اس کی ذات سراپا رحمت ہے۔ جو چیز کی جائے، اسی کی ذات سے طلب کی جائے وہ حاصل ہو جاتی ہے۔“ اور عبد اسی کو کہتے ہیں جو عبادت کرنے والا ہو۔ یہ فقیر یا ”ہو“ کہتا ہے کہ کلمہ کے تین اقسام ہیں۔ اول: لا الہ۔ دوم: الا اللہ۔ سوم: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہزاروں لا الہ، تک پہنچے ہیں۔ اور پھر ان سے بعض الا اللہ تک پہنچے ہیں۔ اور پھر ان سے بعض اس مقام سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے ہیں۔ پس لا الہ فانی اور نفی ہے اور الا اللہ اثبات ہے۔ مرتے وقت لا الہ کہنے سے تمام عمر کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ نفی محو ہوئی۔ اور الا اللہ کہنے سے (انسان) اثبات پر پہنچ جاتا ہے۔ اور جبکہ کہا: محمد رسول اللہ تو انتہائے مقام محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔

پس بر پیغمبران آتش دوزخ حرام و این مقام محبوبیت تمام۔

قوله 'تعالی: وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا (۱)

قال علیه السلام: إِذَا اتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ (۲)

پس مخلوق لا است و اسم الله غیر مخلوق الله است و ناسوت مخلوق است و اهل الله فقراء ناسوتی نیست۔ مرد (۳) آنست که در شریعت تمام و باطن مدام، انتهای مالا کلام۔ هر که همیشه در ذکر فکر باشد۔

قال علیه السلام: الَّذِي كَرِهَ لِقَرِّ كَصَوْتِ الْكَلْبِ (۳)

در استغراق غرق محبت اوست۔ ایشان را بیشتر از آن که روز قیامت مقصود ایشان بدست ایشان حق تعالی بدهد، بانوار تجلی مشرف گرداند۔ چونکه روزی جبرئیل علیه السلام پیش پیغمبر صاحب گفت: یا رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم من امروز چیزی دیدم که هیچ وقت ندیده بودم۔ در شهرت پرستی بت را پیش نموده میگفت یا رب یا رب یا رب۔ از مقام ربوبیت آواز آمد لبیک عبدی لبیک عبدی۔ گفتم خداوند! بت پرستی را چگونه جواب رسد۔ فرمان شد که ای جبرئیل! اگر او رب خود را فراموش کرده است۔ من میدانم که رب او کیست؟ پس نام خود را چگونه فراموش کنم۔ غلط را بدرگاه حضرت ما راه نیست۔

در حقیقت چون رب منم۔ هر که مرا خواند، من نیز او را اجابت کنم۔ همین ای بو الفضول (۵) کرم از حضرت بی نیاز بیاموز۔ ترک تکبر کن۔ چنانچه یک اولیاء الله با فرشته ملاقی شد۔ کجا روی فرشته؟ گفت: که یهودی را هوس گرفتن ماهی شده است و در آب ماهی نیست۔ حکم رب العالمین چنین است که ماهی را از دریا بکشیم و در آب او را اندازم، تا یهودی بکام و مطلب دل برسد۔ از درگاه حق تعالی نا امید نباشد۔ یقین است که با دشمنان چنین کند، دوستان از وی محروم نیستند۔

۱- سوره آل عمران، ۳: ۹۷-۲- انفاس العارفين از حضرت شاه ولی الله محدث دہلوی، ۳- عین الفقر

مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰۹: مراد، ۳- حدیث، ۵- عین الفقر مرتبہ نظام الدین ملتانی، ص ۱۱۰:

متن ص ۸۷: بو الفضل

پس پیغمبروں پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور یہ مقام محبوبیت کی انتہا ہے۔  
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”جو شخص خانہ کعبہ میں داخل ہوتا ہے وہ امن میں آجاتا ہے۔“ (اور  
 صوفی صانی خانہ کعبہ سے مقام ربوبیت مراد لیتا ہے)۔  
 اور حضور اکرمؐ نے فرمایا: ”جب فقرا اپنی انتہا کو پہنچتا ہے تو پس اس کو مقام ربوبیت کا حاصل  
 ہو جاتا ہے۔“

پس مخلوق لا ہے اور اسم غیر مخلوق اللہ ہے اور تمام مخلوق ناسوت سے ہے اور اہل اللہ فقراء  
 ناسوتی نہیں ہیں (بلکہ وہ مقام لاهوت سے ہیں) جو انمرد وہی ہے جو شریعت میں کامل ہو اور  
 باطن میں ہمیشہ منتہی ہو اور اس کا کلام بالاتر (مقام لاهوت سے) ہو۔ اور جو ہمیشہ ذکر و فکر میں  
 مشغول رہے۔ (طالب مولیٰ صرف ذکر و فکر پر ہی اکتفا نہیں کرتا، بلکہ مقام فتانی اللہ بقا باللہ  
 اس کا منتہائے مقصود ہوتا ہے)۔

سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ”ذکر بغیر فکر کے گویا کتے  
 کی آواز ہوتی ہے۔“

اس کی محبت غرق و استغراق میں پنہاں ہوتی ہے۔ اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ان  
 کا مقصود ان کے ہاتھ میں دے گا۔ اور ان کو انوار تجلیات سے مشرف کرے گا۔  
 ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں  
 عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے آج ایک ایسا واقعہ دیکھا ہے جو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔  
 ایک بت پرست اپنے سامنے بت رکھے ہوئے کہہ رہا تھا۔ یا رب، یا رب، یا رب! مقام  
 ربوبیت سے ندا آئی۔ لبیک عبدی لبیک عبدی (ہاں میرے بندے! ہاں میرے بندے!) میں  
 نے کہا: اے میرے آقا! بت پرست کو کس طرح تیرا جواب پہنچتا ہے؟ حکم ہوا اے جبرئیل!  
 اگرچہ اس نے اپنے رب کو فراموش کر دیا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اس کا رب کون ہے؟  
 پس میں اپنے نام کو کس طرح فراموش کر دوں۔ (کیونکہ) ہماری درگاہ میں غلطی واقع نہیں ہو  
 سکتی۔ درحقیقت چونکہ میں رب ہوں، اس لئے جو کوئی مجھے پکارتا ہے۔ میں بھی اس کا جواب  
 دیتا ہوں (اور اس کی استدعا قبول کرتا ہوں) اے فضول شخص! خداوند کریم کی بے نیازی و  
 کرم و لطف کو (غور سے) دیکھ اور اس سے سبق سیکھ۔ اور غرور و تکبر کو ترک کر۔ چنانچہ  
 (ایک دفعہ) کسی ولی کی ایک فرشتہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرشتہ سے دریافت کیا۔  
 کہاں جاتے ہو؟ اس نے کہا کہ ایک یہودی کو مچھلی پکڑنے کی ہوس ہوئی ہے اور پانی میں مچھلی

نہیں ہے۔ رب العالمین کا حکم اس طرح ہوا ہے کہ میں دریا سے مچھلی لے کر اس پانی میں ڈال دوں (جس پانی میں وہ شکار کھیل رہا ہے) تاکہ یہودی (محروم نہ رہے اور وہ) اپنی مراد اور دلی مطلب کو پہنچے۔ اور وہ درگاہ حق تعالیٰ سے ناامید نہ ہو۔ پس طالب مولیٰ کو یقین کر لینا چاہئے کہ جب وہ دشمنوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے تو پھر وہ دوستوں کو کس طرح محروم کر سکتا ہے؟

قوله تعالی: ذَالِكَبَانَ اللّٰهُ سُوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاِنَّ الْكَافِرِيْنَ لَامُوْلَى لَهُمْ (۱)

میدانیکه ابلیس لعین را معزول ساخته از مراتب رحمت به لعنت اسفل السافلین - از مقام علیین تا سجدین رسید - (۲) ابلیس و نفس و دنیا هر سه بیک اتفاق و بیعت یکدیگر کردند از بهر زلت و هلاکت فرزندان آدم - ابلیس گفت: من از طاعت بمعصیت خواهم برد - از عبادت بگناه ولالت کنم - دنیا گفت: من در نظرایشان خود را آراسته کنم و بر خود مائل گردانم و در بلا بتلاء و هلاک با حرص از خدای تعالی بازماند و نفس گفت: که من بهوای شهوت دیوانه کنم - با نظریازی بازم و خراب کنم و میگردانم و طالب اللّٰه را باید که هر سه را بافعال شناسد و از افعال ناشایسته ترک گیرد و چون در وجود عابد عارف باللّٰه بتوفیق الهی و بعلم شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت، زندگی قلب ذکر اللّٰه فتانی اللّٰه، امر معروف، توکل و حیا و صبر و خوف و رجا و عشق و محبت، توحید و وحدانیت، تجرید و تفرید توخ نمود - و هر سه دفع مردود گردد و فقیر را که بخانه دنیا دار برند از ان بهتر است که بدار کشند - اگر کسی را بطاعت و ریاضت پارسائی حق حاصل بودی، ابلیس را بودی، چرا که ابلیس زاهد عابد صاحب اطاعت بود - آنرا کبر و انارخ نمود - گشت مردود - اگر کسی را با علم فضیلت حق حاصل بود بلعم با عور را بودی که دوازده هزار دوات در مسجد او پیوسته جاری بود که قلم (۳) را حقیقت زیر زبر از قاف تا قاف مرقوم گرداند (۴) - اگر کسی را با زر در مال دنیا حق حاصل بودی، قارون را بودی که با گنج تا تحت الشری پای رفت - اگر کسی را بدعوی خدا حاصل بودی، فرعون را بودی که دعوی خدائی کرد و در دریای رود نیل غرق شد - اگر کسی را در جهل حق حاصل بودی، ابو جهل را بودی -

حاصلیت حق تعالی در محبت و اخلاص خالصا" اللّٰه است - چنانچه سگ اصحاب کعبه که محبت و اخلاص آن را از سلک سگان بر آورده در سلک آدمیان آدم ساخت - و در قرآن واقع شد -

قوله تعالی: سَادِسُهُمْ

۱- سوره محمد ۴۷: ۲ - عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۱۱: رسائید، ۳ - ایضا، ص ۱۱۳: قلم

ها، ۴ - ایضا، ص ۱۱۳: گردانند

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا مولیٰ (دوست) ہے جو ایمان لائے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں (اللہ کے یہاں!)۔“

(اے طالب!) تو جانتا ہے کہ ابلیس لعین رحمت کے مراتب سے معزول ہوا اور لعنت کے مقام اسفل السافلین میں ڈالا گیا۔ وہ مقام علیین سے گر کر مقام سبعین میں پہنچ گیا۔ تو پھر ابلیس اور نفس اور دنیا نے باہم اتفاق کر لیا اور ہر ایک نے ایک دوسرے کی بیعت کی اور بنی آدم کی ذلت اور ہلاکت کا بیڑہ اٹھایا۔ ابلیس نے کہا کہ میں انہیں اطاعت سے معصیت کی طرف لے جاؤں گا اور عبادت سے گناہ کی طرف دلالت کروں گا۔ دنیا نے کہا کہ میں ان کی نظر میں آراستہ ہو کر آؤں گی اور انہیں اپنے اوپر مائل کروں گی اور ہلاکت حرص میں انہیں مبتلا کروں گی تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے باز رہیں۔ اور نفس نے کہا کہ میں انہیں حرص شہوت میں دیوانہ بناؤں گا اور نظر بازی وغیرہ کی خواہشات میں گرفتار کر کے خراب کروں گا اور سرگرداں کروں گا۔

پس طالب اللہ کو چاہئے کہ ان تینوں کو ان کے افعال سے پہچانے اور ان کے ناشائستہ افعال و حرکات کو ترک کر دے۔ اور جب عابد عارف باللہ کے وجود میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور علم شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے ذریعے سے اس کی زندگی قلب ذکر اللہ، فنا فی اللہ، امر معروف، توکل و حیاء، صبر و خوف و رجا و عشق و محبت، توحید و حدانیت، تجرید و تفرید کی

---

۱۔ اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کا دوست نہیں، مگر دنیا میں ان کے ساتھ وہی معاملہ برتا ہے جو اپنے دوستوں کے ساتھ اس نے جاری رکھا ہے۔

طرف رخ کر گئی۔ تو یہ تینوں دشمن دفع مردود ہو جائیں گے۔ اور فقیر کو ایک دنیا دار کے گھر میں لے جانے سے یہ بہتر ہے کہ اس کو سولی پر لٹکا دیا جائے۔ اگر کسی کو اطاعت و ریاضت و پارسائی کا حق حاصل ہوتا تو یہ حق ابلیس کو ہوتا، کیونکہ ابلیس زاہد و عابد اور صاحب اطاعت تھا۔ مگر کبر و انا نیت نے اس کی طرف رخ کیا۔ اس کی وجہ سے وہ مردود ہو گیا اور راندہ درگاہ ہوا۔ اور اگر کسی کو علم و فضل کا حق حاصل ہوتا تو یہ حق بلعم باعور (۱) کو حاصل ہوتا، کیونکہ بارہ ہزار دواتیں اس کی مسجد میں ہمیشہ موجود رہتیں اور قلمیں جاری رہتیں کہ ان کی قلمیں حال حقیقت زیر زبر لکھ کر قاف کے ایک کنارے سے قاف کے دوسرے کنارے تک مرقوم کر ڈالتیں (مگر یہ مرتبہ ان کو کہاں جبکہ توفیق الہی شامل نہ ہو) اگر یہ مرتبہ مال و دولت سے حاصل ہوتا تو قارون سے بڑھ کر کوئی شخص حاصل نہ کرتا، کیونکہ وہ اپنے خزانوں کو تخت الثریٰ تک لے گیا تھا۔ اور اگر کسی کو خدائی کا دعویٰ کرنے سے یہ حق حاصل ہوتا تو فرعون کو ہوتا، کیونکہ اس نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا اور (آخر کار) دریائے نیل میں غرق ہو گیا (اور جان دے دی) اور اگر یہ حق کسی کو جہالت سے حاصل ہوتا تو ابو جہل کو حاصل ہوتا۔

پس یہ تمام باتیں بے اصل ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر عبادت و محبت میں اخلاص خالصاً لوجہ اللہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ اصحاب کہف کے کتے کی مثال پیش نظر ہونی چاہئے کہ اس کی محبت و اخلاص نے اس کو کتوں کی لڑی سے نکال کر انسانوں کی لڑی میں پر دیا۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں سورہ کہف میں باین الفاظ مذکور ہے:

۱۔ بلعم باعور بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا عالم گزرا ہے۔ وہ چار سو سال تک ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہا۔ اور سجادہ نشین رہا ہے۔ جب سر اٹھاتا تھا، تو عرش معلیٰ کو دیکھتا تھا۔ اس کی مجلس میں بارہ ہزار علماء سبق پڑھتے تھے۔ وہ مستجاب الدعوات تھا۔ حضرت موسیٰؑ اس کی بددعا سے وادی تہ میں معہ اپنی قوم کے کئی سال پریشان رہے۔ جب خدا کا فرمان پہنچا کہ ہم نے اس کو علم کی دولت عطا فرمائی، تو شکر بجا نہیں لایا۔ اگر تمام عمر میں ایک دفعہ بھی شکر کرتا تو کبھی وہ نعمتیں اس سے نہ چھینی جاتیں اور نعمت کا چھن جانا نعمت ملنے کے بعد بڑا سخت عذاب ہے۔ آخر اس کی موت کفر پر ہوئی اور یہ کہ ایک پیغمبر کی بددعا سے وہ ہلاک ہوا۔



کَلْبِهِمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ط (۱) از سگ کمتر مباش در محبت ایزد تعالی۔ اگر فرزند آدم هستی۔ فقر سے قسم است۔ اول فنا است لا اله نفی۔ دوم فقر بقا است الا اللہ۔ سوم فقر منتہی رہنما است محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کہ فقیر باللہ یگانہ آنست کہ از غیر اللہ تعالی بیگانہ است۔ ہر کہ با غیر اہل دنیا یگانہ است از اللہ تعالی بیگانہ است و بیگانگی و یگانگی ہر دو در یک خانہ نیست۔ تا آنکہ نیست نگرود هیچ بہ بقا نرسد۔ چہار لذت نفسانی در وجود آدمی برابر است۔ ہر چہار فانی و لذت پنجم حق تعالی باقی جاودانی۔ اول لذت طعام خوردن۔ دوم لذت مجامعت زن۔ سوم لذت حکومت حکم حاکم۔ چہارم لذت علم فضیلت۔ چون لذت پنجم اللہ تعالی در وجود طالب اللہ غالب شود ہر چہار لذت مغلوب گردد۔ پنج خوش نیاید۔ چنانچہ طعام بیمار را۔ راہ اللہ تعالی در وجود آدمی وہ چیز است۔ نہ یک طرف۔ چنانچہ گوش، چشم، دست، پای، زبان، و ہم شکم یک طرف۔ چون شکم گر سنے نہ سیر گردد و چون شکم سیر نہ گر سنے گردد۔ کسی را کہ نفس تابع مطمئنہ است ہر آنکس خواہ گر سنے خواہ سیر باشد کہ چشم باطن او روشن است۔

### ابیات

دو چشم (۲) و سر دل یکتای سرتاج  
در آن وقت واصلان را گشت معراج  
اگرچہ شکم پرور پر ز نور است  
کہ واصل دائمی اندر حضور است  
نہ آنجا لاغری نہ جسم و جانی  
نہ آنجا ذکر فکرش بر زبانی  
باہو نہ سجادہ نہ تسبیح نہ دلق جبہ و دستار  
ولم در سجدہ ام دیدار با یار

قال علیہ السلام: الصَّلَاةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ ط (۳)

این است مقام شریعت بمچنان است۔ چنانچہ چاہ روان۔ مقام طریقت بمچنان است  
چنانچہ ابر باد و مقام حقیقت بمچنان است چنانچہ باران رحمت۔ مقام معرفت بمچنان است  
چنانچہ آب جو۔

۱- سورہ کہف ۱۸: ۲۲-۲۳- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۱۳: متن، ص ۹۱: دو سر دو چشم،

۳- الدرر غوثیہ از فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی، لاہور، ۱۹۷۶ ص ۳۲۶

ترجمہ : ”اور چھٹان کا کتا۔ بغیر دیکھے اٹکل پچوبات کہتے ہیں۔“  
طالب مولیٰ کو چاہئے کہ اگر وہ فرزند آدم ہے، تو وہ محبت الہی میں کتے سے بھی گیا گزرا نہ ہو۔  
(یعنی جب کتے نے انسانیت کا مرتبہ حاصل کر لیا، تو جو انسان محبت الہی میں انسانیت حاصل نہ  
کرے وہ کتے سے بھی گیا گزرا ہوا)۔

فقر کی تین قسمیں ہیں۔ اول فقر فالالہ نفی، دوم فقر بقا الا اللہ اثبات۔ سوم فقر منتہی ہے اور وہ  
ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہمارے راہنما ہیں۔ فقیر باللہ یگانہ وہ ہے جو غیر  
اللہ تعالیٰ سے بیگانہ ہے۔ اور جو کوئی غیر اہل دنیا سے یگانہ ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے بیگانہ ہے اور  
بیگانگی اور یگانگی ہر دو ایک جگہ میں سما نہیں سکتیں اور جب تک انسان نیست نہ ہو جائے،  
منزل بقا تک اس کی رسائی نہیں ہو سکتی۔

اور یاد رہے کہ انسان کے وجود میں چار نفسانی لذتیں ہیں۔ اور چاروں (بالکل) فانی ہیں۔ اور  
جو لذت پنجم ہے وہ فانی نہیں اور وہ لذت عشق الہی کی ہے، اس لئے وہ جاودانی ہے۔ اور وہ  
چار لذتیں یہ ہیں۔ اول لذت خورد و نوش، دوم لذت جماع، سوم لذت حکومت حکم حاکم اور  
چوتھی لذت فضیلت علم (اور ایک پانچویں لذت اور ہے جو فانی نہیں اور ہمیشہ باقی رہتی ہے  
اور وہ لذت محبت و اسرار حق تعالیٰ ہے) جب یہ پانچویں لذت جو محبت و عشق اللہ تعالیٰ کی ہے  
طالب اللہ کے وجود میں غالب ہو جاتی ہے تو وہ (باقی) چاروں لذتیں مغلوب ہو جاتی ہیں۔ اور  
اسے سوائے اس کے اور کوئی لذت اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے۔ اور جس طرح بیمار انسان  
کھانا کھانے سے گھبراتا ہے، اسی طرح وہ لذتیں گھبرا کر نکل جاتی ہیں۔

اسی طرح انسان کے وجود میں دس چیزیں (اور) ہیں نو ایک طرف ہیں مثلاً ”کان“ ”آنکھ“ ہاتھ  
پاؤں اور زبان اور دسواں صرف شکم ہے جو ایک طرف ہے۔ جب شکم بھوکا ہوتا ہے تو یہ نو  
سیر رہتے ہیں اور جب شکم سیر ہوتا ہے تو یہ (باقی) نو بھوکے رہتے ہیں۔ مگر جس کا نفس، نفس  
مطمئنہ کا تابع ہے، وہ شخص خواہ بھوکا ہو یا سیر ہو (اسے ان نو سے کچھ خطرہ نہیں ہوتا کیونکہ)  
اس کی چشم باطن روشن ہوتی ہے۔

### ابیات

جب دونوں آنکھیں بمنزلہ دل باطن کے سر تاج ہو جاتی ہیں، تو اس وقت مقام فنا میں واصلان  
کو شب معراج جیسی لذت حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ اپنے شکم کو پر کر لیں، تب بھی ان کا  
باطن پر نور ہوتا ہے۔ اس لئے کہ واصل کو ہمیشہ حضوری حاصل ہوتی ہے۔

اور نہ اسے کچھ کمزوری معلوم ہوتی ہے اور نہ (اس مقام میں) اس میں جسم و جان ہوتی ہے۔  
اور نہ اس مقام پر ذکر و فکر رہتا ہے۔

اے باھو! اس مقام پر نہ سجادہ، نہ تسبیح، نہ گدڑی اور نہ ہی جیبہ و دستار ہوتی ہے، بلکہ وہاں تو  
دل بسجود ہو کر ویدار دوست کرتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”نماز ایمان والوں کی معراج ہے۔“  
(انہی لوگوں کے حق میں وارد ہوا ہے جو فقرا کہ صاحب بصیرت ہیں اور چشم حق ہیں رکھتے  
ہیں)

مقام شریعت کی مثال اسی طرح پر ہے، جس طرح کہ چاہ رواں ہو۔ اور مقام طریقت کی مثال  
اسی طرح ہے جیسے بادل اور ہوا، اور مقام حقیقت کی، جس طرح باران رحمت اور مقام  
معرفت کی، جس طرح آب جو۔

مقام عشق محبت فنا فی اللہ بمجھن است پشانیچہ دریای عمیق۔ تمام بول غایت پلیدیکہ الفتدیچ پلید نشود۔ اگر از دریا ہزار نالہ جو بر آید، آب کم نگرود و اگر ہزار نالہ آب جو افتد، ہمہ دریا شود۔ شریعت دروازہ اول است، طریقت دروازہ دوم است و حقیقت دروازہ سوم و معرفت دروازہ چہارم است و عشق مقام خانہء محبت یگانہ است و ہر کہ در مقام شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت برود در بان بیگانہ است از حق۔ تا در محبت محو نشود، محرم اسرار نگرود۔ معلوم شد کہ اہل مقامات شیخ مخدوم محروم اند۔

### بیت

ترا شرمندگی از حق بدوری پریشان دل نیابد حق حضوری  
 و دل نیز دو قسم است۔ یکی اہل قلب، دوم اہل سلب۔ قلب پر نور ذکر اللہ تعالیٰ بہ ذکر اللہ  
 تعالیٰ دل زندگی است۔ مردہ دل (اہل ا) سلب بی ذکر اللہ تعالیٰ در ہر دو جہان خجل رو سیاہ  
 شرمندگی است۔ کسی را کہ ذکر قلب جاری آشکارا، حجاب اللہ اکبر پارہ پارہ۔ ذاکر القلب دائم  
 السہو بر سر عرش فوق۔ در مشاہدہ ذوق نہ سرگردان قرقر ہیچون غوک۔

### بیت باہو

ترا شرمندگی زین ذکر باید کہ دم بستن نہ حب ذکر شاید  
 ذاکر آن را گویند کہ ذکر بر او موکل گردد۔ شب و روز بی قرار بی آرام۔ ذکر فکر بروی حرام۔  
 اہل صبر و شکر شاکر و ذاکر بی حضور است با خطرات۔  
 قال علیہ السلام: لَا صَلَاةَ إِلَّا بِحُضُورِ الْقَلْبِ (۲)

### بیت

چون معدہ بود خالی از ہر طعام در آن وقت معراج باشد تمام  
 این نیز کار خام است کہ صبر و شکر کار بیوہ زنان است۔ زنی را کہ شوہر مردہ باشد۔ زنان دیگر  
 باوی بگویند کہ گریہ مکن صبر شکر باید کہ خدای تعالیٰ حی و قیوم است مردہ نیست۔ صبر و شکر  
 انیست کہ از دنیا و (اہل دنیا ۳) و حب دنیا صابر شود، شکر کند کہ الحمد للہ مرا حق تعالیٰ نقر

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۱۳، ۲۔ کیمیائے سعادت از امام غزالی، ص ۳۔ عین الفقر

مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۱۵

اور مقام عشق و محبت غرق فنا فی اللہ ایسا ہے جیسا کہ ایک گہرا دریا ہو کہ جس میں تمام بول و براز اور ناپاک جو کچھ بھی گر جائے، وہ پلید نہیں ہوتا۔ اگر اس دریا سے ہزاروں ندی نالے نکال دیئے جائیں تو اس میں کچھ کمی نہیں ہوتی اور اگر ہزاروں ندی نالے اس میں آئیں، تو وہ سب دریا ہو جائیں گے۔

شریعت (فکر کا) پہلا دروازہ ہے۔ طریقت دوسرا دروازہ ہے۔ اور حقیقت تیسرا دروازہ ہے اور معرفت چوتھا دروازہ ہے۔ اور عشق مقام خانہء محبت یگانگی ہے۔ اور اگرچہ کوئی شخص مقام شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت پر پہنچ جائے، لیکن پھر بھی وہ ایسا دربان ہے جو در حق سے بیگانہ ہے تا وقتیکہ محبت الہی میں غرق ہو کر محرم اسرار الہی نہ ہو جائے۔ (پس) معلوم ہوا کہ اہل مقامات شیخ و مخدوم (ابھی اس مقام سے) محروم ہیں۔

### بیت

تجھے حق کی جدائی سے شرمندگی حاصل ہونی چاہئے۔ کیونکہ پریشان دل حضوری کا حق حاصل نہیں کر سکتا۔

اور دل کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک دل اہل قلب۔ دوسرا دل اہل سلب۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے قلب پر نور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی زندہ دل کہلاتا ہے۔ اور دل اہل سلب وہ ہوتا ہے، جس سے ذکر اللہ تعالیٰ چھن چکا ہو، وہ دل مردہ کہلاتا ہے۔ اور دونوں جہانوں میں اس کو شرمندگی و رو سیاہی حاصل ہوتی ہے۔ اور جس شخص کا قلب کھلم کھلا جاری ہو جاتا ہے۔ حجاب اللہ اکبر اس کے سامنے پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اور (بے حجاب ہو کر) وہ ذاکر صاحب قلب دائم البسیور ہو جاتا ہے۔ اور اس کی سیر عرش کے اوپر ہوتی ہے۔ وہ (شب و روز) مشاہدہ و ذوق میں رہتا ہے نہ یہ کہ سرگرداں و پریشان رہے اور مینڈک کی طرح ٹرایا کرے۔ اور لوگوں کے کان پھاڑا کرے۔

### بیت باہو

ایسے ذکر سے جو تو کر رہا ہے، شرمندہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ جب ذکر کا تقاضا یہ ہے کہ تو دم بھر بھی چپ نہ رہے۔ ذاکر اس کو کہتے ہیں کہ ذکر اس پر موقوف ہو جائے۔ اور ذکر و فکر اسے بے قرار و بے آرام کر دے۔ اور بے قراری کی وجہ سے ذکر و فکر اس پر حرام ہو جائے۔ (اسی لئے اکثر) اہل صبر و شکر و شاکر و ذاکر بے حضور ہوتے ہیں اور ان کے دل میں کئی طرح کے خطرات پیدا ہوتے ہیں۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے: ”حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی“۔

### بیت

جب (طالب کا) معدہ ہر قسم کے کھانے سے خالی ہو، تو اس وقت پوری معراج (فکر) حاصل ہوا کرتی ہے۔

اس طرح کا ذکر بھی بے واصلان حق کے نزدیک بے حضور خام لوگوں کا کام ہے۔ کیونکہ صبر و شکر کرنا بیوہ عورتوں کا کام ہے۔ جس عورت کا شوہر مر جاتا ہے۔ دوسری عورتیں اس کو کہتی ہیں کہ گریہ نہ کرو، صبر و شکر کرنا چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہے۔ وہ تو نہیں مرا۔ (اس طرح کا صبر و شکر، صبر و شکر نہیں کہلاتا) صبر و شکر یہ ہے کہ فقیر دنیا، اہل دنیا اور حب دنیا سے صابر و شاکر ہوا کرے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے وہ فقر عطا کیا ہے، جو کہ

و اد که فقر و رثه پیغمبران است -

قوله 'تعالی: اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ط (۱)

قوله 'تعالی: اَعْمَلُوا اِلٰی دَاوُدْ شُكْرًا وَاَوْقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِی الشّٰكِرِیْنَ ط (۲)

پس ببین بر فقر چه چکس شکر شاکر نیست مگر ذاکر حقیقی و وصابر تحقیقی ' دنیا و چیزیکه نعمت در دنیا است - این نه نعمت این نعمت همه تلخ گردد روز قیامت -

قوله 'تعالی: کُلُوا وَاَشْرَبُوا وَاَلَّا تُسْرِفُوا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ط (۳)

این آیت نیز در باب وجودیه است -

### بیت

عشق فقرش نه راه دانش و پند هر که در عشق تام دانشمند  
گرچه رسوا ملامتش حاصل علم آنت کند بحق و اصل  
این همه جهل است آنچه میخوانی عز (۴) دنیا بجاه نادانی

### بیت باهو

دلش پوشی به است گرچه نمد بمنشینی دوام یار صد  
قال علیه السلام: جَعَلْتُ فِی النَّفْسِ طَرِیْقَتَهُ الزَّاهِدِیْنَ وَجَعَلْتُ فِی الْقَلْبِ طَرِیْقَتَهُ الرَّٰغِبِیْنَ  
وَجَعَلْتُ فِی الرُّوْحِ طَرِیْقَتَهُ الْعٰرِفِیْنَ ط (۵)

### بیت

باهو می نماید پرده نفس و هوای  
چون در آید در ذلم ذکر خدای

۱- سوره البقره ۲: ۱۵۳ - سوره سبأ ۳۴: ۳۳ - سوره اعراف ۷: ۳۱

۲- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی ص ۱۱۶: عز و دنیا ۵ - حدیث -

پنجمیوں کی میراث ہے۔ (ایسے صابروں کے لئے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“ (اور ایسے شکر گزار بندوں کی پیروی کا) باری تعالیٰ نے حکم دیا ہے: ”اے آل داؤد! شکر کرو اور یقیناً“ میرے بندوں میں بہت کم شکر کرنے والے ہیں۔“

پس (اے طالب!) دیکھ! فقر پر کوئی آدمی صابر و شاکر نہیں ہو سکتا، جب تک وہ سچا ذاکر اور حقیقی صابر نہ بن جائے۔ ایسے فقیر کے نزدیک دنیا اور اس کے اندر جو نعمتیں موجود ہیں، سب ہیچ ہیں (بلکہ یہ سب نعمتیں اس کے نزدیک زحمت ہیں) دنیا کی یہ سب نعمتیں قیامت کے روز تلخ معلوم ہوں گی۔ اسی لئے ارشاد خداوندی ہے: ”کھاؤ اور پیو اور بیجا اسراف نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔“

یہ آیت (حکم الہی) بھی وجوب پر شاہد ہے۔

### بیت

عشق خداوندی میں فقر کی ضرورت ہے، اس کے لئے عقل و دانش کی چنداں ضرورت نہیں۔ جو شخص کہ عشق حقیقی میں کامل ہے، وہی (بڑا) دانشمند ہے۔ اگرچہ اس کو رسوائی اور ملامت حاصل ہو۔ (مگر) علم وہی ہے جو بحق واصل کرے۔ (اور) اس کا نام علم نہیں ہے جو تو پڑھ رہا ہے، یہ سب علوم جہالت پر وال ہیں۔ اور جو ناداں لوگ اس سے عزت دنیا و جاہ حاصل کرتے ہیں، وہ سب ناداں ہیں۔

### بیت باھو

(ان پڑھے لکھے نادان لوگوں سے تو) فقیر کی دلق پوشی بہتر ہے، اگرچہ اس نے ٹاٹ کی گدڑی پہن رکھی ہو، کیونکہ وہ ہمیشہ خداوند بے نیاز کا ہم نشین رہتا ہے۔ حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے: ”(انسان کے) نفس میں زہد و تقویٰ رکھنے والوں کی راہ رکھی گئی ہے اور (اسی طرح) قلب میں رغبت و محبت رکھنے والوں کی اور (ایسی ہی) روح میں عارفین کامل کی راہ ہے۔“

### بیت

اے باھو! نفس و خواہش کا پرودہ درمیان میں نہیں رہتا ہے، جب دل میں ذکر خدا جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ (پس طالب مولیٰ کو چاہئے کہ وہ ہر وقت نفس کا محاسبہ کرتا رہے)



## باب پنجم

### ذکر علماء و فقراء و ذکر اللہ اولی و اعز و اجل و اتم و اکبر

علماء آنست که وارث الانبیاء و آثار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم دارد و امین خدا باشد۔ طالب علم چه معنی دارد یعنی طاعت طلب۔ عالم چه معنی دارد و بعضی از عام بر آید خاص شود۔ فاضل چه معنی دارد که فیض او عام باشد۔ چنانچه فیض آب دریا۔ دانشمند چه معنی دارد۔ دعوی مدعی با نفس خویش محاسبہ۔ این همه کارها علماء عامل فقیر کامل درویش و علم دو قسم است۔ علم رحمانی از برای ترک دنیا و اہل طاعت و علم شیطانی: حب دنیا، حرص، حسد، کبر، اہل بدعت۔ طالب مولیٰ چه معنی دارد؟ یعنی طواف کنندہ دل اہل ہدایت۔ صدق بقلم چنانچه حضرت ابابکر صدیقؓ و صاحب عدل چنانچه حضرت عمر خطابؓ و صاحب حیاء چنانچه حضرت عثمانؓ و صاحب غزای چنانچه حضرت علیؓ و صاحب رضا چنانچه سرتاج انبیاء و اصفیاء خاتم المرسلین، امین، رسول رب العالمین، صاحب الشریعت و السر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم است کہ طالب مولیٰ مذکور۔

قوله، تعالیٰ: وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٌ (۱)

علم با عمل یا رباید نہ علم حامل بار۔

قال علیہ السلام: الْعِلْمُ نَكْتَةٌ وَكَثْرَتُهَا لِلْجَهَالِ (۲)

کسیکہ بر علم عمل نکند علم برو وبال۔

قال علیہ السلام: الْعُلَمَاءُ وَارِثُ الْأَنْبِيَاءِ (۳)

علماء وارث الانبیاء آنست کہ بمتابعت انبیاء باشد کہ دروی فسق و فجور و دروغ، حسد، کبر، حرص، نبود۔ آنچه بود ہمہ حق بود و راستی رہنما۔

۱- سوره المجادلہ، ۵۸: ۱۱، ۲- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۲: للعمل: نقل از

مرغوب تبریزی، ۳- عین العلم از ملا علی قاری

## باب پنجم

### علماء و فقراء کا بیان اور کیفیت ذکر خدائے عزوجل

علماء وہ ہوتے ہیں جو کہ وارث انبیاء ہوں اور جن کی پیشانی پر آثار اتباع محمد رسول اللہ کے ہوں۔ اور وہ امین خدا ہوں۔ طالب علم کے کیا معنی ہیں؟ یعنی طالب وہ ہوتا ہے جو علم کی اطاعت کرے۔ عالم کے کیا معنی ہیں؟ عالم کے یہ معنی ہیں کہ عالم بعض عام لوگوں سے نکل کر خاص بنا ہوا ہو۔ فاضل کے کیا معنی ہیں؟ فاضل وہ ہوتا ہے جس کا فیض عام ہو جیسے کے دریا کے پانی کا فیض۔ دانشمند کے کیا معنی ہیں؟ دانشمند وہ ہے جو اپنے نفس پر دعویٰ بنا رہے اور اس پر (ہمیشہ) محاسبہ کرتا رہے۔ یہ تمام کام علمائے عامل اور کامل درویش فقیر کے ہیں۔

علم کی (بھی) دو قسمیں ہیں۔ علم رحمانی اور علم شیطانی۔ علم رحمانی کے لئے یہ امر لازمی ہے کہ وہ ترک دنیا اور اہل طاعت ہو۔ اور علم شیطانی سے حب دنیا، حرص، حسد، کبر و غرور اور بدعت حاصل ہوتی ہے۔ طالب مولیٰ کے کیا معنی ہیں؟ یعنی وہ اہل ہدایت کے دل کا (ہمیشہ) صدق دل سے طواف کرتا رہتا ہے۔ جیسے حضرت ابو بکر صدیقؓ و صاحب عدل حضرت عمر خطابؓ، صاحب حیاء حضرت عثمانؓ اور صاحب غزا حضرت علیؓ اور صاحب رضا جیسے کہ سر تاج انبیاء و اصفیاء خاتم المرسلین، امین، رسول رب العالمین، صاحب السر و الشریعت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور یہ کہ طالب مولیٰ مذکور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے، ان کے بڑے درجات ہیں“۔ کی یہی شان ہے۔ علم عمل کے ساتھ ہی فائدہ مند ہوتا ہے اور وہ علم نہ ہو جو محض بار خرو۔

### حدیث

علم نکات میں سے ایک نکتہ ہے، اور اس کی کثرت جاہلوں کے لئے ہے۔  
جو شخص کہ علم پر عمل نہیں کرتا، علم اس کے لئے وبال جان ہوتا ہے۔  
دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے: ”علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں“۔

علمائے وارث الانبیاء وہی ہوتے ہیں جو انبیائے کرام کی پیروی کرتے ہوں اور جن میں فسق و فجور، جھوٹ، حسد، کبر و غرور اور حرص نہ ہو۔ ان کا ظاہر و باطن حق کا نمونہ اور راستی کا راہنما ہو۔

قال عليه السلام: لو لا حسد في العلماء لصاروا بمنزلة الأنبياء (۱)

یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب فرمود اگر در علماء حسد نبودی بمرتبه انبیاء (۲) رسیدندی۔ علماء آنست کہ سه طلاق بدنیادهد۔ دوم سنت کلان محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجا آرد۔ خانہ تصرف براه خدای تعالیٰ کند۔ سیوم خلق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی طمع و بی ریا کند۔ طالب طاعت خدا پرست اہل ترس۔ چندانکہ علم زیادہ خواند، عمل و طاعت زیادہ کند۔ ہر کرا عمل و طاعت و ترس زیادہ نشود۔ پس معلوم است (۳) کہ آن را جہل زیادہ باشد۔ علم دانستن است۔ ہر کہ نادان است، خانہء جہل پر معصیت گردد۔ در میان علماء و فقراء چه فرق است۔ ہر کہ فقراء است علماء است۔ ہر کہ علماء است ہمون اولیاء است۔ ہر کہ اولیاء است پیوستہ با خدا است۔ علماء طالب علم و فقراء طالب مولیٰ۔ علماء را نظر بر سطور، ورق، حروف است و فقیر صاحب معرفت را نظر بر معروف است۔ علماء میگویند کہ مسئلہء علم یاد گیر۔ فقیر میگوید کہ اذ کرو واللہ ذکرا کثیرا (۴) پرہیز از علم ترک گیر۔ علماء بجهت روزی معاش زر سیم را انتظار است۔ فقیر از دنیا و اہل دنیا بیزار است۔ علماء میگویند کہ دست اہل دنیا گیر کہ مرد صالح نیک نام است۔ فقیر میگوید کہ دست اہل دنیا گرفتن مطلق حرام است۔

### حدیث

الدُّنْيَا جِيفَتَةٌ وَطَالِبُهَا كَلَابٌ (۵)

دنیا سے فرقہ است۔ اہل دنیا، اہل علماء و اہل فقراء۔ چون علی الصباح می شود، مؤذن بانگ می گوید گوی صورت اسرافیل دمید و روز حشر پیدا شد۔ اہل دنیا را جانب آتش دوزخ کشند۔ چنانچہ حرص ہوای نفسانی و معصیت شیطانی و اہل علم را جانب بہشت کشند۔ چنانچہ علم مسائل فقہ و اہل فقر را جانب دیدار استاودہ کنند۔ چنانچہ ذکر فکر و حدانیت غرق۔ مصرع: چو میرد بتلا میرد، چو خیزد بتلا خیزد۔

۱- حدیث ۲- عین الفقر، جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲: شہداء ۳- ایضا، ص ۳: می شود ۴- سورہ الاحزاب، ۳۳: ۵- عین العلم شرح زین الحلیم از ملا علی قاری

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”اگر علماء میں حسد نہ ہوتا تو وہ بمنزلہ انبیاء کے ہوتے۔“

(پس) علماء وہی ہیں جو دنیا کو تین طلاق دے دیں۔ دوسرے سنت نبویؐ کو پوری طرح بجا لائیں۔ اور گھر بار راہ خدا میں صرف کر دیں۔ اور تیسرے خلق محمدیؐ کی تقلید بے طمع اور بے ریا کریں۔ (کیونکہ) طالب اللہ حق پرست اور خدا ترس ہوتا ہے۔ جس قدر اس کا علم بڑھتا ہے تو اسی قدر اس کے عمل اور اطاعت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور جس شخص کا عمل اور اطاعت اور خوف الہی زیادہ نہ ہو تو پس اس میں جان لیں کہ جمالت زیادہ ہو گئی ہے۔ علم جاننے کا نام ہے۔ اور جو کوئی نادان (اور جاہل) ہے، تو اس کا خانہء جمالت معصیت سے پر ہوتا ہے۔ علماء اور فقراء میں کیا فرق ہے؟ جو شخص کہ فقیر ہے، وہ عالم بھی ہے۔ اور جو کوئی عالم ہے وہی ولی بھی ہے۔ اور جو کوئی ولی ہے، وہ ہمیشہ واصل خدا ہوتا ہے۔ عالم طالب علم ہے اور فقیر طالب مولیٰ ہے۔ علماء کی نظر حروف و سطور و اوراق پر ہوتی ہے۔ اور صاحب معرفت فقیر کی نظر نور الہی پر ہوتی ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ مسائل علم (فقہ) یاد کرو۔ فقیر کہتا ہے کہ اللہ کا ذکر زیادہ سے زیادہ کرو اور (ظاہری) علم سے پرہیز کرو اور اسے ترک کرو۔ علماء کو روزی و معاش کے لئے زر و سیم کا انتظار رہتا ہے۔ جبکہ فقیر دنیا اور اہل دنیا سے بیزار ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ اہل دنیا کا ہاتھ پکڑو، کیونکہ (دنیا میں) مرد صالح سے مدد لینا نیک نامی ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ اہل دنیا کا ہاتھ پکڑنا مطلق حرام ہے۔

### حدیث

”دنیا ناپاک ہے اور اس کا طالب کتا ہے۔“

دنیا میں تین فرقے ہیں۔ اہل دنیا، اہل علم اور اہل فقر۔ جب صبح ہوتی ہے۔ مؤذن اذان دیتا ہے گویا کہ اسرافیل علیہ السلام نے صور پھونکا۔ اور روز حشر قائم ہو گیا۔ اہل دنیا کو (فرشتے) آتش دوزخ کی طرف کھینچ کر لے جا رہے ہیں۔ چونکہ وہ حرص و ہوا اور خواہشات نفسانی اور معصیت شیطانی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور علماء کو گویا بہشت کی طرف لے جا رہے ہیں، چونکہ وہ مسائل علم فقہ میں محو رہتے ہیں۔ اور فقراء کو دیدار (خداوندی) کے لئے کھڑا کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ذکر و فکر اور غرق وحدانیت ہوتے ہیں۔

### مصرع

جب کوئی مرد مرتا ہے تو وہ (کسی بیماری میں) مبتلا ہو کر مرتا ہے۔ اور جب (وہ قیامت کے روز) اٹھے گا تو (خدا کے سامنے جواب دہی کے فکر میں ہی) مبتلا اٹھے گا۔

علماء اہل شعور اند و صاحب فہم و فقراء اہل حضور اند و صاحب وہم۔ دل صاحب شعور از نظر خدا محروم است کہ شب و روز بخواندن و نوشتن مرقوم است و دل صاحب حضور بنظر اللہ منظور است۔ دل نظر منظور را چہ نشان است۔ دل پر درد صاحب حضور۔ مراد او موت سلیم۔ با حلم حلیم۔ شکستہ خاطر بر صراط المستقیم اشتغال اللہ غرق بتوحید رب قدیم۔ بیزار از کار ناشایستہ شیطان اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط  
 اول قسم بسم اللہ۔ دوم قسم الرحمن۔ سوم قسم الرحیم۔ بسم اللہ بر دل مذکور بودہ باشد۔ الرحمن بر دل مومن و منافق و کافر رزق نصیب۔ الرحیم نصیب دل مومن مسلم است۔ علماء می گویند کہ علم بسیار بخوان بمنشمن بادشاہ قاضی باشی۔ فقیر میگوید کہ راہ توکل بگیر و با خدا باش راضی۔ علماء میگویند کہ علم نحو و صرف بخوان کہ خوب است علم اصول۔ فقیری گوید کہ فغانی اللہ غرق شو۔ علم را نسیان بکن ای مجہول۔ علماء میگویند کہ بی علم مرد همچون ابو جہل است۔ فقیر میگوید کہ علم یک حرف است۔ علم لدنی خواندن نہ سهل است۔

قوله تعالى: وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ط (۱)

علماء را میخ دنیا بدل زده اند و فقراء میخ دنیا بگل زده اند۔ علماء اہل دانش صاحب شعور است۔ فقیر عاشق دیوانہ بحق حضور است۔ فقیر با ذکر فکر اشتغال اللہ در وحدانیت مستغرق در علم باطنی صاحب علوم است۔ علماء از فکر اشتغال از علم نعمت معرفت باطنی محروم است۔ فقیر خادم و علماء مخدوم۔ علماء صاحب نصیحی (۲) است و فقراء صاحب مسیحی است۔ مسیحی زندگی از مردہ قبر است۔ فقیر را زندگی قلب از حق تعالی ذکر اللہ خبر است۔ حیات مسیحی یک روز یا یک پاس بود و ذکر و زندگی قلب ذکر اللہ فقراء پاس انفاس باللہ تا ابد است قم باذن اللہ۔

قوله تعالى: الْحَمْدُ لِلَّهِ ط اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ط اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ط (۳)

۱- سورة کف ۱۸: ۶۵-۲- عین الفقر جلد دوم، ص ۳۴۳- سورة الزمر ۳۹: ۳۰-۲۹

علماء اہل شعور اور صاحب فہم ہوتے ہیں۔ اور فقراء اہل حضور و وہم ہوتے ہیں۔ اور صاحب شعور کا دل نظر خدا سے محروم ہوتا ہے، کیونکہ وہ رات دن لکھنے اور پڑھنے میں مصروف رہتا ہے۔ اور صاحب حضور کا دل اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہوتا ہے۔ دل نظر منظور کی کیا نشانی ہے؟ اس کی نشانی یہ ہے کہ دل پر درد و اہل حضور ہوتا ہے۔ اور اس کی مراد موت سلیم ہوتی ہے۔ وہ صاحب حلیم اور شکستہ خاطر اور صراط مستقیم پر قائم اور اللہ تعالیٰ کے ذکر و اشغال میں مصروف اور رب قدیم کی توحید میں غرق رہتا ہے اور شیطانی ناشائستہ کاموں سے بیزار رہتا ہے۔ وہ اللہ کے نام سے جو رحمن ہے اور رحیم ہے ہر کام کا آغاز کرتا ہے اور شیطان لعین کی مذموم چالوں سے بچنے کے لئے ہر وقت اللہ سے پناہ مانگتا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصہ بسم اللہ ہے۔ دوسرا حصہ الرحمن ہے اور تیسرا حصہ الرحیم ہے۔

بسم اللہ کا اسم دل پر مذکور ہوا ہے۔ الرحمن دل مومن پر دال ہے اور منافقوں اور کافروں کو اس سے رزق نصیب ہوتا ہے۔ اسم الرحیم مسلم مومن دلوں کے لئے (روز قیامت) نجات کا ذریعہ بنے گا۔ علماء کہتے ہیں کہ علم خوب پڑھو اور سلاطین و قضاة کے مصاحب بنو۔ اور فقیر کہتا ہے کہ راہ توکل اختیار کرو اور خدای تعالیٰ سے راضی رہو۔ علماء کہتے ہیں کہ علم صرف و نحو پڑھو، چونکہ یہ خوب اصولی علم ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ اے فضول شخص! علم (ظاہری) کو بھول جا۔ علماء کہتے ہیں کہ بے علم آدمی ابو جہل کی طرح ہوتا ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ علم (بظاہر تو) ایک حرف ہے، (لیکن) علم لدنی پڑھنا آسان نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اور اسے (اپنے بندے کو) اپنا علم لدنی عطا کیا۔“

اور علماء دنیا کے دل میں میخ گاڑتے ہیں۔ اور فقراء دنیا کی میخ کو کچھڑ میں گاڑتے (اور اس کو تباہ کرتے) ہیں۔ علماء اہل دانش اور اہل شعور ہوتے ہیں۔ اور فقیر عاشق و دیوانہ اور صاحب حضور ہوتا ہے۔ فقیر ذکر و فکر و اشغال میں رہ کر وحدانیت میں مستغرق رہتا ہے اور علم باطنی میں صاحب علوم ہو جاتا ہے۔ اور علماء اپنے علوم ظاہری میں مشغول رہ کر فکر و اشغال اللہ سے بے نصیب اور علم باطنی کی نعمت سے محروم ہوتے ہیں۔ اور فقراء خادم اور علماء مخدوم ہوتے ہیں۔ علماء اہل نصیحت ہوتے ہیں اور فقراء صاحب مسیحتی ہوتے ہیں۔ مسیحتی ایک قسم کی عارضی زندگی ہوتی ہے، اور اس طاقت سے قبر میں مردوں کو زندہ کیا جاتا ہے۔ اور فقیر کو زندگی قلب ذکر اللہ کے باعث خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔ (اور یہ زندگی ہمیشہ کی ہوتی ہے، چنانچہ قرآن پاک سے ظاہر ہوتی ہے) اور حیات مسیحتی صرف ایک روز یا ایک

ساعت ہوتی ہے۔ اور زندگی جو فقیر کے قلب کو بذریعہ ذکر اللہ پاس انفاس سے ملتی ہے، وہ زندگی ہمیشہ ابد الابد تک رہتی ہے۔ اور فقیر اس کے ذریعے سے مردہ کو بلفظ تم باذن اللہ زندہ کر لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں، مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ بے شک آپ کو بھی انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔“

زیر زمین همه افسوس (۱) است۔ در فقر طلب (۲) مولیٰ همه نیاز (۳) یست و در طلب علم (همه ۴) حرص است۔ فقیر با عشق بی قرار و بی آرام۔ و علم بی معرفت چنانچه نمک بی طعام۔ اہل علم خدا را از چون می شناسد یعنی در علم همه چون چرا است۔ الْعِلْمُ حِجَابُ اللَّهِ الْأَكْبَرُ (۵) واقع است و فقیر خدای تعالیٰ را از بیچگونگی می شناسد یعنی در فقر بی خودی است با خدای تعالیٰ و اللہ تعالیٰ چون بیچگونگی است۔ فقیر صاحب نظر و علماء صاحب مرقوم۔ خادم افضل است از مخدوم۔

قال عليه السلام: سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ وَ خَيْرٌ مِنْهُمْ (۶)

علماء را مرتبه بسیار بزرگ است بالاتر۔ فقیر میگوید که اگر چه بالاتر از سلک سلوک راه تصوف بی خبر۔ علماء را چشم بدنی لذت نعمت و فقیر را چشم بر خوف روز قیامت۔ علماء میگویند که عقلی چه جای خوش بهشت است۔ فقیر میگوید که بجز دیدار مولیٰ همه خوار و زشت است۔ علماء میگویند که فقیر چه احمق است۔ مجنون و دیوانه است۔ فقیر میگوید که علماء از خدا بیگانه اند۔ علماء میگویند که علم خواندن خوب است، منطق معانی۔ فقیر میگوید بجز یاد اللہ تعالیٰ عمر برباد دادن است، و نادانی (علم خواندن) فقیر طالب مولیٰ کرا گویند که مولیٰ چهار حروف است۔ طالب مولیٰ چهار نشان دارد۔ از تاثیر چهار حروف۔ از حروف میم مراد لذت نفس را ندهد محو شود بمعرفت و از حرف واو وحدانیت مستغرق و از حرف لام لایق دیدار۔ قطع علائق دنیا مردار و از حرف ی یاد حق چنانست نه مال یاد نه فرزند نه یادتت بجز دوست۔ و طالب علم کرا گویند علم سه حرف است۔ از حرف عین علائق عقل و از حرف لام لا یسبغ طالب دنیا مدد و معاش۔ از حروف میم میراث خواه پدر۔ بی علم زاهد بی خبر بیزم دوزخ است۔ لیکن ترا علم (باید ۸) با عمل یگانگی۔ علم بی عمل دیوانگی است۔ زاهد بی علم تخم در شور است۔ علم بی زهد مرده در گور است۔ علماء میگویند که علم واردات غیبی فقیر را کجا است۔ فقیر میگوید که استاد مراجع قیوم خدا است۔

۱- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۳: ۱ قوس ۲- ایضا: طالب ۳- ایضا: نیاز  
۳- ایضا ۵- حدیث التشریف ۶- ضیاء القلوب و مرغوب تبریزی ۷- عین الفقر مرتبه محمد نظام  
الدین ملتانی، ص ۳: ۸- ایضا



ویسے تو سب کو زیر زمین جانا ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے (مگر ہر ایک کی موت میں فرق ہے) فقر میں طالب مولیٰ ہمہ تن بے نیاز رہتا ہے۔ اور ظاہری علم کے طالب میں ہمہ تن حرص و ہوا ہے۔ اور عاشق فقیر بے آرام اور بے قرار رہتا ہے۔ اور علم بے معرفت ایسا ہے جیسے طعام بے نمک۔ اور علماء خدا کو چون و چرا سے پہچانتے ہیں، یعنی علم میں سب چون و چرا ہے۔ اسی لئے ”علم ظاہری جناب الہی میں ایک بڑا پردہ ہے“ کہا گیا ہے۔ اور فقیر خداوند تعالیٰ کو بے چونی و بے چگونی سے پہچانتا ہے۔ یعنی فقر میں خدای تعالیٰ کے ساتھ بیخودی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بے چون و بے چگون ہے۔ (اس لئے) فقیر صاحب نظر ہوتا ہے۔ اور عالم صاحب مرقوم (اور بے اختیار) ہوتا ہے۔ خادم (فقیر) مخدوم (عالم) سے افضل ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ”قوم کا خادم اس کا سردار ہوتا ہے۔ اور اس سے بہتر ہوتا ہے۔“

علماء کے مراتب بہت ہیں اور درجہ نہایت بزرگ و بالا ہے۔ لیکن فقیر کہتا ہے اگرچہ بزرگ و ارفع ہے، مگر سلک سلوک اور راہ تصوف سے بے خبر ہے۔ علماء کی آنکھ نعمت ہائی دنیا اور اس کی لذات پر ہے۔ اور فقیر کی آنکھ روز قیامت کے خوف پر ہوتی ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ دیکھو آخرت میں بہشت کیا خوشی کی جگہ ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ بجز دیدار الہی کے جو کچھ ہے سب زشت و خوار ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ فقیر کیا احمق و مجنون اور دیوانہ ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ علماء خدا سے بیگانہ ہیں۔ علماء کہتے ہیں کہ علم منطوق و معانی و حکمت پڑھنا خوب ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ یاد الہی کے سوا علم (ظاہری) پڑھنا نادانی اور عمر کا برباد کرنا ہے۔

فقیر طالب مولیٰ کس کو کہتے ہیں؟ حرف مولیٰ کے چار حرف ہیں۔ اور انہی کی تاثیر سے یہ چار نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں۔

اول حرف میم اور اس سے مراد یہ ہے کہ طالب اپنے نفس کو اس کی خواہشات سے باز رکھے اور معرفت الہی میں محو ہو جائے۔

دوم حرف واو اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ وحدانیت میں غرق رہے۔

سوم حرف لام اور اس سے مراد یہ ہے کہ دنیائے مردار اور اس کی آلائشوں سے قطع تعلق کر لے تاکہ لائق دیدار ہو جائے۔

چہارم حرف ی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یاد حق میں ایسا محو ہو جائے کہ سوائے اپنے دوست حق تعالیٰ کے نہ اسے مال یاد رہے نہ اس کو اولاد یاد رہے اور نہ اس کو اپنے تن کی خبر رہے۔

اور طالب علم کس کو کہتے ہیں؟ علم کے تین حرف ہیں۔

اول (ع)۔ اس سے مراد ہے عقل کی کارستانیاں۔

دوم (ل)۔ اس سے مراد یہ ہے کہ طالب تہیج کی نفی کر دے اور معاش دنیا اور مدد وغیرہ کو اپنا

نصب العین بنالے۔

سوم (م)۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے (مرحوم) باپ کی وراثت کا خواہاں ہو۔

بے خبر اور بے علم زاہد دوزخ کا ایندھن ہے۔ لیکن (اے طالب!) تجھے ایسا علم چاہئے جو کہ

عمل کے ساتھ ہو اور اس سے یگانگی حاصل ہوتی ہے۔ علم بے عمل دیوانگی ہے اور زاہد بے

علم کی مثال ایسی ہے جیسے شور زمین میں بیج بویا ہو۔ اور علم بے زہد کی مثال ایسی ہے جیسے زندہ

کو مردہ سمجھ کر قبر میں دفن کیا ہو۔ علماء کہتے ہیں کہ فقیر کو واردات غیبی کہاں سے حاصل

ہوتے ہیں؟ فقیر کہتا ہے میرا استاد خداوند تعالیٰ ہی و قیوم ہے۔ (ذیل کی حدیث اس پر شاہد

ہے)

قال عليه السلام - ادبني ربي ما ادبني (۱)

پیغمبر صاحب فرمود صلی الله علیه و آله و سلم که مرا تعلیم کرد علم و ادب رب خود - اگر حیات است در علم است و اگر راحت است در معرفت است - اگر شوق و محبت و ذوق است در ذکر است و اگر مشاهده است در مجاهده است - اگر فرحت است در فقر است - اگر اشتیاق مشتاق است در اتفاق است - اگر نور است در علم است - اگر تاریکی و ظلمت است در جهل است - اگر مکرمت است در معرفت است - درویش اهل محبت را هیچ حق حضور حاصل نشود مگر تا آنکه از خلق خلوة و عزلت بگیرد و دوستان را دشمن داند و فرزندان را یتیم اکبر کند - آنگاه بمقام حضور حق تواند رسید - این فقیر با هو میگوید که طالب الله همیشه با خلق به خلق باشد - چنانچه خلق محمدی صلی الله علیه و سلم - اگر در خلوت عزلت ریاضت حق یافتندی ماکیان یافتندی - هر که یافت از صحبت اهل الله یافت که غرق بتوحید گشتند - هر که واصل شد از آدمی شدنه از جن فرشته - راه خدای تعالی از موی باریک تر که فنا فی الله ذات -

قوله 'تعالی: وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلْبِغَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِمَاطِ (۲)

راه فقر پرورد و کمال نه حلوا خوردن در خانه و مادر و خاله که نرم و چرب لقمه نواله بلکه سوختن بسوز شب و روز آه و ناله -

قال عليه السلام: الرَّؤْيَةُ وَوَجْهَ الظَّالِمِ سَوَادُ الْقَلْبِ (۳)

قال عليه السلام: لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفَقْرَاءِ (۴)

۱- علامه تبریزی 'ملا علی قاری' - ادبني ربي فاحسن تاديبني مشکوة شريف ۲ - سورة الاعراف ۷:

۳۰۳ - حدیث - ۴ - حدیث -

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”میری تعلیم و تربیت خود خدا نے کی ہے۔“

اگر زندگی ہے تو وہ علم میں ہے۔ اور اگر راحت ہے تو وہ معرفت میں ہے۔ (پس فقیر کی زندگی بھی علم ہی ہے) اگر شوق و محبت اور ذوق ہے تو وہ ذکر میں ہے اور اگر مشاہدہ حاصل ہوتا ہے تو وہ مجاہدہ سے ہے۔ اور اگر فرحت ہے تو وہ فقر میں ہے۔ اگر کوئی شخص (علم کا) اشتیاق رکھتا ہے اور مشتاق ہے تو اس کی (کامیابی) اتفاق میں ہے۔ اگر نور ہے تو وہ علم میں ہے۔ اور اگر تاریکی و جہالت ہے تو وہ جہالت میں ہے۔ اگر بزرگی ہے تو وہ معرفت الہی میں ہے۔ درویش اہل محبت کو کبھی حضوری کا حق حاصل نہیں ہو سکتا، تاوقتیکہ وہ مخلوق سے خلوت اور عزت اختیار نہ کرے۔ اور اپنے دوستوں کو دشمن نہ جانے اور اپنے فرزندوں کو یتیم اکبر نہ کرے۔ اس وقت تک وہ مقام حضوری حق تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔

یہ فقیر باہو کہتا ہے کہ طالب اللہ ہمیشہ خلقت کے ساتھ (اچھا) برتاؤ رکھے اور خلق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رکھے۔ کیونکہ اگر خلوت و عزت اور ریاضت سے خدای تعالیٰ کو پانا ممکن ہوتا تو انڈوں پر کی مرغیاں اس کی زیادہ مستحق ہوا کرتیں۔ جس کسی کو کچھ حاصل ہوا، اسے اہل اللہ کی صحبت (اور محبت) سے حاصل ہوا۔ چونکہ وہ (ہمیشہ) توحید کے دریا میں مستغرق رہے۔ جو کوئی بھی واصل حق ہوا وہ (نیک) آدمی (ہی صحبت) سے ہوا نہ کہ جن و فرشتہ کی ملاقات سے۔ (یعنی یہ مرتبہ گوشہ نشینی میں اور جن و ملائکہ کی ملاقات سے کبھی حاصل نہیں ہوا) کیونکہ راہ خدای تعالیٰ بال سے زیادہ باریک ہے (اور پہاڑوں سے زیادہ مشکل ہے) یہ مرتبہ حاصل کرنے کے لئے طالب کو فنا فی اللہ ذات ہونا پڑتا ہے۔ اسی لئے کافروں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”کافر جنت میں داخل نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گزرے۔“

پس راہ فقر درد و غم سے پر رہنے کا نام ہے۔ ماں اور خالہ کے گھر میں بیٹھ کر حلوہ کھانے اور نرم و چرب لقمے نوالے اڑانے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ فقیری میں شب و روز دل جلانا پڑتا ہے اور آہ و زاری کرنا پڑتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ”ظالم کی شکل دیکھنا وسعت قلب کا ذریعہ ہے۔“ پھر فرمایا: ”ہر چیز کی کنجی ہوتی ہے اور جنت کی کنجی فقراء کی محبت ہے۔“

چنانچه شیخ واجد کرمائی میگوید که فردا قیامت درویشان را فرمان شود که نزدیک ترازو پل صراط بروید و نظر کنید هر که در دنیا با ایشان چیزی داده و یاری کرده باشد - حق تعالی می فرماید که ما شما را اختیار داده ایم که او شما را از (ترازو) (۱) پل صراط بگذرانید و به بهشت ببرید (۲) - فردای قیامت مروری بیاورند که او را از نماز و روزه و زکوة و حج و جز آن یعنی هر چه طلب بوده کرده باشد - فرشتگان را فرمان شود که برای عذاب این مرد را بدوزخ ببرید - آن مرد التماس کند خداوند! در دین محمدی صلی الله علیه و آله و سلم بسیار عمل صالح کرده ام از کدام عمل بار ابدوزخ می برند - فرمان آید که در دنیا از درویشان روی بگردانیدی - من نیز از تو روی میگردانم - طاعت تو باز با تو می زخم - مروری دیگر بیاورند پر عیب و نقصان - فرمان شود فرشتگان را که آنرا به بهشت ببرند - مرد را تعجب آید و حیرانی پیدا شود که از کجاست که ما را بسوی بهشت برند - فرمان آید که ای فلان! در دنیا ترا چیزی حاصل شدی در محبت درویشان می رفتی و با ایشان خرچ میکردی - از برکت دعای ایشان ترا در بهشت میفرستم که شب و روز در محبت ایشان بودی - رحمتی و نعمتی بالاتر از محبت درویشان نیست یعنی **الْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ** یعنی در خانه فقیر فاقه بسیار است - **الْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ طَيًّا** آنکه فقیر صاحب نظر کیمیا **الْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ طَيًّا** آنکه زر سیم مال همه در راه خدای تعالی تصرف کرده تارک شد - باز دنیا احتیاج ندارد **الْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ طَيًّا** آنکه بر دل اسم الله جمعیت سکونت گرفت - دل غنی گشت - **الْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ طَيًّا** آنکه میل بسوی دنیا و اهل دنیا ندارد و از غیر ما سوی الله طمع ندارد - **الْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ طَيًّا** آنکه زبان او (صاحب ۳) سیف صاحب لفظ باشد - آنچه خواهد خدا کند - **الْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ طَيًّا** آنکه بمرتبه محمدی صلی الله علیه و آله و سلم رسیده باشد - **الْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ طَيًّا** فقیر را باید اگر جاهل باشد علم خواند و اگر عالم است صاحب معرفت شود - آنگاه خدای تعالی را بشناسد و داند - در فقری دو مرتبه است یا علم خوانی قاری یا خدادانی مسمی - جائیکه مقام حی و قیوم نه آنجا رسم رسوم -

۱- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۲۵ - ایضا، ص ۵: و برابر خود به بهشت ببرید

۳- ایضا، ص ۶

جیسا کہ شیخ واجد کرمائی فرماتے ہیں کہ کل قیامت کے روز درویشوں کو حکم ہو گا کہ وہ میزان و پل صراط کے نزدیک جائیں اور جا کر دیکھیں کہ جس شخص نے دنیا میں ان کو کوئی چیز دی ہے اور ان کے ساتھ دوستی کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تم کو اختیار دیا ہے کہ وہ جائیں اور ان کو حساب ترازو اور پل صراط سے بچا کر جنت میں لے جائیں اور ان کو (اپنے پاس برابر) جنت میں جگہ دیں۔

اور کل قیامت کے روز خاص طور پر ایک ایسا شخص بھی لایا جائے گا جس کے اعمال نامہ میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور ان کے سوا اور بہت سی نیکیاں یعنی جو کچھ بھی طلب کیا جائے گا موجود ہوں گی۔ فرشتوں کو حکم ہو گا کہ عذاب کے لئے اس شخص کو دوزخ میں لے جاؤ۔ وہ شخص (اس وقت) التماس کرے گا کہ اے میرے آقا! دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے بہت نیک اعمال کئے ہیں، آخر کس عمل کی پاداش میں مجھے دوزخ میں لے جاتے ہیں۔ حکم ہو گا کہ تو دنیا میں درویشوں سے روگردانی کرتا تھا۔ (آج) میں بھی تجھ سے روگردانی کرتا ہوں۔ اور تیری عبادت تیرے منہ پر واپس مارتا ہوں۔

اس کے بعد دوسرا شخص لایا جائے گا اور وہ گناہ و معصیت سے پر ہو گا۔ فرشتوں کو حکم ہو گا کہ اس کو جنت میں لے جاؤ۔ وہ شخص تعجب کرے گا اور وہ حیران رہے گا اور کہے گا مجھے کون سی نیکی کے بدلے میں جنت لے جا رہے ہیں۔ فرمان ہو گا کہ اے فلاں شخص! دنیا میں تجھے جو کچھ حاصل ہوتا تھا، تو اسے درویشوں کی محبت میں صرف کرتا تھا اور شب و روز تو ان کی محبت میں رہتا تھا اور وہ تجھے دعا دیتے تھے، اسی لئے میں ان کی دعاؤں کی برکت سے تجھے بہشت میں بھیجتا ہوں، کیونکہ ان کی دعائے نعمت اور رحمتی پر ہماری رحمت اور نعمت سبقت رکھتی ہے۔ یعنی فقر کامل اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ یعنی فقیر کے گھر میں فاقہ اور تنگی بہت ہوتی ہے، مگر وہ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتا۔ یا اس کے معنی یہ بھی ہیں۔ کہ وہ صاحب نظر اور کیمیا ہوتا ہے، اس لئے وہ کسی کا دست نگر نہیں۔ یا اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ وہ اپنے تمام زر و مال خدا تعالیٰ کی راہ میں صرف کر کے تارک الدنیا ہوتا ہے۔ پھر وہ دنیا سے کوئی احتیاج نہیں رکھتا۔ اور الفقر لا یتحتاج کے یہ بھی معنی ہیں کہ اس کے دل پر اسم اللہ نے سکونت اختیار کر لی ہے، لہذا اس میں دلجمعی پیدا ہو گئی ہے۔ اور اس کا دل غنی ہو گیا ہے۔ لہذا اس کو اللہ کے بغیر کسی کی حاجت نہیں رہی۔ یا اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ فقیر دنیا اور اہل دنیا کی طرف مطلق میلان و رغبت نہیں رکھتا اور ماسوائے اللہ اور غیر پر حریص ہو کر

اس کا طامع نہیں بنتا۔ لہذا وہ کسی کا محتاج نہیں۔ یا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کی زبان صاحب لفظ اور سیف اللہ ہوتی ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے، خداوند تعالیٰ اسے پورا کر دیتا ہے۔ اس لئے وہ کسی کا حاجتمند نہیں۔ یا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ مرتبہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچا ہوا ہے۔ لہذا وہ اس وجہ سے الْفَقْرُ لَا يَحْتَجُّجُ کا مصداق بنا ہوا ہے۔ (پس) فقیر کو چاہئے اگر وہ جاہل ہے، تو علم پڑھے۔ اور اگر عالم ہے، تو چاہئے کہ معرفت حاصل کرے۔ اس وقت وہ خدای تعالیٰ کو پہچان سکے گا۔ اور جان سکے گا۔ فقیری میں دو مرتبے ہیں۔ اول علم خوانی۔ دوم علم خدا دانی۔ اور جس جگہ پر مقام حی و قیوم آ جاتا ہے، تو اس مقام پر رسم و رسوم کچھ نہیں رہتی۔

اگر غافل هستی ہشیار شو۔ اگر خفته ای بیدار شو۔

قال علیہ السلام: **يَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي** (۱)

قال علیہ السلام: **رَأَيْتُ فِي قَلْبِي دَبِي** (۲)

### بیت باہو

خدا بیدار من چون خوابم خواب اندر خدای کی یا ہم (۳)  
 ہر کرا از علم راہ است آنرا از فقر کلی آگاہ است۔ ہر کرا بر خود نگاہ است، او گمراہ است و ہر  
 کرانہ از علم راہ و نہ از فقر آگاہ، علم براو وبال صد گناہ است۔ فقیر را ہیچ حاصل نشود۔ بجز تزکیہ  
 نفس و تصفیہ قلب و تجلیہ روح۔

قال علیہ السلام: **لِكُلِّ شَيْءٍ مِصْقَلَتُهُ وَمِصْقَلَتُهُ الْقَلْبُ ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى** (۴)

نفس را در وجود آدمی چہار خانہ است۔ اول خانہ زبان، بہر لہو و لغو۔ دوم خانہ دل، بہر  
 خطرات و سوسہ، سیوم خانہ ناف، بہر ہوا و شہوت۔ چہارم خانہ گردول، بہر حرص و حسد و  
 کبر و عجب و ریا و کینہ و بغض۔ این چہار خانہ بہ آتش سوزانند۔ بجز آب ذکر اللہ تعالیٰ ہرگز سرد  
 نشود۔ علماء ازین خانہ بی خبر اند کہ راہ معرفت عشق محبت نورزند۔ حرص، حسد، کبر و رزند۔  
 ہر کہ صاحب نظر است ہمیشہ در مطالعہ لوح ضمیر انور است۔

### ابیات

گر ہمدم برد ما را زیر خاک	جان تن من خوش بگوید ذکر پاک
گر بپوشند از من آن منکر نکیر	خوش بیا ای طالبان زان ذکر گیر
قبر خلوت خوش بہین دی خفته اند	ہمنشین مجلس بشو خود گفتہ اند

۱۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ، ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۶: حدیث  
 دای قلبی دبی۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، ۳۔ ایضاً، ص ۶: خدای من بیدار چون من بخوابم۔  
 خواب اندر خدا کجا یا ہم۔ ۴۔ عوارف المعارف۔



(اے طالب!) اگر تو غافل ہے، تو ہوشیار ہو جا، اور اگر تو خفتہ (سویا ہوا) ہے تو بیدار ہو جا۔  
 (اور ان ذیل کی دو حدیثوں کو اپنا معمول بنالے اور یہ مقام عالی شان حاصل کر لے)۔  
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں، مگر  
 دل جاگتا رہتا ہے۔“

دوسری حدیث میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے رب کو قلبی آنکھ  
 سے کئی مرتبہ دیکھا ہے۔“

### بیت باہو

جب میں سو جاتا ہوں میرا خدا جاگتا ہے۔ تو میں نیند میں (بھلا) خدا کو کیسے پاسکتا ہوں؟ (یعنی  
 جب اللہ تعالیٰ ہر حال میں جاگتا ہے اور میں نیند میں ہوں تو پھر بھلا نیند والا شخص جاگتے ہوئے  
 کو کب مل سکتا ہے؟)

جو شخص کہ علم کی راہ پر ہے، وہ فقر سے کلی طور پر آگاہ ہے۔ اور جو شخص کہ اپنے کبر پر ہے وہ  
 گمراہ ہے۔ اور جو شخص کہ نہ علم کی راہ پر ہو اور نہ علم فقر سے آگاہ ہے، علم اس کے لئے صد  
 گناہ و وبال ہے۔ اور فقیر کو بغیر تزکیہ و نفس، تصفیہ و قلب اور تجلیات روح کے کچھ بھی  
 حاصل نہیں ہوتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”ہر چیز کے لئے صیقل ہوتی ہے اور  
 قلب کی صیقل ذکر اللہ تعالیٰ ہے۔“

انسان کے وجود میں نفس کے چار خانے ہیں۔

خانہ اول۔ زبان، جس میں لہو و لہب پیدا ہوتا ہے۔

خانہ دوم۔ دل، جس پر خطرات و وسوساں ظاہر ہوتے ہیں۔

خانہ سوم۔ ناف، جس میں ہوا و ہوس اور شہوات پیدا ہوتی ہیں۔

خانہ چہارم۔ اطراف دل، جس میں حرص و حسد، کبر و غرور، ریا، کینہ اور بغض و عداوت

وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں۔ ان چاروں خانوں میں چاہئے کہ محبت الہی کی ایسی آگ جلائیں کہ ذکر

اللہ تعالیٰ کے پانی کے سوا اس آگ کو ہرگز کوئی ٹھنڈا نہ کر سکے۔ علمائے ظاہرین ان چاروں

خانوں سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ راہ معرفت عشق و محبت اختیار نہیں کرتے۔ بلکہ

بجائے اس کے حرص و حسد اور کبر و غرور کو اپنا لیتے ہیں۔ مگر جو کوئی کہ صاحب نظر ہے، وہ

ہمیشہ لوح ضمیر کا مطالعہ کرتا رہتا ہے اور انوار تجلیات پر نظر رکھتا ہے۔

## ابیات

جب میں مر جاؤں گا تو مجھے (رشتہ دار) زیر خاک لے جائیں گے، مگر میری جان و تن بہت خوشی سے ذکر پاک کرتی رہے گی۔

جب منکر نکیر مجھ سے پوچھیں گے، تو میں ان طالبان کو خوش آمدید کہتے ہوئے ان کو ذکر پاک پیش کروں گا۔

میرے مزار تنہائی کو مستحسن نظر سے دیکھ (اور کوئی شخص اس کو مردہ تصور نہ کرے) بلکہ دوسرے لوگ (مردہ دل) ہیں جو سوئے ہوئے ہیں (مردہ لیٹے ہوئے ہیں) (اے طالب!) تو (ہمارا) ہمنشین مجلس ہو جا، کیونکہ بزرگوں نے یہی کہا ہوا ہے (کہ نیک آدمیوں کی صحبت اختیار کرو)۔

## بیت باهو

از مرده دل بهتر بود قبر فقیر هر چه داری طلب زان خوشتر بگیر (۱)  
 قال علیه السلام: ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من الدار الی الدار (۲)  
 قال علیه السلام: - الموة جسر یوصل العجیب الی العجیب (۳)

## بیت باهو

مرده تن دل زنده آن باحق حبیب زنده تن دل مرده از حق بی نصیب  
 قوله تعالی: وَمَنْ یُؤْمِنْ بِاللّٰهِ یَهْدِیْهِ لِقَلْبِهِ (۴)

## بیت باهو

این چنین پیغمبر من مصطفیٰ جمله جرمم عفو گردد از الله  
 قوله تعالی: ان تعدبهم فانهم عبادک وان تغفر لهم فانک انت العزیز الحکیم (۵)  
 قوله تعالی: واللّٰه یختص برحمته من یشاء واللّٰه ذو الفضل العظیم (۶)  
 پس درویش فقیر آن بود که وظیفه خود را بدیگری نصیب کند۔ درویش فقیر آن بود هر چه در عام  
 فتوح و جز آن پیدا شود۔ اگر روز آید برای شب یک فلوس نگاه ندارد و اگر شب آید برای روز  
 نگاه ندارد۔ همه در راه خدای عزوجل تصرف کند۔ فقیر درویش صاحب تصرف باید۔  
 حاصلیت حق تعالی در دو چیز است۔ یکی فضیلت۔ چنانچه علم کلیه۔ دوم فضل الله تعالی۔

۱- عین الفقر جلد دوم مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶: هر چه داری حاجتی زان خوش طلب گیر۔ ۲-  
 کتاب برزخ، عین العلم شرح زین العلم ملا علی قاری، شرح الصدور از علامه سیوطی، کتاب الروح  
 از ابن قیم۔ ۳- حدیث ۴- سوره التغابن، ۶۳: ۵- سوره المائده، ۵: ۶- سوره البقره، ۲: ۱۰۵

## بیت باہو

مردہ دل سے ایک فقیر کی قبر (ہزار درجہ) بہتر ہے۔ تو اپنی حاجت جو کچھ رکھتا ہو، اس کے تو سئل سے حاصل کر۔ (سلطان العارفینؒ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جس حاجت کے لئے میرے مزار پر حاضری دے گا، انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہوگی۔ لہذا طالبان کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ مردہ دلوں کی مجلس و ہمنشینی سے اجتناب کریں، چونکہ نہ ان کی مجالس سے کچھ فائدہ ہوتا ہے اور نہ ہی ان کی قبروں سے)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”بے شک اولیاء اللہ مرتے نہیں (اور ہمیشہ زندہ ہوتے ہیں) بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے: ”مردہ تن زندہ دل خدای تعالیٰ سے واصل ہوتا ہے اور زندہ تن مردہ دل خدای تعالیٰ سے بے نصیب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ہدایت کے لئے کھول دیتا ہے۔ (بہر حال جو شخص کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے، خدا اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کے گناہ معاف کرتا ہے)

## بیت باہو

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے میرے رسول ہیں، (مجھے امید ہے) کہ آپ کے طفیل سے خداوند کریم کی طرف سے میرے جملہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے لئے خدای تعالیٰ کی درگاہ میں بروز قیامت کہیں گے: اے پروردگار! ”اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔“ اور دوسری آیت میں ہے: ”اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔“

پس فقیر درویش وہ ہوتا ہے۔ جو اپنے وظیفے (اور روزینے) دوسروں کے بھی اللہ تعالیٰ سے مقرر کروا لیتا ہے۔ بلکہ درویش فقیر وہ ہوتا ہے کہ جو کچھ فتوحات عالم اور دیگر ہدایہ حاصل ہوں، وہ سب کے سب خرچ کر ڈالے۔ اگر دن کو فتوحات حاصل ہوں تو رات تک ایک کوڑی بھی نہ رکھے اور اگر رات کو فتوحات حاصل ہوں تو صبح تک کچھ نہ رکھے۔ تمام اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دے۔ (پس) فقیر درویش کو صاحب تصرف ہونا چاہئے۔ (طالب کو جاننا چاہئے کہ) حصول خدای تعالیٰ دو چیزوں سے ہے۔ اول فضیلت جیسے علم کلی۔ دوم فضل اللہ تعالیٰ۔

چنانچه فقر معرفت۔ پس فضیلت امیدوار فضل اللہ تعالیٰ است۔ عالم محتاج فقیر است و فقیر احتیاج عالم ندارد کہ آن را علم فیض است۔  
 قوله تعالیٰ: وَعَلَّمْنَاهُ مِنَ الدُّنَا عِلْمًا (۱)  
 علم ہنزدیک مرتبہ است نہ بمراوات ذات۔

### ابیات

ما سوی اللہ از دل خود دور کن      دل بوحدة عشق حق پر نور کن  
 مردہ تن دل زندہ گشتہ جان من      پا ز سر ہمہ شد تجلی جان و تن  
 دیدہ دل بہ بود دیدار بین      طرفہ زد جلوہ شود حق الیقین  
 کی شود تحصیل از حق اتصال      تا نگرود یک وجودش در خیال (۲)  
 صد فضیلت جاہلی در قیل و قال      ہر کرا وحدت نباشد حق وصال  
 بشنو! چون بنی کہ اللہ تعالیٰ غنی بی نیاز است و دیگران مفلس عاجز۔ پس ترا شرم نیاید کہ غنی را  
 بگذاری و پیش مفلس عاجز سوال آری۔ ہرچہ طلبی از خدای تعالیٰ بطلب۔ بشنو! چون بنی کہ  
 اللہ تعالیٰ قوی است و دیگران ضعیف۔ پس اللہ تعالیٰ معین است۔ از ضعیف مترس۔

### حدیث

لَا تَتَحَرَّكَ ذَرَّةً إِلَّا بَاذِنَ اللّٰهِ (۳)

فقر درویش با خدای عز و جل یکتا ہمعنان است کہ بود۔ چون فقیر باللہ مشغول و غرق شود  
 (آسمان میگوید کاش کہ من زمین بودی کہ بر من مشغول شدندی و زمین میگوید الحمد للہ حلاوت  
 یافتہم از ذکر اللہ تعالیٰ و چون ہر موی رگ و پوست، مغز، دم، قلب، روح (۳) سر ہر اعضای بندہ  
 ذکر اللہ باسم اللہ بگوید و از ربوبیت حق سبحانہ، و تعالیٰ لَبَّيْكَ عَبْدِي مِيفر ماید آوازی آید۔  
 فرشتگان حسد برند کہ مایان تمام عمر در تسبیح سجود و رکوع بودیم۔ گاہی ما را اللہ تعالیٰ لبیک نہ  
 فرمودہ۔ کاشکی ما ہم عبد بودی۔ پس ای بندہ خود را بشناس تا خاص شوی۔

۱- سورہ کہف، ۱۸: ۶۵، ۲- عین الفقر، جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۷: ہم خیال، ۳-

حدیث، ۳- عین الفقر، جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۸

اور یہ منصب فقر معرفت کو ہے۔ پس یہ فضیلت اس کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے امیدوار ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ (اس لئے) عالم فقیر (کامل) کا محتاج ہوتا ہے اور فقیر کامل عالم کا (ہرگز) محتاج نہیں ہوتا، کیونکہ اس کو یہ علم فیضان الہی سے حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور ہم نے اسے (اپنے بندے کو) اپنے پاس سے علم لدنی عطا کیا۔“  
علم بھی مرتبہ کے نزدیک ہی ہے، مگر یہ مقصود بالذات نہیں ہے۔

### ابیات

ماسوائے اللہ کو تو اپنے دل سے نکال ڈال۔ اور وحدت میں عشق الہی سے دل کو پر نور کر۔  
اے میرے عزیز! میرا تن مردہ اور دل زندہ ہو گیا۔ اور سر سے پاؤں تک میری جان اور جسم  
منور ہو گئے۔

ذیدۂ دل دیدار ہیں سے بہتر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ دم زدن میں حق الیقین سے جلوہ گر ہو جاتا  
ہے۔

حق تعالیٰ سے اسے (ہرگز) اتصال نہیں ہو سکتا، تا وقتیکہ اس کے ایک وجود کا ہم خیال نہ ہو  
جائے۔

ایسے شخص کی سو فیضیائیں بھی محض جہالت اور قیل و قال ہیں، جس کو وحدت حق تعالیٰ میں  
وصال حاصل نہ ہو۔

(اے طالب! غور سے) سن! جب تو دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہے اور سب  
دوسرے (اس کے سوا) عاجز اور مفلس ہیں۔ تو پھر قوی کو چھوڑ کر ضعیف کی طرف رجوع کرتا  
ہے اور غنی کو چھوڑ کر مفلس و عاجز سے مانگتا ہے۔ پس تجھے شرم آنی چاہئے۔ جو کچھ تو طلب  
کرے، اللہ تعالیٰ سے طلب کر۔ پس اللہ تعالیٰ (ہر کام میں) مددگار ہے۔ ضعیف اور مفلسوں  
سے نہ ڈر۔

### حدیث

کوئی ذرہ بھی بدون حکم اللہ تعالیٰ کے نہیں بل سکتا۔

فقیر رویش کو خدائے بزرگ و برتر کی یاد میں اس طرح مشغول ہونا چاہئے، جیسا کہ چاہئے۔  
جب فقیر باللہ اللہ کے ذکر میں مشغول و مستغرق ہوتا ہے تو آسمان کہتا ہے کہ افسوس میں زمین  
ہوتا تو یہ شخص مجھ پر خدای تعالیٰ کی یاد کرتا اور یہ فخر مجھ کو حاصل ہوتا۔ اور زمین کہتی ہے کہ  
اللہ کا شکر ہے کہ میں نے ذکر اللہ کی حلاوت پائی۔ اور اس طرح جب کہ انسان ذکر اللہ کی

حلاوت پائی۔ اور اس طرح جب کہ انسان ذکر اللہ تعالیٰ کا کرتا ہے تو اس کے جسم کا ہر ایک رونگٹا، ہر ایک رگ و ریشہ و پوست و مغز و دم، قلب و روح و سر اور تمام اعضاء اس ذکر سے حلاوت پاتے ہیں اور خود ذاکر بن جاتے ہیں اور پھر ان کو ربوبیت کی طرف سے ایک آواز آتی ہے۔ لَبَّيْكَ عَبْدِي (ہاں میرے بندے!) فرشتے حسد کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم تمام عمر تسبیح و سجد و رکوع میں رہے ہیں، مگر ہمیں کبھی اللہ تعالیٰ نے لبیک کہہ کر سرفراز نہیں فرمایا۔ کاش! ہم بھی انسان ہوتے۔ پس اے بندے! اپنی حقیقت کو پہچان تاکہ تو اس کا خاص بندہ بن جائے۔

## فرو

آسمان سجده کند پیش زمینی که برو یک دو کس یکدو نفس بهر خدا بنشینند چنانچه خون در جان و در رگ و پوست همه اوست بادوست - شرط آنکه دوئی از میان بر خیزد -  
الله بس ماسوی الله هوس -

این فقیر با هو میگوید کیسکه مولی و دیدار مولی را خواهد، فقر را اختیار کند - چنانچه ذکر فکر عشق محبت معرفت - کیسکه بهشت و حور و قصور خواهد، اختیار کند عبادت و ریاضت، زهد، تقوی، صوم، صلوة، تلاوت قرآن مجید، حج، مال زکوة - آنچه بنای اسلام است - کیسکه دوزخ را خواهد آنچه لذت نفسانی و هوای حیوانی و معصیت شیطانی اختیار کند - آنچه در دهن سخن آید بگوید و آنچه پیش آید بخورد - در میان حلال و حرام فرق نکند - اخلاص با کفار دارد - آن فاسق و منافق است -

قال علیه السلام: مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ (۱)

(بشنو! ۲) روزی بایزید بسطامی رحمته الله علیه با حق همراز بود - از حضرت رب العزت آواز رسید که ای بایزید! چندین محنت و مشقت مجاهده و ریاضت که میکنی، مگر عرش می خواهی - بایزید جواب داد - خداوندا! عرش جای روحانیان است - من روحانی نیستم - باز ندا آمد که ای بایزید! مگر کرسی می خواهی؟ بایزید گفت: خداوندا! کرسی جای کروبیان است - من کروبئی نیستم - باز ندا آمد ای بایزید - مگر آسمان میخواهی؟ بایزید جواب داد خداوندا! آسمان جای فرشتگان است من فرشته نیستم - باز ندا آمد که ای بایزید! مگر بهشت میخواهی؟ بایزید جواب داد خداوندا! بهشت جای زاهدان (۳) است من زاهد نیستم - باز ندا آمد که ای بایزید!

۱- حدیث ۲- عین الفقر جلد دوم مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۸، ۳- ایضا: "مومنان و پرہیزگاران



مگر دوزخ میخواهی؟ بایزید "جواب داد خداوند! دوزخ جای منکران است من منکر نیستم باز از لطف و کرم خدا آمد که ای بایزید! مگر مرا میخواهی؟ پس اگر ما را نیایی چه میکنی؟ چون این سخن بایزید بشنید آه کشید سر بسجده نماوه جان بحق دوست سپرد-

### ابیات

خام بوده خام آهی رفت جان عاشقی آن به بود سوزش چنان  
 گر بسوزد جان من اندر ستر جز خدا دیگر نه ای از من خبر  
 گر زند گردن مزین دم بالضرور (۱) سر پوشد سر دهد عاشق حضور  
 باهو! بهره چه خواهی از خدا بهره مزدوری بود طالب رضا

۱- عین الفقر حصه دوم، ص ۹: گر گردن زند تو دم مزین حکمش ضرور

## فرد

اس زمین پر ایک دو آدمی ایک دو پل بھی ذکر خدا کے لئے بیٹھیں، تو آسمان اس زمین کے سامنے سر تعظیم کے لئے جھکاتا ہے۔ پس چاہئے کہ تمام جان اور رگ و پوست میں ہمہ اوست کا خون دوڑ جائے (یعنی اس کی جان، رگ و پوست دوست کے ساتھ ہمہ اوست ہو جائے) اور شرط یہ کہ دوئی کا پردہ درمیان سے اٹھ جائے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہو س۔

یہ فقیر باہو کہتا ہے کہ جس شخص کو مولیٰ اور ویدار مولیٰ کی خواہش ہو تو چاہئے کہ وہ فقر کو اختیار کرے۔ چنانچہ ذکر و فکر اور عشق و محبت میں مشغول ہو کر معرفت الہی حاصل کرے اور جس شخص کو بہشت اور حور و قصور کی خواہش ہو تو عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ، صوم و صلوة، تلاوت قرآن مجید اور حج، مال زکوٰۃ جو کچھ بنائے اسلام ہیں، بجالائے۔ اور جسے دوزخ کی آرزو ہو تو وہ لذات نفسانی و خواہشات حیوانی اور معصیت شیطانی اختیار کرے اور جو منہ میں بات آئے کہے اور جو سامنے آئے۔ کھائے۔ حلال و حرام کے درمیان فرق نہ کرے۔ اور کفار و فجار کے ساتھ خلوص رکھے۔ یہی شخص فاسق اور منافق ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کسی قوم کے ساتھ دوستی رکھے، وہ اسی سے ہو گا۔“ (جیسی انسان کی نیت ہوتی ہے ویسا ہی اس کو اس کا ثمرہ ملتا ہے) (اے طالب! غور سے) سن! ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہمزاتھے (اور راز و نیاز کی باتیں ہو رہی تھیں) یہاں تک کہ رب العزت کی بارگاہ سے آواز پہنچی کہ اے بایزید! کس قدر تم محنت و مشقت اور مجاہدہ و ریاضت کر رہے ہو۔ کیا تمہیں مقام عرش چاہئے؟ بایزید نے جواب دیا۔ اے پروردگار! عرش روحانیوں کی جگہ ہے، میں روحانی نہیں ہوں۔ پھر آواز آئی کہ اے بایزید! شاید تمہیں مقام کرسی چاہئے ہو۔ بایزید نے جواب دیا۔ اے مالک! کرسی کرو بیاں کی جگہ ہے، میں کروبی نہیں ہوں۔ پھر ندا آئی۔ اے بایزید! شاید آسمان چاہتے ہو۔ عرض کی! پروردگار! آسمان فرشتوں کی جگہ ہے۔ میں فرشتہ نہیں ہوں۔ پھر آواز آئی کہ اے بایزید! شاید تم بہشت چاہتے ہو؟ بایزید نے جواب دیا۔ اے خداوند! بہشت زاہدوں (مومنوں اور پرہیزگاروں) کی جگہ ہے۔ میں زاہد (مومن اور پرہیزگار) نہیں ہوں۔ پھر آواز آئی۔ کہ اے بایزید! شاید دوزخ چاہتے ہو۔ بایزید نے جواب دیا۔ اے میرے آقا! دوزخ منکروں کی جگہ ہے۔ میں منکر نہیں ہوں۔ پھر لطف و کرم سے ندا آئی کہ اے بایزید! شاید تو مجھے چاہتا ہے۔ پس اگر ہمیں نہ پاؤ تو کیا کرو؟ جب یہ بات با

یزید نے سنی۔ تو ایک آہ سرد کھینچی اور سر بسجود ہو کر جان بحق دوست سپرد کر دی۔ (یعنی جان دے دی)۔

### ابیات

خام تھے خام کہ ایک آہ سے جان نکل گئی۔ عاشقی یہ ہے کہ جس میں اس قدر سوزش ہو۔ اگر دوزخ کے اندر بھی میری جان جلے تب بھی خدای تعالیٰ کے سوا مجھے اور کچھ خبر نہ ہوگی۔ اگر وہ تیری گردن بھی اڑا دے جب بھی تو دم مت مار، کیونکہ عاشق سردے دیتا ہے، مگر وہ اللہ کے راز کو فاش نہیں کرتا۔

اے باھو! تو خدای تعالیٰ سے کیا نفع چاہتا ہے۔ نفع چاہنا تو مزدوری ہے، تو بس طالب رضا رہ۔ (یعنی مزدوری طلب کرنا تو مزدوروں کا کام ہوتا ہے۔ طالب مولیٰ فقط رضائے الہی کا طالب ہوتا ہے)۔

فقیر فانی اللہ آزا گویند کہ با حق توحید غرق کہ احتیاج اللہ ہم ندارد و احتیاج اللہ تعالیٰ ہر آنکس دارد کہ از خدا جدا باشد۔ باید کہ یکتا و یک وجود شود۔ در میان خدای تعالیٰ و بندہ وسیلہ چیست؟ مرشد از مرشد چہ چیز حاصل شود۔ محبت و از محبت چہ چیز حاصل شود۔ محرمیت سر اسرار و از محرمیت سر اسرار چہ چیز حاصل شود۔ مقام خوف موت و از مقام خوف موت چہ چیز حاصل شود۔ مقام حیرت و از مقام حیرت چہ چیز حاصل شود۔ مقام فنا و از فنا چہ چیز حاصل شود۔ مقام رجا بقا و از مقام رجا بقا چہ چیز حاصل شود۔ مقام مُؤْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا چہ چیز حاصل شود۔ مقام مُؤْتُوْا و از مقام مُؤْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا چہ چیز حاصل شود۔ مقام اِنْ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ ط

فقیر (آن) کہ صاحب رضا، بلکہ خارج از قضا و قدر باشد۔ خوش آمدی مرحبا۔ ترجمہ حدیث نبویؐ (پاری)۔ فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم: آمد نزد من از فرشتگان فرشتہ جبرئیلؑ و گفت: آن فرشتہ کہ میگوید مسلمان۔ شکریت مرخدای را کہ پیدا کرد مرا مسلمان۔ و نیافرید مرا یہودی و میگوید یہودی شکریت مرخدای را کہ بیافرید مرا یہودی و نیافرید مرا نصرانی و میگوید نصرانی شکریت مرخدای را کہ بیافرید مرا نصرانی و نیافرید مرا مجوسی۔ و میگوید مجوسی شکریت مرخدای را کہ بیافرید مرا مجوسی و نیافرید مرا منافق و میگوید منافق شکریت مرخدای را کہ بیافرید مرا منافق و نیافرید مرا شرک آورندہ و میگوید شرک آورندہ شکریت مرخدای را کہ بیافرید مرا شرک آورندہ و نیافرید مرا بیدین و بیدین میگوید کہ شکریت مرخدای را کہ بیافرید مرا بیدین و نیافرید مرا کافر و میگوید کافر شکریت مرخدای را کہ بیافرید مرا کافر و نیافرید مرا سگ و میگوید سگ شکریت مرخدای را کہ بیافرید مرا سگ و نیافرید مرا خوک و میگوید خوک شکریت مرخدای را کہ بیافرید مرا خوک و نیافرید مرا ترک کنندہ نماز۔

نقل است روزی شیخ جلال الدین تبریزیؒ پیش قاضی بدوان کہ اورا نجم الدین سنائی گفتندی میگذشت۔ پرسید کہ قاضی نجم الدین چہ میکند۔ گفتند کہ نماز میگذارد و در نماز است۔ شیخ جلال الدین فرمود کہ قاضی نماز گذاردن میدانند؟ این سخن بسمع قاضی رسید۔ بر فور قاضی پیش شیخ آمد و گفت: این چہ سخن بود کہ گفتی۔ شیخ فرمود: گفته ام زیرا آنچه نماز علماء دیگر است و نماز فقراء دیگر است۔ بسبب آنکہ تا علماء قبلہ را برابر نہ بینند نماز نگذارند و اگر قبلہ غائب شود در دل تخری کنند۔ ہر طرف کہ دل جای دہد همان سمت نماز بگذارند۔ اما فقیر تا آن زمان کہ عرش را برابر خود نہ بیند نماز نگذارند۔ الغرض قاضی باز گشت۔ در خانہ آمد۔ شب را

فقیر فنا فی اللہ اسے کہتے ہیں کہ توحید میں ایسا غرق ہو جائے کہ اللہ کی احتیاج بھی نہ رہے۔ اور احتیاج اللہ ہر اس شخص کو ہوتی ہے جو اللہ سے جدا ہو۔ پس چاہئے کہ یکتا اور یک وجود ہو جائے۔

خداوند تعالیٰ اور بندے کے درمیان کیا چیز وسیلہ ہوتی ہے؟ مرشد وسیلہ ہوتا ہے۔ مرشد سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ محبت حاصل ہوتی ہے اور محبت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ محبت سے محرمیت سرا سر حاصل ہوتا ہے۔ اور محرمیت سرا سر سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ محرمیت سرا سر سے مقام خوف موت حاصل ہوتا ہے۔ اور مقام خوف موت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقام خوف موت سے مقام حیرت حاصل ہوتا ہے۔ اور مقام حیرت سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقام حیرت سے مقام فنا حاصل ہوتا ہے اور مقام فنا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقام فنا سے مقام رجا بقا حاصل ہوتا ہے۔ اور مقام رجا بقا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مقام رجا بقا سے مقام مَوْتُوْا قَبْلَ اَنْتُمْوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) حاصل ہوتا ہے۔ اور مقام مَوْتُوْا قَبْلَ اَنْتُمْوْتُوْا سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ مَوْتُوْا قَبْلَ اَنْتُمْوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) سے مقام اَوْلِیَاءِ اللّٰهِ لَا یَمُوْتُوْنَ (اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں) حاصل ہوتا ہے۔

پس فقیر وہ ہے جو صاحب رضا ہو، بلکہ وہ قضا و قدر (کے دائرہ) سے بھی باہر ہو۔ ایسے فقیر کے لئے مرجبا اور خوش آمدید ہے۔ حدیث نبویؐ کا فارسی میں ترجمہ (اور اب ذیل میں اردو میں ترجمہ کیا جا رہا ہے)۔

جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ جس کا نام جبرئیل ہے میرے پاس آیا اور کہا کہ مسلمان کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا خصوصی شکر ہے کہ مجھے مسلمان پیدا کیا۔ اور یہودی نہیں پیدا کیا۔ یہودی کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا خصوصی شکر گزار ہوں کہ مجھے یہودی پیدا کیا اور عیسائی نہیں پیدا کیا۔ اور عیسائی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی ممنون ہوں کہ مجھے عیسائی پیدا کیا اور مجوسی نہیں پیدا کیا۔ اور مجوسی کہتا ہے کہ خصوصی شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ کا کہ اس نے مجھے مجوسی پیدا کیا اور مجھے منافق پیدا نہیں کیا اور منافق کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بالخصوص شکر ہے کہ مجھے منافق پیدا کیا اور مشرک پیدا نہیں کیا۔ اور مشرک کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا احسان مند ہوں کہ اس نے مجھے مشرک پیدا کیا اور بے دین نہیں پیدا کیا۔ اور بے دین کہتا ہے کہ میں باری تعالیٰ کا خصوصی سپاس گزار ہوں کہ اس نے مجھے بے

دین پیدا کیا اور کافر پیدا نہیں کیا۔ اور کافر کہتا ہے کہ خداوند کریم کا خصوصاً "شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے کافر پیدا کیا اور کتا نہیں پیدا کیا۔ اور کتا کہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کا ہزار بار شکر ہے کہ مجھے کتا پیدا کیا اور سوڑ پیدا نہیں کیا۔ اور سوڑ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہزار بار شکر ہے کہ اس نے مجھے سوڑ پیدا کیا اور بے نماز نہیں پیدا کیا۔

نقل ہے کہ ایک روز شیخ جلال الدین تیریزی رحمۃ اللہ علیہ (ملاقات کے لئے) قاضی بدوان کے مکان پر پہنچے، جنہیں قاضی نجم الدین سنائی بھی کہتے تھے۔ شیخ نے پوچھا کہ قاضی نجم الدین کیا کرتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور (حالت) نماز میں ہیں۔ شیخ جلال الدین نے فرمایا کہ کیا قاضی نجم الدین نماز پڑھنا جانتے ہیں؟ یہ بات قاضی صاحب کے کانوں تک پہنچی۔ اور وہ فوراً "شیخ صاحب کے سامنے آئے اور شیخ صاحب سے کہا کہ یہ کیا بات تھی جو آپ نے کہی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ یہ میں نے کہا ہے۔ اس لئے کہ علماء کی نماز اور ہوتی ہے اور فقراء کی نماز اور ہوتی ہے۔ اس وجہ سے کہ جب تک علماء قبلہ کو برابر نہ دیکھ لیں، نماز نہیں پڑھتے اور اگر انہیں قبلہ نہ معلوم ہو سکے تو وہ تحری (۱) کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور جس طرف ان کا دل شہادت دے اس وقت اسی سمت نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن فقیر کی نماز یہ ہے کہ جب تک عرش کو برابر نہیں دیکھ لیتے، نماز نہیں پڑھتے۔

۱۔ جن صورتوں میں قبلہ نہ معلوم ہو سکے، اس وقت جس طرف دل گواہی دے دے، اس طرف نماز پڑھ لینے کو تحری کہتے ہیں۔ اور اس کی ضرورت اجنبی مقامات میں ہوا کرتی ہے۔ مثلاً "کوئی شخص جنگل میں ہو اور آسمان پر بادل ہوں اور قبلہ نما بھی ہمراہ نہ ہو تو ایسی حالت میں تحری کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔

خواب دید که شیخ جلال الدین بالای عرش مصلا انداخته نمازی گذارد۔ از بیت از خواب بیدار شد۔ بر شیخ آمد و گفت معذورم دار۔ معذرت بسیار کرد که بخشیده باید کرد۔ شیخ فرمود که ای نجم الدین! آنچه دیدی بر عرش مصلی انداخته نماز میخوانم۔ این کمترین درجه درویشان است۔ اما مقام پیشتر ازین است۔ اگر نمودار کنم بر حال نمائی۔ و از بسیاری نور ہلاک شوی۔ درویش چون از درویشان درین مقام نخستین ازین ہفتاد ہزار مقام میرسد۔ ہر روز خمس الاوقات خود را برابر عرش استادہ می بیند با ساکنان عرش نماز میگذارد۔ و چون از آنجا بازی آیند خود را در خانہء کعبہ می بینند۔ چون از آنجا باز میگردند۔ جملگی عالم را در میان دہ (۱) انگشت خودی بینند۔ پس ای درویش! ماجرای نخستین درویش است کہ بدین مرتبہ رسد۔ چون درویش ازین ہفتاد ہزار مقام بگذرد مکان اولامکان گردد۔ واقف بروہج کس نباشد بجز اللہ تعالیٰ۔

### فرو باہو

عاشقان را زہد و تقویٰ خلوتی در کار نیست

کار با غم عشق وحدت بہر منزل می رسد

بجز اللہ تعالیٰ این فقیر باہو میگوید کہ ہمہ مقام شیطان است بجز فانی اللہ حق سبحانہ و تعالیٰ۔ نقل است روزی شیخ جنید بغدادی و شیخ شبلی ہر دو بصرہ از شہر بیرون آمدند۔ وقت نماز در رسید۔ وضو کردہ می خواستند کہ نماز ادا کنند۔ درین بودند کہ یک کس ہیزم کش پشترہ ہیزم از سر بر آورده وضو ساخت۔ در جماعت شیخ رسید۔ شیخ آن را بفرست بشناخت کہ این ہیزم کش اولیاء اللہ بزرگ است۔ پیشوای امام آن را استادہ کردند۔ آن بزرگ در رکوع و سجود بسیار فرصت کرد۔ چون از نماز فارغ گشتند۔ گفتند در نماز رکوع و سجود این چہ دیر بود۔ آن بزرگ جواب داد۔ من تسبیح گفتم۔ چون پیش (جواب ۲) کَبَيْكَ عَبْدِي نَشْنِمْ سررانہ برداشتم۔ معطل ہی بود۔ در نماز یکہ جواب با صواب نیاید۔ پس آن نماز نبود۔ پریشانی دل بود چرا کہ خدای عزوجل حی و قیوم است۔ بت پرستی نیست کہ بت خاک و سنگ مرده را ہچون سجدہ کفار بود۔

قال عليه السلام: لَا صَلَاةَ إِلَّا بِحُضُورِ الْقَلْبِ (۳) واقع شد۔ نماز یکتائی خدا است۔ نہ

۱۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی ص ۱۰: دو انگشت۔ ۲۔ ایضا ص ۱۰

۳۔ کیمیائے سعادت از امام غزالی و مرغوب القلوب تبریزی

الغرض (اتنی بات سنتے ہی) قاضی نجم الدین گھر میں واپس آئے اور سو گئے۔ رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ جلال الدین عرش پر مصلیٰ بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں۔ قاضی نجم الدین خواب کی ہیبت سے بیدار ہو گئے۔ اور شیخ کے پاس آئے اور کہا مجھے معاف کر دیں۔ بہت معذرت کی کہ مجھے معاف کر دیا جائے، میں معذور ہوں۔ شیخ نے فرمایا کہ اے قاضی نجم الدین! تم نے جو مجھے عرش پر مصلیٰ بچھائے نماز پڑھتے دیکھا ہے، یہ مقام درویشوں کے مقامات میں سے ایک کمترین مقام ہے۔ لیکن ان کے مقامات اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اگر میں تم پر ان مراتب کو ظاہر کروں تو تم اپنے حال پر نہ رہو گے۔ اور بہت زیادہ تجلی نور سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ درویش اس مقام اول کے علاوہ درویشوں میں سے ستر ہزار مقامات اور حاصل کرتا ہے۔ اور ہر روز پنج وقتہ اپنے آپ کو عرش کے برابر کھڑا ہوا دیکھتا ہے۔ اور ساکنان عرش کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ اور جب وہاں سے واپس لوٹتا ہے تو اپنے آپ کو خانہ کعبہ میں دیکھتا ہے اور جب وہاں سے واپس لوٹتا ہے تو تمام عالم کو اپنی دس انگلیوں کے درمیان میں دیکھتا ہے۔ پس اے درویش! (یاد رکھ) کہ یہ ماجرا اسی درویش اول کا ہے جو اس مقام کو طے کرے اور جب درویش ان ستر ہزار مقامات سے گزر جاتا ہے تو پھر اس کا مقام لا مکان میں ہوتا ہے اور اس پر کسی کو سوائے اللہ تعالیٰ کے واقفیت نہیں ہو سکتی۔

### فرد

عاشقوں کو زہد و تقویٰ اور خلوت کچھ درکار نہیں ہے۔ عشق وحدت کے غم کے ساتھ واسطہ ہونا چاہئے۔ جو ہر ایک منزل پر پہنچاتا ہے۔

یہ فقیر یا ہو گتا ہے کہ تمام مقامات شیطانی ہیں۔ بجز مقام فتاویٰ اللہ اور حق سبحانہ و تعالیٰ کے۔ نقل ہے کہ ایک روز شیخ جنید بغدادی اور شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہما دونوں شہر سے باہر صحرا کی طرف جا رہے تھے (کہ راستہ میں) نماز کا وقت ہو گیا۔ دونوں صاحبوں نے وضو کر کے نماز کا ارادہ کیا کہ اسی اثناء میں ایک لکڑھارا نے لکڑیوں کا گٹھا اپنے سر سے اتار کر وضو کیا اور ان کے پاس آ گیا۔ انہوں نے پہچان لیا کہ یہ شخص اولیاء اللہ میں سے ہے۔ اور ان دونوں نے ان کو اپنا امام بنایا۔ (اور خود مقتدی بنے) مگر اس بزرگ نے ہر رکوع و سجود میں بہت دیر لگائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو ان دونوں نے اس بزرگ سے پوچھا کہ رکوع و سجود میں اس قدر دیر کیوں ہوئی؟ اس بزرگ نے جواب دیا۔ کہ میں (ہر رکوع و سجود میں) تسبیح پڑھتا تھا۔ اور ہر تسبیح کا جواب جب تک لبتیک عبدی نہ سن لیتا تھا سر نہیں اٹھاتا تھا۔ اس وجہ سے



رکوع و سجود میں دیر ہوتی تھی۔

پس جب نماز میں جواب بصواب نہیں آتا ہے، وہ نماز نہیں ہوتی، بلکہ وہ دل کی پریشانی ہوتی ہے۔ کیونکہ خدائے بزرگ و برتر حی و قیوم ہے اور (نعوذ باللہ) وہ بت اور مردہ نہیں ہے اور اس کی عبادت بت پرستوں اور کفار کی عبادت نہیں کہ انہیں بت کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملتا ہے، کیونکہ بت مردہ ہیں اور خداوند تعالیٰ حی و قیوم ہے۔ جب کوئی اسے پکارتا ہے تو وہ اسے جواب دیتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے۔ ”وہ نماز نماز نہیں، جس میں حضور قلب نہیں۔“ نماز اللہ تعالیٰ کے ساتھ یکجا ہونے کا نام ہے (یعنی کامل یکسوئی اور پوری توجہ سے نماز ادا کرنے کا نام نماز ہے) ورنہ وہ ایک پریشانی اور جدائی ہوتی ہے۔

پریشانی وجدائی۔

این فقیر باہو میگوید کہ اہل نماز را وقت تا وقت لبیک عبدی اندر سجدہ شود و عارف باللہ را ہر دم و ہر ساعت و ہر وقت لبیک عبدی است۔

قولہ تعالیٰ : **فَاذْكُرُونِي اذْكُرْكُمْ** (۱) اگر من یک مرتبہ اللہ بگویم، اللہ بیست مرتبہ بما الہام ندا بخشد : **لَبَّيْكَ عَبْدِي لَبَّيْكَ عَبْدِي**۔ الہام مراتب سہل است۔ مرد را مقام فتانی اللہ غرق توحید باید۔

بیت

نبودہ آدم و حوا نہ موسیٰ نوحؑ فی کویہ طور  
نبودہ انبیاء و اولیاء من عین بودم نور

بیت

ہیچ ہمہ در ہیچ می بودند آن وقتی خدا  
خلوت خوش یافتیم اندر مقام کبریا  
بشنو! خود و خدا در یک خانہ ننگنجد، چنانچہ آتش و آب۔

غزل

خدائی و دیو در یک خانہ آمد چو عاشق دیو شد دیوانہ آمد  
ترا خبرش نہ ای با خود خدائی درونت (۲) کفر خود بیگانہ آمد  
چراغ مقبلان دل گشت روشن کہ ہر یک گرد آن پروانہ آمد  
باہو بیچارہ را با جانان جان است کہ ہر دم بشوق خوش ترانہ آمد  
باہو! فقر حلیت و حقیقت فقر حلیت؟

بیت باہو

حقیقت فقر را از من چہ پرسی فقر را زیر پالہش عرش و کرسی  
در یافتن فقر در درہ چیز است نہ یک طرف و یک طرف۔

ابیات باہو

دہ چیز با ہر آدمی از جان عزیز یک گرسنہ سیر نہ ای باتمیز  
گر شود آن نہ گرسنہ یک بسیر از سیر سرش باز ماند غرق غیر  
گوش و چشم و پاؤ و دست و ہم دہن شکم نفس بد بلا گردن بزن  
باہو شکم پر شیطان سر نفس و ہوا گر خدا خواہی از ہنہا باز آ

۱- سورہ البقرہ ۲: ۱۵۲-۲- عین الفقر جلد دوم، مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۰: درونش

یہ فقیر باہو کہتا ہے کہ اہل نماز کے لئے وقتاً فوقتاً (رکوع و سجود میں خداوند تعالیٰ کی جانب سے لَبَّيْكَ عَبْدِي کا جواب ملتا ہے۔ اور عارف باللہ کے لئے ہر دم ار ہر ساعت اور ہر وقت لَبَّيْكَ عَبْدِي جواب موجود ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”سو تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا“۔ اگر میں ایک بار اللہ کہتا ہوں، تو اللہ تعالیٰ بیس مرتبہ بذریعہ الہام ہمیں ندا دیتا ہے۔ لَبَّيْكَ عَبْدِي لَبَّيْكَ عَبْدِي۔ الہام کے مراتب آسان ہیں، مگر جو ان مرد کو مقام فنا فی اللہ اور توحید الہی میں غرق ہونا چاہئے۔

### بیت

نہ حضرت آدمؑ تھے اور نہ حضرت حواؑ نہ حضرت نوحؑ اور نہ حضرت موسیٰؑ اور نہ کوہ طور تھا۔  
نہ انبیاء اور نہ اولیاء تھے۔ میں (ہی صرف) عین نور تھا۔  
جس وقت کہ خدای تعالیٰ کے نور میں تمام چیزیں ہیچ دریچ تھیں، میں اس وقت مقام کبریا میں  
بہت خوشی کے ساتھ خلوت رکھتا تھا۔  
(اے طالب غور سے) سن! کبر و غرور اور خدا ایک خانہ میں سما نہیں سکتے (یعنی کبر و  
غرور اللہ تعالیٰ کو نہیں بھاتا) جیسے آگ اور پانی۔

### غزل

خدا اور دیو ایک خانہ میں آگئے۔ جب دیو عاشق ہو گیا تو وہ دیوانہ ہو گیا۔  
تجھے اس کی کچھ بھی خبر نہیں ہے۔ خدا تیرے ہمراہ ہے، مگر چونکہ دیو کے باطن میں کفر ہے، اس  
لئے وہ اس سے بیگانہ ہے۔  
نصیبے والوں کے دل کا چراغ روشن رہتا ہے۔ اور ہر گردش میں اس پر نثار ہونے کے لئے پروانہ  
آتا ہے۔

باہو بیچارے کی جان محبوب کے ساتھ ہے۔ کہ وہ ہر دم شوق میں خوش ترانہ رہتا ہے۔  
اے باہو فقر کیا ہے؟ اور فقر کی حقیقت کیا ہے؟

### بیت باہوؑ

تو حقیقت فقر مجھ سے کیا پوچھتا ہے؟ فقیر کے پاؤں کے نیچے عرش و کرسی ہوتا ہے۔  
فقیری دس چیزوں میں ہے۔ نو ایک طرف اور ایک ایک طرف۔

## ابیات باھو

دس چیزیں ہیں جو ہر آدمی کو جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتی ہیں۔ اگر ان میں سے ایک گرسنہ رہی تو اے باتمیز! باقی نو سیر رہتی ہیں۔

اور جب ایک سیر ہوتی ہے، تو نو گرسنہ رہتی ہیں۔ اور وحدت کے اسرار سے باز رہ کر غیر میں غرق رہتی ہیں۔

وہ دس چیزیں کان اور آنکھ اور ہاتھ اور پاؤں اور منہ اور شکم نفس بد ہیں، تو ان کی گردن اڑا دے۔ اے باھو! بھرا ہوا پیٹ شیطان اور نفس و ہوا کا سردار ہے۔ اگر تو خدا کا طالب ہے، تو ان سے باز آ۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لِكُلِّ شَيْءٍ حِيلَةٌ وَحِيلَتُهُا لِلنُّؤُوبِ اسْتَغْفِرُ اللَّهُ (۱)

پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ہر چیز را حیلہ است و حیلہء گناہ استغفر اللہ است۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَنْ اسْتَغْفَرَ بَعْدَ النُّؤُوبِ فَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ (۲)

پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم: ہر کہ استغفار کند بعد از گناہ خدای تعالیٰ اور ابیا مرزوب۔ اہل ظلم را شکم شیطان است و اہل اللہ را شکم شوق است کہ نان این جہان می خوردند و کار آن جہان میکنند۔ همچون شرکہ باری کشد و خار میخورد۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْمَشَاهِدَةُ عَنِ الْمَجَاهِدَةِ (۳)

قَوْلُهُ تَعَالَى: إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا (۴)

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: النَّاسُ صِنْفَانِ عَالِمٌ عَامِلٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ وَسَائِرُ النَّاسِ كَالْبَهْمِجِ (۵)

حَدِيثٌ: كُلُّ الْعَامِلُونَ مَوْتُوا لِلْخَالِصُونَ (۶)

خاص فقیر آنت کہ دائم خوف خدا دارد۔

قَوْلُهُ تَعَالَى: إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ (۷)

اگر بی عمل علم را فضل بودی، ابلیس را بودی کہ ہمراہی راہ ننمودی۔ ہر کہ علم را خواند و در شرک بدعت افتاد۔ او ہمچنان است چنانچہ جن خبیث۔ برو باور نباید داشت کہ شیطان پنجاہ ہزار سال علم آموخت و پنجاہ ہزار سال فرشتگان را علم تحصیل کرد۔

قَوْلُهُ تَعَالَى: أَيْبَى وَاسْتَكْبَرُوا كَانُوا مِنَ الْكَافِرِينَ (۸)

۱- حدیث ۲- حدیث ۳- حدیث ۴- سورۃ النباء ۵۸: ۳۱-۵- حدیث ۶- حدیث

۷- سورہ ملک ۶۷: ۱۲-۸- سورہ البقرہ ۲: ۳۳

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہر چیز کا حیلہ ہوتا ہے۔ اور گناہ کا حیلہ طلب مغفرت ہے۔“

دوسری حدیث میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”گناہ کے بعد جو بخشش مانگتا ہے، خداوند تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔“

اہل ظلم کے لئے شکم شیطان ہے اور اہل اللہ کے لئے شکم شوق ہے کہ یہ لوگ روٹی اس جہان کی کھاتے ہیں اور کام اس جہان کا کرتے ہیں۔ جیسے اونٹ کہ (محنت تو اتنا کرتا ہے اور) بوجھ اٹھاتا ہے، مگر کھاتا کیا ہے کانٹے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مشاہدہ مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ”بے شک پرہیزگاروں کے لئے کامیابی کی جگہ ہے۔“

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک عالم، دوسرے عامل اور تیسرے طالب علم اور یہ تمام عمدہ لوگ ہیں۔

دوسری حدیث میں فرمایا: تمام عامل لوگ مخلص لوگوں کے لئے اپنی جان نثار کر دیتے ہیں۔

(پس) فقیر خاص وہ ہے جو ہمیشہ خوف خدا رکھتا ہے۔ (اور اس فرمان الہی کا مستحق ٹھہرتا ہے)

”جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں، ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔“

اگر بغیر عمل کے علم کو فضیلت حاصل ہوتی، تو شیطان کو حاصل ہوتی کہ وہ (ہرگز) خود نہ گمراہ ہوتا (اور نہ بنی آدم کو گمراہ کرتا) اور جو شخص کہ باوجود اس کے وہ علم پڑھتا ہے اور شرک و

بدعت میں پڑ جاتا ہے۔ وہ (بالکل) ایسا ہی ہے جیسے جن و خبیث۔ ایسے شخص پر (ہرگز) اعتماد نہ

کرنا چاہئے، کیونکہ شیطان نے پچاس ہزار سال تک علم حاصل کیا اور پچاس ہزار سال تک

فرشتوں کو تعلیم دی۔ (آخر اس کا انجام کیا ہوا)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اس نے انکار کیا اور غرور کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔“

اگر در جهل فضل الله بودی، ابو جهل را جهل راه بحق نمودی۔ راه خدای تعالی در جهل و علم نیست۔ در محبت خالصاً<sup>۱</sup> الله است۔ هر کرا توفیق (الهی) (۱) رفیق شود، اهل محبت آنرا گویند که خدای تعالی و رسول خدای تعالی حاضر ناظر دارند۔ اگر خواهی که الله تعالی بر تو خوشنود شود، در اشتغال توحید معرفت محبت با خلاص مع الله باش۔ اگر خواهی که پیغمبر صاحب صلی الله علیه و آله و سلم بر تو خوشنود شود ترک از دنیا بگیر و در متابعت شریعت نبوی صلی الله علیه و آله و سلم بکوش و اگر خواهی که علماء بر تو خوشنود شوند زر سیم بده و خادم شو و در خدمت بکوش و اگر خواهی که فقیر اهل الله بر تو خوشنود شود بصفای دل با و اتحاد بکن که نظر فقراء بر دل است۔ دل بده دل بگیر که دائم الملك است۔ اگر خواهی که بحق حاصل و با خدا و اهل شوم۔ چهار میم جمع بکن۔ اول میم مراد نفس را مده۔ دوم میم مرد میدان مردان مردانه باش۔ سوم میم بتلا مشتاق دیدار باش۔ چهارم میم محرم اسرار باش و نیز دوازده شین بدست آر۔ بجهت فقراء چهار شین۔ بجهت علم چهار شین۔ بجهت اهل دنیا چهار شین۔ چهار شین فقراء اینست۔ اول شین شرم باید کرد از نا فرموده خدای تعالی عز و جل۔ دوم شین شوق شغل الله۔ سیوم شین شب بیداری۔ چهارم شین از شهوة هواء نفس را نگهدارد۔ و چهار شین که اهل علم را پایید (۲) اینست۔ اول شین شرائط دین اسلام بجا آرد۔ دوم شین شریعت نگهدارد۔ سیوم شین شعور دارد۔ چهارم شین شوم طمع را بگذارد۔ چهار شین اهل دنیا اینست۔ اول شین شر شیطان است۔ دوم شین شرم ندارد۔ اهل دنیا بی شرم است۔ سیوم شین شتابی (۳) کار شیطان است۔ چهارم شین شر آتش اهل دنیا حرص است و اهل محبت از گناه و معصیت باز ماند۔ محبت بمقدار دانه خشخاش بهتر است از تمام فضیلت مسائل فقه، پارسائی عبادت هفتاد ساله۔ چرا که آدمی با محبت محرم اسرار الی ربوبیت توحید شود۔ با عبادت علم عاری گردد با کبر۔

قوله تعالی: **وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ إِندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ** (۴) اهل هدایت را با اهل بدعت چه کار۔

۱- عین الفقر جلد دوم مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۲-۲- ایضا ص ۱۲: شاید ۳- ایضا ص ۱۲:

عجلت ۴- سورة البقره ۲: ۱۶۵

اور اگر جہالت میں اللہ کا فضل و کرم شامل ہوتا، تو ابو جہل کو اس کی جہالت راہ حق دکھاتی۔ (پس معلوم ہوا) راہ حق جہالت اور علم میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ خالصاً اللہ کی محبت میں ہے یا اس شخص کے لئے ہے جس کے ساتھ توفیق الہی رفیق بن جائے۔ اہل محبت وہ لوگ ہیں۔ کہ جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر ناظر جانتے ہیں۔ اگر تو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے خوش ہو جائیں، تو تو توحید و محبت میں مشغول ہو، اس کی معرفت حاصل کر اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص رکھ۔ اگر تو چاہتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے راضی ہوں، تو دنیا کو ترک کر دے اور متابعت شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوشاں رہ۔ اور اگر تو چاہتا ہے کہ علماء تجھ سے خوشنود ہوں، تو ان کو زور و سیم دے اور ان کا خادم بن جا (یعنی ان کی خدمت میں پوری کوشش کر) اور اگر تو چاہتا ہے کہ فقیر اہل اللہ تجھ سے راضی ہو تو تجھے چاہئے کہ صفائی دل کے ساتھ ان سے ملے اور اتحاد حاصل کرے، کیونکہ فقراء کی نظر دل پر ہوتی ہے۔ پس اسے دل دے کر اس سے دل لے لے۔ کیونکہ (دل پر قابض ہونا) ایک دائمی سلطنت ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے حق حاصل ہو جائے اور تو خدا سے واصل ہو جائے۔ تو پھر تو چار میم جمع کر۔

اول (م) سے مراد مخالفت نفس ہے۔ دوم (م) سے مراد یہ ہے کہ تو مردوں کی طرح مرد میدان بنے۔ سوم (م) سے مراد مشتاق دیدار الہی میں مبتلا ہونا ہے۔ چہارم میم سے مراد محرم اسرار کا ہونا ہے۔ اور ایسا ہی بارہ شین حاصل کر۔ چار شین فقراء کے لئے اور چار شین اہل علم کے لئے اور چار شین اہل دنیا کے لئے۔ اور چار شین جو فقراء کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ اول شین سے مراد یہ ہے کہ فقیر کو چاہیے کہ وہ خدائے بزرگ و برتر کی نافرمانی سے (ہمیشہ) شرم رکھے۔ اور دوسرے شین سے مراد یہ ہے کہ شوق و ذکر و فکر اللہ تعالیٰ میں ہمیشہ مشغول رہے۔ شین سوم سے یہ مراد ہے کہ فقیر شب بیداری کیا کرے۔ شین چہارم سے مراد یہ ہے کہ فقیر کو چاہیے کہ وہ شہوت اور نفسانی خواہشات کو ترک کر دے۔ اور اہل علم کے لئے جو چار شین ہونے چاہیں وہ یہ ہیں۔ اول شین سے مراد یہ ہے کہ شرائط دین اسلام کو بجا لائے۔ شین دوم سے یہ مراد ہے کہ شریعت کو ملحوظ خاطر رکھے۔ سوم شین سے مراد یہ ہے کہ وہ عقل و شعور رکھتا ہو۔ شین چہارم سے مراد یہ ہے کہ بخیلی اور طمع کو چھوڑ دے۔ اور اہل دنیا کے چار شینوں سے یہ مراد ہے:۔ اول شین سے مراد اہل دنیا کی شر شیطان ہوتا ہے۔ دوم شین سے مراد یہ ہے کہ وہ شرم (وحیا) کو بالائے طاق رکھ دے۔ اہل دنیا بے شرم ہے۔ سوم



شہین سے یہ مراد ہے کہ عجلت کرے جو کہ شیطانی فعل ہے۔ چہارم شہین یہ ہے کہ وہ (گویا) اہل دنیا کی حرص کی آگ کا شعلہ ہے۔ اور اہل محبت (تو) گناہ اور معصیت سے باز رہتا ہے۔ اور جس شخص کے دل میں خشخاش کے دانہ کے برابر بھی محبت الہی ہو تو اس کی فضیلت مسائل علم فقہ کی تمام فضیلتوں اور پارسائی اور ستر سالہ کی عبادت پر فوقیت رکھتی ہے۔ اس لئے کہ آدمی محبت کے ذریعہ سے محرم اسرار الہی ہو جاتا ہے اور مقام ربوبیت اور توحید سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ اور (ظاہری) عبادت اور (کسی) علم سے (آدمی) متکبر اور (محاسن) سے عاری ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”اور کچھ لوگ اللہ کے سوا (اس کے) ہمسربنا لیتے ہیں کہ انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں۔ اور جو ایمان والے ہیں وہ تو خدا ہی سے شدید محبت رکھتے ہیں۔“ اہل ہدایت کو (بھلا) اہل بدعت سے کیا کام۔

قوله 'تعالى: اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (۱)  
 قوله 'تعالى: خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ طَوَّ عَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةً وَلَهُمْ عَذَابٌ  
 عَظِيمٌ (۲)

قوله 'تعالى: صُمُّوا بِكُمْ عَمٰى لَهُمْ لَا يَرٰ جَعُونَ (۳)

قوله 'تعالى: اَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰى (۴)

قال عليه السلام: مَنْ تَرَكَ ذَرَّةً بِدُعْتِهِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ (۵)

جابل کہ در بدعت و گمراهی افتد بمجنن است چنانچه ابو جمل از جمل باز نگشت۔ آزا بیک  
 صلاحیت باز گرداند کہ متابعت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم قبول کند۔ بشنو! اگر کسی حیات نبی  
 اللہ تعالیٰ مرده گوید ایمان او سلب شود۔

### بیت باهو

امت خویش را بحق بسپرد آن حیات النبی حیات برد  
 حیات نفس و حیات دل و حیات روح و حیات سر و حیات عشق و حیات محبت و حیات ذکر فکر و  
 حیات دین و حیات فقر فانی اللہ خدای عز و جل راجی و قیوم مع خود داند و حیات نبی اللہ  
 قال عليه السلام: الْاِيْمَانُ عُرْيَانٌ وَلِبَاسُهُ التَّقْوٰى وَزِينَتُهُ الْحَيَاةُ وَثَمَرَتُهُ الْعِلْمُ (۶)  
 فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ایمان برهنه است و پوشش او پرہیزگاریست و

۱- سورة القصص ۲۸: ۵۶- سورة البقرة ۲: ۷۳- سورة البقرة ۲: ۱۸- سورة النجم

۵۳: ۵۳۸- حدیث ۶- حدیث

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تم جسے چاہو ہدایت پر نہیں لاسکتے، البتہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔“  
 دوسری جگہ پر فرمایا: خداوند تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کر دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔  
 پھر فرمایا: (باطنی طور پر) ”(یہ) بہرے، گونگے اور اندھے ہیں۔ سو راہ راست پر نہ آئیں گے۔“

ایک اور جگہ ارشاد ہے: (قیامت کے روز) ”کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ”جس نے بدعت کا ایک ذرہ برابر حصہ بھی ترک کر دیا، اس کا ثواب دونوں جہانوں کی عبادت سے بہتر ہے۔“  
 جو جاہل کہ بدعت اور گمراہی میں پڑ جاتا ہے۔ اس کی مثال (بالکل) ابو جہل جیسی ہے کہ (اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنا ہی سمجھایا، مگر وہ اپنی جہالت سے باز نہ آیا۔ اس کو ایک طریق سے ہی لوٹایا جاسکتا تھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی پیروی قبول کرتا۔

(اے طالب! غور سے) سن! اگر کوئی شخص نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام (جو کہ زندہ ہیں) کو مردہ کہتا ہے، تو اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

### بیت باھو

وہ زندہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود زندہ اور حیات رہا، مگر اس کے باوجود اس نے اپنی امت کو خدا کے سپرد کر دیا۔

بلکہ حیات نفس و حیات دل و حیات روح و حیات سر و حیات عشق و حیات محبت و حیات ذکر و فکر و حیات دین و حیات فقر و حیات خدائے حی و قیوم اور حیات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فقیر فنا فی اللہ اپنے ساتھ جانتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ایمان بغیر عمل کے برہنہ ہوتا ہے۔ اس لئے پرہیزگاری اس کا لباس ہے۔ اور حیا اس کی زینت ہے اور علم اس کا پھل ہے۔

آرایش او شرم است - و میوه او علم است - فقیر صلح کل است -  
 قال علیه السلام: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ (۱)  
 پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرمود - مومن نباشد از شما یکی تا آنکه دوست ندارد برادر  
 مومن را - چنانچه دوست میدارد چیزی را برای خود -  
 هر کرا دین ایمان مرده است ، منافقت و کفر و معصیت حب دنیا برده است - نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْهَا  
 مشکل کشای هر دو سرای (۲) این برزخ الف اللہ هو نیست -

۱- چند

اللَّهُ هُوَ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ إِلَّا هُوَ

لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ إِلَّا هُوَ

الله هو

۹ کوه ۱۸ کوه ۱۳ کوه

۱- صحیح بخاری ۲- عین الفقر جلد دوم مرتبه محمد نظام الدین ملتانی ص ۱۳: دو جمان

فقیر (کامل) صلح کل ہوتا ہے۔ (اور اپنی ذات کے لئے اسے جو کچھ پسند ہوتا ہے وہی دوسرے کے لئے بھی پسند کرتا ہے)

جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”کسی مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہو، اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی پسند نہ کرے۔“ اور پھر جس شخص کا ایمان مردہ ہو، وہ (ضرور) منافق ہو گا اور کافر اور معصیت اور حب دنیا میں مبتلا ہو گا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔

الغرض ہر دو جہان کا مشکل کشا (اور ہر مشکل میں راہنما) برزخ اسم اللہ ہو ہے۔ اور وہ یہ ہے:-

هو

ع

اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ الْاَهْوٰط

اللہ هو

لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ الْاَهْوٰط

لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ الْاَهْوٰط

لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ الْاَهْوٰط

## باب ششم

ذکر مراقبه و مشاہدہ و خواب و جواب برزخ و تعبیر و غرق بوحدة فنا فی اللہ

مراقبہ کرا گویند و مراقبہ چسیت و از مراقبہ چہ حاصل شود۔ مراقبہ رقیب دور کنندہ و بوحدة خدای تعالیٰ رسانندہ را گویند۔ مراقبہ نام محبت خدا است کہ رہنمای استغراق در مقام حی و قیوم لازوال۔ **مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْتُمْ تُوَدُّوْا**۔ صاحب مشاہدہ حضور حال احوال سیر سراسر ار مشرف شدن مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مراقبہء محرم اسرار مومن معرفت است۔ مراقبہء منافق تحت الثری چنانچہ جس کافر۔

### بیت

نہ علم و نہ دانش نہ حقیقت نہ یقین چون کافر درویش نہ دنیا و نہ دین  
اول مراقبہء عام۔ دوم مراقبہء خاص۔ سیوم مراقبہء خاص الخاص۔ چهارم مراقبہء  
اخص۔ پنجم مراقبہء عشق۔ ششم مراقبہء محبت۔ ہفتم مراقبہء فناء الفنا فنا فی اللہ بقا باللہ غرق  
توحید نہ خبر از خود و نہ خبر از خلق نہ خبر از منزل مقام غرق در توحید تمام مراقبہ بمثل روح  
روحانیت۔ وجود صاحب مراقبہ بمثل قبر است۔ روحانی چشم زد تماشای تمام ارض و السماء  
بالا تر از عرش و کرسی لوح قلم (سیر) نمودہ باز در وجود صاحب مراقبہ چنان در آید چنانچہ روحانی در  
قبر در آید۔ پس اہل مراقبہ آنرا گویند کہ بجز ذات اللہ تعالیٰ دیگری نجویند بجز جمال اللہ۔ **حَبُّ  
الْجَمِيْلِ لِحَمِكِ لِحَمِيْ جِسْمِكَ جِسْمِيْ**۔ عین در عین عفو عفو عفو۔ اللہ بس ماسوی اللہ  
ہوس۔

أَصْبَحُوا مَعَ اللّٰهِ

مراقبہ ہچمون باید چنانچہ آفتاب از شب بر آید۔ قاف تا قاف ارض و سماء روشن گردد۔ چنانچہ  
ماہتاب در کواکب۔ چون صاحب مراقبہ چشم واکند ہر طرف کہ بیند ہمہ سوختہ گردد بجز ماسوی  
اللہ چیزی حجاب نماند۔ مراقبہء ذکر فکر مراقبہء حضور مذکور۔ مراقبہء فنا فی الشیخ  
مراقبہء فنا فی اللہ۔ مراقبہء فی ہو۔ مراقبہء فنا فی فقر۔ مراقبہء فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

## باب ششم

### ذکر مراقبہ و مشاہدہ و خواب و جواب برزخ و تعبیر و غرق بوحدت فنا فی اللہ

مراقبہ کس کو کہتے ہیں اور مراقبہ کیا ہے؟ اور مراقبہ سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ مراقبہ (وہ چیز ہے جو) رقیب کو دور کرنے والا ہے اور خداوند تعالیٰ کی وحدت میں پہنچانے والا ہے۔ مراقبہ محبت الہی کا نام ہے جو مقام حی و قیوم لازوال کے استغراق کا راہنما ہے۔ اور اس مقام سے مقام **مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا** (مرنے سے پہلے مر جاؤ) حاصل ہوتا ہے اور نیز صاحب مشاہدہ صاحب حضور صاحب حال احوال سیر سراسر ہوتا ہے۔ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے۔ مراقبہ سے مومن محرم اسرار ہو جاتا ہے۔ اور معرفت الہی حاصل کر لیتا ہے۔ مناقب کا مراقبہ تحت الثریٰ میں ہوتا ہے۔ اور کافر شخص کا مراقبہ جس الدائم ہوتا ہے۔

### بیت

مناقب فقیر کونہ علم، نہ دانش، نہ حقیقت اور نہ یقین حاصل ہوتا ہے۔ کافر درویش کی طرح نہ وہ دنیا کا ہوتا ہے اور نہ دین کا۔

اور مراقبہ کی بہت سی قسمیں ہیں۔ قسم اول:- مراقبہ عام۔ قسم دوم:- مراقبہ خاص۔ قسم سوم:- مراقبہ خاص الخاص۔ قسم چہارم:- مراقبہ اخص۔ قسم پنجم:- مراقبہ عشق۔ قسم ششم:- مراقبہ محبت۔ قسم ہفتم:- مراقبہ فنا فی اللہ بقا باللہ اور ایسا شخص ہمیشہ غرق فی التوحید رہتا ہے اور وہ خود اپنی نہ خلق اللہ کی کچھ خبر رکھتا ہے۔ بلکہ منزل و مقام بھی اسے یاد نہیں آتا۔ کیونکہ وہ پوری طرح توحید الہی میں محو ہوتا ہے۔ مراقبہ روح کی طرح روحانیت کی خاصیت رکھتا ہے۔ صاحب مراقبہ کا وجود مثل قبر زندہ کے ہوتا ہے۔ اور ایسا صاحب مراقبہ پلک جھپکنے کی دیر میں ارض و سماء، عرش و کرسی اور لوح و قلم کے اوپر کی بھی سیر کر لیتا ہے۔ اور صاحب مراقبہ سیر کر کے اپنے وجود میں اس طرح واپس آ جاتا ہے جس طرح روحانی قبر میں واپس آ جاتا ہے۔ پس اہل مراقبہ بھی اسی کو کہتے ہیں جو کہ ماسوائے اللہ کسی کو نہ چاہے اور سوائے جمال الہی کے کسی کو نہ ڈھونڈے اور وہ لحم اللحم، جسم الجسم اور عین العین ہی ہوتے ہیں۔ ان کا وظیفہ عفو عفو اور عفو ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

اور **اَصْبَحُوا مَعَ اللّٰهِ** (صبح ہوتے ہی اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں) ان کا مقصود ہوتا

ہے۔

اور مراقبہ ایسا ہونا چاہئے جس طرح آفتاب کہ جب طلوع ہوتا ہے تو اس سرے سے دوسرے سرے تک زمین اور آسمان کو روشن کر دیتا ہے اور ماہتاب کہ اس کی روشنی سے تمام عالم جگمگاتا ہے اور دوسرے ستاروں کی روشنی اس کے سامنے ماند پڑ جاتی ہے۔ صاحب مراقبہ کا بھی یہی حال ہے۔ کہ جب وہ اپنی آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھتا ہے، تو تمام چیزیں سوختہ ہو جاتی ہیں اور درمیان اس کے سوائے اللہ کے کسی چیز کا حجاب نہیں رہتا۔

اور مراقبہ کے اقسام بہت ہیں، جیسے مراقبہ، ذکر و فکر، مراقبہ حضور مذکور، مراقبہ فنا فی الشیخ، مراقبہ فنا فی اللہ، مراقبہ فنا فی فقر، مراقبہ فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔



مراقبهء فتانی النفس - مراقبهء فتانی نودونه نام باری تعالی عزوجل - مراقبهء چشم و از مراقبهء راز مراقبهء شهباز - مراقبهء گربه بهر زدن موش و غاباز - کسیکه در مراقبه گاو خرگاه و مال و سیم و زربه بیند - بدانکه این مراقبهء حیوانی ناسوت است - هنوز در بادیهء طلب دنیا است - ذکر اللہ باو تاثیر نکرده است - علاج او آنست که کشیدن از طلب دنیا بیرون (از) (۱) لذات جهان است - کسیکه در مراقبه باغ و بوستان آب دریا سبزه بهار خانه محلات بام بلند حور تصور مثل بهشت به بیند آنرا کثافت و میل بر دل است و زنگار از دل نرود بجز نظر مرشد کامل هنوز خناس خرطوم گرد بگردل است - معلوم شد که آنرا نیز ذکر سلطانی اصلی نیست - ذکر اصلی خاص را چه نشان است - کسی را که ذکر اللہ خاص ذکر زبان است - بجز ذکر اللہ قال اللہ و قال الرسول و جز ذکر اولیاء اللہ کلام دیگرش از زبان نه بر آید و با چشم غیر نا محرم نه بیند از دیدن نا محرم نا فرموده شرم آید - حیا کند کسی را که ذکر قلب خاص باشد - آنرا چشم از دل بکشاید - بجز اسم اللہ ذکر اللہ دیگری را نه بیند و دل او غنی گردد و حب دنیا بر دل او نماند و حواس خسته بسته گردد و صاحب کشف القلوب گردد - دل صفایی کدورت همچون آئینه روشن شود - کسی را که ذکر روح باشد و چشم از روح بکشاید و واضح گردد و مجلس روح اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدخل شود **مُؤْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا** گردد - کشف القبور گردد - و همیشه در خوف خدای تعالی بمقام حیرت شود - حسد و غیرت از او بر خیزد - کسی را که ذکر سر باشد و چشم سر بکشاید از ازل تا ابد مشاهده بین صاحب اسرار (اللی) (۲) گردد - از ماه تا ماهی همه در نظر اوست - **الْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ** از عرش تا تحت الثری همه در حکم اوست - یا جنبانید یا بر حال ماند - فقیر صاحب مراقبه صاحب تصرف مالک الملکی همین را گویند (آنکه) (۳) در ورطهء زراست - این مراقبه نیز بمثل گربه اهل موش است - هر چهار منزل چهار قسم مراقبه است - مراقبهء شریعت طاعت عبودیت مشاهده ناسوت است - آنچه به بیند در مقام ناسوت است دنیا به بیند دوم مراقبه در مقام ملکوت است - صاحب ورود وظائف پاکي تن بمثل فرشته ملکی صفت -

۱- عین الفقر جلد دوم مرتبه محمد نظام الدین ملتانی ص ۱۵۲ - ایضا ص ۱۵۳ - ایضا ص ۱۵

مراقبہ و فتانی النفس، مراقبہ و فنا نمودنہ نام باری تعالیٰ عزوجل۔ مراقبہ و چشم و از مراقبہ و راز مراقبہ و شہباز۔ مراقبہ و گربہ بہرزدن موش دعا باز۔ اور جو شخص مراقبہ میں گاوخر (دنیاوی معاملات) جاہ و مال، زر و سیم دیکھے تو جان لے کہ یہ مراقبہ حیوانی مقام ناسوت سے ہے۔ اور ابھی محبت دنیا میں مبتلا ہے اور ابھی تک اسی کے بیاباں میں پڑا ہوا ہے۔ اور ذکر اللہ کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ اور اس کا علاج یہ ہے کہ طلب لذات دنیا اپنے دل سے دور کرے اور اس کے خیال کو دل سے نکال ڈالے۔ اور جو شخص (حالت) مراقبہ میں باغ و باغیچہ اور آب و دریا و سبزہ بہار، مکانات، محلات بلند و بالا اور حورو و قصور مثل بہشت کے دیکھے تو سمجھ لیں کہ ابھی تک اس کے دل پر میل و کثافت ہے۔ اور ابھی اس کے دل کا زنگ دور نہیں ہوا۔ اور یہ بجز نظر کرم مرشد کامل صفائی قلب نہیں ہو سکتی۔ اور یہ خرطوم و خناس شیطانی ابھی تک اس کے دل کے ارد گرد موجود ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ابھی تک اصل ذکر سلطانی حاصل نہیں ہوا ہے۔ ذکر خاص اصلی کی کیا نشانی ہے؟ اس کی نشانی یہ ہے کہ خاص ذکر اللہ زبان پر جاری ہو اور بجز ذکر قال اللہ اور قال الرسول اور ذکر اولیاء اللہ کے اس کی زبان پر کوئی دوسرا کلام جاری نہ ہو۔ اور آنکھ سے نا محرم کونہ دیکھے اور نا محرم کو دیکھنے سے اسے شرم و حیا آجائے۔ اور جس شخص کو ذکر قلب خاص حاصل ہوتا ہے، تو اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ اور اس آنکھ سے اسم اللہ اور ذکر اللہ کے سوا کچھ نہیں دیکھتا اور اس کا دل غنی ہو جاتا ہے۔ اور حب دنیا اس کے دل میں (مطلق) نہیں رہتی۔ اور حواس خمسہ و ظاہری بند ہو جاتے ہیں۔ اور وہ شخص صاحب کشف القلوب ہو جاتا ہے۔ اور اس کا دل آئینہ کی طرح بے کدورت، صاف اور روشن ہو جاتا ہے۔

### ذکر روحی اور ذکر سری

اور جس شخص کو ذکر روحی حاصل ہوتا ہے تو اس کی چشم باطن کھل جاتی ہے اور روشن ہو جاتی ہے۔ اور وہ مجلس روح اللہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے اور **مَوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا** (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کا مصداق ہو کر صاحب کشف القبور ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ مقام حیرت میں رہ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے۔ حسد و غیرت بیجا اس کے دل سے دور ہو جاتی ہے۔ اور جس شخص کو ذکر سری حاصل ہوتا ہے، اس کی چشم راز کھل جاتی ہے اور وہ شخص از ازل تا ابد مشاہدہ بین اور صاحب اسرار الہی ہو جاتا ہے۔ اور ماہ سے لیکر ماہی تک سب اس کی نظر میں ہوتا ہے۔ اور فقیر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا کا

مصدق ہو جاتا ہے۔ اور عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک سب مخلوق اس کے زیر حکم ہوتی ہے۔ جنبش کرے یا اپنے حال پر قائم رہے۔ اور فقیر صاحب مراقبہ صاحب تصرف مالک الملکی اسی کو کہتے ہیں۔ اور جو شخص مال و زر کے گرداب میں پڑا ہوا ہے، اس کا مراقبہ مثل گربہ اہل موش کے ہے۔

### مراقبہ اور اس کی منزلیں

مراقبہ کی چاروں منزلیں چار اقسام پر ہیں۔

اول۔ مراقبہ شریعت: طاعت و عبودیت، مشاہدہ اور ناسوت ہے۔ اور اس میں طالب جو کچھ دیکھتا ہے وہ مقام ناسوت میں دنیا کو دیکھتا ہے۔

دوم: مراقبہ ملکوت ہے۔ اس مراقبہ والا صاحب ورد و وظائف اور صاحب طہارت ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کی طرح ملکوتی صفت رکھتا ہے۔

آنچه مشاهده به بیند در منزل ملکوت است۔ صفت ملائکہ دارد۔ سیوم مراقبہ اہل جبروت است۔ اہل اللہ ذاکر اللہ آنچه مشاهده به بیند در مقام جبروت جبرائیلؑ را بہ بیند۔ چہارم مراقبہ لاهوت است (اہل معرفت (۱))۔ آنچه مشاهده بہ بیند در مقام لاهوت بہ بیند۔ پنجم مراقبہ حضور غرق فنا فی اللہ در مقام ربوبیت آنچه بہ بیند مشاهده بجز ربوبیت توحید دیگر ماسوی اللہ نہ بیند۔ پس درین مقام قولہ تعالیٰ: کُلُّ یَوْمٍ هُوَ لِي شَانِئًا (۲) مکان اوست۔

### ابیات

خدا از کرم فضلش عبد خوانی نہ انصاف است تو در عصیان مانی  
خدا با تو ترا بین چشم باید چشم معرفت حق رو نماید  
چہ داند مردہ دل طالب برودار ز خود خبری ندارد اہل دیدار  
باہوؑ را بس بود آن عشق جانی نظر لاهوت ساکن لا مکانی  
اہل عبودیت (ناسوتی ۳) خدا را در خواب بہ بیند راست است۔ چنانچہ حضرت امام  
اعظم رحمۃ اللہ علیہ خدای تعالیٰ را در خواب دید اہل شرع درست داشته و اہل ربوبیت  
خدای تعالیٰ را در مشاہدہ مراقبہ از خود بیخود بہ بیند رواست موافق این آیت:  
قولہ تعالیٰ: وَمَنْ كَانَ لِي هٰذِهِ اَعْمٰی فَهُوَ لِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی ط (۴)  
و آیت دیگر قولہ تعالیٰ: وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ ط (۵)

کسیکہ در مراقبہ رفت از خود بیخود گشت۔ غرق فنا۔ و چشم زدن باز از مراقبہ بیرون آید و  
آنچه دید مشاہدہ است۔ آن یاد نماند۔ معلوم شد کہ از الوہیت عین ذات است۔ آن مراتب  
عاشق دیوانہ از جان خود بیگانہ در آتش پروانہ است۔ این مراقبہ نیز در میانہ است۔ (مراقبہ ۶)  
نہ با حق یگانہ۔ در وحدت چنانچہ موتی در شانہ ہنوز خام ناتمام است۔ مراقبہ خواص در بحر باید کہ  
ہر دم در باید آورد۔ کسی کہ در مراقبہ رود خواب و بیداری، مستی و ہوشیاری غرق در اختیار  
اوست۔ کہ در حضور مجلس اولیاء و انبیاء با خاص الخاص سر توحید استغراق شود۔ بیک  
مراقبہ دوازده یا چہل سال در باطن حضوری غرق شود۔ چون از مراقبہ بیرون بر آید گوئی کہ

۱- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۵۲- سورہ الرحمن، ۵۵: ۲۹، ۳- عین الفقر  
جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۶۳- سورہ بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۲، ۵- سورہ کہف، ۱۸: ۲۳  
۶- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۶

اور جو کچھ مشاہدہ میں دیکھتا ہے، مقام ملکوتی سے دیکھتا ہے۔ اور ملائکہ کی صفت رکھتا ہے۔ سوم۔ مراقبہ اہل جبروت و اہل اللہ و ذکر اللہ ہے۔ اور اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے وہ مقام جبروت میں جبرائیل کو دیکھتا ہے۔ (اور اس کی صفت بھی جبرائیل جیسی ہوتی ہے) چہارم۔ مراقبہ مقام لاہوت و اہل معرفت کا ہے۔ اور اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے، مقام لاہوت سے ہوتا ہے۔ پنجم۔ مراقبہ حضوری غرق فنا فی اللہ کا ہے اور یہ مقام ربوبیت میں حاصل ہوتا ہے۔ اور اس میں جو کچھ مشاہدہ ہوتا ہے، جزوات ربوبیت و توحید الہی کے اس مقام میں اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اور جدھر دیکھتا ہے اس کو وہی ذات نظر آتی ہے۔ اور ”وہ ہر روز ایک شان میں ہوتا ہے“ اس کا یہ مقام ہوتا ہے۔

### ابیات

تو خدا کے فضل و کرم سے اس کا بندہ کہلاتا ہے۔ پھر یہ نا انصافی ہے کہ تو گناہ و معصیت میں پڑا رہے۔

خدا تیرے ہمراہ ہے، مگر تجھے اس کے دیکھنے کے لئے آنکھ چاہئے (یعنی چشم بینا چاہئے) معرفت کی آنکھ سے خدا کا دیدار ہو سکتا ہے۔ اس بات کو مردہ دل مردار کا طالب کیا جانے؟ اہل دیدار کو تو خود اپنی خبر بھی اس منزل میں نہیں رہتی۔

باہو کو جو اپنے حقیقی محبوب سے عشق ہے یہی کافی ہے۔ جس سے وہ مقام لامکان میں رہتا ہے اور نظر اس کی مقام لاہوت پر رہتی ہے۔

اور اہل عبودیت ناسوتی خدای تعالیٰ کو خواب میں دیکھتے ہیں اور اس کو درست سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے (کئی بار) خدای تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور اہل شرع نے اسے درست رکھا ہے۔ اور اسی طرح اہل ربوبیت خدای تعالیٰ کو مشاہدہ میں، مراقبہ میں، خودی میں اور بیخودی میں دیکھتے ہیں۔ اور ان کا یہ دیکھنا جائز ہے اور اس آیت کریمہ کے موافق ہے۔ ”اور جو شخص اس جہاں میں اندھا رہا، پس وہ قیامت کے روز بھی اندھا رہے گا۔“ اور یہ آیت بھی اسی کی شاہد ہے۔ ”اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب خدا کو بھول جاؤ تو یاد آتے ہی اس کا ذکر کرو۔“

اور جو شخص مراقبہ میں گیا، تو وہ (گویا) خود سے بیخود ہو گیا۔ وہ مقام فنا میں غرق ہو جاتا ہے اور چشم زدن میں اس مقام مراقبہ سے پھر باہر آ جاتا ہے۔ اور جو کچھ اس نے دیکھا اور مشاہدہ کیا ہو، اسے یاد نہیں رہتا۔ معلوم ہوا کہ الوہیت عین ذات ہے۔ ان مراتب پر پہنچ کر عاشق

دیوانہ ہو جاتا ہے اور اپنی جان سے بیگانہ رہتا ہے۔ جس طرح آگ میں پروانہ۔ اور یہ مراقبہ بھی درمیانہ ہے۔ اور وحدت میں غیر حق سے یگانہ ہے، جس طرح کنگھی میں بال الجھ جاتے ہیں۔ اس مقام میں بھی فقیر خام اور ناتمام رہتا ہے۔ مراقبہ غواصوں کی طرح چاہئے کہ وہ لوگ جس دم دریا میں غوطہ لگاتے ہیں، تو موتی نکال لاتے ہیں (اسی طرح مراقبہ والے شخص کو بھی ایسے ہی درنایاب نکالنے چاہئیں) اور جو شخص کہ مراقبہ میں جاتا ہے، تو خواب و بیداری، مستی و ہوشیاری اور استغراق اس کے اختیار میں ہوتا ہے۔ کہ جب چاہے انبیاء و اولیاء، خاص الخاص اور اخص کی مجلس میں یا سر توحید میں استغراق حاصل کرے۔ اور ہر ایک مراقبہ میں بارہ برس یا چالیس برس تک باطن حضوری میں غرق رہے۔

بقدر احوال خود طرفه زد هم نگذاشته باشد. آنرا اولی تر آنست از ادب که او از ادب محمدی صلی الله علیه و آله و سلم بجهت (شریعتاً) نماز و روزه فرض قضا نکند. مراقبه چون پنجه کامل شود، چنانچه آماج زدن (تیر ۲) هر جا که خواهد یکدم همان جا رسد.

### بیت

کعبه مقصود اگر باشد هزاران ساله راه  
 نیم گامی هم نباشد شوق چون رهبر شود  
 در مراقبه مشاهده چهار قسم است. هر که ظاهر در عبادت ذکر فکر مراقبه روز و شب مشغول است. و در باطن حب دنیا بدل دارد. آنچه در باطن ظاهر به بیند همه ناسوتی فانی کاذب است. و هر که ظاهر باطن بذکر فکر عشق محبت الهی جان تصرف. آنچه ظاهر باطن به بیند آن همه مشاهده (است ۳) محض توحید باری تعالی است. سیوم قسم آنچه در ظاهر و باطن خوف خدای تعالی دارد. آنچه در مشاهده به بیند همه جنت است. و چهارم قسم آنچه در ظاهر و باطن تارک الصلوة و اهل شرب مشاهده به بیند همه خواب و خیال و (۴) نفس اعظم زوال شیاطین شیطانی استدر ارج است.

حدیث: **كُلُّ شَيْءٍ اَصْلٌ لَا يَخْرُجُ جُلًّا** (۵)

هر که تصدیق دل مشغول الله با خدا مدام است. هر دو جهان آنرا غلام است، بلکه طالب مولی مولی دارد. نه غم دارد و نه غلام دارد. مراقبه بمثل آفتاب است. چون طلوع آفتاب شود، از قاف تا قاف و از مشرق تا مغرب روشن گردد. همه در مد نظرش در و دیوار شهر بازار در تماشای در آید، بلکه تماشای شش جهات، اهل تفکر ذات نمی بیند. آن دیده نباشد که بجز دوست دیگری را به بیند. اهل مراقبه چون بذکر مشغول شود، ذکر و مراقبه اهل مراقبه را ملاقات کند، چنانچه انبیاء و اولیاء. هر کرا ذکر ملاقات بغرق توحید ذات نکند، آن ذکر نیست. بهر زر سیم رسم رسوم است.

### مراقبه و شیخ

در مراقبه صورت شیخ حاضر شود و آن صورت شیخ در مجلس محمدی صلی الله علیه و سلم برود و مطلب شود. هر کرا این احوال نیست، فتانی الشیخ نیست. در مراقبه چون اسم الله به بنهد اسم الله (آن را)

در مقام عین به برد، و مطلب خود عین معائنه کند. و در مراقبه چنان غرق شود که نه ذکر فکر

۱- عین الفقر جلد دوم مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۶، ۲- ایضا، ص ۱۶، ۳- ایضا، ص ۱۶  
 ۴- ایضا، ص ۱۶، از ۵ ایضا، ص ۸۸: **كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى اَصْلِهِ** رجوع بکنید به موضوعات کبیر  
 از ملا علی قاری، ۶- ایضا، ص ۱۷

(اور) جب مراقبہ سے باہر آئے تو اپنی حالت کے لحاظ سے گویا چشم زدن کا بھی وقفہ نہ گذرا ہو۔ اور اس کے لئے زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ آداب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملحوظ رکھے اور شریعت کے آداب کے پیش نظر ہر نماز، روزہ اور دیگر فرائض کو قضا نہ ہونے دے۔ جب مراقبہ پختہ اور کامل ہو جاتا ہے تو اس وقت صاحب مراقبہ جہاں چاہے وہاں آنکھ جھپکنے کی دیر میں پہنچ جاتا ہے۔ جیسے تیرا پنے نشانے پر یکدم جا پہنچتا ہے۔

### بیت

کعبہ مقصود دل میں ہو اور اگرچہ ہزار برس کی راہ کیوں نہ ہو، (لیکن) جب شوق تیرا رہبر ہو جائے تو وہ نصف قدم کے برابر بھی نہیں ہے۔  
مراقبہ میں مشاہدہ چار طرح سے ہوتا ہے۔

اول یہ کہ جو شخص بظاہر عبادت و ذکر و فکر و مراقبہ میں روز و شب مشغول رہتا ہے۔ مگر باطن میں حب دنیا رکھتا ہے۔ وہ جو کچھ بظاہر باطن میں دیکھتا ہے تو اس کا مشاہدہ تمام ناسوتی، فانی اور کاذب ہوتا ہے۔

دوم یہ کہ ظاہر و باطن ذکر و فکر و عشق و محبت الہی میں اپنی جان کو صرف کر دیتا ہے، اس مراقبہ والا ظاہر و باطن میں تمام جو کچھ دیکھتا ہے، اس کا مشاہدہ محض توحید باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ سوم قسم یہ کہ ظاہر و باطن میں خوف خدا رکھتا ہو۔ پھر جو کچھ وہ مشاہدہ میں دیکھتا ہے، وہ تمام اشیاء اہل جنت سے ہوتی ہیں۔

اور چہارم قسم یہ کہ صاحب مراقبہ ظاہر و باطن میں تارک الصلوٰۃ اور اہل شرب ہو۔ وہ مشاہدہ میں جو کچھ دیکھتا ہے، وہ تمام خواب و خیال، نفسانیت، سرکشی، شیطانیت، استدراج، بدعت اور تاریکی نفس شیطین سے ہے۔

حدیث: ”ہر ایک چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے“۔ اور جو شخص کہ صدق دل سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ دونوں جہان اس کے غلام ہوتے ہیں، بلکہ طالب مولیٰ مولیٰ کا مصداق ہو جاتا ہے۔ نہ وہ غم رکھتا ہے اور نہ غلام۔

### مراقبہ کی تمثیل

مراقبہ آفتاب کی مثل ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے، تو قاف سے قاف تک اور مشرق سے مغرب تک روشن ہو جاتا ہے۔ تمام اشیاء اس کے پیش نظر ہوتی ہیں۔ در و دیوار، شر و بازار تمام اس کو دکھائی دیتے ہیں، بلکہ تماشائے شش جہات اس کے روبرو ہوتا ہے۔ اہل



تفکر ذات کو نہیں دیکھتے اور وہ آنکھ آنکھ نہیں ہوتی جو بجز دوست کے کسی اور کو دیکھے۔ اہل مراقبہ جب اس کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں تو ذکر و مراقبہ والا یعنی اہل ذکر و اہل مراقبہ انبیاء و اولیاء سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور جس ذکر سے توحید ذات میں غرق ہو کر ملاقات حاصل نہ ہو، وہ ذکر ذکر نہیں ہے، بلکہ حصول سیم و زر کے لئے محض ایک رسم ہے۔ مراقبہ میں شیخ کی صورت حاضر ہوتی ہے۔ اور وہ مرید کا ہاتھ پکڑ کر مجلس آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیتی ہے اور اس کا مقصود حاصل ہوتا ہے۔ جس کی یہ حالت نہ ہو، اسے مقام فنا فی الشیخ حاصل نہیں ہوا۔ اور مراقبہ میں مراقبہ والا جب اسم اللہ دیکھتا ہے، تو اسم اللہ اس کو مقام عین میں لے جاتا ہے اور وہ اپنے مطلب کو اپنی آنکھوں سے معائنہ کرتا ہے۔ اور مراقبہ میں جب وہ غرق ہو جاتا ہے، اسے ذکر و فکر یاد نہیں رہتا۔ نہ دم قدم، نہ راحت و غم،

یادمانند، دم قدم، نه راحت غم یادماند، نه فقر فاقه، نه نفس ذائقه یادماند، نه حضورند کور یادماند، نه بعد دور یادماند، نه قدر قضا یادماند، نه حرص هوای یادماند۔ پس در کدام مقام رسید۔ و چه یادماند، ذوق، شوق، محبت۔ چون عاشق درین مقام رسد، هر کار او بالکل تمام و ذکر فکر برو حرام و هر چه به بیند خاص به بیند۔ کسی که در خواب یا مراقبه اهل کفار اهل زنا را به بیند۔ بدانکه مقام نفس باورخ نموده است و یا ابتدای کلمه لا اله الا الله رخ نموده است و یا آنکه شیطان هر روز باو مجلس کفاری نماید که دل طالب اللہ سرد شود و از راه اللہ تعالیٰ بازماند۔ باید که ورود خود را درود شریف و لا حول کند بوقت خواب یا مراقبه که خطرات و دوسوسه شیطان محو گردد و روشن ضمیر رخ نماید۔

مراتب مراقبه هفت قسم است۔ اول مراقبهء جهل (۱) بمثل جعل، دوم مراقبهء اهل بدعت سرود، چنانچه دجال استدراج، مراقبه سوم ذکر مراتب ذکر به بیند که صاحب حال است۔ مراقبه چهارم صاحب فکر که اهل تفکر صاحب احوال۔  
قال عليه السلام: تَفَكَّرْ مَنَاعَتِهِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ أَثَقَلَيْنِ ط (۲)  
پنجم مراقبه کامل کمال عارف باللہ عارفان (۳) به بیند۔ ششم مراقبهء مکمل که معارف به بیند اهل روح اللہ۔ هفتم مراقبهء فقر لا زوال۔

قال عليه السلام: إِذَا أْتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ ط (۴) فتاوی اللہ را گویند که بعین ذات توحید غرق وحدانیت۔ مراقبه بهتر از تمام بهتر پیغمبران که پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخر پیغمبرانست و فخر پیغمبر علیہ السلام فقر است۔

قال عليه السلام: الْفَقْرُ لِحُرِّيٍّ وَالْفَقْرُ مِنِّي ط (۵)  
زبان فقیر فتاوی اللہ گوئی که زبان قدرت خدای تعالیٰ است۔  
قال عليه السلام: لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَيْفُ الرَّحْمَنِ ط (۶)  
و آنچه سیاهی از جف قلم باقی ماند، آن سیاهی بر زبان فقراء راند۔  
قال عليه السلام: الْفُقَرَاءُ عَسَاوَادُ الْوَجْدِ فِي الدَّارَيْنِ ط (۷)  
سیاهی بروی جبین فقراء تابان ترشد۔

۱- عین الفقر جلد دوم مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۷: جاہل، ۲- عین العلم از ملا علی قاری  
۳- عین الفقر جلد دوم مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۱۷: عرفان، ۴- اناس العارفین از حضرت شاه ولی اللہ محدث دہلوی، ۵- عین العلم از ملا علی قاری، ۶- حدیث، ۷- حدیث

نہ فقر و فاقہ نہ نفس و ذائقہ یاد رہتا ہے۔ نہ حضور مذکور اور نہ بعد و دور نہ قضا و قدر اور نہ حرص و ہوا یاد رہتا ہے۔ مگر کیا یاد رہتا ہے اور کس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو وہ شوق، ذوق اور (محض) محبت رہ جاتی ہے اور جب عاشق اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اس کا ہر کام بالکل مکمل ہو جاتا ہے۔ اور ہر کام کا ذکر و فکر اس پر حرام ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ وہ دیکھتا ہے خاص الخاص ہی دیکھتا ہے۔ اور جو شخص کہ خواب میں یا مراقبہ میں اہل کفار و اہل زنا کو دیکھے، جان لے کہ اس مقام میں نفس نے اس کی طرف رخ کیا ہے۔ یا ابتدائی کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نے رونمائی کی ہے اور یا یہ کہ شیطان ہر روز اسے مجلس کفار کی سیر کراتا ہے، جس سے طالب اللہ کا دل سرد ہو کر راہِ خدای تعالیٰ سے باز رہ جاتا ہے۔ چاہئے کہ اس سے نجات پانے کے لئے نیند کے وقت یا مراقبہ کے وقت درود شریف کا ورد کرے اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ پڑھا کرے۔ تاکہ شیطانی وساوس و خطرات اس کے دل سے محو ہو جائیں۔ اور روشن ضمیری اس کی طرف رخ کرے۔

### مراتب مراقبہ

مراتب مراقبہ کی سات قسمیں ہیں۔

اول : مراقبہء جہل جو کہ مثل جعل کے ہے۔ دوم : مراقبہء اہل بدعت و سرود اور یہ استدراج و جال کے مانند ہوتا ہے۔ سوم : مراقبہء ذکر۔ اس مراقبہ والا ذکر کر کے اپنے مراتب خود دیکھتا ہے اور اپنی صفائی دل کے احوال کا مطالعہ کرتا رہتا ہے۔ چہارم : مراقبہء اہل فکر اور یہ مراقبہ اہل تفکر اور صاحب احوال کا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”ایک گھڑی کا تفکر تمام جن وانس کی عبادت سے بہتر ہے۔“

پنجم : مراقبہء کامل کمال عارف باللہ کا ہے اس مراقبہ والا عارفوں کو دیکھتا ہے۔ ششم : مراقبہء مکمل جو معارف کو حاصل ہوتا ہے اور وہ اہل روح کو دیکھتا ہے۔ ہفتم : مراقبہء لازوال ہے اور اس مراقبہ والا ”جب فقر تمام ہوتا ہے“ تو پس اس کو اللہ تعالیٰ حاصل ہو جاتا ہے۔“ کا مصداق ہوتا ہے۔ اور یہ مقام فنا فی اللہ ہے کہ یہاں اہل مراقبہ عین ذات وحدانیت میں غرق ہو جاتا ہے اور (فقیر کا) یہ مراقبہ مہتر پیغمبروں (کے مراقبہ) سے بہتر ہے، جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو تمام بڑے پیغمبروں کے لئے باعث فخر ہیں، بایں الفاظ (فقر پر) فخر فرمایا ہے۔ (اور جس سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے یعنی فقر میری سنت ہے۔“ اور ایسے فقروا لے شخص کی زبان قدرت الہی کی زبان ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:- ”فقراء کا ملین کی زبان گویا خدا کی تعالیٰ کی تلواری ہوتی ہے۔“

گفتہء اوگفتہء اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود (مولانا رومی)  
اور جو سیاہی قلم قدرت سے خشک ہونے پر باقی رہ گئی، وہ سیاہی فقراء کی زبان پر ڈال دی گئی (جس سے ان کی زبان سیف الرحمن بن گئی)

سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”فقراء کی زبان کی سیاہی ان کی پیشانی پر تاباں تر ہو گئی۔“

هر دو جهان رو سیاه کرد و طالب مولیٰ مذکر فقرا نه خداونه از خدا جدا -

قال علیه السلام: كَلُّ اَنْاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيهِ (۱)

شیطان بر چند صورت قدرت ندارد که شود صورت خدای تعالیٰ عزوجل و پیغمبر محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم و آفتاب و ماهتاب و مدینه و روضه و پیغمبر صاحب صلی الله علیه و آله و سلم و کعبه و بیت الله و قرآن مجید که این همه هادی است و صورت هادی و هدایت از و نخواهد شد که شیطان و راه شیطان باطل است - بحق نتواند رسید -

بیت باهو

گرچه سر پای ندارم بی سرم    قالم اینجا ست جان با حق برم  
کسی که در مراقبه یا در خواب بانگ گوید و یا امامت کند و یا تلاوت قرآن مجید کند و یا ذکر (فکر ۲)  
رحمن کند و یا وضو و غسل کند و یا آنکه در مجلس سروری مدخل کند، آن را نفس قلب روح  
یکی شده است بهدایت الله تعالی -

بیت

باهو را هو برد با آورد برد    هر که با آن عین بیند او نمرود

قطعه

هر که دعویٰ کند بدروسی    حظ پیزی از جهان ندهد  
در حقیقت بدانکه مردود است    رفته بدنام کس نشان ندهد  
مرشد را باید که طالب الله را در مراقبه البته ریاضت بکشاند - این ریاضت نه زهد تقویٰ  
است - این ریاضت تصور و با تفکر است - در ریاضت تصور مراقبه یا چهل چله یا بیست چله  
یا ده چله یا پنج چله و یا دو چله یا یک چله یا بیست روز یا ده روز چله یا پنج روز چله یا دو روز چله  
یا یک روز چله و اگر عطا لطف کند - بعد از نماز فجر تا طلوع آفتاب تمامیت مقصود مطلب رساند  
که پیش خود طالب الله را نشانده بنظرش کمال مطلوب کل مقامات طی کنانیده در حضور مشرف  
پر نور محفل محمدی صلی الله علیه و آله و سلم مدخل کند - قائم مقام ماند با صدق تا ابر الابد و اگر  
صدق فاسد شود از مجلس و راه سلوک سلب گردد نعوذ بالله منهنها و اگر مرشد کامل نباشد طالب را

اور وہ لوگ دونوں جہان کو رو سیاہ کر دیتے ہیں۔ اور طالب مولیٰ مذکور ہوتا ہے اور فقراء نہ خدا ہیں اور نہ ہی خدا سے جدا ہیں۔ (اور جو کچھ وہ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی کہتے ہیں) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”ہر برتن میں وہی رستا ہے، جو اس میں ہوتا ہے۔“

(اور) شیطان کو ان چند باتوں پر قدرت نہیں ہوتی ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کی یا جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یا آفتاب و ماہتاب کی یا مدینہ منورہ کی یا روضہء پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یا خانہ کعبہ کی یا قرآن مجید کی صورت بن سکے، کیونکہ یہ تمام چیزیں ہادی ہیں اور شیطان ہادی اور ہدایت کی صورت نہیں بن سکتا۔ کیونکہ شیطان اور شیطان کا طریقہ دونوں باطل ہیں اور حق بات (کسی طرح) اس سے ظاہر نہیں ہو سکتی۔

### بیت باہو

اگرچہ میں سر پیر نہیں رکھتا اور میں بغیر سر کے ہوں یعنی اگرچہ راہ خدا میں اتنی قدرت نہیں جتنی کہ سر پیر والے کو بظاہر ہوتی ہے۔ تاہم میرا جسم یہاں ہے اور میری جان اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔

اور جو شخص کہ مراقبہ میں یا خواب میں اذان دے اور یا امامت کرے اور یا قرآن مجید تلاوت کرے اور یا اللہ تعالیٰ کا ذکر و فکر کرے اور یا غسل و وضو کرے اور یا یہ کہ مجلس سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہووے، تو جان لے کہ ہدایت الہی کی وجہ سے اس کا نفس، قلب اور روح ایک ہو گیا ہے۔

### بیت

باہو کو ہو کامیابی کے ساتھ لے گیا۔ جو شخص کہ ہو کو عین کے ساتھ دیکھتا ہے، وہ مرتا نہیں ہے۔

### قطعہ

جو شخص کہ درویشی کا دعویٰ کرے، مگر دنیا کی لذات سے بیزار نہیں ہے۔ تو درحقیقت جان لے کہ وہ مردود ہے۔

وہ شخص دراصل بدعت و استدراج میں پڑا ہوا ہے، حقیقت حال سے وہ واقف نہیں (وہ بدنام ہو کر رہے گا اور پھر اس کا نام و نشان نہ رہے گا)

مرشد کو چاہئے کہ طالب اللہ کے لئے مراقبہ میں البتہ ریاضت کا دروازہ کھول دے۔ اور یہ ریاضت صرف زہد و تقویٰ سے حاصل نہیں ہوتی، بلکہ یہ ریاضت تصور و تفکر سے حاصل ہوتی ہے۔ ریاضت میں مراقبہ تصور کے چالیس چلے یا بیس چلے یا دس چلے یا پانچ چلے یا دو چلے یا ایک چلہ کرادے۔ یا یہ کہ بیس روز یا دس روز یا پانچ روز یا دو روز یا ایک ہی روز چلہ کشی کرائے۔ لیکن سب سے بہتر یہی ہے کہ اپنے لطف و کرم سے طالب اللہ کو نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اپنے سامنے بٹھا کر ایک توجہء کامل سے اسے کل مقامات طے کرادے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دے۔ اور طالب جو کہ مرشد کا قائم مقام ہوتا ہے، اسے اپنے مرشد کے ساتھ ہمیشہ صدق ارادت رکھنی چاہئے۔ اگر طالب سے یہ صدق ارادت فاسد ہو جائے، تو نَعُوذُ بِاللّٰهِ وَہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم ہو جائے گا اور راہ سلوک اس سے سلب ہو جائے گی۔ اور اگر مرشد کامل نہ ہو، تو طالب کو یقین کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ یقین کیا کر سکتا ہے؟ کیونکہ یقین تو بینائے چشم کا نام ہے نہ کہ مرشد گاؤ عصاء چشم (یعنی جب بینائی ہی نہیں تو چشم کیا کرے گی)

یقین چه کند که یقین نام بینای چشم است - نه مرشد گاؤ عصاء چشم -  
 مرشد چار حروف است - از حرف میم مردان خدا از خود جدا - خادم محمد مصطفی صلی الله علیه  
 و سلم اصفیاء و از حرف ر روان دارد غیر ما سوی الله بجز توحید الله تعالی و از حرف ش شوق ریزد  
 قلب خیزد با عشق محبت عارف بالله بوحده و از حرف و دائم حضور غرق فتانی الله و طالب نیز  
 چهار حروف است - از حرف ط طلاق دهد جمع غیر ما سوی الله را و حرف (الف) الوهیت  
 ربوبیت رسد - الله بس و ما سوی الله هوس - و از حرف ل لایق در گاه بی (ا) علایق خلایق - از  
 حرف ب بدی بدکاری بگذارد - با ادب باید او تا شام رساند - و شام تا صبح بر آورد - بی ریا گو خدا  
 جو و از غیر ما سوی الله دل بشو - با مرشد اخلاص چنانچه اخلاص آب با آبجو - هر که این احوال  
 ندارد نه مرشد و نه طالب - برو هوای نفس غالب - مرشد کامل مکمل آنرا گویند که بیک نظر  
 طالب الله را همچنان شناسد چنانچه محک زهب را چنانچه صراف زر را چنانچه کار سوار  
 اسپ را چنانچه آفتاب سنگ لعل را چنانچه عالم علم صرف را مرشد کامل مکمل بمثل کعبه  
 است - بمجود داخل شدن در حرم نیک نیک بدید - بیک نظرش مرشد کامل صالح صالح شود  
 و مقبول و طالح طالح شود و مردود و در صراف هیچ تفسیر نیست - اگر در هزار مریا روپیه یک  
 راست باشد و دیگرش دروغ - صراف همون یک را بدست گیرد و دیگر همه را برتابد - تا آنکه  
 در دکان صراف زر نیاید و در آتش نیفتد هرگز تحقیق هیچ کس نتواند کرد - مرشد صاحب  
 تحقیقات است اهل صفات و اهل ذات را - چنانچه عالم در کتاب صرف غلط نگذارد - همچنان  
 فقیر طالب الله را از غیر ما سوی الله می بر آورد - چون نسخه صحیح شود و دل طالب الله بذكر الله  
 جاری صاحب تسبیح شود -

### ابیات باهو

مردمان را شد حجابش (۲) خلوتش گوشه نشین  
 از چهل چله بهتر است یک نظر مرشد عین بین  
 هر که خواهد طالبش خود مدعا  
 نیست زان بهتر که مرشد پیشوا

قال علیه السلام: لا طاعة للمخلوق في معصية الخالق (۳)

۱- عین الفقر جلد دوم مرتبه محمد نظام الدین ملتانی ص ۱۹: قاطع ۲- ایضا ص ۱۹: جمالش

۳- تفسیر فاتحه و مشکوٰۃ



(اور) مرشد میں چار حروف ہیں۔ اول میم سے مراد مردان خدا ہونا اور اپنے سے جدا ہو کر یہ مقام حاصل کرنا کہ خادم آقای نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو جانا۔ اور ر سے مراد ما سوائے اللہ تعالیٰ کے سب سے روگردان ہو کر اس کے حکم کے تابع ہو جائے۔ اور صرف اللہ تعالیٰ کی توحید کو جائز رکھے اور حرف ش سے مراد شوق قلب باعشق و محبت اور اللہ کے عشق میں محو ہو کر فنا فی اللہ ہو جانا اور اس کی توحید میں عارف باللہ ہو جانا۔ اور د سے مراد دائم اس کے عشق حضوری میں فنا فی اللہ ہونا اور اس کی وحدت میں غرق رہنا۔ اور (اسی طرح) طالب کے بھی چار حروف ہیں۔ حرف (ط) سے مراد یہ ہے کہ طالب وہ ہے جو کہ ما سوائے اللہ تعالیٰ کے تمام تعلقات کو ترک کر دے اور (الف) سے مراد الوہیت و ربوبیت میں پہنچنا۔ اللہ بس ما سوائے اللہ ہوس۔ اور حرف ل سے مراد اس کی درگاہ کے لائق ہونا اور مخلوق کے تمام علاقہ سے الگ ہو جانا۔ اور ب سے مراد بدی اور بدکاری سے بچنا۔ اور صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک باادب رہنا۔ اور ہر وقت بے ریا ہو کر خدای تعالیٰ کی طلب میں رہنا اور ما سوائے اللہ سب سے ہاتھ دھونا اور مرشد کے ساتھ اخلاص سے رہنا جس طرح پانی کو آب جو کے ساتھ اخلاص ہوتا ہے۔ جو شخص یہ احوال (اوصاف) نہیں رکھتا، وہ نہ مرشد ہے اور نہ طالب، بلکہ اس پر نفس و ہوس غالب ہے۔

مرشد کامل مکمل اس کو کہتے ہیں کہ طالب اللہ کو ایک نظر میں اس طرح پہچانے جس طرح کسوٹی سے سونا پہچانا جاتا ہے۔ اور جس طرح صراف سونے کو اور ایک چابک سوار گھوڑے کو پہچانتا ہے اور جس طرح آفتاب سنگ لعل کو اور عالم علم صرف و نحو کو پہچانتا ہے۔ مرشد کامل مکمل کی مثال کعبہ کی ہے۔ جس طرح حرم میں داخل ہونے والا نیک نیک رہتا ہے اور بد بد رہتا ہے، اسی طرح مرشد کامل کی ایک نظر سے صالح صالح اور مقبول اور طالح طالح ہو جاتا ہے اور مردود۔ اگر ہزار اشرفیوں یا ہزار روپوں میں سے ایک اشرفی یا ایک روپیہ کھرا ہو اور باقی سب کھوٹے نکلیں تو اس میں صراف کا کوئی قصور نہیں ہے۔ صراف اسی کھرے روپیہ یا اشرفی کو لے کر دوسرے تمام کھوٹے سکوں کو واپس کر دیگا (اور یہی حال مرشد و طالب کا ہوتا ہے)

اور تا وقتیکہ صراف کی دکان میں سونا نہیں آتا ہے اور اس کو آگ پر نہیں ڈالتا ہے، کوئی آدمی ہرگز تحقیق نہیں کر سکتا۔ کہ وہ کھرا ہے یا کھوٹا۔ اسی طرح مرشد بھی صاحب تحقیقات ہوتا ہے۔ اور وہ اہل صفات اور اہل ذات کو پہچان سکتا ہے۔ اور جس طرح سے کہ عالم اپنی کتاب

صرف و نحو میں غلطی نہیں رہنے دیتا، اسی طرح مرشد کامل طالب کے دل میں ماسوائے اللہ نہیں رہنے دیتا اور جب طالب کا دل صاف ہو جاتا ہے، اور اس کا دل ذکر اللہ میں مشغول ہو جاتا ہے اور قلب اس کا جاری ہو جاتا ہے تو وہ صاحب شیخ ہو جاتا ہے۔

### ابیات باہو

(اللہ تک پہنچنے کے لئے) بعض لوگ حجاب میں چلے گئے، بعض خلوت نشین ہو گئے اور بعض گوشہ نشین ہو گئے۔ لیکن ان چہل چلوں سے مرشد کی ایک نظر بہتر ہے جو عین بین ہوتا ہے۔

جو طالب اپنے مقصود کو پہنچنا چاہتا ہے، تو پھر اس کے لئے مرشد اور پیشوا سے بہتر اور کوئی چیز نہیں۔

(مرشد کی ہر حال میں تابعداری کرنی چاہئے، لیکن خلاف شرع ہو کر کسی کی پیروی ہرگز جائز نہیں)

(اور باوجود اس کے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی طاعت کرنے کا کسی کو حق نہیں۔“ یعنی معصیت میں مخلوق کی طاعت ناجائز اور حرام ہے۔

حدیث: خُذْ مَا صَفَاوَدَعُ مَا كَدَّوَطَا (۱)

خبردار باش با شریعت یار باش - از بدعت بیزار باش - طالب اللہ صاحب صدق باید -

قوله تعالی: إِنَّمَا اللَّهُ وَاحِدٌ (۲)

وہی صدق کہ در دل حب دنیا داشته باشد -

قوله تعالی: قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثٌ ثَلَاثٌ (۳)

یک دنیا کہ از خدا عزیز تر دارند - دوم فرزند کہ مہتر حضرت ابراہیم علیہ السلام قربانی داد و سیوم خدا را دانند و نہ داد ستانند، احمق نادان اند کہ عاقبت کار بہ خدای تعالی خواهد افتاد و خدای تعالی باینکہ ہمراہ و بندہ از خدای تعالی گمراہ - نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا -

ابیات باہو

باہو! بردار پودہ وعدہ فردا چہ کار

رَبِّ اَرِنِيْ لَنْ تَرَانِيْ رَا بَيْنَ اِيْ يَار غَار

اولش دیدار اللہ خوش بہ بیند مصطفیٰ

انبیاء و اولیاء فی (۴) بعد ازان بیند الہ

آنچہ دیدم کس نگویم سر راز

لایقی کس نیست سرش جان بیاز

مراقبہ پیغام حضور است و اہل مراقبہ خاص مغفور است -

قال علیہ السلام: اَغْمِضْ عَيْنَيْكَ وَاسْمَعْ فِيْ قَلْبِكَ يَا عَلِيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (۵)

کسی کہ در مراقبہ کمالیت رسد، احتیاج چشم پوشی نماند، چنانچہ غواص در آب غوطہ زند، در آب

ہمہ آب بہ بیند -

ابیات باہو

گر توحیدش (۶) گشت توحید خدا خود نماندہ در میان وحدت صفا (۷)

فقر بکس ورثہ ہفت کرسی نیست در گفتگوی حقیقت پرسی نیست

۱- حدیث ۲- سورہ النساء ۳: ۱۷۱-۳۴- سورہ مائدہ ۵: ۷۳-۳۴- عین الفقر جلد دوم ص ۲۰: ہم ۵-

حدیث ۶- عین الفقر جلد دوم ص ۲۰: توحیدش ۷- ایضا ص ۲۰: وحدت خدا

## حدیث

”جو صاف ہے وہ لے لے اور جو میلا ہے اسے چھوڑ دے۔“

اے طالب اللہ! خبردار ہو جا، شریعت کو یار بنا اور بدعت سے بیزار ہو جا۔ اور طریقہء صدق کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔“

اور محبت دنیا کی رکھ کر بے صدق نہ بن۔ (اور یوں اعتقاد مت رکھ)۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: یعنی یہود اور نصاریٰ نے کہا کہ ”اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے“۔ ایک اہل دنیا جو دنیا کو خدا سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں، دوسرے جناب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھو جو اپنے فرزند کو راہ خدا میں قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔ تیسرا ایک ایسا گروہ ہے کہ خدا کو خدا بھی نہیں جانتے اور نہ اس سے انصاف کے خواہاں ہیں۔ مگر احمق و نادان یہ نہیں سمجھتے کہ آخر کار واسطہ اسی سے پڑے گا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ بندے کے ساتھ ہے، مگر بندہ اس سے گمراہ ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔

## ابیات باہو

اے باہو! پردہ اٹھا (اور دیدار کر) کل (قیامت) کے وعدے کا کیا فائدہ؟  
اے گمراہ دوست! موسیٰ علیہ السلام کا رَبِّ اَرِنِيْ ذِكْرَ تَرَانِيْ وَالْاَقْصٰہ يٰدِ كِرْ كِه انہوں نے دیدار چاہا، مگر نہ کر سکے۔ سب سے پہلے اللہ کا دیدار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھی طرح کیا، بعد میں باقی انبیاء و اولیاء نے اللہ کا دیدار کیا۔  
میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کا بھید کسی سے نہ کہوں گا۔ کیونکہ اس قابل کوئی نہیں، جو دیدار کے لئے سراور جان کی بازی لگائے۔

مراقبہ پیغام (مقام) حضوری ہے اور اہل مراقبہ خاصان خدا ہیں جو کہ بخشے ہوئے ہیں۔  
جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا: اے علی! تو اپنی آنکھیں بند کر کے ذکر قلبی کیا کر۔ تمہیں لا الہ الا اللہ کی آواز سنائی دے گی۔  
(پھر) جو شخص کمال مراقبہ کو پہنچتا ہے، اسے آنکھ بند کرنے کی بھی حاجت نہیں رہتی، جس طرح کہ جب غوطہ خور پانی میں غوطہ لگاتا ہے، تو دریا میں اسے سب پانی ہی پانی نظر آتا ہے۔

## ابیات باہو

اگر کسی کے لئے اللہ کی وحدانیت حقیقی توحید بن جائے، تو وہ خود درمیان میں نہیں رہتا، بلکہ

صرف وحدت رہ جاتی ہے۔

فقیری کسی کی ورثہ نہیں ہے۔ جسے چاہے اللہ عطا کرے اور یہ ایک ایسا مرتبہ ہے کہ جس کی حقیقت گفتگو سے ہرگز دریافت نہیں ہو سکتی۔

یک عطا است چنانچه موج دریا۔ منتظر فقیران برای آن موج نشسته اند بہر کہ اللہ تعالیٰ بخشند۔

### بیت

مرا ز پیر طریقت نصیحتی یاد است  
کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست برباد است

### بیت

دولت ہسگان دادند نعمت بخزان ما امن امانیم تماشا مگران  
دنیا ہر دو قسم بد است ہم حلال و ہم حرام۔ حلال را حساب و حرام را عذاب۔ اہل حلال را بر  
صراط استادہ کنند و بگویند کہ بشمار کہ کدام کدام جای تصرف کردہ ای؟ ہر کہ بدام دنیا بدست  
کرد و حب دوستی بہ آن درم آورد۔ شیطان میگوید کہ آن بندہ من شدہ کہ دنیا متاع من  
است۔ اہل دنیا را سہ نشان است۔ اول حرص کہ بمثل آتش دوزخ است۔ دوم: درم جمع  
کند بمثل ہیزم و از آن چیزی تصرف نکند بی نصیب با نصیب خاک بدشیران۔ سیوم آنکہ  
حسرت برد از آن درم کہ آن درم دشمن بود۔ بعد از مردن او شود مار کژدم و گوشت او خوردند۔  
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔

پس یقین است کہ اہل دنیا اہل شیطان اند۔ اہل شیطان و ذکر رحمن چہ نسبت دارد۔ دنیا  
دروغ و ذکر راستی۔

قال علیہ السلام: الدُّنْيَا زُورٌ لَا يَحْصِلُهَا إِلَّا بِزُورٍ (۱)

اہل حضور از دوزور باید۔ ایمان اقرار کردی لا الہ الا اللہ یعنی نیست کسی بجز خدای عزوجل۔  
چرا بدگیرش طلب سوال کنی و التماس و التجاء بدگیرش میبری، مشرک شوی نعوذ باللہ منها۔  
بر اہل دنیا عقبی حرام و بر اہل عقبی دنیا حرام و بر اہل دیدار ہر دو حرام۔ همان قدر کسی کہ دنیا را  
دوست دارد، ہموںقدر از قرب خدای تعالیٰ بعید افتد۔ میان بندہ و مولیٰ کہ حجاب است ہمین  
دنیا است۔

قال علیہ السلام: أَصْلُ كُلِّ فِتْنَةٍ دُنْيَا وَحِجَابُ بَيْنِ اللّٰهِ وَبَيْنِ الْعَبْدِ (۲)

ہر کہ دنیا را محبت کند، دنیا آن را بر خود مبتلا گرداند و در بلا چنان اندازد کہ باز از دنیا بیرون نہ  
برآید۔ اہل اللہ و حبیب اللہ دوست خدای تعالیٰ از برای این قبول نکردند۔

۱۔ کتاب انیس الواعظین ۲:۔ حدیث۔

یہ اللہ کی محض دین اور اس کا لطف و کرم ہے، جس طرح موج دریا۔ (فقر بھی ایک ایسی موج ہے، جس کے فقراء منتظر رہتے ہیں کہ کب اللہ تعالیٰ ہم پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے)۔

### بیت

مجھے پیر طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے کہ خدای تعالیٰ کی یاد کے سوا جو کچھ ہے سب برباد اور فانی ہے۔

### بیت

دولت (دنیا) کتوں کو دے دی گئی اور دنیاوی نعمتیں گدھوں کو دے دی گئیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم امن و امان میں ہیں اور تماشا دیکھ رہے ہیں۔

دنیا کی دو قسمیں ہیں اور دونوں بری ہیں۔ ایک حلال اور دوسری حرام۔ حلال کو حساب ہے اور حرام کو عذاب (لازم) ہے۔ اہل حلال کو پل صراط پر ٹھہرا کر ہر ایک سے دریافت کیا جائے گا کہ بتلاؤ کہ تم نے اس کو کہاں کہاں صرف کیا؟ پھر جو شخص کہ دنیا کے دام (تزویر) میں آکر درم و دینار کی محبت میں گرفتار ہوتا ہے، تو شیطان کہتا ہے کہ یہ میرا بندہ اور غلام ہو گیا ہے، کیونکہ دنیا میری متاع ہے (اور اس کا طالب میرا بندہ اور غلام ہے)

اہل دنیا کے تین نشان ہیں۔ اول حرص ہے جو دوزخ کی آگ کی مانند ہے۔ دوسرا جو شخص درہم و دینار کو ایندھن کی طرح جمع کرتا ہے (جو اس کے لئے دراصل دوزخ کا ایندھن ہے) کیونکہ مال کا جمع کرنے والا اس سے محروم رہتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کا یا زمین کا حصہ ہوتا ہے۔

سوم یہ کہ مال و زر کی وجہ سے جو اس کا دشمن تھا اور (جو اس نے مکرو فریب سے جمع کیا) رنج و حسرت اٹھاتا جو اس کے مرنے کے بعد قبر میں سانپ بچھو ہو کر اس کو ڈسے گا اور کھائے گا۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ (اس سے اللہ کی پناہ)

پس ثابت ہوا کہ اہل دنیا یقیناً "شیطان ہیں۔ اہل شیطان کو ذکر رحمن سے کیا نسبت ہے؟ کیونکہ دنیا محض دروغ اور ذکر ہمہ تن صدق و راستی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: دنیا (محض) مکرو فریب ہے۔ یہ مکرو فریب کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

اس لئے اہل اللہ کو اس سے دور رہنا چاہئے۔ پھر جبکہ تو نے صدق دل سے ایمان لا کر اقرار

کیا۔ لا الہ الا اللہ (۱) یعنی بجز خدائے بزرگ و برتر کے کوئی معبود نہیں، تو پھر تو کیوں کسی سے سوال، التماس اور التجا کرتا ہے؟ اس طرح سے تو مشرک ہو جائے گا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا (اس سے اللہ کی پناہ)

اہل دنیا پر عقبنی اور اہل عقبنی پر دنیا حرام ہے اور اہل دیدار پر دونوں حرام ہیں۔ جو شخص کہ جس قدر دنیا کو دوست رکھتا ہے، اسی قدر قرب خداوندی سے وہ دور جا پڑتا ہے۔ بندے اور مولیٰ کے درمیان میں جو حجاب ہے، وہ یہی دنیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”دنیا ہر ایک فتنہ و فساد کی جڑ ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان یہی حجاب ہے۔“

جو شخص دنیا کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ تو دنیا اس کو اپنے اوپر ایسا مبتلا کرتی ہے اور اس کو اس بلا میں ایسے گرفتار کرتی ہے کہ پھر اس کا اس سے نجات پانا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس لئے اہل اللہ اور اللہ کے محبوب لوگ اس کو ہرگز قبول نہیں کرتے۔

---

۱۔ علامہ اقبال نے خوب کہا ہے: چون بگویم مسلمانم بلرزم کہ دامن مشکلات لا الہ را



## بیت

زر که زردی می زند از بهر چسبیت زانکه پیش اهل همت زرد روست  
طالب مولی مذکر آنست که از دنیا وضو کند و از آخرت غسل (کند) هر چیزی که باشد مال فرزند  
خانه دل و جان از خدای تعالی دریغ ندارد. پس ذکر قلب آن را گویند که در قلب غیر ماسوی  
الله طلب ندارد و الا نه کلب است.

## بیت

باهوا! بهر از خدا باید چه کرد جان عزیزش نیست جانم خود سپرد  
و در وجود آدمی چنانچه چهار ذکر است. زبان، قلب، روح، سر هر چهار ذکر صورت دارد و در  
مراقبه هر یک صورت ملاقات کند و تابع شود. گوئی که هر چهار نفس تابع شود. وجود آدمی اربع  
عناصر است. صورت باد دیگر است و صورت خاک دیگر است و صورت آب دیگر است و  
صورت آتش دیگر است. از هر یک صورت هفتاد هزار صورت پیدا شود. ظاهر باطن با فقراء  
ملاقات کند.

الْفَقْرُ لَا يَحْتَاجُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ وَ كُلُّ شَيْءٍ مِمَّا حَاجُ أَوْسَتْ - دو لکه هشتاد هزار صورت از وجود فقیر بر  
آید و ظاهر هم مجلس شود. بعد از آن بر مراتب فقر برسد و هم اینها صاحب توحید اهل ذکر الله -  
حدیث: السَّلَامُ مَتَّي فِي الْوَحْدَةِ وَالْأَفَاتُ بَيْنَ الْإِثْنَيْنِ ط (۲)  
چون فقیر باین مراتب رسد، تنها باشد و هیچ وقت نماز قضا نکند، خود امام شود و صورت پنهان  
مقتدی و هم مقتدی و هم صاحب سنت جماعت -

## بیت باهو

خود امامش مقتدی با خود نماز این چنین فقرش بود با حق نیاز (۳)  
گرچه باین مراتب رسد. از شریعت بگذرد خلاف نکند که ظاهر عام و باطن خاص -  
قال علیه السلام: النَّاسُ عَلَى اللَّبَاسِ ط (۴)

۱- عین الفقر جلد دوم مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۱-۲ - حدیث ۳ - عین الفقر جلد دوم مرتبه محمد  
نظام الدین ملتانی، ص ۲۱: نماز ۳ - ایضا " ص ۲۱: علی تحت اللباس

## بیت

(اے طالب!) کیا تجھے معلوم ہے کہ سونا جو زرد نظر آتا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اہل ہمت کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں۔

طالب موٹی نڈ کر تو وہ ہوتا ہے جو دنیا اور آخرت دونوں سے وضو کر لیتا ہے یعنی ہاتھ صاف کر لیتا ہے اور جو کچھ کہ اس کے پاس ہو، مال و زر، اولاد، گھریاں اور دل و جان سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتا ہے۔ اور کسی چیز سے دریغ نہیں کرتا۔ پس ذکر قلب اس کو کہتے ہیں کہ اس کے قلب میں ماسوائے اللہ کے کسی چیز کی مطلق طلب نہ رہے۔ ورنہ اس کا دل قلب نہیں، بلکہ کلب (کتا) ہے۔

## بیت

اے باھو! خدا کو راضی کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ جان تو اتنی عزیز نہیں ہے، یہ جان تو میں پہلے ہی اس کے سپرد کر چکا ہوں۔

چنانچہ انسان کے وجود میں ذکر کے مقامات چار ہیں (۱) زبان (۲) قلب (۳) روح (۴) سر۔ ان چاروں ذکروں کی مراقبہ میں صورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور مراقبہ میں ہر ایک صورت اہل مراقبہ سے ملاقات کرتی ہے اور صاحب مراقبہ کے تابع ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ انسان کا وجود بھی اربعہ عناصر ہے، اس لئے گویا چاروں نفس بھی اس کے تابع ہو جاتے ہیں۔ اور اربعہ عناصر میں سے ہر ایک کی صورت جدا ہے۔ مثلاً "ہوا کی صورت علیحدہ ہے اور خاک کی صورت جدا ہے۔ اور آگ اور پانی کی صورت بھی علیحدہ ہے۔ مگر ان چاروں میں سے ہر ایک کی ستر ستر ہزار صورتیں ظاہر و باطن میں فقیر ظاہر ہوتی ہیں۔ اور دو لاکھ اسی ہزار صورتیں فقیر کے وجود سے ظاہر ہو کر اس کی ہم جلیس ہوتی ہیں، جن سے فقیر نکل کر "اللہ کے سوا فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا اور تمام چیزیں اس کی محتاج ہوتی ہیں" کے مصداق بنتا ہے۔ اس کے بعد وہ مراتب فقیر پہنچتا ہے۔ اہل توحید اور اہل ذکر اللہ کے بھی یہی مراتب ہیں۔

حدیث: "سلامتی تنہائی میں ہے اور آلتیں مجمع میں ہیں"۔

جب فقیر ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے، تو وہ تہا رہ جاتا ہے (پھر اس کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے) کہ وہ کسی وقت بھی نماز قضا نہیں کرتا۔ خود امام ہو جاتا ہے۔ اور باطنی صورت کو چھپا کر خود کو مقتدی بنا کر اہل سنت بن کر جماعت سے نماز ادا کرتا ہے۔

## بیت باہو

(انتہائے فقر کا حال بیان کیا ہے کہ اس وقت نماز میں) خود امام خود مقتدی ہو کر فقیر نماز پڑھتا ہے۔ ایسے فقر میں خدای تعالیٰ سے راز و نیاز ہوتے ہیں۔

اگرچہ فقیر ان (انتہائی) مراتب پر پہنچ جائے، مگر چاہئے یہ کہ ذرہ برابر شریعت سے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ وہ ظاہر عام اور باطن خاص کا حکم رکھتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں کا ظاہری لباس ان کے باطن کی دلیل ہوا کرتا ہے۔“

خاکی آدمی است و آبی فرشتگان اند و بادی شهیدان اند و آتشی جن است۔ پس مراقبہ نام یک  
 دلی را گویند۔ دو دلی منافق است۔ مراقبہ و اہل دنیا چہ نسبت دارد کہ بادشاہان دنیا و بادشاہی و  
 خانمان خود بہر مراقبہ و فقر ترک دادہ اند۔ و در فقر غربی و یتیمی قدم نہادہ اند۔ مرکب نفس در  
 میدان توحید راندہ اند۔ ہرگز از عشق محبت شوق الہی نہاندہ اند۔ عاقبت گو برودہ اند خود را  
 بخدای خود سپردہ اند۔ اگرچہ مردہ اند نمردہ اند۔ اہل اللہ اہل حاجی اند بی حجاب اللہ۔ بعضی  
 بزرگ بر خودہ سال احرام بستہ اند و بعضی چہل سال و بعضی تمام عمر خود شب و روز در مراقبہ  
 غرق۔

### بیت باہو

روی ما با سوی کعبہ، کعبہ را با سوی من  
 کعبہ قبلہ گشت در دل آنچه دارم جان تن  
 احرام نام کم آزار است و دل بیدار است۔ شب بیدار است۔ احرام بمثل پوشیدن کفن  
 است۔ احرام مراتب مَوْتُو اَقْبَلْ اَنْ تَمُوْتُو اَطَا است۔

### ابیات

بیا در عشق جانی خوش بدہ خویش کہ ہر دم می برآید جان درویش  
 فقیر درویش را ہفتاد جان است بہر جانی ہزاران جاودان است  
 نہ مذہب عاشقی درویش دانی چرا در پیش درویشی بخوانی  
 باہو لانی مزین فقرش عظیم است بما اللہ معین ما را چہ بیم است

### ابیات

علم و دانش (۱) باطن طلب کن  
 سجدہ با دیدار سنگ دیوار نیست  
 جملہء علمش در آید یک سخن  
 کی روا دیدار باشد آنکہ دل بیدار نیست (۲)

۱- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین نلتانی ص ۲۲: علم و دانش از اہل باطن طلب کن،

۲- ایضا ص ۲۲: دیدارش کی روا باشد کہ دل بیدار نیست

انسان خاکی ہے اور فرشتے آبی ہیں۔ اور شہید بادی ہیں اور جن آتشی ہے۔ پس مراقبہ یکدلی کا نام ہے۔ (یعنی وہ اپنے اصل کے مطابق یک رنگ ہو) دو دلی منافقت ہے (یعنی دوئی کو چھوڑ دے، کیونکہ دو رنگی یا دوئی منافقوں کا کام ہوتا ہے) اور اہل دنیا کو مراقبہ (اہل فقر) سے کیا واسطہ ہے؟ کیونکہ دنیا کے (عظیم) بادشاہوں نے بادشاہت (کو ٹھکرا کر) اور اپنے کنبے کو چھوڑ کر فقر میں جس میں غریبی اور یتیمی ہے قدم رکھا ہے۔ اور توحید کے میدان میں اسب نفس کو دوڑایا ہے۔ وہ ہرگز عشق و محبت اور شوق الہی میں نہیں تھکے ہیں۔ آخر کو اپنے مقصود کو پہنچے ہیں اور اپنے آپ کو اپنے خدا کے سپرد کیا ہے۔ اگرچہ وہ (بظاہر) مر گئے ہیں، مگر وہ زندہ ہیں۔ یہ لوگ اہل اللہ اور حاجی بے حجاب ہیں۔

بعض بزرگوں نے اپنے نفس پر دس سال کا احرام باندھا ہے اور بعض نے چالیس سال کا اور بعضے تمام عمر شب و روز مراقبے میں غرق رہتے ہیں۔

بیت باھو

میرامنہ قبلہ کی طرف ہے اور قبلہ کا میری طرف۔ کعبہ نے میرے دل میں آکر جان و تن کو آکر قبلہ بنایا۔

احرام کم آزاری، دل بیداری اور شب بیداری کا نام ہے۔ احرام مثل کفن پہننے کے ہے۔ احرام مراتب ہے ”تم مرنے سے پہلے مر جاؤ“۔

ابیات

اپنے محبوب کی یاد میں اپنی زندگی کو خوشی خوشی دے دے، کیونکہ درویش کی جان ہر دم نکلتی رہتی ہے۔ فقیر درویش ہزار ہا جانیں رکھتا ہے۔ اور ہر جان میں ہزار ہا پائندہ زندگیاں ہیں۔ اے درویش! جبکہ تو مذہب عاشقی سے بے خبر ہے، تو لوگوں کے روبرو پھر کیوں درویش بنتا ہے۔ اے باھو! (فقیری میں) لاف زنی نہ کر۔ فقیری بہت عظیم مقام ہے۔ ہاں اللہ ہمارا مددگار ہو تو پھر ہمیں کوئی خوف نہیں ہے۔

ابیات

علم و دانش اہل باطن سے طلب کر۔ سجدہ دیوار کے پتھر کو دیکھنا نہیں۔ تمام علم باطن اس ایک بات میں آجاتا ہے۔ کہ جس (مرشد) کا دل بیدار نہیں، اس (مرشد) کا دیکھنا کب روا ہو سکتا ہے؟

فقر آنست که در دل وی نکتہء ہر دو جہان است۔

بیت باھو

ترازو وزن کردم جاودانی فتا فی اللہ شدم با یار جانی

ابیات

باھو ازل ابد دو چشمہ در چشم بر بنی بہین  
عین را با عین دیدم سجدہ کردم بر جبین  
چشم با چشم است سخنش با سخن  
این مراتب گر بخوای نفس را گردن بزن

فقر منسی باید۔

بیت باھو

ہر کہ با معروف یکتا معرفت بروی حرام معرفت را فخر کردن عارفی آن تا تمام  
معرفت مقام میان است۔ پیشتر مقام لامکان است۔ در وجود تو دو خدای جانی بخدای  
واحد لا شریک رسیدن کی توانی۔

ابیات باھو

عاشقان را راز محرم فی کسی جز آن خدا دو خدا در خویش کستم یافتہم آن یک خدا  
یک خدای دو خدای سہ خدای آن رحیم دو خدا را قطع کردم یافتہم آن رب رحیم  
در خلوة خلل شیطانی پیدای شود۔

بیت باھو

یار در بغل کنار است بخلوة توشین زخلوة توبہ ہزار است یار پیش بہین  
قرب وصال حضوری حجاب است۔

بیت باھو

قرب غفلت حضوری حق ز دوری بخورش نور گشتہ عین نوری  
خلوت مکر عظیم است۔

فقروہ ہے جس کے دل میں دونوں جہان کا حاصل ہے۔

### بیت باہو

جب میں نے (اس بات کو) میزان کے پلڑے میں رکھ کر وزن کر لیا۔ تو میں فتانی اللہ ہو کر یار جانی کے ساتھ ہمیشہ کے لئے داخل ہو گیا۔

### ابیات

اے باہو! ازل اور ابد دو چشمے آنکھ میں ہیں، ناک سے اوپر کے مقام پر نظر کر (یعنی اے باہو! تو ازل ابدی چشمہ ہے۔ اپنی پیشانی کی آنکھوں سے دیکھ) میں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور پیشانی کے بل سجدہ میں گر پڑا۔ جیسے آنکھوں کو آنکھوں سے رابطہ ہے، ویسے ہی اس کے کلام کو کلام سے ربط ہے۔ اور اگر تو ان مراتب کو حاصل کرنا چاہتا ہے، تو تو اپنے نفس کی گردن مار دے۔ فقر کو منتہی ہونا چاہئے۔

### بیت باہو

جو شخص کہ معرفت میں یکتا ہو جاتا ہے۔ تو معرفت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور معرفت پر فخر کرنا ایک عارف نامتہم کا طریقہ ہے۔ معرفت درمیانی مقام ہے اور اس کے آگے مقام لامکان ہے۔ اے میری جان! تیرے وجود میں دو خدا ہیں۔ بھلا ان کے ہوتے ہوئے تو خدائے وحدہ لا شریک تک کس طرح پہنچ سکتا ہے؟

### ابیات باہو

عاشقوں کے راز کا محرم سوائے اس اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے۔ دو خداؤں یعنی نفس اور دنیا کو میں نے قتل کر دیا اور اس ایک خدا کو پالیا (یعنی میں اس خدائے واحد سے داخل ہو گیا) ایک خدا یعنی نفس، دوسرا خدا یعنی دنیا اور تیسرا خدا وہ شیطان رحیم بنا بیٹھا ہے۔ میں نے دو خداؤں سے قطع تعلق کیا، تو اس رب رحیم کو پالیا۔ خلوت میں شیطانی خلل پیدا ہوتا ہے۔

## بیت باہو

یار تو بغل میں تجھ سے ملا ہوا ہے اور تو خلوت نشینی میں پڑا ہے۔ اس خلوت سے ہزار بار توبہ  
 کر اور یار کو اپنے سامنے بیٹھا ہوا دیکھ۔  
 قرب تو وصال کا نام ہے اور حضوری حجاب کا نام ہے۔

## بیت باہو

قرب غفلت ہے۔ اور جسے حضوری کہتے ہیں وہ (در اصل) حق سے دوری ہے۔ جب تو اس  
 کے نور میں مل کر نور ہو جائے گا، تو عین نور ہو گا۔  
 خلوت ایک بڑا مکر ہے۔



## بیت باهو

باهو خلوت چیت دانی راهزن صد هزاران خلوتش بسته دهن

## بیت

پیشوای یار ساقی یافتی دیگران فانی تو باقی یافتی

## بیت باهو

دلا خوش باش با خوش نوش باده که ساغر ساقیت از شوق داده بشنو! علم از علم حاصل شود- همچنان فقر بجز مراقبه غرق و اصل نگرود و از علم عقل حاصل شود و از عقل نیز دو چیز یک اکل، دوم مسائل مطالعه کتاب نقل و از مراقبه موت حاصل شود و از موت مراتب اولیاء- فقیر را در حیات مریگی و در مردگی حیات- این مراتب صاحب ذات عالم (۱) صفات در مراقبه ذات- فقیر را در مراقبه دو حال است- اگر فقیر در وصال فتانی الله اغراق است، خوش وقت باشوق مشتاق است- بمقام بی مع اللہ هیچ کس ننگنجد و اگر جدا فراق است، پریشان هلاک است- بجهت استغراق هیچ چیز خوش نیاید- این مقام قبض بسط است نه دائم وصال نه دائم فراق-

قوله تعالی: وَاللَّهُ يَبْسُطُ وَيَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (۲)

## بیت باهو

مشک مشو کافر مشوره راست گیر جز شریعت نیست نبوی ره فقیر مردم که مشرک و کافر می شوند از بسیاری دنیا، چرا که مفلس کسی دعوی خدائی نکرده، هر که کرد اهل دنیا کرون

## بیت

ترا مقصود و معبود است دنیا بنظر عاشقان دود است دنیا  
قال علیه السلام: الدُّنْيَا سَاعَةٌ فَأَجْعَلْ فِيهَا طَاعَتَهُ (۳)  
قطعه

بدنیا مزرعهء آخر زراعت تصرف راه مولی هر باعت  
کسی دارد فلوسی را نگاهی هزاران پروه افتد صد گناهی

۱- عین الفقر جلد دوم مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۳: علم صفات - ۲ - سوره البقره، ۲: ۲۳۵

۳- زین العلم از ملا علی قاری

## بیت باہو

اے باہو! کیا تو جانتا ہے کہ خلوت کیا ہے؟ خلوت راہزن ہے۔ لاکھوں خلوتوں نے اس کے منہ کو باندھ رکھا ہے۔

## بیت

اے ساقی! تو نے دوست کی پیشوائی حاصل کر لی۔ دوسرے فانی ہیں، لیکن تو نے بقا حاصل کر لی۔

## بیت باہو

اے دل خوش رہ اور خوشی سے محبت کی بادہ نوشی کر، کیونکہ ساقی نے اپنے شوق سے تجھے محبت کا جام دیا ہے۔

(اے طالب! غور سے) سن! جس طرح علم، علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح فقر بھی بجز مراقبہ توحید میں غرق ہونے کے حاصل نہیں ہوتا۔ اور علم سے عقل حاصل ہوتی ہے۔ اور عقل سے بھی دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک کھانے پینے کا طریق اور دوسرا مسائل علم دین و طریقہ مطالعہ علم کتاب و نقل۔ اور مراقبہ سے موت کا خیال جنم لیتا ہے۔ اور موت سے مراتب اولیائی حاصل ہوتے ہیں۔ فقیر کو حیات میں مردگی اور مردگی میں حیات (ابدی) ملتی ہے۔ اور یہ مراتب مراقبہ عزات میں صاحب ذات عالم کی صفات سے حاصل ہوتے ہیں۔ (اور اسی صفت والا شخص صاحب حیات ابدی کا ہوتا ہے)

فقیر کے مراقبہ کی بھی دو حالتیں ہوا کرتی ہیں۔ اگر فقیر کو مراقبہ میں وصال اور غرق فنا فی اللہ حاصل ہے، تو اس کے لئے خوشنودی کا مقام ہے۔ اور یہ مقام شوق و اشتیاق لی مع اللہ کا ہے اور اسی مقام میں کسی شخص بلکہ مقرب فرشتہ کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔ اور اگر اس میں جدائی اور فراق حاصل ہو تو پریشانی اور ہلاکت کا مقام ہے۔ اور ایسے استغراق کے سبب سے اس کو کوئی چیز اچھی نہیں لگتی ہے۔ اور یہی مقام قبض و ہسط کا ہے۔ جس میں نہ ہمیشہ وصال ہوتا ہے اور نہ ہمیشہ فراق رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور اللہ ہی تنگی کرتا ہے اور وہی کشائش کرتا ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔“

## بیت باہو

مشک نہ بن اور نہ کافر ہو، سیدھا راستہ اختیار کر۔ کیونکہ بجز اتباع شریعت سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی فقیر نہیں بنا اور نہ بن سکتا ہے۔ جتنے بھی لوگ مشرک اور کافر ہوتے ہیں، وہ دنیا کا مال و زر زیادہ رکھنے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ کیونکہ کسی مفلس آدمی نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا، اہل دنیا نے ہی کیا۔

## بیت

دنیا تیرا مقصود و معبود ہے۔ مگر عاشقوں کی نظر میں دنیا دھواں ہے۔

## حدیث

دنیا ایک گھڑی ہے، تجھے اس میں عبادت ہی کرنی چاہئے (اور خواب غفلت سے بیدار ہونا چاہئے)

## قطعہ

دنیا کی مثال آخرت کی کھیتی کی ایک زراعت کی ہے۔ تجھے اس زراعت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر گھڑی صرف کرنا چاہئے۔ ایک آدمی ایک کوڑی کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ یعنی لوگ معمولی روپے پیسے کی حفاظت کرتے ہیں، حالانکہ اس سے ہزاروں پروے اور گناہ سرزد ہوتے ہیں۔

فقیر چہار قسم است۔ اول فقیر صاحب آگاہ۔ دوم فقیر صاحب نگاہ۔ سیوم فقیر صاحب راہ۔  
چہارم فقیر صاحب ہمراہ۔ و ہمراہ باہو چہیت؟

مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ (۱)

فقیر آنست کہ ہر دو را (اختیار نکند) رد کرد بر خود ہم دنیا و ہم عقبی۔ بشنو! ای سوختہء عشق  
جانباز۔ کار خود را در فقر فنا فی اللہ راخ استوار بساز۔ دنیا و عقبی ہر دو بر پشت انداز، تا ترا دست  
گیرد فقیر، ہر دین حق الیقین۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

صاحب زمان لا مکان طریقہء قادری است۔ قادری نیز دو طریق۔ یکی قادری زاہدی۔ دوم  
قادری سروری۔ قادری سروری چہیت؟ قادری زاہدی چہیت؟ قادری سروری انہست  
چنانچہ این فقیر بحضور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مشرف شد فقیر را دست بیعت  
نمودند۔ خندیدہ فرمودند کہ با خلق خدا ہمت ہکن۔ بعد از تلقین صلوة اللہ دست گرفتہ بدست  
حضرت پیردستگیر شاہ محی الدین قدس اللہ سرہ، العزیز سپردہ و حضرت پیر صاحب قدس سرہ، نیز  
سرفراز کردند و حکم تلقین فرمودند۔ بعد ازان بنظر ظاہر باطن ہر طالبی را کہ از راہ بر رخ اسم  
اللہ و یا اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نمودہ۔ بحضور مجلس ہر دم بی ذکر بی مشقت و  
طالبان اللہ ہر طرف کہ نظر کردند اسم اللہ جَلَّ جَلَالُہ، اسم ذات بدیدند و ہیچ پردہ حجاب نماندہ۔  
راہ فیض است سروری قادری حوصلہ کم نبود۔ مردم طالبان را بعضی بہ آتش اسم اللہ گرمی  
مردہ (کرده) و بعضی اسم اللہ را بار نبرد داشتند، عاجز شدند و بعضی مردود و مرتد گشتند۔

### ابیات

آدم چو صراحی بود و روح چو می      قالب چو نی بود صدای در وی  
دانی چہ بود آدم خاکی و خام      فانوس خالی و چراغی در وی  
و بعضی ہمیشہ حضور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بر حال ماندند و مرا روز بروز ترقی و  
درجات یوم فیوم ساعت فساعت انشاء اللہ تعالیٰ تا ابد الابد خواهد ماند کہ حکم سروری سرمدیست  
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم عربی را و مرا علم ظاہر ہیچ نبود۔ از علم حضور است و ظاہر باطن علم  
چندین واردات فتوحات کشادہ است کہ دفترها ہاید، لیکن بزرگان مآقل و دل فرمودہ اند۔

فقیر بھی چار قسم کے ہوتے ہیں۔ اول: فقیر صاحب آگاہ۔ دوم: فقیر صاحب نگاہ۔ سوم: فقیر صاحب راہ اور چہارم: فقیر صاحب ہمراہ۔ اے باھو! فقیر صاحب ہمراہ کیا ہے؟

مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ط

”کون دنیا کا ارادہ کرتا ہے اور کون آخرت کا ارادہ کرتا ہے۔“

فقیر وہ ہے جو ہر دو کو اختیار نہیں کرتا اور جو اپنے لئے دنیا بھی اور عاقبت بھی ٹھکراتا ہے۔ اے جانباز سوختہ عشق! (غور سے) سن! تو فقر فنا فی اللہ میں اپنے معاملات کو استوار اور راسخ بنا۔ اور دنیا اور عقبیٰ کو پس پشت ڈال دے۔ تاکہ رہبر دین حق الیقین فقیر تیری دستگیری کرے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

قادری طریق والا شخص صاحب لامکان و صاحب زمان ہوتا ہے۔ اور طریقہء قادری بھی دو طریق پر ہے۔ ایک قادری زاہدی، دوم قادری سروری۔ قادری سروری کیا ہے؟ قادری زاہدی کیا ہے؟ قادری سروری یہ ہے جیسا کہ یہ خود فقیر (باھو) ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس سے مشرف ہوا۔ اور جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہاتھ پکڑ کر فقیر کو بیعت کیا۔ اور خندہ رو ہو کر فرمایا: کہ خلق خدا کے ساتھ ہمت کر اور صلوة اللہ کی تلقین کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقیر کا ہاتھ حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ، العزیز کے ہاتھ میں دیا۔ حضرت پیر دستگیر نے بھی سرفراز فرمایا اور حکم و تلقین کی اور اس کے بعد ان کی ظاہری اور باطنی توجہ سے فقیر ہر ایک طالب کو طریقہ برزخ اسم اللہ و اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر ذکر و فکر و مشقت یکدم مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے گیا۔ اور پھر جس طرف بھی انہوں نے نظر اٹھائی، انہیں اسم اللہ جل جلالہ، اور اسم ذات ہی نظر آیا اور کوئی حجاب و پردہ ان پر نہ رہا۔ یہ (قادری سروری طریقہ ہے) راہ فیض ہے۔ (پس جو لوگ سلطان العارفین حضرت سلطان باھو کے مرید ہوتے ہیں وہ قادری سروری کہلاتے ہیں) قادری سروری کم حوصلہ ہرگز نہیں ہوتا۔ بہت لوگ بعض طالبوں کو تصور اسم اللہ ذات کی طرف لے گئے ہیں، لیکن وہ اس کی تپش اور گرمی آتش کو ضبط نہیں کر سکے، اس کے سبب سے انہوں نے جان دے دی اور بعض اسم اللہ کا بوجھ برداشت نہ کر سکے، عاجز ہو گئے اور بعض مردود اور مرتد ہو گئے۔

### ابیات

انسان کامل کی مثال صراحی کی ہے اور روح کی مثال شراب کی۔ اور قالب کی مثال بانسری کی

ہے، جس سے آواز نکلتی ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ انسان خاکی اور خام کیا ہوتا ہے؟ اس کی مثال اس فانوس کی ہے جس میں چراغ خالی رکھا ہو اور روشنی نہ ہو۔ اور بعض لوگ ہمیشہ حضور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرفراز رہتے ہیں۔ اور مجھ فقیر (حضرت سلطان باھو) کے درجات میں (بھی) روز بروز ساعت بساعت انشاء اللہ ابدالاباد تک اضافہ ہوتا رہے گا، کیونکہ حکم قادری سروری کو حکم سرمدی ہے جو کہ طریق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عربی کا ہے۔ اور مجھ کو علم ظاہری مطلق نہ تھا، بلکہ یہ علوم ظاہری اور باطنی آپ کی ذات والا صفات کی ارادت سے حاصل ہوئے ہیں اور جس قدر واردات و فتوحات فقیر پر کھلے ہیں یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قلبی ارادت کی وجہ سے ہیں اور یہ فتوحات و واردات اس قدر ہیں کہ ان کے لکھنے کے لئے کئی دفتر درکار ہیں، لیکن بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ پسندیدہ کلام وہی ہے جو مختصر ہو اور بادلیل ہو۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را که از باطن از پیغمبر صاحب صلوة اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پرده  
حجاب پاره شود۔ راه فقر فی اللہ کشاید۔ بر سر او مراتب اولیٰ بر آید۔ این را اولیٰ نیز گویند که  
ہم ظاہر ہم باطن اشتغال اللہ و با خلاص درست تصدیق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ  
وسلم۔

و طریقه زاہدی قادری آنست کہ طالب اللہ با زہد ریاضت رنج بسیار کشد۔ بعد از آن دو از وہ  
سال یا سی سال بحضور مشرف حضرت پیر و شکیبای قدس اللہ سرہ العزیز شود۔ حضرت پیر قدس  
سرہ آن را دست بدست بہ پیغمبر صلوة اللہ تعالیٰ رساند و بحضور مشرف و سرفراز گرداند۔ این  
طریقه زاہدی قادریست مبتدی قادری منشی دیگر خانوادہ (۱) است و منشی قادری را مرتبہ  
محبوبیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دارد یعنی فانی اللہ بقا باللہ۔ کسی کہ با ایشان یا با  
طالب مرید ایشان دعویٰ (۲) کند سلب گردد (و بمراتب ابلیس رسد ۳) نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْہَا۔ ہر کہ  
شک آورد و در شک افتد کافر گردد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْہَا۔ کہ نائب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
و وارث محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ کلید ہر دو جہان بدست محبوب سبحانی شاہ  
عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز۔ ہر کہ باین اعتقاد نیارد آن طایفہ شیطان را اندہ ہر دو جہانی  
سرگردانی پریشانی است۔

اہل مراقبہ را انتہا بدریای ژرف است۔ دریای ژرف چہیت؟ دریای ژرف دریای توحید  
است کہ ہمیشہ مد نظر پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ کسی کہ بجکم خدای تعالیٰ و رسول  
خدای تعالیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در آن دریای ژرف غوطہ خورد، تارک دنیا فقیر فانی اللہ  
شود۔ دریای ژرف دریای فقر است۔ فقیر لا یتحتاج ہمونست کہ بدریای ژرف غوطہ خورد و از  
غیر ماسوی اللہ پاک شود۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ کلیہ حق رخ نماید۔ در وجود او باطل  
نماند۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم  
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

۱۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۴: خانوادہ ہا، ۲۔ ایضا، ص ۲۵: عداوت

۳۔ ایضا، ص ۲۵

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ  
م

بند

ن

بند

شیخ الدارین اللاحق

شیخ الدارین اللاحق

شیخ الدارین اللاحق

زنام محمد شود دل صفا بزنام محمد شرف لقا حدیث انت ابا وانا انت

زنام محمد شود دل صفا      زنام محمد شرف لقا

حدیث

انت وانا انت



طالب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجاب پیغمبر خدا جناب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باطن سے پارہ پارہ ہو جاتے ہیں۔ اور فقر فنا فی اللہ کی راہ کھل جاتی ہے۔ اور مراتب اویسی اس پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس کو اویسؓ (۱) بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کا ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہتا ہے۔ اور درست اخلاص کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (رسالت کی) تصدیق کرتا ہے۔

اور طریقہء زاہدی قادری یہ ہے کہ طالب اللہ زہد و تقویٰ میں بہت رنج و محنت اٹھائے۔ اور بارہ سال یا تیس سال کے بعد حضرت پیر و سنگیر قدس سرہ العزیز کی مجلس میں حاضر ہو کر مشرف ہوتا ہے اور وہ اس کے ہاتھ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں دے کر بیعت کراتے ہیں۔ اسی طرح وہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف و سرفراز کرواتے ہیں۔ یہ طریقہ زاہدی قادری مبتدی ہے۔ اور قادری منتہی اور ہے اور ان کا خانوادہ علیحدہ ہے۔ اور قادری منتہی کا مرتبہ محبوبیت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھتا ہے۔ یعنی فنا فی اللہ بقا باللہ۔ جو شخص ایسے لوگوں سے یا ان کے کسی مرید سے لڑائی کرتا ہے یا عداوت رکھتا ہے، تو وہ اپنے مراتب فقر کو سلب کرتا ہے اور ابلیس کے مراتب کو پہنچتا ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْہَا۔ اور جو شخص اس میں شک لائے یا شک میں پڑ جائے، تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْہَا۔ کیونکہ یہ لوگ نائب و وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، خاص کر جیسا کہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔ اور جو لوگ ایسے لوگوں سے بد اعتقاد رہتے ہیں، وہ شیطانی گروہ سے ہیں۔ اور دونوں جہان میں سرگرداں و پریشان رہتے ہیں۔

اہل مراقبہ کے لئے مراقبہ ایک بڑا بھاری اور بیکراں دریا ہے۔ گہرا اور بھاری دریا کیا ہے؟ وہ گہرا دریا توحید و معرفت ہے، اور یہی دریائے معرفت ہمیشہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مد نظر رہا۔ جو شخص کہ خدای تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اس گہرے دریا میں غوطہ لگاتا ہے، وہ شخص تارک الدنیا فقیر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ گہرا

۱۔ حضرت اویس قرنیؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گہری عقیدت تھی۔ جب انہیں رسول مقبولؐ کے دو دندان مبارک شہید ہونے کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے تمام دانت نکلوادے تھے۔ (راقم الحروف نے ۱۹۹۰ء میں آپؐ کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر زیارت کی سعادت حاصل کی)

اور بے پایاں دریا (گویا) دریائے فقر ہے۔ فقیر لایحتاج وہی ہے جو اس گہرے دریا میں غوطہ لگاتا ہے۔ اور غیر ما سوائے اللہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ اللہ بس ما سوائے اللہ ہو س۔ وہ کامل طور پر حق رونما ہو جاتا ہے اور اس کے وجود میں باطل نہیں رہتا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا عامل مکمل ہو گیا۔ فقیر فتانی اللہ کا یہ طریق ہے کہ طالب مولیٰ کلمہ شریف کے ذکر میں یہ تصور کرے لیس فی الدارین الاھو یعنی لا الہ الا اللہ پس فی الدارین الاھو اور یہ ذکر عالم برزخ کا ہے اور دو اسم برزخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور وہ اس طریق سے کیا جاتا ہے کہ طالب مراقبہ میں با تصور یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے اور آپ کی ذات کا حلہ شریف بھی دل میں جمائے۔ اور ہر دو اسم کو تختی یا کاغذ پر سنہری رنگ یا سفیدی سے تحریر کرالے۔ پس ان ہر دو اسم مبارک سے انسان کا دل صاف و روشن ہو جاتا ہے۔ اور خاص کر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم شریف پکارنے سے انسان مشرف بالقا ہو کر اس کی ذات میں فنا اور محویت ہونے کے مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ چنانچہ حدیث حالی اس پر شاہد ہے۔

فقیر آن است که آن را هفت ذکر با هفت فکر باشد - اول ذکر فکر موت - پس خواب غفلت را ترک دهد - دوم ذکر فکر منکر و نکیر یا خدای تعالی یگانه و از خلق غیر ماسوی اللہ بیگانه شود - سیوم ذکر فکر قبر - نفس گبر را با عذاب محنت عذابی کند که مسلمان شود - چهارم ذکر فکر و فتر اعمال نامه - زبان خود را از بد گوئی نگهدارد - پنجم ذکر فکر جزای حشر نفسی نفسی باشتغل اللہ مشغول شود - ششم ذکر فکر بصراط از صراط دنیا بسلامتی ایمان بگذرد و گذر آن صراط آسان گردد - یعنی با حسب دنیا دل نه بندد - هفتم ذکر فکر طلب مولی لذت بهشت و بیم دوزخ نسیان کند - بعد از آن در تفکر فانی اللہ غرق چنان شود که ازین هفت ذکر فکر بگذرد - اللہ بس و ماسوی اللہ هوس -

فقیر که این هفت ذکر فکر نداند بروی فقیری حرام است - چون روز بر آید فقیر روز حشر داند و هرزده هزار عالم بحساب (نیکی و بدی) و خدا را قاضی داند و با نفس خود محاسب باشد و چون شب بر آید شب را قبر داند تنها و بی خواب سرا و جبرائیل و نهار با خبر باشد -

فقیر (کامل) وہ ہے جو کہ سات ذکر و سات فکر سے ذکر کرتا رہے۔ اول: ذکر و فکر موت کرے۔ پس (اس طرح) خواب غفلت ترک کرے۔

دوم: ذکر و فکر منکر نکیر کرتا رہے تاکہ خدای تعالیٰ سے یگانہ اور خلق غیر ماسوائے اللہ سے بیگانہ ہو جائے۔

سوم: ذکر و فکر قبر کرے تاکہ سرکش نفس عذاب عظیم کے خوف سے مسلمان ہو جائے۔  
چهارم: اپنے اعمال نامہ کا ذکر و فکر کرتا رہے تاکہ اپنی زبان کو بد گوئی سے محفوظ رکھے۔  
پنجم: قیامت کے دن کی ہولناک مصیبتوں اور اس دن کی نفسا نفسی پر خیال رکھے کہ وہاں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ لہذا اس فکر سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھے۔

ششم: پلصراط کا بھی ذکر و فکر کرتا رہے تاکہ دنیا سے سلامتی ایمان کے ساتھ خاتمہ ہو۔ اور اس پلصراط پر گزرنے کا راستہ بھی آسان ہو جائے۔ یعنی محبت دنیا سے دل نفرت کھا جائے۔

ہفتم: طالب مولیٰ کو چاہئے کہ وہ ایسا ذکر و فکر کرے کہ امید بہشت اور خوف دوزخ دونوں چیزیں اس کے دل سے فراموش ہو جائیں۔ اور اس کے بعد وہ ہمہ تن فکر فتانی اللہ میں ایسا غرق ہو جائے کہ ان ساتوں فکروں ذکر سے بقا باللہ کی منزل پر پہنچ جائے۔ اور اللہ بس ماسوائے اللہ ہو س ثابت ہو جائے۔

جو فقیر ان ساتوں ذکر و فکر سے بے خبر ہے۔ اس پر فقیری حرام ہے۔ جب دن نکلتا ہے تو فقیر جانتا ہے کہ گویا قیامت قائم ہو گئی۔ اور ہڈی ہزار عالم خدائے قدوس جس کو وہ قاضی سمجھتا ہے کے سامنے نیکی و بدی کے حساب و کتاب میں مصروف ہے۔ اور خود وہ اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کرتا رہے۔ اور جب رات آتی ہے تو وہ اس رات کو قبر تصور کرتے ہوئے تنہا بے خواب ہو کر اپنے ظاہر و باطن پر رات دن خبردار رہتا ہے۔

## باب ہفتم

ذکر اللہ تعالیٰ زبان قلب روح سر و جہر خفیہ

کلمہ طیبہ (فی افضل الذکر) (۱) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الذِّكْرِ  
 يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ رَوَى حَدِيثُ الْمُسْلِمِ وَقَالَ عَلَيْهِ  
 السَّلَامُ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَطُوفُونَ فِي الطَّرِيقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا  
 يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَنَادَوْا وَابْلَمُوا إِلَى حَاجَتِكُمْ فَيَخْفُونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ وَاللَّيْلُ  
 رَوَى حَدِيثُ صَحِيحِ بَخَارِيِّ وَصَحِيحِ مُسْلِمٍ وَجَامِعُ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ بَعْدَ ذَلِكَ  
 كَلَامٌ فَأَرَقْتُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَيَّ قَالَ  
 أَنْ تَمُوتَ وَلَسْنَا نَكْرَهُ طَبَّ بِنِ ذِكْرِ اللَّهِ رَوَى حَدِيثًا بِي بَكْرٍ مَعْجَمِ لَطِبْرَانِي وَعَنْ قُلْتِهَا  
 رَسُولُ اللَّهِ وَصِنِي قَالَ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ تَعَالَى مَا اسْتَطَعْتَ وَادْكُرْ لِلَّهِ عِنْدَ كُلِّ حَجْرٍ وَ  
 شَجَرٍ مَعْجَمِ لَطِبْرَانِي مُصَنَّفًا بِي شَبَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا لَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرٍ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْ  
 كَاهَا عِنْدَ سَلِيكِكُمْ وَارْفَعَهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ (مَنْ نَفَقَ النَّبَّ وَالْفِضَّةَ وَالْوَرَقَ وَ  
 خَيْرَ لَكُمْ) (۲) بِنِ أَنْ تَلْقُوا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ

۱- عین الفقر جلد دوم، مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۲۶۲-۲۶۳۔ ایضاً ص ۲۶

## باب ہفتم

### ذکر لسانی و ذکر قلبی و ذکر روحی و ذکر سری و جہری و خفی کے بیان میں

یاد رہے کہ کلمہ طیب افضل ذکر ہے (۱)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ”اس شخص کی مثال جو خدای تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو خدای تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا، زندہ اور مردہ جیسی ہے“ (۲)۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے فرشتے ہیں اور وہ راہوں میں پھرتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کے راستے ڈھونڈتے ہیں۔ پس جس وقت وہ ایک جماعت کو کہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے پاتے ہیں، تو پھر وہ فرشتے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ تم جلدی اپنے مطلب کی طرف آؤ۔ پھر فرشتے ان کو آسمان تک ڈھانپ لیتے ہیں (۳)۔

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کا بوقت رحلت آخری کلام وہی تھا جو حضور علیہ السلام نے میرے سوال کے جواب میں فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! خدای تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ مرغوب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ سب اعمال سے محبوب ترین عمل یہ ہے کہ جب تیری موت کا وقت آئے، تو تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تروتازہ ہو (۴)۔

ایک اور حدیث میں ”حضرت معاذؓ سے یوں بھی آیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ حسب توفیق پر ہیزگاری کو اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ کے ذکر پر ہمیشہ قائم رہو، کیونکہ ہر شجر و حجر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے (۵)۔

ایک اور روایت میں یوں مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک کام سب سے عمدہ نہ بتا دوں، جو خدای تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہو اور جس سے خدای تعالیٰ کے نزدیک تمہارے مراتب بہت بلند ہو جائیں اور جو سونا چاندی خرچ کرنے سے کہیں بہتر ہو اور جس پر عمل کرتے ہوئے اگر تم اپنے دشمنوں پر حملہ کرو تو تم بھی ان کی گردنیں کاٹو اور وہ خود بھی اپنی گردنیں کاٹنے لگیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ

۱- جامع الترمذی، ۲- حدیث مسلم، ۳- حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم، ۴- حدیث ابوبکر مجتم طبرانی،

۵- ابوبکر مجتم طبرانی و مصنف ابی شبہ

قالوا لی قل ذکر اللہ تعالیٰ فی ترمذی وابن حبان وصحیح المستدرک وسنن ابی ماجہ۔ قل علیہ السلام: مَا  
 صَدَقْتُهُ الْفَضْلَ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى لِي مُعْجِمِ الطَّبَرَانِيِّ وَمَنْ لِي دَاوُدُ وَذَكَرَ بِمِثْلِهِ بِمِثْلِهِ  
 سنمتر۔ سنمتر نام مرخصیست کہ در برہیزم چیدہ جمع کند بمثل قلعه۔ چون قلعه ۷ ہیزم تیار کند و خود  
 در آن قلعه ۷ ہیزم بہ نشیند و باز ذکر اللہ ذکر ہو مشغول شود۔ در شروع کردن ذکر کہ دم باہو کشد  
 اول حال از وجودش گرمی ذکر اللہ ذکر ہو آتش از وجود چنان بر آید کہ آتش باہیزم چسبیلہ شود و  
 مرغ سوختہ خاکستر گردد۔ بعد از ان باران رحمت بر آن خاکستر بار دواز آن خاکستریک بیضہ پیدا شود و  
 از آن بیضہ یک بچہ بر آید و چون بچہ بجای پد رسید باز ہمون طور کار پد رکند و سوختہ و خاکستر گردد تا  
 ابد الاباد۔

پس فقیر زاکر نیز ہر دم مَوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا است۔

فقر حلیت؟ فقر خانہ ۷ ویران را گویند۔ چنانچہ پیغمبر صاحب صلوة اللہ تعالیٰ ویران کردند و در راہ  
 خداوند تعالیٰ تصرف و سہ طلاق و نیار ادا کہ نہ بہر روغن چراغ در مماند۔ و بویا بہر فرش نماند

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے اعلیٰ ہے (۱)

معجم طبرانی اور سنن ابن داؤد میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کہ ذکر اللہ پر کوئی صدقہ بھی سبقت نہیں لے جاسکتا“۔

اور ذاکر کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر مثل ققنس (آتش زن پرندہ) کے کرے۔ اس پرندے کا یہ حال ہے کہ یہ لکڑیوں کا انبار جمع کرتا ہے اور اس کے درمیان بیٹھ کر ذکر اللہ تعالیٰ شروع کرتا ہے اور ذکر ہو میں مشغول ہو کر ہو کے ساتھ سانس نکالتا ہے۔ اور اسی طرح ذکر کرتا رہتا ہے اور ذکر اللہ کے سبب سے اس کو گرمی حاصل ہوتی ہے اور اس گرمی سے ہی ان لکڑیوں کو آگ لگ جاتی ہے۔ اور وہ بھی جل کر خاکستر ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں اس خاکستر پر باران رحمت برستی ہے تو اس خاکستر سے ایک انڈا پیدا ہوتا ہے اور اس انڈے سے ایک بچہ نکلتا ہے اور جب بچہ باپ کی جگہ پہنچتا ہے (یعنی بچہ جب بڑا ہو جاتا ہے) تو وہ بھی اسی طرح سے ذکر ہو شروع کرتا ہے اور جل کر خاکستر ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ ابد الابد تک جاری رہتا ہے۔ پس اسی طرح فقیر (کامل) ذاکر کو بھی ہر دم مقام مَوْتُوَا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوَا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) حاصل ہوتا رہتا ہے۔

فقر کیا چیز ہے؟ فقر خانہ ویرانی کا نام ہے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھر کو مال دنیا سے کبھی آباد نہیں کیا۔ (جو کچھ آتا) سب خدا کی راہ میں صرف کر دیتے۔ اور دنیا کو تین طلاق دیدی ہوئی تھیں۔ بعض اوقات ان کے گھر میں چراغ روشن کرنے کے لئے

۱۔ نقل از مشکوٰۃ و موطا امام مالک و احمد و ترمذی و ابن حبان و مستدرک و سنن ابن ماجہ و معجم طبرانی اور ابوداؤد۔



فقیرمیں راگویند کہ آنچہ خدا دہد بخدا و آنچہ خدا دہاند بخدا دہد قال علیہ السّلام ما عمل  
 انی عملاً افضل من ذکر اللہ تعالیٰ معجم الطبرانی و سنن ابی داؤد قالوا اولاً  
 الجہاد فی سبیل اللہ الا ان یضرب بسیفہ حتی ینقطع مسند ابی بکر قال علیہ  
 السّلام لو ان رجلاً فی حجرہ دراہم یقسمہا و آخر یدکر اللہ کان الذّا کر افضل  
 فی معجم الطبرانی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ عزّ و جلّ سیعلم اهل  
 الجمع الیوم من اهل الکرّم قیل من اهل الکرّم یا رسول اللہ قال اهل المجالس  
 الذکر من المساجد قال علیہ السّلام ما من انی الا فی قلبہ بیتان فی احدیما  
 الملک و فی الاخریما الشیطن فاذا ذکر اللہ خنس ائے تا خر و تتخنی و اذا لم یدکر  
 اللہ وضع الشیطان منقارہ فی قلبہ و وسوس له مسند ابی بعلی الموصلی قال علیہ  
 السّلام اذا مررتم برضا الجنّہ فارتعوا قالوا یا رسول اللہ وما ربا ض الجنّہ قال  
 خلق الذکر من ترمذی قال علیہ السّلام ما من قوم جلسوا مجلساً و تفرّقوا

روغن تک نہ رہتا اور کبھی فرش کے لئے بوریا بھی نہ ہوتا (سبحان اللہ) فقیر اسی کو کہتے ہیں۔  
 جو کچھ خدا دے، خدا ہی کو دے دے۔ اور جو کچھ کہ خدا دلا دے، وہ بھی خدا ہی کو دے دے۔  
 اور ہر حال میں اسی کے ذکر میں مشغول رہے۔ بلا ذکر کسی دم کسی حال میں غافل نہ رہے۔  
 کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: کہ بلا ذکر اللہ تعالیٰ کے کسی عمل  
 سے نجات حاصل نہیں (۱) اور اللہ تعالیٰ کا ذکر جہاد فی سبیل اللہ سے بہتر و اعلیٰ و افضل ہے (۲)  
 اور صدقات سے بھی افضل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اور یہی لوگ اہل ذکر صاحب کرم ہیں، جن کا  
 رتبہ ساجدین سے بھی افضل اور اعلیٰ ہے۔ اور حدیث میں آتا ہے کہ جس قلب میں اللہ تعالیٰ  
 کا ذکر ہوتا ہے، اس قلب میں خناس کو جگہ نہیں، اور جس قلب میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا،  
 وہاں شیطان گھس جاتا ہے۔ اور اپنا تسلط جمالیتا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا  
 کہ جب باغ جنت سے گزرو، تو اس سے میوہ کھاؤ۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ریاض الجنۃ کیا ہے؟  
 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ذکر اللہ تعالیٰ سے حلاوت اٹھایا کرو۔ یعنی اہل اللہ کی  
 مجلس سے یہ لذت حاصل کیا کرو (۳) اور جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور خداوند تعالیٰ

۱۔ معجم اطبرانی و سنن ابی داؤد، ۲۔ مسند ابی بکر، ۳۔ ابن ترمذی

مِنْهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ فِيهَا إِلَّا كَانَمَا تَفَرَّقُوا عَنْ جِبْتِهِ حَمَارًا وَكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ يَوْمَ  
 الْقِيَمَةِ سُنَّ ابْنِ مَاجَةَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا مَشَى أَحَدُكُمْ تَمَشَّى لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا  
 كَانَ عَلَيْهِ تَرَّةٌ وَمَا أَوْى أَحَدٌ إِلَى فِرَاشِهِ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تَرَّةٌ سُنَّ ابْنِ  
 مَاجَةَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ مُتَحَسِّرًا هَلْ الْجَنَّةُ إِلَّا عَلَى مَا عَتَيْتُمْ بِهِمْ وَلَمْ  
 يَذْكُرُوا اللَّهَ فِيهَا طَعْمُ مَعْجَمِ الطَّبْرَانِيِّ أَكْثَرُوا ذِكْرَ اللَّهِ تَعَالَى حَتَّى يَقُولُوا الْمُنْفِقُونَ  
 أَنَّهُمْ مَجْنُونُونَ سُنَّ ابْنِ مَاجَةَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنْ الْجِبِلُّ ينادى الْجِبِلُّ بِاسْمِ مَا  
 فَلَانَ هَلْ مَرَبِكَا أَحَدٌ ذَكَرَ اللَّهَ فَإِنَّا قَالَ نَعَمْ اسْتَبْشِرْ طَفِي مَعْجَمِ الطَّبْرَانِيِّ قَالَ عَلَيْهِ  
 السَّلَامُ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قَوْمٌ فِي الدُّنْيَا عَلَى فِرَاشِ الْمَهْدَةِ يَدْخُلُهُمُ الْجَنَاتُ الْعُلَى ط قَالَ  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنْ النَّيْنُ لَا يَزَالُ السُّنَّتَهُمْ رَطْبَتُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ  
 وَهُمْ يَضْحَكُونَ ط حَلِيثُ قَلَمِي أَنَا مَعَ عَبْدِي يَذْكُرُ فِي تَحْرَكِ

کا ذکر کئے بغیر وہاں سے اٹھ جائیں، تو یہ سمجھو کہ وہ لوگ جہنم کے مردار گدھے بیٹھے ہیں۔  
گویا وہاں سے اٹھے اور قیامت کے دن ان کو اپنے اس کام سے بڑی ندامت اور حسرت  
ہوگی (۱)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ جو شخص زمین پر چلے اور خداوند تعالیٰ کے ذکر سے  
غافل رہے تو اس کو روز قیامت روسیاء کی ندامت اٹھانا پڑے گی۔ اور جو شخص اپنے فرش پر  
سوتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرے، تو اس پر شیطان قابض ہو جاتا ہے (۲)

اور ایک حدیث میں مسطور ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر  
کثرت سے کیا کرو، یہاں تک کہ لوگ تم کو مجنوں پکارا نہیں (۳)۔

ایک اور حدیث میں مذکور ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: کہ جس پہاڑ پر کوئی صاحب ذکر  
کرتا ہے، تو وہ پہاڑ دو سرے پہاڑ پر خوشی مناتا ہے (۴)۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگ  
فرش زمین پر خداوند تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، وہ بڑی خوشی سے جنت میں جائیں گے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ جن لوگوں کی زبان پر ہمیشہ  
ذکر الہی جاری رہتا ہے، یہ لوگ ہنتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔

اور ایک حدیث قدسی میں ہے کہ جب ذکر کرنا کرتا ہے اور اپنے لبوں کو ہلاتا ہے۔

۱- سنن ابن ماجہ ۲- ایضاً ۳- ایضاً ۴- معجم الطبرانی

الشَّفَتَانِ بِحَدِيثِ قَلَمِي أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عِبْدِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرْتَنِي فَإِنْ ذَكَرْتَنِي فِي نَفْسِي  
 ذَكَرْتَهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرْتَنِي فِي الْمَلَأَةِ ذَكَرْتَهُ فِي الْمَلَأَةِ خَيْرٌ مِنْهُمْ ط عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ جَاءَهَا الْحُسْنَةُ فَلَهُ عَشْرُ  
 أَمْثَالِهَا وَازْدَادَ مَنْ جَاءَهَا لَسَمِيَةً فَلَهُ مِثْلُهَا أَوْ غُفْرًا وَمَنْ تَقَرَّبَ بِنِي شَبْرًا تَقَرَّبَ مِنِّي  
 ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهَا عَا وَمَنْ أَتَانِي بِمِشْيِ أُمَّتِهِ هَرَوَلْتَهُ بِشَوْ  
 أَكْرَسِي تَمَامِ عَمْرٍ وَرُزْهٍ دَارِدٍ وَنَمَازٍ خَوَانِدٍ وَحُجِّ كَنْدُورٍ تَلَاوَتِ قُرْآنِ رُوزِ شَبِّ مَشْغُولٍ بِأَشْدِّ وَأَفْضَلِ  
 الْعِبَادَةِ تَلَاوَةُ الْقُرْآنِ وَكَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ بِرِزْبَانِ نَزَائِدِ هَرِ كَزِ مَسْلَمَانَ نَشُودِ عِبَادَتِ أَوْ هَيْجِ قَبُولِ نَيْسِ  
 چنانچه عبادت کافر استدرج افضل الذکر لا اله الا الله محمد رسول الله صلى الله عليه  
 وآله وسلم۔

عبادة محتاج ذکر است و اہل ذکر و اہل فقر لا محتاج۔ پس ہر کرا تصدیق دل نیست او ذاکر ہم  
 نیست۔ خدا نخواستہ باشد کہ اورا مومن مسلمان گویند و خدا ترسی و صفائی و تصدیق دل از ذکر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اپنے دل میں اس کو یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس کی مجلس سے بہتر مجلس (فرشتوں) میں یاد کرتا ہوں (۱)

اور ابو ذر نے روایت کی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص ایک نیکی کرے تو اس کا ثواب اس سے دس حصہ دوں گا اور اس سے بھی زیادہ دے سکتا ہوں۔ اور جو شخص ایک بدی کرے تو اس کے ایک کے ہی برابر سزا دوں گا۔ اور میں اسے معاف بھی کر سکتا ہوں۔ اور جو شخص میری طرف ایک بالشت آئے، تو میں اس کی طرف گز بھر آتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف ایک گز بھر آئے تو میں اس کی طرف دو گز آتا ہوں۔ اور جو میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں (۲)

(اے طالب! غور سے) سن! اگر کوئی شخص تمام عمر روزہ رکھے۔ نماز پڑھے اور حج کرے، زکوٰۃ دے اور شب و روز تلاوت قرآن کرنے میں مشغول رہے۔ کیونکہ تلاوت قرآن افضل عبادت ہے، لیکن کلمہء طیب کو زبان پر جاری نہ کرے (اور اس سے انحراف کرے) تو وہ شخص مسلمان ہرگز نہیں ہوگا۔ اور اس کی عبادت ہرگز قبول نہیں ہوگی۔ جیسے کہ کافر و اہل بدعت اور استدراج کی تمام عبادت رائگان ہوتی ہے۔ کیونکہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آیا ہے۔ عبادت ذکر کی محتاج ہے۔ اور اہل ذکر اور اہل فقر غیر محتاج ہیں۔ پس جس شخص کے دل میں تصدیق ایمان نہیں، وہ اہل ذکر بھی نہیں ہے۔ اور نہ ہی قبولیت رکھتا ہے اور ایسے شخص کو مومن و مسلمان بھی نہیں کہا جاسکتا۔ اور خدا ترسی اور دل کی صفائی اور تصدیق ایمان

۱:- بخاری، مسلم، ابن ماجہ، ترمذی، نسائی، ۲:- بخاری، بیہقی

بهذا شود قال عليه السلام لكل شئ مصقلته ومصقلته القلب ذكر الله تعالى ما قال  
 الله تعالى كل امن بالله وملائكته وكتبه ورسله لا تفرق بين احد من رسله (۱) خدا  
 ترس باشد قوله تعالى قد قصصناهم (۲) قوله تعالى وكلم الله موسى تكليما (۳)  
 حديث ومن لقيني بقراب خطيئة لا يشرك بي شيا لقيته بمثلها مغفرة رواه مسلم  
 حديث قلبي اذا رايت عبدي لا يذكرني فانا احببه عن ذلك حديث افضل العباد  
 عند الله لنا كرون ما قال عليه السلام علامته حب الله ذكره وعلامته بغض الله  
 علم ذكر ما قال عليه السلام ذكر الله تعالى علم الايمان وبرائة من النفاق وحصن  
 من الشيطان ما قال عليه السلام افضل الذكر ذكر الله تعالى قال عليه السلام ان  
 في ذكر الجلي عشر فوا ندي صفاء القلوب وتنبه الغافلين وصحته لا بدان ومعارفته  
 باعداء الله تعالى وازهار الدين ونفي خواطر الشيطان والنفسا نيته والتوجه

۱- سورة البقره ۲: ۲۸۵- سورة النساء ۳: ۱۶۳- ايضا ص ۱۶۳

ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر ایک چیز کے لئے صیقل ہوتی ہے اور قلب کی صیقل ذکر اللہ ہے (۱)

اور ایماندار شخص وہی ہوتا ہے جو خداوند تعالیٰ کو واحد، لا شریک تصور کرے اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور تمام رسولوں کو برحق مانے اور اس کے رسولوں میں فرق نہ ڈالے۔ اور خدا ترس ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے پیغمبر! ہم نے ایسے رسول بھیجے کہ جن کا احوال ہم نے تجھ کو سنایا اس سے پہلے..... اور اللہ نے فرمایا اور اللہ نے موسیٰ سے بول کر باتیں کیں اور تمام انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں اور تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک و صاف ہوتے ہیں۔ خداوند کریم کی وحدانیت میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہئے اور شرک کے ماسوائے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اور شرک نہیں بخشا جائے گا اور ایمان کی نشانی بھی یہی ہے کہ ان تمام امور اور احکام کی تصدیق کے بعد ذکر رہنا۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ تمام لوگوں میں بہتر وہی ہیں جو ذکر اللہ کیا کرتے ہیں (۲)۔ ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے: خداوند تعالیٰ کی محبت کی نشانی اس کا ذکر کرنا ہے اور اس سے بغض کی علامت اس کا ذکر نہ کرنا ہے (۳)۔

ایک اور حدیث میں ہے۔ ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا نفاق سے بری کر دیتا ہے اور شیطان کے فریبوں سے نجات رکھتا ہے۔ (۴)

ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے افضل ذکر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے (۵)۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ذکر جہری میں دس فائدے ہیں۔ (۱) دل کی صفائی۔ (۲) غفلت سے تنبیہ (۳) جسم کی صحت (۴) خدای تعالیٰ کے دشمنوں سے محاربہ (۵) اظہار دین (۶/۷) علاج خواطر شیطانی و نفسانی (۸/۹) توجہ الی اللہ، غیر اللہ سے نفرت (۱۰) خدا کے اور بندے

۱- حدیث ۲- ایضاً ۳- ایضاً ۴- ایضاً ۵- جامع الترمذی



إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَالْأَعْرَاضُ عَنْ عَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى طَوْفِيهِ يُرْفَعُ حِجَابٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى ط

این فقیر با هو میگوید که ذکر چیت و ذکر کرا گویند و از ذکر چه چیز حاصل شود و ذکر را چه مراتب مقام است۔ ذکر نام زکیا است۔ چنانچه از مال زکوٰۃ مال حلال و پاک شود۔ همچنان آدمی را در وجود ذکر است چنانچه پارچه را صابون، همچنان آدمی را ذکر است چنانچه آتش همیزم را خورد، همچنان ذکر گناه را دور کند، چنانچه باران گیاه پرموده را سبز و حیات کند، همچنان ایمان آدمی را آراسته کند، چنانچه میوه با درخت، همچنان آدمی را ذکر الله تعالی، چنانچه تاریکی را روشنائی، همچنان آدمی را ذکر الله تعالی، چنانچه با گل خوشبو، همچنان آدمی را ذکر الله تعالی، چنانچه نمک در طعام، همچنان آدمی را ذکر الله تعالی، چنانچه حیوان را تکبیر حلال و ذبح کند، همچنان آدمی را ذکر الله تعالی است۔ اول ذکر الله تعالی۔ بعد اذان نماز وقت، چنانچه اول پاک ذکر الله تعالی است۔ دوم اولی تکبیر تحریمه ذکر الله و بعد اذان در نماز نیز ذکر الله تعالی است۔

قال عليه السلام: أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ط (۱)

اول ذکر الله بعد اذان تلاوت قرآن مجید است بسم الله الرحمن الرحيم ط

پس بسم الله اسم الله ذکر الله است۔ قوله تعالی: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ط (۲)

اول قرآن مجید که نزول شد با اسم الله ذکر الله۔ وقت جان کندن نیز ذکر الله تعالی۔ باید لا اله الا الله محمد رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم با اسم الله بگوید یا شهادت کلمه بگوید۔ این همه ذکر الله است و در قبر فرشته هم نام الله پرسند۔ آن نیز ذکر الله است و بر اعمال نامه بر سر نام اسم الله باشد۔ آن اعمال نامه بدست راست دهند و بر تر از و وزن کنند۔ طرفیکه اسم الله باشد گران تر گردد و بر صراط کسبیکه اسم الله بگوید، دوزخ از او بترسد و سلامت بگذرد و بر دوزخ کسبیکه نام الله تعالی بگوید دروازه بهشت کشاده گردد۔ وقت دیدار کسبیکه نام الله تعالی بگوید مست گردد

کے درمیان سے مجاب اٹھ جانا۔

یہ فقیر یا ہو گتا ہے کہ ذکر کیا ہے اور ذکر کسے کہتے ہیں اور ذکر سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور  
ذکر کے کتنے مراتب اور کتنے مقامات ہیں۔ ذکر پاکیزگی (کا نام) ہے۔ (اور انسان اس سے پاک  
صاف ہو جاتا ہے) جس طرح مال کی زکوٰۃ نکالنے سے مال پاک و حلال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح  
آدمی کا وجود ذکر اللہ سے کفر و شرک کی نجاست سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ جس طرح کپڑا  
صابن سے صاف ہو جاتا ہے۔ یہی حال انسان اور ذکر کا ہے۔ جس طرح آگ خشک لکڑی کو  
کھاتی ہے اسی طرح ذکر گناہ و معصیت کو دور کرتا ہے اور جس طرح کہ بارش مرھائے ہوئے  
گھاس کو سرسبز کرتی ہے اور حیات بخشی ہے اسی طرح ذکر اللہ آدمی کے (مردہ) ایمان (اور  
دل) کو آراستہ کر دیتا ہے۔ اور جس طرح کہ پھل درخت کے لئے زینت ہوتا ہے اسی طرح  
ذکر اللہ انسان کے ایمان کی زینت ہے۔ اور جیسا کہ تاریکی کو روشنی مٹا دیتی ہے ایسا ہی اللہ  
تعالیٰ کا ذکر ضلالت اور گمراہی کو مٹا دیتا ہے۔ چنانچہ جو تعلق پھول کا خوشبو کے ساتھ ہے وہی  
تعلق آدمی کا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ہے یا جس طرح کا تعلق نمک اور طعام کا آپس میں  
ہے ایسا ہی تعلق انسان کا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ہے۔ اور جیسا کہ حیوان کو ذبح اور حلال  
کرنے کے لئے تکبیر ضروری ہے ایسا ہی آدمی کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی ضروری ہے۔

ذکر ہر ایک بات کی اصل ہے۔ نماز بھی بدون ذکر اللہ کے نہیں ہو سکتی بلکہ وہ بہمہ وجوہ ذکر  
اللہ ہے۔ اس کے اول بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ چنانچہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اللہ اکبر  
ہے۔ جس کو تکبیر اولیٰ و تکبیر تحریمہ بولتے ہیں۔ بعد ازاں خود نماز میں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے  
اور اس کے اول و آخر سب ذکر اللہ ہی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ افضل ذکر لا الہ الا  
اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اور قرآن شریف کی تلاوت کرو تو پہلے ذکر اللہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن  
الرحیم۔

پس بسم اللہ میں اسم اللہ بھی ذکر اللہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی اتری تو  
سب سے پہلے یہ کہا گیا: ”اے رسول! پڑھ اپنے رب کے نام سے کہ جس نے پیدا کیا (انسان کو  
خون کی پھٹک سے)

جان نکلنے کے وقت بھی ذکر ہی کرنا چاہئے۔ یا اسم اللہ یا کلمہ شہادت پڑھنا چاہئے۔ یہ سب اللہ  
کا ذکر ہے۔ اور قبر میں فرشتے اللہ کا نام پوچھتے ہیں۔ وہ بھی ذکر اللہ ہے۔ اور اعمال نامہ کے اول  
سرے پر اسم اللہ ہو گا۔ وہ اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور ترازو پر اس کا وزن کیا

جائے گا۔ جس طرف اسم اللہ ہو گا وہ پلڑا گراں تر ہو جائے گا۔ اور جو شخص پل صراط پر اسم اللہ کہے گا دوزخ اس سے خوف زدہ ہوگی۔ اور وہ پل صراط پر سے سلامتی سے گزر جائے گا۔ اسی اسم اللہ سے بہشت کا دروازہ کھل جائے گا۔ اور دیدار کے وقت جو شخص اسم اللہ تعالیٰ کہے

با تجلی تمام، دوام - پس کسیکه بر ذکر الله تعالی بپنجد و یا هشتم کند و یاد شمنی دارد، لعین است - هر آن کس از سه حکمت خالی نباشد یا کافریا منافق یا فاسق، چنانچه در وقت صاحب سرور عالم صلی الله علیه و آله و سلم هر سه قوم بودند - کافران، منافقان، و فاسقان - هر که از ذکر مانع شود از آن قوم باشد - ذکر بقاء اسلام است و استواری دین است - رسول خدا و اصحابان به که با کفار جنگ کردند، اول شروع نعره ذکر الله تعالی کردند - دوم در باطن با نفس جنگ نیز با ذکر الله است -

### ابیات

هر بموی را زبانش ذاکران را بر بدن  
 قلب قلقل وجد آید استخوان رگ پوست تن  
 دل بمثل دیگ جوشد زیر آتش عشق سوز  
 گاه گرمی گاه سردی ذاکران را شب و روز  
 سلک باید ساکی را راه هادی پیشوا  
 با سیر سرش میرساند با محمد مصطفی  
 باهو عشق را بام بلند است اسم الله نروبان  
 هر مکانی با بی نشانی می برد در لا مکان

ذکر جاری قلب بیداری را چه نشان است که بعد از مردن قلب زنده با جان است - دل زنده هرگز نمیرود خاک و کرم گوشت او نخواهد خورد، اگرچه هزار سال با افتاده باشد - این نه قلب است که ترا معلوم شود - جنبش دل در شکم طرف چپ در بلندی از راه قلب خدا نخواسته باشد این کلب است چنانچه کفار منافق - مومن مسلمان کو دارد - قلب سه قسم است - یکی قلب اهل الله پر نور ذکر الله عشق محبت آتش شوق - این قلب است که بجز الله تعالی طلب دیگر ندارد - دوم قلب اهل زنا کفار حب دنیا ظلمت، چنانچه ظاهر مومن و باطن کافر و صاحب ریا تابع ملوک اهل دنیا - سیوم اهل سلب بی معرفت اهل خوار که از باطن بی خبر و بار بردار، چنانچه خر - پیر مرید رجوعات خلق استخوان آبا و اجداد فروش - و در قلبی که نار الله تعالی است، از سر تا پای استیلای شوق و تعطش چنان لذت دهد، چنانچه آتش زمستان خوش آید -

قال علیه السلام: لَذَّةُ الْأَفْكَارِ خَيْرٌ مِنْ لَذَّةِ الْأَذْكَارِ (۱)

گا، مست ہو جائے گا اور تجلی کامل ہوگی اور ہمیشہ باقی رہے گی۔

پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام پر ہنستا اور مذاق کرتا ہے اور یا اسے اس پر غصہ آتا ہے اور یا اس سے دشمنی رکھتا ہے، وہ لعین ہے۔ ایسا شخص تین حکمتوں سے خالی نہیں ہوگا۔ (یقینی بات ہے کہ وہ) یا کافر۔ یا منافق یا فاسق ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تینوں قسم کے لوگ موجود تھے۔ کافر، منافق اور فاسق۔ جو کوئی ذکر اللہ سے مانع ہو اور وہ انہیں لوگوں میں سے ہوگا۔ ذکر اسلام کی بنیاد ہے۔ اور دین اسی ذکر سے قائم ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کفار کے ساتھ جنگ کرتے تو پہلے نعرہ اسم اللہ تعالیٰ کا بلند کرتے۔ اور اللہ اکبر کہتے۔ دوم ایسا ہی جبکہ نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہو، تب بھی اسی اسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

### ابیات

ذاکروں کے جسم کا ہریاں زبان بن جاتا ہے۔ قلب، ہڈیاں، رگیں، چمڑا اور سارا جسم وجد کرنے لگتا ہے۔

سوز عشق کی تیز آگ سے دل و گیک کی طرح ابلنے لگتا ہے۔ اور شب و روز ذاکروں کے بدن میں کبھی گرمی جوش مارتی ہے اور کبھی اس سے ٹھنڈک اور اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ سالک کو کسی پیشوا کی سلک میں منسلک ہونا چاہئے۔ وہ اپنی سیر کے ساتھ دید کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے۔

اے باھو! عشق (کے محل) کی چھت بہت بلند ہے۔ اور اسم اللہ اس (چھت) کی سیڑھی ہے۔ اور اس کے ذریعے ہر مکان کو بے نشان کر کے لامکان میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

ذکر جاری اور ایک قلب بیدار کی کیا نشانی ہوتی ہے؟ ذکر جاری کی یہ علامت ہوتی ہے کہ انسان کا قلب ایسا زندہ ہوتا ہے کہ وہ روح کے ساتھ مل جاتا ہے۔ اور جس کا دل زندہ ہوتا ہے، وہ ہرگز نہیں مرتا۔ اس کے وجود کے گوشت کو مٹی اور کیڑے (ہرگز) نہیں کھائیں گے، اگرچہ وہ ہزاروں سال مٹی میں پڑا رہے۔ اور یہ (ذکر) قلب نہیں ہے جس کو تم لوگ شکم میں بائیں طرف بلندی پر راہ قلب سے حرکت کرتے ہوئے دیکھتے ہو اور نہ صاحب دل اس کو دل کہتے ہیں، بلکہ ان کے نزدیک یہ خدا نخواستہ کلب (کتا) ہے۔ خصوصاً جبکہ اس میں حرص و ہوا بھری ہو تو یہ دل کافر و منافق اور مومن مسلمان سب رکھتے ہیں۔

قلب کی تین قسمیں ہیں۔ اول قلب اہل اللہ کا ہے۔ جو کہ ذکر اللہ سے پر نور ہوتا ہے اور جس

میں عشق و شوق و محبت کی آگ بھری ہوتی ہے۔ ایسا قلب سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور کچھ طلب نہیں رکھتا۔ اور دوسرا قلب اہل زنا اور کفار کا ہے، اس میں ظلمات و محبت دنیا کی بھری ہوئی ہوتی ہے۔ اس کا بظاہر حال گو مومن، مگر باطن میں کافر ہوتا ہے۔ یہ قلب نہیں، بلکہ کلب (کتا) ہے اور ایسا قلب ریاکار اور اہل دنیا کا تابع دار ہوتا ہے۔ اور تیسرا قلب اہل سلب یعنی بے معرفت اہل خوار کا ہے، جو باطن سے بے خبر اور گدھے کی طرح بار بردار ہیں۔ پیر مرید بنے بیٹھے ہیں۔ رجوعات خلق میں مبتلا ہیں اور استخوان فروش ہیں کہ خود تو کچھ بھی نہیں، صرف آباؤ اجداد کی بزرگیاں بیان کر کے لوگوں کو فریب دیتے ہیں اور جس کا دل خدای تعالیٰ سے لو لگائے ہے، اس کا کیا پوچھنا، وہ سر سے پاؤں تک شوق و اشتیاق سے بھرا ہوا ہے۔ اسے اپنے شوق کی تپش اور سوزش ایسی معلوم ہوتی ہے، جیسے سردی میں آگ ہر ایک

ذکر با فکر آنست که فکر حب دنیا و حب علم و حب قیل و قال سروروی ندارد۔ بموافق آیت  
 قوله 'تعالیٰ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ' (۱)

### حدیث

الَّذِي كُرِبَ لِقَاؤُهُ كَصَوْتِ الْكَلْبِ (۲)

پس ذکر قلب آنست که بر ذاکر موکل باشد۔ اگرچه ذاکر از فکر ذکر غفلت کند۔ ذاکر از و غافل  
 نباشد۔ چون ذاکر را ذکر قلبی یا روحی یا سری یا زبانی یا جس یا پاس انفاس هر کرا ذکر باشد۔ ذکر  
 چیست؟ یگانه خدا و روح و قلب یگانه مجلس محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم۔ هر  
 انبیاء و اولیاء و اصفیاء و شریعت متابعت نبوی و بیگانه نفس شیطان معصیت گناه حب دنیا و  
 اهل دنیا۔ چون ذاکر ذکر شروع کند، ذکر آزا (گویند که ۳) بتوحید برود و یاد در مجلس محمدی صلی الله  
 علیه و آله و سلم یاد در مجلس اصحاب کرام<sup>۴</sup> اولیاء الله یا با مشاهدہ ہر مقامات از عرش تا کرسی معلوم  
 کند۔ چون از استغراق بر آید، خوی نیک گردد کہ آزا سیری و گرسنگی برابر خواب و بیداری  
 برابر، مستی و ہوشیاری برابر، ہر کہ این احوال ندارد، اگرچه وقت حال از خود بیخود شود،  
 بدانکہ آزا شیطان یا دیو تمانچہ زده است۔ چنانچہ وقت شروع کردن ذکر شیطان زمین آسمان ہر  
 مقام عرش و کرسی ہفت طبق زمین و ہفت طبق آسمان (ہر مقام ۴) از خود پیدا کند۔ در آنچه  
 استدراج شود و پیش ذاکر بیارد۔ چون بنی کہ شخصی اہل بدعت است یا اہل فسق است یا اہل  
 گمراہ است۔ پس اہل بدعت و اہل فسق و گمراہ را چیزی مگو۔ کسیکہ این را در بدعت انداختہ  
 است، بہ آن جنگ بکن (۵)۔ کسیکہ این را در فسق انداختہ است، بہ آن جنگ باید کرد۔  
 کسیکہ این را گمراہ کردہ است بہ آن نصیحت باید کرد۔ قال الله تعالیٰ: اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ

اَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (۶)

قوله 'تعالیٰ: تَعَزُّوْا مِنْ تَشَاءُ وَتَنْلُوْا مِنْ تَشَاءُ' (۷)

قوله 'تعالیٰ: يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ' (۸) وَبِحَكْمِ مَا يَرِيْدُ (۹)

۱- سورة کہف، ۱۸: ۲۲۲- حدیث ۳- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۰، ۳۱-

ایضاً ۵- ایضاً ص ۳۰: باید کرد ۶- سورة القصص، ۲۸: ۵۶- سورة آل عمران، ۳: ۲۶، ۸-

سورة ابراهیم، ۱۲: ۹۲- سورة مائدہ، ۵: ۱-

کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اسی لئے ”فکر کی لذت ذکر کی لذت سے بہتر ہے“ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ”ذکر با فکر وہ ہے کہ فکر حب دنیا اور حب علم اور حب قیل و قال کی سرد روی نہیں رکھتا۔ (اور صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر باقی رہتا ہے) موافق اس آیت کے: ”اے پیغمبر! جب خدا کو بھول جاؤ تو یاد آتے ہی اس کا ذکر کرو۔“

### حدیث

”ذکر بلا فکر گویا کتے کی آواز ہے۔“

پس ذکر قلبی وہ ہے جو ذکر پر موقوف ہو۔ اگرچہ ذاکر ذکر و فکر سے کچھ غفلت بھی کرے۔ مگر ذاکر اس سے غافل نہ ہو جبکہ ذاکر صاحب ذکر قلبی یا روحی یا سری یا زبانی یا صاحب جس یا پاس انفس کا ہو (اس پر ہر حال میں وہ ذاکر غافل نہیں ہو گا) ذکر کیا ہے؟ ذکر وہ چیز ہے کہ ذاکر کو خداوند تعالیٰ سے یگانہ بنا دیتا ہے۔ اور روح و قلب کو ایک بنا کر مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔ اور صاحب ذکر مجلس انبیائے علیہم السلام و اولیائے عظام اور اصفیائے کرام میں جس جگہ اور جس مجلس میں چاہے چلا جائے۔ وہ ذاکر کو شریعت نبویؐ کا تابع دار اور نفس و شیطان سے یگانہ اور حب دنیا اور اہل دنیا اور گناہ و معصیت سے دور کر دیتا ہے (اور ذاکر کامل کی یہ نشانی ہے) کہ جب وہ ذکر شروع کرے تو ذکر اس کو (اپنے مشاہدہ میں) مقام توحید یا مجلس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یا مجلس اصحاب کرام یا مجلس اولیاء اللہ میں لے جائے۔ یا ہر مقام کا مشاہدہ عرش سے کرسی تک معلوم کرادے۔ اور جب استغراق و مشاہدہ سے باہر آجائے تو اس کی عادتیں نیک ہو جائیں۔ اور شکم سیری و بھوک، خواب و بیداری، مستی و ہوشیاری اس پر سب برابر ہو جائیں۔ (پس) جو کوئی یہ احوال (و خصائل) نہیں رکھتا۔ اگرچہ کسی وقت بیخود ہو جائے، تو سمجھ لیں کہ اس کو شیطان یا دیو نے دیوانہ کر رکھا ہے۔ (اور شیطان کے طمانچہ سے اس کا ایسا حال ہو رہا ہے) چنانچہ شیطان ذکر و اذکار کے شروع ہونے کے وقت زمین و آسمان اور عرش و کرسی، ہفت طبق زمین و ہفت طبق آسمان کے ہر مقام کو بقوت استدراج و بدعت کے پیدا کر کے ذاکر کو دکھا سکتا ہے۔ اور جب کوئی کسی اہل بدعت یا اہل فسق یا گمراہ کو دیکھے تو اس سے کچھ نہ کہے، بلکہ وہ شخص جس نے اس کو بدعت اور فسق و فجور میں ڈال رکھا ہے، اس کے ساتھ جنگ کرنی چاہئے اور جس (مرشد بدعت و بیدین) نے اس کو گمراہ کر رکھا ہے اس کو نصیحت کرنا چاہئے۔ کیونکہ ہدایت کرنا اور نیک راہ بتانا خدا ہی کا کام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”ہر کسی کو ہدایت کرنا اے پیغمبر! تمہارا کام نہیں ہے، یہ



خدا کا کام ہے جسے چاہے ہدایت نصیب کرے۔  
 ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اور جسے (اللہ) چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت  
 دے۔“

قرآن حکیم میں ایک اور جگہ فرمایا گیا: ”باری تعالیٰ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جس چیز کا ارادہ  
 کرتا ہے، اسی کا حکم دیتا ہے۔“

جاهل بمثل زمین خشک است که هیچ از آن تخم بر نیاید و عالم زمین به آب تر - در آن تخم عمل ذکر  
 الله است و گاو معرفت - قلبه تفکر و شریعت خار بندی و طریقت علف زاری سبزی است و  
 حقیقت خوشه است و معرفت غله پاک است و آتش عشق نان پختن است و فقر فاقه محبت  
 الهی قوت است - نه قدم انداختن کار مردم ناسوت است - خرد آنست که بخدا برود و علم آنست  
 که ازان معرفت وحدت بمعلوم برسد - اگر ذاکر خبردار است ذکر الله کندهم مقامات شیطان  
 و خطرات هوای نفسانی غایب شود - بیشتر سیر اصلی فلک ملک گردد - در مشاهده آنچه چیزی صاحب  
 هدایت به بیند راه اصلی معراج است و در بدعت آنچه به بیند استدر اج است -

### ابیات

بذکرش آن بود در سیر سرور      که ذکر و فکر جاری یار در بر  
 کسی در ذکر نبوی راه نه بیند      سیاهی دل بمجلس بد نشیند  
 که ذکر خاص باشد پس انفس      نه ذاکر دلق پوشن مکر و لباس  
 بهو بذکرش ذاکران را کی حجب است      فتا فی الله گشته این جواب است  
 وجود باید که درو ذکر معبود قرار و آرام گیر و نه کم حوصله سبک وجود - معلوم شد که جامه  
 اهل محبت ذاکران و عارفان است که آن غریب اند با خدا حبیب اند - غریب چیست؟ که ازو غیر  
 بر خیزد و اهل محبت مسکین اند - مسکین چیست؟ ساکن مع الله - پس ساکن مع الله چیست؟ فقر  
 و فقیر چیست؟ ذاکر ذکر چیست؟

### حدیث قدسی

أَنَا جَلِيسٌ مَعَ مَنْ ذَكَرَنِي ط (۱)

اهل محبت یتیم است - یتیم آنست که مادر و پدر او مرده - بجز امید خدا دیگر ندارد - نزدیک خدای  
 تعالی یوم فیوم مرتبه او در ترقی گردد - پس اهل ذکر را وجود کم حوصله نباید پاک باشد که اسم الله  
 پاک است و در جای پاک قرار گیرد - کسیکه ذکر کند بارشاد مرشد و جامه او پلید است باحب  
 دنیا چند روز اسم الله درون تاثیر نکند - بالایش و پلیدی حب دنیا کدورت و زنگاری سیاه دل  
 گردد - چنانچه بود همچنان تاریکی دل گردد - پس مرشد چه کند -

ذاکر جاہل کی مثال خشک زمین کی ہے کہ اس میں سے کچھ بیج نہیں نکلتا اور ذاکر عالم کی مثال تر زمین کی ہے کہ اس میں ضائع نہیں ہوتا۔ اس (زمین) میں عمل کا بیج اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اور بیل (گویا) معرفت ہے۔ اور اہل (گویا) تفکر ہے اور شریعت (گویا) ایک کانٹوں کی دیوار ہے۔ اور طریقت (گویا) ایک سبز میدان ہے اور حقیقت مثل خوشہ کے ہے اور معرفت غلہ و پاک کی مانند ہے۔ اور آتش عشق نان پختہ ہے اور فقر فاقہ محبت الہی سے قوت روزی حاصل کرنے کا نام ہے۔ اور اس میں قدم رکھنا اہل ناسوت کا کام نہیں ہے۔ دانش و عقل اسی کا نام ہے جو خدا تک پہنچا دے اور علم وہی ہے جس سے معرفت اور وحدت الہی حاصل ہو۔ اگر ذاکر اللہ تعالیٰ کا ذکر (ہمیشہ) خبردار ہو کر کرے تو اس سے تمام مقامات شیطانی و خطرات نفسانی غائب ہو جاتے ہیں۔ ایسا شخص اکثر سیر افلاک ملائکی کرتا ہے۔ صاحب ہدایت اپنے مشاہدہ میں جو کچھ دیکھتا ہے وہ حقیقتاً اس کے لئے معراج کے طریق سے ہوتا ہے۔ اور جو کچھ اہل بدعت دیکھتا ہے، گمراہی اور استدراج ہوتا ہے۔

### ابیات

ذکر الہی سے مقامات اللہ سے حاصل ہوتے ہیں کہ جس کو ذکر و فکر حاصل ہو کر وصال دوست حاصل ہو۔

اور جسے ذکر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیک راہ حاصل نہ ہو، وہ شخص سیاہ دل ہو گا اور بری مجلس میں اٹھے بیٹھے گا۔

کیونکہ پاس انفاس خاص ذکر ہوتا ہے۔ مگر فریب کالباس پہنے ہوئے گدڑی پوش ذاکر نہیں ہیں۔ اے باھو! خدای تعالیٰ کے ذکر میں اہل ذکر کو حجاب کب رہتا ہے، بلکہ وہ تو مقام فنا فی اللہ میں (مست) رہتے ہیں اور یہی اس کا جواب ہے۔

پس وجود وہی ہے کہ اپنے معبود کے ذکر سے قرار اور آرام پکڑے۔ نہ کہ کم حوصلہ اور اس کا وجود ہلکا معلوم ہو۔ معلوم ہوا کہ وہ اہل محبت و عرفان کالباس ہوتا ہے۔ گو بظاہر غریب ہوتے ہیں، مگر درحقیقت خدا کے پیارے ہوتے ہیں۔ غریب کون ہیں؟ غریب سے مراد ما سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی محبت و خیال وجود میں نہ رکھنے کا نام ہے۔ اور اہل محبت مسکین ہیں۔ مسکین کون ہیں؟ مسکین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی معیت و سکونت ہر وقت اللہ کے ساتھ ہو۔ اور ساکن مع اللہ سے مراد فقیر ہیں اور فقیر سے مراد ذاکر لوگ ہیں۔ اور ذاکر کیا ہیں؟ ذاکر وہ ہیں جو ہر وقت ذکر کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

## حدیث قدسی

جو میرا (ہر وقت) ذکر کرتا ہے، میں اس کا ہم نشین ہوتا ہوں۔  
 اہل محبت و عشق یتیم ہوتے ہیں۔ یتیم وہ ہوتا ہے کہ اس کے ماں باپ مر گئے ہوں اور بجز امید  
 خدا کے اور کوئی اس کا سہارا نہیں ہوتا (اسی طرح اہل محبت یتیم ہوتے ہیں کہ وہ محبت و امید  
 وصال و قرب خداوند کریم میں ماں باپ اور دیگر تمام اقربا کو چھوڑ کر اسی کے ذکر میں مشغول  
 رہتے ہیں) خداوند تعالیٰ کے نزدیک ان کا مرتبہ دن بدن ترقی کرتا ہے۔ پس اہل ذکر کا وجود کم  
 حوصلہ نہیں ہونا چاہئے۔ ان کا وجود پاک ہو، کیونکہ اسم اللہ پاک ہے۔ اور پاک جگہ قرار پکڑتا  
 ہے۔ اور جو شخص کہ مرشد کی ہدایت پر ذکر کرتا ہو، مگر دنیائے فانی کی محبت اس کے وجود سے نہ  
 نکلی ہو، اسی طرح پلید کپڑوں میں لگا ہوا ہے تو سمجھ لیں کہ ابھی اسم اللہ نے اثر اس کے قلب  
 میں مطلقاً نہیں کیا۔ اور محبت دنیا کی پلیدی اور اس کی کثافت سے اس کا دل سیاہ ہو رہا ہے اور  
 ابھی اس کی کدورت جیسی کہ تھی ویسی ہی موجود ہے۔ پس (اس کا) مرشد کیا کر سکتا ہے۔

ذکر بمثل صابون است و وجود طالب بمثل پارچه پلید - باید که به آب خوف و صابون ذکر شب و روز بشوید و لانه مرشد چه کند - بشنو! اهل علم که اسم اعظم را در قرآن نمی یابند بجهت آنکه اسم اعظم در وجود اعظم قرار بگیرد - کسی را که اسم اعظم معلوم می شود و میخواند هرگز تاثیر نکند، چرا که وجود بی اعظم را اسم اعظم چه کند - ذکر جاری بغیر از اسم اعظم نمی شود و اسم اعظم در وجود قرار گیرد یک فقیر کامل مکمل -

دوم علماء عامل و علماء - عامل آنست که فقیر کامل - کسی که بر اسم اعظم اعتقاد دارد و از خدای عز و جل اعتقاد بر دارد، احمق است - اسم اعظم آنرا حاصل شود که صاحب مسی و صاحب اسم اعظم است - در شکم علماء عامل و فقیر کامل لقمهء حرام هرگز نیفتد - اگر چه ظاهرباطن در میان زمین آسمان کلیه حرام شود، چرا که ایشان والی ولایت اند - تمام عالم از مشرق تا مغرب به برکت ایشان قائم است - آنچه بخورند از گردش اهل ملک حق ساقط شود - چنانچه حق پیغمبر بر امت است، حق علماء عامل و فقرای کامل بر خلق الله است - فقیر کامل آنست کسی را که ذکر سلطانی ذکر حامل جاری باشد - ذکر حامل کرا گویند که بی گمان و بی فکر جاری گردد و در استخوان مغز رگ قلب روح سر موی پوست همه اوست -

قوله تعالی: فَاذْكُرُونِي اذْكُمْ ط (۱)

نزدیک فقراء این مراتب نیز سهل است - ذکر بگذار - مذکور را طالب شو - بشنوی صاحب قلب -

### بیت

دل کعبه اعظم است بکن خالی از بتان  
بیت المقدس است مکن جای بتگران

قلب سه قسم است -

قال عليه السلام: الْقَلْبُ ثَلَاثٌ قَلْبٌ سَلِيمٌ وَقَلْبٌ مُنِيبٌ وَقَلْبٌ شَهِيدٌ مَا قَلْبٌ سَلِيمٌ فَهُوَ  
الَّذِي لَيْسَ فِيهِ بَغِيرٌ مَعْرِفَتُهُ لِلَّهِ تَعَالَى أَمَا قَلْبٌ الْمُنِيبُ فَهُوَ الَّذِي أَلْمَأَبَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ  
إِلَى اللَّهِ أَمَا قَلْبٌ الشَّهِيدُ فَهُوَ الَّذِي كَانَ فِي مَشَاهِدَةِ اللَّهِ وَقَدَرْتَهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ ط (۲)

بیت باهو

نماز و روزه و بسیار طاعت ازان بهتر بود دل ذکر ساعت

(اور اس کا علاج وہی ذکر ہے، بشرطیکہ خلوص اور توجہ سے اس میں مشغول ہو)  
 ذکر مثل صابن کے ہے اور طالب کا وجود بمنزلہء پلید کپڑے کے ہے۔ چاہئے کہ خوف کے پانی  
 اور ذکر کے صابن سے اسے دن رات خوب دھوئے (یہاں تک کہ پاک صاف ہو جائے)  
 ورنہ مرشد کیا کر سکتا ہے؟ (جبکہ طالب کی خود ذکر کی طرف توجہ نہ ہو)

(اے طالب! غور سے) سن! اہل علم اسم اعظم کو قرآن مجید میں نہیں پاتے۔ اس لئے کہ اسم  
 اعظم وجود اعظم میں قرار پکڑتا ہے اور اگر کسی کو اسم اعظم معلوم ہو جائے اور وہ اسے بڑھتا  
 رہے، لیکن اسم اعظم اس میں ہرگز اثر نہیں کرتا، کیونکہ وجود اعظم نہیں، اس لئے اسم اعظم  
 کیا کرے گا۔ ذکر بغیر اسم اعظم کے جاری نہیں ہوتا۔ اور اسم اعظم دو وجودوں میں قرار پکڑ  
 سکتا ہے۔ ایک فقیر کامل مکمل فقیر کے وجود میں قرار پکڑتا ہے۔ یا دوسرے علمائے عامل و علماء  
 کے وجود میں قرار پکڑتا ہے۔ اور علمائے عامل وہی فقراءِ کامل ہیں اور جو شخص کہ اسم اعظم  
 پر اعتقاد رکھتا ہے، مگر خدائے بزرگ و برتر پر اعتقاد نہیں رکھتا، ایسا شخص احمق ہے۔ اسم  
 اعظم اسی کو حاصل ہوتا ہے، جو کہ صاحبِ مسمیٰ ہے اور صاحبِ اسم اعظم ہے۔ علمائے عامل و  
 فقراءِ کامل کے پیٹ میں لقمہء حرام ہرگز نہیں جا سکتا۔ اگرچہ تمام زمین و آسمان کے  
 درمیان ظاہراً و باطناً "حرام ہی حرام پھیل جائے۔ اس لئے کہ وہ لوگ صاحبِ ولایت ہیں۔  
 اور ان کی برکت سے تمام عالم مشرق سے مغرب تک قائم ہے۔ جو کچھ وہ کھاتے ہیں، اہل  
 ملک کی گردن سے کھاتے ہیں تاکہ ان کا حق ساقط ہو جائے۔ جس طرح کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کا حق امت پر ہے، اسی طرح سے علمائے عامل اور فقراءِ کامل کا حق بھی خلق خدا پر  
 ہے۔

فقیر کامل وہی ہے کہ جس کو ذکر سلطانی حاصل ہو اور صاحبِ ذکر سلطانی وہ ہوتا ہے، جس سے  
 بلاگمان و فکر ذکر جاری رہے اور تمام ہڈیوں، مغز و پوست، قلب، روح، سروبال اور ہر رگ و  
 ریشہ میں ذکر سرایت کر جائے۔

اور وہ اس آیت کریمہ "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا" کا مصداق بن جائے۔ فقراء کے  
 نزدیک یہ مراتب بھی آسان ہیں۔ چاہئے کہ اس سے گزر کر طالب خود مذکور ہو جائے۔ اے  
 صاحبِ قلب (غور سے) سن!

### بیت

دل کعبہء اعظم ہے اسے بتوں سے خالی کر۔ یہ بیت المقدس ہے، اسے بت گروں کا گھر نہ بنا۔

قلب تین قسم کے ہیں۔ (۱) قلب سلیم، (۲) قلب نبیب (۳) اور قلب شہید۔ قلب سلیم معرفت سے حاصل ہونا ہے۔ اور قلب نبیب وہ دل جو تمام چیزوں سے منہ موڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہو اور قلب شہید وہ دل ہے کہ جو ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرے۔

بیت باھو

نماز اور روزہ اور بہت زیادہ اطاعت۔ ان سب سے گھڑی بھر کا ذکر قلبی بہتر ہوتا ہے۔

نماز روزه نفل نه فرض: قال عليه السلام: **فِي فُؤَادِ الْمُحِبِّ نَارٌ هِيَ نَارُ الْجَحِيمِ أَبَدًا** (۱)  
 بدلیکه، محبت خدای تعالی نباشد، تحقیق آندل در دوزخ خواهد سوخت. آتش دوزخ بر آنکس  
 افروخت که به آتش عشق سوخت. نشنیده ای که **النَّارُ تَرَحَّمُ لِمَنْ فِي قَلْبِهِ نَارٌ**

## بیت

چو در آتش عشق شد منزم دل دوزخ آتش گرفت از دلم

## بیت

دل که ز اسرار خدا غافل است دل نتوان گفت که مشت گل است

## بیت

دل یکی خانه ایست ربانی خانه دیو را چه دل خوانی

## بیت

دل کعبه اعظم است از آن کعبه آب و گل آن صد هزار کعبه بود در میان دل  
 این فقیر میگوید که دل صورت گل نیلو فرودارد و گردپهلو چارخانه است و در هر خانه ولایت است  
 وسیع از چهارده طبق زمین و آسمان و خانه پائین در نشیب دل است. در آن سرلامکان است و  
 در هر خانه خزانه الهی است و بر هر خانه پرده است و بر هر پرده مَوَکَل است از شیطان. اول پرده  
 غفلت است نسیان الموة و بر پرده دوم مَوَکَل حرص است و بر پرده سیوم مَوَکَل حسد است و بر  
 پرده چهارم مَوَکَل کبر است و باهریک متفق اند خناس، خرطوم، خطرات و سوسه و در هر خانه  
 خزانه الهی است. اول علم، دوم ذکر، سیوم معرفت، چهارم فقر فتانی الله بقا بالله. قوله تعالی:  
**خَنَاسِ الَّذِي يَوْمُوسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ ط (۲)**

و در هر چهار مَوَکَل شیطانی اینست. اول علم شریعت. دوم ذکر طریقت. سیوم فکر معرفت قطع  
 النفس، چهارم ترک معصیت حب دنیا و سر پرده دل نکشاید، مگر نظر مرشد که قلب گنجینه اسرار  
 معرفت و حدانیت الهی است که از میان دل الوهیت ربوبیت خیزد. و انا و آگاه باش.



ہاں اگر فرائض و نوافل مل جائیں، تو قرب الہی ضرور حاصل ہوتا ہے (لیکن محویت و ہویت کا مقام حاصل نہیں ہو سکتا)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”عاشق کے دل میں آگ ہوتی ہے جو دوزخ کی آگ سے کہیں زیادہ تیز ہے۔“

جس دل میں کہ خدا کی محبت نہیں ہے، وہ دل یقیناً ”دوزخ میں جلے گا۔ ایسے شخص پر دوزخ کی آگ تیز ہوگی، جو آتش عشق (الہی) میں جلا نہیں ہوگا۔ (اے طالب!) کیا تو نے سنا نہیں ہے؟ کہ ”دوزخ کی آگ اس دل پر رحم کرے گی جس کے دل میں محبت کی آگ ہوگی۔“

### بیت

جب عشق کی آگ میں میرا ٹھکانا بن گیا۔ تو دوزخ کے دل نے میرے دل سے آگ (مستعار) لی۔  
اس کے علاوہ:-

### بیت

جو دل کہ اسرار خداوندی سے بے خبر ہے، اسے دل نہیں کہنا چاہئے، بلکہ وہ (فقط) مشت خاک ہے۔

### بیت

دل تو خداوند تعالیٰ کا ایک گھر ہے۔ جس دل میں شیطان نے بسیرا کر رکھا ہو، اسے دل کیوں کہتے ہو؟

### بیت

دل اس آب و گل سے بنے ہوئے کعبہ کے مقابلہ میں کعبہء اعظم ہے۔ دل میں ویسے لاکھوں کعبے آجاتے ہیں۔

یہ فقیر (باہو) کہتا ہے کہ دل گل نیلو فر کی صورت رکھتا ہے اور اس کے چاروں پہلوؤں کے گرد چار خانے ہیں اور ہر خانہ میں زمین و آسمان کے چودہ طبقات سے بھی وسیع ایک ولایت ہے اور نیچے نشیب میں دل کا ایک خانہ ہے۔ اس خانہ میں سر لامکان کا مقام ہے اور پھر ہر خانہ میں خزانہء الہی ہے اور ہر خانہ پر پردہ ہے اور ہر پردہ پر شیطان کا ایک موکل ہے۔

پہلا پردہ غفلت ہے جس سے موت بھول جاتی ہے اور دوسرے پردہ پر حرص موکل ہے۔ اور تیسرے پردہ پر حسد موکل ہے اور چوتھے پردے پر غرور موکل ہے اور ہر ایک کے ساتھ خناس، خرطوم و خطرات و سوسہ متفق ہیں۔ اور ہر خانہ میں خزانہء الہی یہ ہیں۔ خزانہء اول

میں علم، دوم میں ذکر، سوم میں معرفت، چہارم میں فقر فنا فی اللہ بقا باللہ۔  
 ارشاد خداوندی ہے: ”وہ خناس جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جنوں میں سے اور  
 آدمیوں میں سے۔“

اور ان مَوَکَل شیطانی کے لئے یہ چار علاج ہیں، جن سے یہ دفع ہو جاتے ہیں۔ اول علم  
 شریعت، دوم ذکر طریقت، سوم فکر معرفت اور نفس کشی، چہارم ترک معصیت و حب الدنیا،  
 مگر یہ پردہ دل اٹھ نہیں سکتا، مگر مرشد کامل کی نظر سے، اس لئے کہ دل اسرار معرفت اور  
 وحدانیت الہی کا خزانہ ہے کہ دل کے درمیان الوہیت و ربوبیت پیدا ہوتی ہے۔

قوله 'تعالی: مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ' (۱)

### بیت

علم نحو و صرف خوانی یا اصول جز و صالحش (۲) نیست زان چیزی وصول

### بیت باهو

در میان علم فقرش گفتگو هر چه دانی جز خدا زان دل بشو

### حدیث

اِذَا ذَكَرْتَنِيْ شَكَرْتَنِيْ وَاِذَا نَسَيْتَنِيْ كَفَرْتَنِيْ (۳)

### ابیات

دل دم روح در یک فکر باید که ذکر خاص از دل می بر آید  
ترا شعور باید زان شعوری دی غافل مباش از حق حضوری  
حضوری صد خطر آن بیم جانی که واصل در حضورش لا مکانی  
باهو حضوری شرک کبر و گشت آنی فنا فی الله بشو از خویش فانی  
چون از علم عالم را نورانی اسرار و انوار الهی نازل شود و چون زبان بادل مومن موافق میباشد دل  
بازبان یکی میگردد۔ آنگاه انوار عشق آنجا مسکن عیسازند۔ اگر دل و جان بایکدیگر موافق نہ اند  
انوار محبت از آنجایی گردند۔ در عشق ثابت کیست که از قدم استقامت باز نگردد۔

### بیت

عاشقان را راز انیست ذکر هو گوید دوام  
دمبدم هو ذکر گوید کار او گردد تمام

۱- سوره احزاب، ۳۳: ۲۴- عین الفقر جلد دوم مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۳: وصال حق تعالی،

۳- حدیث-

(اے طالب!) تو یاد رکھ اور آگاہ ہو کہ خداوند تعالیٰ نے کسی کے وجود میں دو دل نہیں بنائے۔  
(پھر جب دل ایک ہے تو کئی چیزوں کی طلب فضول ہے)

### بیت

اے باھو! تم علم صرف و نحو یا اصول پڑھو، ان سے کچھ بھی وصال حق حاصل نہیں (یعنی علم صرف و نحو و اصول وغیرہ پڑھنے سے تمہیں کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے، اگر حق تعالیٰ کا وصال نہیں)

### بیت باھو

ان علوم میں تو علم اور فقر کی کوئی گفتگو نہیں ہے، اس لئے (ذکر) خدا کے سوا تو جو کچھ جانتا ہے اس کو دل سے دھو ڈال (یعنی پاک صاف کر ڈال)

### حدیث

جب بندہ خدای تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو (گویا) اس کی شکر گزاری کرتا ہے اور جب اسے بھول جاتا ہے تو اس کا کفران نعمت کرتا ہے۔

### ابیات

ذاکر کا دل، دم اور روح (سب) ایک ذکر و فکر میں رہنے چاہئیں۔ کیونکہ ذکر خاص اسی دل سے حاصل ہوتا ہے۔

تجھے اس شعور سے آگاہ ہونا چاہئے۔ (اور شعور تو یہ چاہتا ہے) کہ تو ایک دم بھی اس مالک حقیقی کے ذکر سے غافل نہ رہے۔

حضور میں سینکڑوں جانی خطرات ہیں، کیونکہ لامکان میں اس کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔  
اے باھو! حضوری کو ترک کر دے، اس لئے کہ یہ کبر و انانیت کا شرک ہے۔ اپنے آپ سے فانی ہو کر فانی اللہ ہو جا۔

جب علم (دین) سے عالم باعمل پر اسرار نورانی اور انوار الہی نازل ہوتے ہیں۔ اور جب زبان دل مومن کے ساتھ موافق ہو جاتی ہے، تو دل اور زبان ایک ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اس وقت انوار عشق حقانی اس جگہ (یعنی دل میں) پیدا ہوتے ہیں۔ اور اگر دل اور زبان ایک دوسرے کے ساتھ موافق نہ ہوں، تو انوار محبت وہاں سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ مقام عشق میں ثابت قدم کون ہے؟ مقام عشق میں ثابت قدم وہی رہتا ہے جو صاحب استقامت ہو۔

## بیت

عاشقوں کا تو راز یہی ہے کہ وہ ہر دم ذکر ہو میں مشغول رہتے ہیں۔ جو شخص ہر دم ہو کا ذکر کرتا رہتا ہے، اس کا کام سنور جاتا ہے اور اس کو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

و دل نیز سه قسم است۔ دل بمثل کوه است که از جای جنبیدن نتواند، آن دل مجبان است۔  
دوم دل بمثل درخت است بیخ ثابت۔ سیوم دل بمثل برگ است که باد هر سوی برد، هرگز از  
میان خود متفرق نشوند۔ همچنان اصل آدمی از حق تعالی است۔ هر آنقی که افتد از حق تعالی  
متفرق نمی شوند، با حق استغراق۔

پس طالب اللہ مرید کمال آنست که بر قول و فعل پیرو مرشد ظاہر باطن بد ظن نبرد، چنانچه مریدان  
بد اعتقاد شدند و شیخ فرید الدین عطار ثابت قدم با شیخ صنعان بماند۔ طالب مرید کمال کم است۔  
این فقیر باهو میگوید کہ سی سال در طلب مرشد و سالها شد کہ در طلب طالبم، طالب اللہ بدست  
نمی آید۔

### رباعی

کس نہ پرسد زمن خدا پرسی تا رسانم بعوش آن کرسی  
بچ پرده نماند راه خدا گشته یکتا شوی ز غیر خدا  
عاشقانی کہ وصل برد نمود جان خود را بخوش خدای سپرد  
باهو این چنین راهنما نباید مرد فقر فی اللہ فنا و صاحب درد  
ذکر از حرارت گرمی آتش باشد۔ یک ذره از محبت عشق سوزش تپ لرزه است کہ از  
گرمی سکر پیدا شود۔ ذکر آتش لذت زمستان است۔ ذوق از آنست۔ در آتش تپ نہ قرار و نہ  
آرام، بلکه حیرت و سردردی و پریشانی ہلاکت تمام است۔ راه مذکور حضور وصال محبت فقر بیشتر  
بیشتر۔ جدائی از خلق و خویش تر۔ تا آنکہ فنا الفنا نشوی، هرگز بخدا نرسی۔ چنانچه قند و شکر در آب  
افتد و در آتش پختہ کند آن را حلوا گویند نہ نام آن قند و شکر ماند و نہ نام آن آب۔ پس قند و شکر  
بمثل توحید است و آب مثل بندہ عبد است و حلوا بمثل معرفت۔ صاحب وصال فانی اللہ بقا  
باللہ فقیر فانی اللہ را دوزخ بمثل خانہء حمام۔ لذت زمستان گرم تمام آرام۔ و مقام جنت بر  
ایشان حرام۔ بجز دیدار مولی، مشرف کدام است۔ طالب نفس مطلوب بسیار و طالب مولی دیدار  
صاحب غم کم۔

اور دل بھی تین قسم کے ہوتے ہیں۔  
 قسم اول: دل پہاڑ کی مانند ہے کہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا، وہ دل اہل محبت کا ہے۔  
 قسم دوم: دل مثل درخت کے ہے کہ جس کی جڑ مضبوط ہوتی ہے۔  
 قسم سوم: دل بمنزلہ درخت کے پتوں کے جنہیں ہوا ہر طرف اڑاتی پھرتی ہے، مگر وہ ہرگز (ہوا کی وجہ سے) اپنے سے متفرق اور منتشر نہیں ہوتے۔  
 یہی حال اہل اللہ کا (بھی) ہے۔ ہر وہ آفت جو ان پر پڑتی ہے، وہ (ہرگز) راہ خدا سے الگ نہیں ہوتے، بلکہ وہ اللہ کے ذکر میں ہر دم مستغرق رہتے ہیں۔  
 پس طالب اللہ و مرید کامل وہ ہے جو پیر و مرشد کے قول و فعل پر (ثابت قدم رہے) اور اس سے ظاہر و باطن کسی حال میں بد ظن نہ ہو، جیسا کہ (بعض) مرید بد ظن ہو جاتے ہیں اور شیخ فرید الدین عطار اپنے پیر و مرشد شیخ صنعان کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ مرید طالب کمال (در اصل دنیا میں) کم ہوتے ہیں۔  
 یہ فقیر باہو فرماتے ہیں کہ میں بھی برابر تیس سال تک مرشد (کامل) کی تلاش میں پھرتا رہا ہوں اور (اسی طرح) برسوں گذر گئے ہیں کہ طالب صادق کی جستجو میں ہوں اور اب تک نہیں ملا ہے۔

### رباعی

(مقام افسوس ہے کہ) کوئی طالب مجھ سے خدا کے ملنے کا طریقہ نہیں پوچھتا۔ تاکہ میں اسے (ایک نظر سے) عرش و کرسی تک پہنچا دوں۔  
 اور اس کے سامنے راہ خدا کا کوئی پردہ باقی نہ رہے اور وہ ماسوائے اللہ سے بے پروا ہو کر اللہ کے ساتھ یکتا ہو جائے۔  
 جن عاشقوں نے (اپنے مالک حقیقی کا) وصل حاصل کر لیا، وہ مرتے نہیں یعنی بقا باللہ ہو جاتے ہیں اور خوشی خوشی اپنی جان اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔  
 اے باہو! راہنما ایسا ہونا چاہئے جو فقیر فنا فی اللہ اور صاحب درد ہو۔  
 ذکر میں بہت تیز حرارت اور آگ کی سی گرمی ہوتی ہے۔ عشق و محبت کا ایک ذرہ بھی تپ لرزہ سے زیادہ سوزش رکھتا ہے۔ اور اس گرمی سے سکر پیدا ہوتا ہے۔ ذکر کی حرارت اور اس کی گرمی فقیر کے لئے ایسی لذت بخش ہے جیسے سردیوں میں آگ ہوتی ہے۔ فقیر کا ذوق اسی وجہ سے ہے۔ تپ لرزہ کی حرارت میں بے چینی اور بے آرامی رہتی ہے، بلکہ حیرانگی و سردردی

اور پریشانی اور ہلاکت تمام کا اندیشہ ہوتا ہے۔ یہی حال مقام مذکور و حضور و وصال و محبت فقیر کا ہے کہ اکثر اس کو خلق سے اور خود اپنی ذات سے جدائی رہتی ہے۔ جب تک تو فانی الفناء نہ ہو جائے، تو ہرگز خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ (طالب کے دائمی استغراق کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنی ذات کی نفی کر دے اور اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا کر دے) جس طرح کہ شکر اور قند کو پانی میں ملا کر آگ پر رکھتے ہیں اور وہ آگ پر پک جانے کے بعد حلو اکھلاتا ہے۔ اس وقت نہ قند و شکر کا نام رہتا ہے اور نہ اس پانی کا نام۔ پس گویا قند و شکر مثل توحید کے ہیں اور پانی مثل بندہ کے ہے اور حلو بہ منزله معرفت کے ہے۔

صاحب وصال فانی اللہ بقا باللہ فقیر کے لئے دوزخ مثل ایک حمام خانہ کے ہے اور وہ موسم سرما میں بھی گرمی کی لذت کی کیفیت پاتا اور راحت کامل حاصل کرتا ہے۔ اور جنت کا مقام ایسے لوگوں پر حرام ہے، وہ صرف دیدار الہی کے طالب ہیں۔ طالب صاحب شرف (آج کل) کہاں؟ نفس و خواہشات کے طالب کثرت سے ملیں گے اور طالب مولیٰ صاحب دیدار اہل غم بہت کم ہیں۔



## بیت

طواف کعبہ کجا میروی صفا اینجا است  
سر بسنگ می زنی چرا بیا خدا اینجا است  
بیت باهو<sup>۲</sup>

ساغر از توحید وحدت نوش کن دنیا و عقبی هر دو را فراموش کن  
فقرچیت خاکی پیمختہ و آبی زرو آمیختہ نہ پہلو پشت پای را گردی ونہ کف پای را دردی۔ فقر  
چیت کہ طمع کنی۔ اگر بیابی منع نہ کنی و اگر گیری جمع کنی۔ باهو فقیر شو۔ ظاہر یا خلق باش۔  
قال علیہ السلام:۔ تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللَّهِ تَعَالَى (۱) و اگر پنهان شوی باطن بمثل حضرت خضر  
علیہ السلام باش و اگر باخوف باشی، همچون حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باش۔  
قال علیہ السلام: يَا رَبِّ بِحَمْدِكَ يَخْلُقُ مُحَمَّدًا (۲)  
پس دیگری چه باشد۔ معلوم شد کہ اہل انا ابلیس است و صاحب دعوی اہل دکان۔ یقین دانید  
کہ اہل شیطان است۔

قال علیہ السلام: مَنْ مَكَتَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ شَيْطَانٌ آخِرُ سُنَّةٍ (۳)  
طالب آنست کہ اول آدمی بادی صاحب شعور پر خطر (۴) حلقہ بگوش۔ طوق بندگی در گردش  
خاموش۔ وائم در تصور برزخ فنا فی الشیخ مع برزخ فنا فی اللہ جل جلالہ باشد۔  
لا الہ الا اللہ  
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
برزخ این است برزخ اللہ فی قلب فی  
دماغ ذکر آن روح

## بیت

اسم اللہ بس گران است بی بہا این حقیقت را بداند مصطفیٰ

۱- حدیث، نقل از انیس العارفین، ۲- حدیث، ۳- حدیث، ۴- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام  
الدین ملتانی، ص ۳۵: پر حذر

## بیت

(اے طالب!) طواف کعبہ کے لئے کہاں جاتے ہو؟ (یعنی طواف کعبہ کے لئے جانے سے کیا حاصل) سب کچھ تو یہاں دل کی صفائی میں ہے۔  
تو پتھروں پر کیوں سجدے کرتا پھرتا ہے۔ تو آ۔ خدا یہاں ہے۔  
اے طالب فقیر! نفس کافر (کے مکر) سے باخبر رہ۔ وہ ہر حیلہ بہانہ سے تجھے کسی نہ کسی بلا میں مبتلا کر دے گا۔

بیت باہو<sup>۲</sup>

توحید و وحدت کا پیالہ پی اور اس کی مستی سے دنیا و عقبی دونوں کو بھلا دے۔  
فقر کیا ہے؟ (یوں سمجھو کہ) فقر ایک چھنی ہوئی مٹی ہے اور پانی اس میں ملا دیا گیا ہے (یعنی پانی سے گوندھی ہوئی مٹی ہے) جس سے نہ پاؤں کی پشت اور پہلو پر گرد پڑتی ہے نہ پاؤں کی تلی کو درد۔ یعنی وہ کسی کو ایذا و تکلیف نہیں پہنچاتی۔  
فقر کیا ہے۔ فقیر کو چاہئے کہ وہ ہرگز طمع نہ کرے۔ اگر کوئی (خوشی) سے دے 'تولے لے' اس کو رد نہ کرے اور جو کچھ ملے اسے جمع نہ کرے (اور راہ مولیٰ میں خرچ کر دے)  
اے باہو! صحیح معنوں میں فقیر بن۔ اور اپنا باطن ہر ساعت اور ہر دم خدا کے ساتھ رکھ۔ اور ظاہر میں خلق خدا کے ساتھ تعلق اور خلق رکھ۔ اور اس حدیث کا مصداق بن۔ "اپنے میں اللہ تعالیٰ کے اخلاق پیدا کرو"۔ اور اگر تو پنہاں ہو جائے تو باطن میں حضرت خضر علیہ السلام کی طرح ہو جا اور اگر باخوف ہو تو ظاہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تابع رہ۔ (یعنی تو اپنے ظاہر کو تابع آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکھ)  
فقیر کو چاہئے کہ وہ ہر حال میں کبر و تکبر سے بچے، کیونکہ شیطان نے ہی پہلے کہا تھا:-

## حدیث

"اے میرے رب! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیوں پیدا کرتا ہے؟" پس دوسرے کی کیا حیثیت ہے؟  
پس معلوم ہوا کہ اہل انا ابلیس ہیں۔ اور جو شخص ناحق دعویٰ کرے تو یقین سے جان لیں کہ وہ شیطان ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: اور وہ بھی شیطان ہے جو حق بات کہنے

سے سکوت اختیار کرے۔“

طالب (صادق) وہ ہے جس میں اول تو آدمیت ہو۔ دوم: با ادب ہو۔ سیوم: صاحب شعور پر  
حذر حلقہ بگوش ہو۔ چہارم: اس کی گردن میں بندگی کا طوق ہو اور خاموشی کو پسند کرے۔ اور  
ہمیشہ تصور برزخ فنا فی الشیخ مع برزخ فنا فی اللہ بقا باللہ میں رہے۔  
اور وظیفہ مقام برزخ کا یہ ہے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور برزخ  
مع فنا فی اللہ یہ ہے (اور طالب کو چاہئے کہ اس اسم کو کسی تختی یا کاغذ پر لکھ کر اپنے دل میں  
اس کا تصور جمائے) اسم یہ ہے:-

برزخ این بہت برزخ للہ فی

قلب فی دماغ ذکر آن روح

للہ

لا الہ الا اللہ  
محمد رسول اللہ ﷺ

بیت

اسم اللہ بہت گراں اور بے بہا ہے۔ اس کی حقیقت کو سوائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کے اور کوئی نہیں جانتا۔  
(برزخ اسم جس شخص کے قلب و دماغ میں سرایت کر جاتا ہے، اسے ذکر سری و ذکر روحی  
حاصل ہو جاتا ہے)۔

## باب ہشتم

### در ذکر محبت عشق فقر فنا فی اللہ وصال حال احوال

دانی ذکر عشق در بلندی پرواز۔ گس اگر دست مالہ سرزند ہزار پیر و نرسد بمنصب مراتب پرواز شہباز۔ اگرچہ زاہد در ریاضت نہ صاحب راز۔ دانی عشق در مدرسہ بیچ امامی نگفت، از برای آنکہ بارگراست۔ روایت عشق بیگانگی جہانت۔ دانی عشق طالب مرگ جان است، از برای اینکہ مراتب لامکان است و مرگ عاشق مطلب وصال است۔ چنانچہ دہقان خوش وقت بہمت زراعت فصل است۔ عاشق فقیر است۔ فقیر مذہب و ملت چہ دارد؟ مذہب دہقانیان۔ مذہب دہقانی چیت؟ گفت: آنچه از تخم زراعت بکارند، ہمون بد روند۔

#### حدیث

الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (۱)

عشق ہمچنان است چنانچہ صراف زر قلب را قلب کند و اس را اس۔

#### ترانہ (رباعی)

ہر منتی آغاز من کس نیست محرم راز من گسی کجا شہباز من در عشق او پروانہ ام  
از جان خود بیگانہ ام کونین و اصل یک قدم اللہ بس مارا چہ غم این نفس را گردن ز غم  
در عشق او پروانہ ام از جان خود بیگانہ ام زاہد کجایش (۲) دور تر از وصل عاشق پیخبر  
در وحدتش ہمخانہ (۳) ام از جان خود بیگانہ ام

۱۔ مشکوٰۃ شریف، ۲۔ عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۶: کجابس،

۳۔ ایضا، ص ۳۶: پروانہ

## باب ہشتم

عشق و محبت و فقر فنا فی اللہ و وصال و حال و احوال کے بیان میں

## عشق و محبت

(اے طالب!) کیا تو جانتا ہے؟ کہ عشق کا ذکر بلندی میں پرواز کرتا ہے۔ (یعنی عشق و محبت کے مراتب بہت عالی ہیں۔ اور اس کی کٹھن اور دشوار منازل طے کرنا ہر ایک کا کام نہیں) (ہر کسی را بہر کاری ساختند میل او اندر دلش انداختند) قدرت نے ہر ایک کو کسی خاص غرض اور مقصد کے لئے بنایا ہے اور اس کے دل میں اسی نام کی رغبت اور خواہش پیدا کر دی ہے۔ اور جو اس کا اہل نہیں، وہ کتنی ہی کوشش و سعی کرے، اس کے مراتب نہیں پاسکتا۔)

اگر مکھی کئی بار ہاتھ ملتی رہے، سمرارے اور ہزاروں بار اڑے، وہ ہرگز پرواز میں شہباز کے مناصب و مراتب کو نہیں پہنچ سکتی۔ ایسا ہی نا اہل کتنی ہی ریاضت و زہد کرتا رہے، وہ (ہرگز) صاحب راز نہیں بن سکتا۔ کیا تو جانتا ہے؟ عشق نے کسی مدرسہ میں کسی معلم سے نہیں پڑھا؟ اس لئے کہ عشق (کی منزل) بہت گراں ہے۔ (پس معلوم ہوا کہ صاحب دل مثل شہباز کے ہے اور اہل نفس مثل مکھی کے ہے۔ اور یہ دفتر عشق پڑھنے پڑھانے سے حاصل نہیں ہوتا) حکایت عشق جہاں سے علیحدہ اور بیگانی ہے۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ عاشق مرگ جان کا طالب ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عشق کے مراتب لامکان سے ہیں۔ اور مرگ عاشق کا مقصد صرف وصل خداوندی ہے۔ جس طرح دہقان کا مقصد فصل حاصل کرنے کا ہوتا ہے، اس لئے وہ زراعت کے لئے مناسب وقت کا منتظر رہتا ہے۔ وہ بیج بوتا ہے اور خوشہ اور فصل کی امید رکھتا ہے۔ اور جیسی نیت رکھتا ہے، ویسا ہی ثمرہ حاصل ہو جاتا ہے۔

عاشق فقیر ہے اور فقیر مذہب و ملت کیا رکھتا ہے؟ اس کی مثال بھی دہقان جیسی ہے۔ جس طرح کسان جو کچھ بوتا ہے، اسی کے کاٹنے کی امید رکھتا ہے، اسی طرح فقیر اپنے ہر کام سے خدا کی رضامندی اور اس کے دیدار کا امیدوار رہتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے ”کہ ہر ایک کام کا دار و مدار اس کی نیت پر رہتا ہے۔“  
عشق بنزلہ صراف کے ہے، کھوٹے کو کھوٹا اور کھرے کو کھرا کر دیتا ہے۔

## ترانہ (رباعی)

ہر فتنی میرا آغاز ہے۔ میرے راز کا کوئی محرم نہیں۔  
 کہاں میرا راز جو مثل شہباز کے ہے اور کہاں مکھی اس کے مقابلہ میں۔ میں اس کے عشق  
 میں پروانہ ہوں۔  
 میں اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔ واصل کے لئے دونوں جہان ایک قدم ہیں۔ اللہ میرے لئے  
 کافی ہے۔ مجھے کیا غم ہے۔ میں اس نفس کی گردن اڑا دیتا ہوں۔  
 میں اس کے عشق میں پروانہ ہوں۔ اپنی جان سے بیگانہ ہوں۔ زاہد بیچارہ جو عاشق کے وصل  
 سے بے خبر ہے، اس کی کیا بساط۔  
 وہ تو وصل سے بہت دور ہے۔ میں اس کی وحدت کا ہم خانہ ہوں۔ میں اپنی جان سے بیگانہ  
 ہوں۔

از عرش بالا جاہ من شد وحدت اندر راہ من ای بشنوی دلخواہ من در آتش پروانہ ام

از جان خود بیگانہ ام

این علم را از دل بشو باشوق اسم اللہ بگو در وحدتش شو آجو ہم جان با جانانہ ام

از جان خود بیگانہ ام

ای عالمان علمش بحر ای جاہلان گاوخر جز عشق حق دیگر مبر در عشق او پروانہ ام

از جان خود بیگانہ ام

باہو مرا ہویا رشد این بخت من بیدار شد باہمنشین دلدار شد در عشق او پروانہ ام

گر سو ختم دم کی ز نم نی بلبلم نعرہ کشم

از جان خود بیگانہ ام

فقیر عاشق سر خدا است۔ ہر کہ صاحب سر شود۔ ہر آنکس سر شناسد و سر با سر است۔ ہر کہ

طمع سر نکند ہر آن کس صاحب سر گردد۔ سر سر را گیرد۔ بدانکہ چہار ہزار اسم اللہ در آیات

ام الکتاب غیر تشابہات در قرآن است۔

فقیر یکہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب باشوق نام اللہ بگوید باشتغال اللہ پاس انفس۔ بہر دم

چہار ہزار ختم قرآن مجید میکند۔ ہم حافظ رحمانی و ہم حافظ قرآنی ساکن لا مکانی زندہ

جاودانی۔ ایشان حافظ یحب اللہ است یحبہم و یحبونہ تمامیت قرآن در اسم اللہ است۔

چنانچہ تمام قرآن بسم اللہ است کہ سرابتدا (۱) قرآن حرف س آمد من الجنۃ والناس ط

فقیر صاحب تحصیل است و عالم صاحب تفصیل است۔ فقیر را طبع اللہ است۔ و علماء را طبع

رسول محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است۔ و ظل اللہ بادشاہ اولوالا مر است۔ و طبع رسول

اولوالا مر ہر دو طالع و طبع اللہ فقر است۔ فقراء فتانی اللہ از غیر ما سوی اللہ فنا است۔

۱- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۳۷: آخر انتہا

میرا مقام عرش معلیٰ ہے۔ میری راہ میں وحدت ہی وحدت ہے۔ میں تجھے اپنے دل کا حال بتاؤں۔ میں اس کی آگ کا پروانہ ہوں۔ میں اپنے حال سے بیگانہ ہوں۔ علم اپنے دل سے دھو ڈال۔ شوق سے اسم اللہ کا ذکر کر۔ اس کے وحدت کے دریا کی مچھلی بن جا۔ میں اپنے محبوب کا ہم جان ہوں۔ میں اپنے جان سے بیگانہ ہوں۔ اے عالم لوگو! میں اس کے علم کا سمندر ہوں۔ اے جاہلو! تم دنیا کے مال و منال پر فریفتہ ہو۔ عشق حق کے سوا کچھ اختیار نہ کر۔

میں اس کے عشق کا پروانہ ہوں میں اپنی جان سے بیگانہ ہوں اے باہو! جب ہو (اللہ) میرا یار بن گیا۔ تو سمجھ کہ میرے بھاگ جاگ اٹھے۔ میں اپنے دلدار کا ہم نشین ہو گیا۔

میں اس کے عشق کا پروانہ ہوں

اگر میں (اس کے عشق میں) جل گیا ہوں، تو جل کر کس طرح اس کے سامنے دم ماروں۔ نہ ہی میں بلبل ہوں کہ چھماؤں۔

فقر عاشق سر الہی ہے۔ جو شخص کہ صاحب سر ہوتا ہے، تو وہ سر سر کے ساتھ دے کر سر کو پہچانتا ہے اور جو شخص (اس منزل پر پہنچ کر) اپنے سر کا طمع نہیں کرتا، وہ (ضرور) صاحب سر ہو جاتا ہے۔ (اور جو شخص اس سر کو کسی پر ظاہر کر دیتا ہے) تو وہ سر سر لے جاتا ہے یعنی جاں بحق ہو جاتا ہے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے چار ہزار اسم آیات محکمات غیر تشابہات میں درج ہیں۔ اور جو فقیر کہ زبان سے اور دل سے ان کی تصدیق کر کے شوق و ذوق سے اسم اللہ میں مشغول ہوتا ہے اور چار ہزار ختم قرآن مجید بطریق پاس انفاس کے ہر دم اور ہر یوم کرتا رہتا ہے، وہ حافظ اسم رحمن و حافظ قرآن اور ساکن لامکان ہو کر حیات جاودانی حاصل کرتا ہے۔ یہ لوگ حافظ بحب اللہ کہلاتے ہیں اور یہ "اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں" کے مصداق ہوتے ہیں۔ تمامیت قرآن بسم اللہ میں ہے۔ قرآن مجید کی ابتدا حرف (ب) سے ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس کی انتہا لفظ س پر ہے۔

مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ ط

فقیر صاحب تحصیل ہے اور عالم صاحب تفصیل۔ فقیر تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو کر تابع حکم اللہ تعالیٰ میں قائم ہو جاتا ہے۔ اور علماء صرف حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع رہتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بادشاہ ظل خدا اور اولوالامر ہیں۔ اور فقیر ہر دونوں کا تابع ہو کر فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اور بجز ایسا کرنے کے وصال خداوندی محال ہے۔



ترا گریم هم اندر وصال است فتا فی اللہ گشتن بس محال است  
چون فقیر از خدا جدا فقیر محتاج است - چون بمراتب اِذَا اتَّمتَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ (۱) شد -  
قوله 'تعالی: وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَانْتُمْ الْفُقَرَاءُ' (۲) گشت - مراتب او قوله 'تعالی: اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ  
شَيْءٍ قَدِيْرٌ' (۳) رخ نموده شد - بمطلب مقصود - جدا گشت از نفس و دنیا مردود - خلوت شد  
خلوات مبارکباد - نه خداونه از خدا جدا - چنانچه رودر آئینه و یا آئینه در رو بمچنان است هر  
آئینه رو برو - چنانچه قطره باران در دریا افتد - آن قطره در نظرش نیاید همه دریا شود -

### حدیث قدسی

اَلْاِنْسَانُ مَبْرِيٌّ وَاَنَا مَبْرَهُ (۴)  
فقر چیت - فقر و رشه محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم - اصل ابتدای او در شریعت و انتہای زور  
شریعت مرد پخته کامل است - هر سری اسراری احوال حال سکر مستی قبض بسط وقت از  
است 'شوق عشق پیوست' هرگز قدم از شریعت بیرون نکشد و اگر کشد از مراتب خاص دور و  
سلب شود - اگرچه از سکر سرگردان بگردد -

### بیت

رزق چون مقدر است گردیدن چیت رازق بگرداند پس پرسیدن چیت  
رزق در طلب آدمی بمچنان است چنانچه مرگ در طلب جان - مرگ هیچ جا آدمی را  
نمی گذارد - پس رزق نیز بمچنان است - در فقر قدم نهادن سه منزل مقام مشکل است - اول  
مقام دنیا که رجوعهای خلق و اهل دنیا این مقام ناسوت است - اگر درین مقام ماند 'ناسوتی  
شد - دوم مقام عقبی - اگر در مشاهدات باطن باغ بام چنانچه بمثل بهشت در خواب مراقبه  
پسندیده آمد 'اهل ملکوتی جبروتی شد و هر مقامش را که به بیند بر آن اعتقاد نکند و بر آن ساکن  
شود و نه نشیند - در مقام لاهوتی رسد چون بلاهوتی رسد - طالب مولی مذکر شود - مَنْ لَّهُ الْمَوْلٰی  
فَلَهُ الْكُلُّ - اللہ بس ماسوی اللہ هوس -

۱ - نقل از مرغوب القلوب ۲ - سوره الفتح ۳۸: ۳۸ - سوره البقره ۲: ۲۰

۲ - نقل از ملفوظات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

## بیت باہو

(اے طالب!) اگر تجھے وصال خداوندی میں خوف (لاحق) ہے، تو پھر تیرے لئے فانی اللہ ہونا بہت مشکل ہے۔

(اور) جب فقیر خدا سے جدا ہوتا ہے، تو محتاج ہوتا ہے۔ اور جب کہ تمام مراتب طے کر کے اِذَا اَتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کے مرتبہ پر پہنچتا ہے، تو لایحتاج ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”خدا ہی تعالیٰ غنی ہے اور تم اس کے محتاج ہو“ اور ”خدا ہی تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے“ اس کی طرف رخ کرتا ہے اور اب وہ منزل مقصود کو پہنچ کر نفس و دنیا سے مردود سے الگ ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ خلوت مبارکباد میں رہتا ہے۔ نہ وہ خدا ہوتا ہے اور نہ خدا سے جدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ آئینہ میں صورت یا صورت میں آئینہ دکھائی دیتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ہر آئینہ روبرو ہو۔ یا جس طرح سے بارش کا قطرہ جب دریا میں مل جاتا ہے، تو وہ قطرہ نظر نہیں آتا، تمام پانی دریا ہی دریا نظر آتا ہے۔ اس امر پر یہ حدیث قدسی شاہد ہے۔

## حدیث قدسی

”انسان میرا سر ہے اور میں اس کا سر ہوں۔“

فقر کیا ہے؟ فقر میراث محمدی ہے، اس لئے فقیر کی ابتدا شریعت ہے اور اس کی انتہا بھی شریعت ہے۔ یہی فقیر کامل و پختہ ہے۔ ہر سر و اسرار، حال و احوال، سکرو مستی، قبض و بسط، عشق و محبت کسی وقت میں اور کسی حال میں وہ ہرگز شریعت سے باہر قدم نہیں رکھتا۔ اور اگر (کسی وقت بھی) شریعت سے باہر ہو جائے، تو مراتب خاص اس سے دور اور سلب ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ حالت مستی میں وہ کتنا ہی سرگرداں پھرتا رہے۔ (فقیر کو چاہئے کہ وہ اپنی روزی کے لئے پریشان نہ ہو، خدا رازق ہے وہ روزی ضرور پہنچائے گا)

## بیت

رزق جب مقدر ہو چکا ہے تو پھر رزق کے لئے سرگرداں ہونا کس لئے ہے (یعنی جب اللہ نے رزق مقدر کر دیا اور اس کا ذمہ لے لیا، تو پھر مارے مارے پھرنے سے کیا فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ پہنچا ہی دیگا۔) ہاں اگر رازق پھرتا ہے تو پھر استفسار کا کیا فائدہ؟

رزق انسان کی تلاش میں اس طرح رہتا ہے، جس طرح موت اس کی جان کی تلاش میں رہتی ہے۔ موت انسان کو کسی جگہ نہیں چھوڑتی، اسی طرح اس کی روزی بھی اسے کہیں نہیں

چھوڑتی (۱)۔

فقر کی راہ میں قدم رکھنے میں تین منزلیں اور مقام سخت مشکل ہیں۔  
 اول مقام دنیا: کیونکہ رجوعات خلق و اہل دنیا مقام ناسوت ہی ہے، اور اگر انسان اسی مقام پر  
 رہا تو سمجھ لیں کہ ابھی تک ناسوتی ہے۔

دوم مقام عقبی: اگر (طالب) مشاہدات باطن میں باغ و بہشت و محل و حور و تصور کو دیکھے اور  
 یہ چیزیں اس کو خواب و مراقبہ میں پسند آئیں، تو یہ سمجھ لے کہ یہ مقام ملکوتی ہے اور اس کے  
 بعد مقام جبروتی آتا ہے۔ اور طالب اس طرح جو مقام کہ دیکھتا جائے، اس پر بھروسہ کر کے  
 ساکن نہ ہو بیٹھے، تا وقتیکہ کہ مقام لاہوتی میں نہ پہنچ جائے اور جب وہ لاہوتی ہو جائے گا تو  
 طالب المولیٰ مذکور اور من لہ المولیٰ قلہ الکل کا مصداق بن جائے گا۔  
 اللہ بس ما سواہی اللہ ہوس۔

۱۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ فقیر وہ ہے کہ جس کو اپنے خدا سے بھی کوئی طلب و حاجت نہ ہو۔ اس کا یہ  
 مطلب ہے کہ اس کے متعلق وہ صدق و یقین رکھتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ اگر وہ نہ مانگے گا، تب  
 بھی اللہ تعالیٰ اس کی روزی اس کو بالضرور پہنچائے گا۔ اسی موقع کے لئے کہا گیا ہے:  
 روزی تو باز نہ گردد ز دیر کار خدا کن غم روزی مخور  
 (تیری روزی تیرے گھر کے دروازے سے واپس نہیں لوٹ سکتی۔ تو خدا کا کام کئے جا۔ روزی کا غم  
 نہ کر) مولانا جلال الدین رومیؒ نے بھی یہی کہا ہے۔

کار ساز ما بفکر کار ما فکر ما در کار ما آزار ما

فقر صیبت؟ فقر همچنان است که بجهت مراتب فقر مخدوم جهانیان با سیر طیر تماشای چهارده طبقات دید، لیکن بمراتب فقر نرسید. اگر در فقر انصرام بودی، گننام بودی و بجهت فقر سلطان ابراهیم او هم ترک بادشاهی کرد، سرگردان گردید، بکشتن فرزندی. بعد از آن بمراتب فقر رسید. دانی سلطان با یزید تمام عمر ریاضت کشید و نفس دوست را از پوست بر آورد، هرگز بمراتب فقر نرسید و اگرچه شیخ بهاؤالدین و شاه رکن عالم از جان خود بر خیزید، هرگز بمراتب فقر نرسید و حضرت رابعه بصری بخواب دید خوش خسیله بیواسطه بمراتب فقر رسید و حضرت شاه محی الدین قدس الله سره، العزیز در شکم مادر بمراتب فقر رسید و اهل فقر قائم مقام قدم بر شریعت محمدی صلی الله علیه و آله و سلم محبوبیت شد که نام خطاب یافت یا فقیر محی الدین.

پس فقیر مالک الملکی است. در غوثی و قطبی کشف و کرامات نیست. در عین ذات است. فقر عطای الهی است. هر کرا الله تعالی ببخشد هر آنکس خواه خوردن در سیر باشد خواه در گرسنگی.

### بیت باهو

فقر را با خوش رسیدم خوش بدیدم در کنار  
فقر بودم فقر هستم عاقبت با فقر کار

قال علیه السلام: اللَّهُمَّ أَحْمِنِي أَمْسِكْنِي وَأَمْتِنِي سَكِينًا وَاحْشِرْنِي فِي زُنْرَةِ الْمَسَاكِينِ (۱)  
فقر بزر خرید فروخت خود فروشی در گویای خاموشی دلخ پوشی نیست. فقر در شریعت طریقت حقیقت معرفت در سکر بیوشی نیست. فقر در بدعت گمراهی چرم پوشی شرب نوشی نیست. فقر در رسم رسوم سهو سکرات منزل مقامات نیست. فقر در جهل و علم و شش جهات نیست. فقر در ذکر فکر حضور وصال در عبادت نیک خصال در وقت حال احوال نیست. فقر در مراقبه محاسبه در حساب کتاب نیست. فقر از خود فنا و با خدا بقا. هر کرا ببخشد و با کرم محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم.

### بیت باهو

بر دل من شد تجلی صد هزاران حق بنور      موسی کجا بیگانه گردد ربّ آرنی کوه طور

فقر کیا ہے؟ فقر اس طرح ہے کہ فقر کے مراتب کے لئے حضرت مخدوم جہانیاں نے چودہ طبقے کا سیر و تماشا دیکھا، لیکن مراتب فقر کو پھر بھی نہ پہنچے۔ اگر فقر میں کامل ہوتے تو وہ گنہگار ہوتے۔ فقیری کے لئے سلطان ابراہیم ادہم نے اپنی بادشاہت کو ترک کر دیا۔ اور اپنے بیٹے کے قتل ہو جانے کے سبب سے سرگرداں پھرتے رہے، اس کے بعد مراتب فقر کو پہنچے۔ کیا تو جانتا ہے کہ حضرت سلطان بایزید (بسطامی) تمام عمر ریاضتیں کرتے رہے، اور انہوں نے آخر کو اپنے نفس کی کھال بھی کھینچ ڈالی، تب بھی وہ ہرگز مراتب فقر پر نہیں پہنچے۔ اگرچہ شیخ بہاؤ الدین (ذکریا) اور شاہ رکن عالم اپنی جان سے نکل گئے، مگر ہرگز مراتب فقر پر نہیں پہنچے۔ (صرف مقام ملکوت جبروت سے تجاوز کیا) اور حضرت رابعہ بصری بہت اچھی سوئیں اور خواب میں فقر کو دیکھا اور بے واسطہ مراتب فقر پر پہنچیں۔ اور جناب حضرت شیخ شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ، العزیز اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر ہی میں مراتب فقر پر پہنچ گئے۔ اور پھر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قدم بہ قدم چل کر محبوبیت کا مرتبہ حاصل کیا اور فقیر محی الدین کا خطاب پایا۔

پس فقر مالک الملکی کا نام ہے اور مقامات غوثی و قطبی میں کشف و کرامات کی حاجت نہیں ہوتی، اس لئے کہ وہ عین ذات میں ہوتا ہے۔ فقر ایک عطیہء خداوندی ہے۔ جس کو چاہے اللہ بخش دے، چاہے وہ شخص سیری میں ہو یا گرسنگی میں ہو۔

### بیت باہو

(اس) فقر کو میں نے خوشی سے حاصل کیا اور اپنے پہلو میں اسے اچھی طرح دیکھا۔ میں (شروع ہی سے) فقیر تھا اور (اب بھی) ہوں، اور آخر کار فقر سے ہی میرا واسطہ رہے گا۔ اب میری یہ دعا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے:-

”اے اللہ مجھے مسکین رکھ اور دنیا سے مسکین ہی اٹھا اور قیامت کے دن بھی مسکینوں کے ساتھ ہی میرا حساب کتاب ہو۔“

فقیری خرید و فروخت، زر و مال، خود فروشی، خاموشی، یاد لوق پوشی یا شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت کا نام نہیں ہے۔ فقر مستی اور بیہوشی بھی نہیں ہے اور فقر بدعت و گمراہی، حرام پوشی اور شراب نوشی بھی نہیں ہے۔ فقر رسم و رسوم، سہو سکریا منزل و مقام نہیں ہے اور نہ فقر جہل و علم اور شش جہات میں ہے۔ اور نہ وہ ذکر و فکر، حضور و وصال، زہد و عبادت اور نیک خصائل میں ہے اور نہ ہی فقر کسی وقت میں اور نہ ہی وہ حال و احوال، مراقبہ، محاسبہ اور

حساب و کتاب میں ہے۔ فقر صرف اپنے سے فنا ہو کر فنا فی اللہ بقا باللہ میں ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ بخشے گا وہ اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم کے طفیل ہی بخشے گا۔

### بیت باہو

یہ تجلیات الہیہ نور حق سے لاکھوں بار میرے دل پر نازل ہوتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو اس تجلی کے دیدار کے لئے کوہ طور پر گئے اور اس تجلی کا جا کر مشاہدہ کیا۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ بر کوه طور است و ما اهل فقر امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
را حق در کنار حضور است۔

### بیت باهو

در کناری یافتم با حق حضور موسیٰ سر بر سنگ زده بر کوه طور

### بیت

چه حاجت رَبِّ اَرِنِي رُویت اللہ کہ ظاہر باطنم شد غرق فی اللہ  
قوله 'تعالی: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ (۱)

قوله 'تعالی: وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِمْ مِنْ حَبْلِ الْوَرْدِ (۲)

ابتدای فقر اشتیاق و مشتاق است و انتہی فقر فنا فی اللہ استغراق۔ ابتدای فقر علم است و

انتہای فقر رسیدن قوله 'تعالی: عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ (۳)

ابتدای فقر فقر وَ اِلَى اللّٰهِ (۴) است و انتہای فقر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (۵)

ابتدای فقر ازل است و انتہای فقر ابد۔ ابتدای فقر خاموشی است و انتہای فقر خون جگر نوشی

است۔ ابتدای فقر جامهء کثیف است و انتہای فقر جامهء لطیف است۔ ابتدای فقر ولایت

است و انتہای فقر لاناہیت است۔ ابتدای فقر ترک است۔ متوسط فقر فرق است و انتہای

فقر بتوحید غرق است۔ ابتدای فقر طلب است طالب۔ متوسط فقر مطلب است مطالب۔ در

انتہای فقر قلب می شود قالب بر نفس غالب۔ ابتدای فقر محبوب است۔ متوسط فقر مجذوب

است۔ منتہی فقر محبوب است۔ حقیقت سراسر از فقر بکتاب نسخہء اول است۔ بجز مرشد

در یافتن مشکل۔ نہ در کتاب سطر حرف ورق نہ در ذکر فکر مستی حال غرق۔ ابتدای فقر فناء

است۔ متوسط فقر راه از ہر دو جہان جدا است و انتہای فقر یکتا بخدا عزوجل است۔

تمام عالم سہ قسم است۔ اہل دنیا خبر دنیا دہند۔ دوم علماء اہل عقبتی خبر حور و تصور میوہ لذت

بہشت دہند۔ سیوم فقراء خبر از مولیٰ دہند۔ حرص دنیا آخر عذاب۔ منتہی فقر را عقبتی تمام

حجاب۔ ہر دو را ترک بدہ۔ این است جواب باصواب۔

۱- سوره آل عمران ۳: ۱۱۰-۲ سوره ق ۱۶: ۵۰-۳ سوره حشر ۵۹: ۲۲-۴ سوره الذاریت ۵۱: ۵۰

۵- سوره اخلاص ۱: ۱۱۳

حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو کوہ طور پر تجلی ہوئی اور ہم امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فقراء کو ہر دم حق تعالیٰ (کی تجلیات) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغل و کنار سے حاصل ہوتی ہیں۔ (یعنی تجلیات الہیہ ہم فقراء کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے ہر دم حاصل رہتی ہیں)

### بیت باہو

موسیٰ علیہ السلام تو کوہ طور کے پتھروں پر دیدار خداوندی کے لئے مارے مارے پھرتے رہے، مگر میں نے کنارے پر ہی اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل کر لی۔

### بیت

جب میرا ظاہر و باطن فنا فی اللہ ہو گیا ہے، تو پھر مجھے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لئے رَبِّ اَرِنِي رَبِّ اَرِنِي دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”تم بہترین امت ہو ان سب امتوں میں۔“

اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ پر فرماتا ہے: ”ہم اپنے بندے سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔“

ابتدائے فقر اشتیاق و مشتاق ہے اور انتہائے فقر غرق و استغراق فنا فی اللہ ہے۔ فقر کی ابتدا علم ہے اور انتہائے فقر پہنچنے کی ”خدا ہی تعالیٰ ظاہر اور پوشیدہ سب کو جانتا ہے اور وہ مہربان اور رحیم ہے۔“ پر ہے۔ فقر کی ابتدا اَفْقُوْا اِلٰی اللّٰہِ (پس ہر چیز سے منہ موڑ کر خدا کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرو) ہے۔ اور فقر کی انتہا قل ھو اللہ احد (کہو اللہ ایک ہے) ہے۔

ابتدائے فقر ازل ہے اور انتہائے فقر ابد ہے۔ ابتدا فقر خاموشی اور انتہائے فقر خون جگر نوشی ہے۔ ابتدا فقر لباس کثیف ہے اور انتہائے فقر لباس لطیف ہے۔ اور ابتدا فقر ولایت ہے اور انتہائے فقر لاناہیت ہے۔ ابتدا فقر ترک ہے اور اس کا توسط فراق ہے اور اس کی انتہا غرق فی التوحید ہے۔ ابتدا فقر طالب کی طلب ہے اور فقر کا متوسط مطلب و مطالب ہے۔ اور انتہائے فقر میں قلب قلب ہو جاتا ہے اور نفس پر غالب رہتا ہے۔ ابتدا فقر محبوبیت ہے اور متوسط فقر مجذوبیت ہے اور انتہا محبوبیت۔ فقر کے سراسر ار کی حقیقت نسخہ اول کی کتاب میں مذکور ہے جو بجز مرشد کامل کے دریافت نہیں ہو سکتی، نہ کتاب اور نہ اس کے اوراق، سطر و حروف سے نہ ذکر و فکر، مستی و حال و احوال سے نہ استغراق سے۔



ابتدائے فقر فنا ہے اور اس کا توسط ایسی راہ ہے جو دونوں جہان سے جدا کرتی ہے۔ اور اس کا  
انتہا خدائے بزرگ و برتر سے یکتائی ہے۔

تمام عالم تین طرح پر ہیں۔

اول: اہل دنیا، جو دنیا کے حالات کی خبر دیتے ہیں اور شب و روز اسی میں مشغول رہتے ہیں۔

دوم: اہل عقبی، جو حور و قصور، میوہ و لذات بہشت کی خبر دیتے ہیں۔

سوم: فقراء، جو صرف اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرتے ہیں۔ دنیا کی حرص آخر کو عذاب میں

ڈالے گی۔ اور منتہائے فقر عقبی کے لئے حجاب کامل ہے۔ اس لئے دونوں کو ترک کر

دے۔ اور طالب راہ کو ایسا ہی چاہئے اور یہی اس کے لئے جواب باصواب ہے۔

اول قطع خلائق علایق باید بعده دریا فتن بحق۔ حقائق یکدم فقراء غرق بتوحید بہتر است۔ از مراتب ہزار مہتر موسیٰ کلیم اللہ محرم کلام۔ دوم غرق توحید مراتب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ فقر معراج تمام۔ دنیا و عقبی ہر دو بر من حرام۔ ابتدای فقر عبودیت است و انتہای فقر ربوبیت است۔

### بیت

چار بودم سہ شدم اکنون دویم و ز دوئی بگنشتم و یکتا شدم  
ابتدای فقر اشک و انتہای فقر عشق است۔ ابتدای فقر تصور است و انتہای فقر تصرف است۔

### حدیث

عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ الْفَقْرُ كُفْرًا (۱)

فقر آنست کہ در وجودش شریعت پنهان است۔ اگرچہ مست السنت و مکان او در لامکان است۔ ابتدای فقر علم الیقین و توسط عین الیقین و انتہای فقر حق الیقین است۔ ابتدای فقر بینا است و انتہای فقر فنا است۔

مَوْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا (۲)

پس ہر کہ مرد بر آن ہمہ چیز ساقط شد۔ فقیر آنست کہ در فرض نقصان نکند۔ فرض دائمی، فرض وقتی، فرض ماہی، فرض فصلی، فرض سالی، از ہمہ فرضہا بالاتر افضل فرض خدای تعالیٰ را حاضر دانستن و سنت کلان خانہ تصرف کردن فی سبیل اللہ۔ ابتدای فقر صدق و یقین است و انتہاء با خدای تعالیٰ ہم نشین است۔ نقل است کہ روزی حضرت رابعہ بصریؒ رسول خدا را در خواب دید۔ رسول خدا پرسید یا رابعہ! مرادوست می داری؟ گفت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ باشد کہ ترا دوست نمیدارد، لیکن در محبت خدای تعالیٰ چنان دل فرورفته است و در توحید فنا فی اللہ غرق ام کہ خبر دوستی و دشمنی در دلم نماندہ (شود ۳) بشنو! وجود فقراء قدرت خدای عز و جل۔ قولہ تعالیٰ شانہ الوجوہ۔ سر سر فقرا با سدرۃ المنتہی است۔ بدانکہ مقام فقر فنا فی اللہ است منفرد از مقام اتقیا، عقبا، نجبا، ابدال، اوتاد، اخیار، غوث، قطب، غوث، شیخ، مشائخ، عابد و زاہد، متقی بالاتر است کہ فقیر والی ولایت وحدتست منفردند کہ مرد تابع در حکم۔ صاحب قَابِ قَوْسَيْنِ است اَوْدُنِي (۴) اعلیٰ بکرم حق تعالیٰ و نام منفرد نور الہدیٰ است۔

۱- عین العلم شرح برزخ، ۲- نقل از عین العلم و شرح برزخ، ۳- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۰، ۴- سورہ النجم، ۹: ۵۳

(طالب کو چاہئے) کہ وہ پہلے خلق سے قطع تعلق کر لے اور اس کے بعد حق کا راستہ دریافت کرے اور حقائق معلوم کر کے ایک دم فقراء کا غرق توحید ہونا ہزار مراتب محرم کلام کلیم اللہ حضرت موسیٰ سے بہتر ہے۔ اور دوم توحید الہی میں غرق ہو کر مراتب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے اور یہ فقر کی معراج کامل ہے۔ اور دنیا و عقبیٰ کو اپنے پر حرام سمجھے۔ فقر کی ابتداء عبودیت ہے اور فقر کی انتہاء ربوبیت ہے۔

### بیت

میں چار تھا پھر تین ہوا اور اب دو ہوں اور جب میں دوئی سے گذر جاؤں گا تو یکتا ہو جاؤں گا۔  
ابتدائے فقر آنسو ہیں اور انتہائے فقر عشق ہے۔ ابتدائے فقر تصور ہے اور انتہائے فقر تصرف ہے۔

### حدیث

خدا نہ کرے کہ کوئی فقر سے کفر تک پہنچے۔  
فقر وہی ہے کہ جس کا وجود شریعت میں پنہاں ہو۔ اگرچہ مقام الست میں مست ہو اور اس کا مکان لا مکان میں ہو۔ ابتدای فقر علم الیقین ہے۔ اور توسط عین الیقین اور انتہای فقر حق الیقین ہے۔ ابتدای فقر بینا ہے اور انتہای فقر فنا ہے۔  
”مرنے سے پہلے مر جاؤ“۔

پھر جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس سے تمام چیزیں ساقط ہو جاتی ہیں (پس طالب کو چاہئے کہ تمام چیزوں سے قطع تعلق کر کے خدای تعالیٰ کی طرف کامل توجہ کرے اور اسی سے لو لگائے رکھے) فقیر وہ ہے کہ اپنے فرائض مقررہ میں کوئی نقصان نہ آنے دے، خواہ وہ فرض وقتی ہو یا فرض دائمی ہو یا فرض ایک ماہی یا فرض فصلی یا سالانہ۔ اور تمام فرائض سے بالاتر اور افضل فرض یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کو ہر لمحہ اور ہر گھڑی حاضر و ناظر جانے اور پھر بطریق شریعت مطہرہ اپنے گھر میں جو کچھ ہو، اس کو راہ مولیٰ میں خرچ کر دے۔ ابتدای فقر صدق و یقین ہے اور انتہای فقر خدای تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی ہے۔

### حکایت

کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت رابعہ بصریؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ رسول خدا نے پوچھا اے رابعہ! کیا تو مجھے دوست رکھتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا

یا رسول اللہ! کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جو آپ کو دوست نہ رکھتا ہو؟ لیکن خدای تعالیٰ کی محبت و عشق میں میرا دل ایسا مستغرق ہے اور توحید میں ایسا فتانی اللہ ہو گیا ہے کہ میرے دل میں دوستی و دشمنی کسی چیز کی خبر نہیں رہی ہے۔

(اے طالب! غور سے) سن! فقراء کا وجود قدرت الہی ہے۔ اور ان کا مقام سدرۃ المنتہیٰ سے بھی بالاتر ہے۔ اے طالب! تو جان لے کہ فقر کا مقام فتانی اللہ ہے۔ اور یہ مقام اتقیاء، عقبا، نجبا، ابدال، اوتاد، اخیار، غوث، قطب، غوث شیخ، مشائخ، عابد و زاہد اور متقی سے منفرد اور بالاتر ہے، کیونکہ فقیر والی ولایت وحدت منفرد کر ہے اور مقام منفرد نور الہدیٰ ہے۔ اور یہ صاحب حکم قَابِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی (وہ تاجدار انبیاء) دو کمان یا اس سے کم فاصلے پر تھا) پر حق تعالیٰ کے کرم سے ہوتا ہے۔

## بیت باهو

یار در کنار من عین آن بدیدم جائیکه بود مشکل آنجا بخوش رسیدم  
 قوله تعالی: یُسَبِّحُ لَهُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (۱)

## ابیات باهو

به باهو هو میان دو حرف بردار  
 نموده پرده باهو گشت یاهو  
 کسی بس ذکر گوید هو هویدا  
 رسد در لا مکانی در نهانی  
 کسی خواهد که با حق یار باشد  
 تن جدا و سر جدا و دل جدا  
 برده است در راز ما را آن نماز  
 اگرچه با این مراتب رسد - وقت تا وقت نماز وقتی را منتظر باشد والا مراتب او سلب گردد و  
 استدراج شود - نعوذ باللہ منها - بدانکه محبت شوق اللہ بمثل چراغ است و رجوعات خلق  
 کشف کرامات بمثل باد است - کسمکه چراغ را در خانه و شریعت پوشد، تاریک گردد - باد  
 کشد، روشنائی بر باد رفت - اهل ایمان را پنج چیز زوال - هر که این پنج ره نه بندد، راه نه کشاید -  
 آن پنج چیز کدام است - حواس خمسہ - این پنج دزد است در وجود رفق نفس، سامعه، باصره،  
 ذایقه، لامسه، شامعه، از هر یکی توبه باید کرد، چنانچه توبه گوش و توبه چشم و توبه زبان و توبه  
 دست و توبه پای - توبه گوش اینست آنچه ناشنیدنی باشد نشنود و توبه چشم این است آنچه  
 نایدنی باشد نه بیند و توبه زبان اینست آنچه ناگفتنی باشد نگوید و توبه دست آنست آنچه  
 ناگرفتنی باشد نگیرد و توبه پای اینست که آنچه نارفتنی باشد نرود -

## بیت باہو

یار میرے پہلو میں ہے، میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کی برکت سے جو مقامات (اوروں کے لئے) مشکل تھے، میں وہاں آسانی سے پہنچ گیا۔  
 ارشاد خداوندی ہے: ”آسمانوں اور زمین کی کل چیزیں خدا کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔“

## ابیات باہو

دو حرفوں کے درمیان ہو باہو میں موجود ہے۔ جب ب اور الف کو ہٹا دو تو ہوشمار کر لو۔ (یعنی ب اور الف کو ہٹا کر دیکھو تو ہورہ جاتا ہے)  
 جب یہ پردہ اٹھ جائے تو باہو ہو جاتا ہے۔ کیونکہ روز و شب اس کا ذکر کرنے سے ہو باہو ہو گیا تھا۔

جو شخص کہ ذکر کثیر کرتا ہے تو ہوا ظاہر ہو جاتا ہے اور اس نور سے ہو کا وجود پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ پوشیدہ طور پر مقام لامکان میں پہنچ جاتا ہے اور اس کا جسم اور جان یعنی وہ سراپا نور کی تجلی بن جاتا ہے۔

جو چاہے کہ اللہ تعالیٰ کا یا رب بن جائے، تو اس کو نماز دائمی کے لئے ہوشیار ہونا چاہئے۔ اس کا جسم، اس کا سر اور اس کا دل سب کے سب اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ اے باہو! وہ نماز ہم کو راز الہی میں لے گئی ہے۔ میں جان دے کر حضوری میں غرق ہو گیا ہوں۔

(یہ مراتب حضرت سلطان باہو کے حسب حال ہیں)

اگرچہ ان مراتب کو طے کر لے۔ تاہم ہر وقت ایک وقت سے دوسرے وقت تک نماز وقتی کا منتظر رہے۔ ورنہ اس کے مراتب سلب ہو جائیں گے اور مقام استدراج میں رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

(اے طالب!) جان لے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت و عشق بمنزلہ چراغ کے ہے۔ اور رجوعات خلق اور کشف و کرامات بمثل ہوا کے ہیں اور جو شخص اس چراغ کو شریعت کے گھر میں نہیں چھپائے گا، تو وہ عشق و محبت کا چراغ روشن نہ رہے گا۔ کیونکہ کشف و کرامات کی وہ ہوا اس کو بھادے گی۔ اہل ایمان کے لئے پانچ چیزیں ہیں جو اس کے لئے باعث زوال ہیں۔ تا وقتیکہ فقیر ان پانچ چیزوں کا راستہ بند نہ کرے تو اس پر راہ فقر کشادہ نہیں ہو سکتی۔ وہ پانچ چیزیں کون

کسی ہیں؟ وہ پانچ چیزیں حواسِ خمسہء ظاہری ہیں۔ یہ پانچوں حواس اس کے وجود میں جس میں اس کا رفق نفس بھی موجود ہے، راہزن ہیں۔

اول سامعہ۔ دوم باصرہ۔ سوم ذائقہ۔ چہارم شامہ۔ پنجم لامسہ۔ ان تمام میں سے ہر ایک قوت سے جو گناہ ہو سکتے ہیں، توبہ کرنی چاہئے۔ مثلاً "توبہء گوش، توبہء چشم، توبہء زبان، توبہء دست اور توبہء پاؤں۔ توبہء کان یہ ہے کہ جو باتیں کہ سننے کے قابل نہیں ہیں (اور شریعت ان سے ممانعت کرتی ہے) انہیں نہ سنے۔ اسی طرح توبہء آنکھ یہ ہے کہ جن چیزوں کے دیکھنے کی ممانعت ہے انہیں نہ دیکھے۔ اور توبہء زبان یہ ہے کہ جو باتیں شریعت کے لحاظ سے نہ کہنے کے لائق ہیں انہیں زبان سے نہ نکالے اور توبہء ہاتھ یہ ہے کہ جو چیزیں خلاف شرع ہوں نہ پکڑے۔ اور نامحرم کو ہاتھ نہ لگائے۔ اور توبہء پاؤں یہ ہے کہ جس جگہ شرع جانے کی اجازت نہیں دیتی وہاں نہ جائے۔

عالم فاضل قاضی مفتی بادشاہ ہزار تفحص موافق شرع شریف میکند، لیکن یک تفحص بانفس خویش تمام عمر نتواند کرد۔ پس فقراء شب و روز در تفحص نفس محاسبہ و تفحص است۔ قاضی عشق بر نفس حکم کشتن مفرماید و مفتی محبت گردن زدن نفس را و حاکم ذکر و فکر حکم قید بہ زنجیر اخلاص اللہ تعالیٰ فرمودہ و طوق بندگی شریعت متابعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارت بشارت شد۔ مرا ازان مردم عجب می آید کہ بانفس دیگر تفحص قید عذاب و بانفس خود بی تفحص خراب۔

قال علیہ السلام: سَمَاتِي زَمَانٌ عَلَىٰ اسْتِي يَقْرُونَ الْقُرْآنَ وَيَصَلُّونَ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَيْسَ فِيهِمْ اِيْمَانٌ ط (۱)

ہم پارسائی و علم بسیار خواندن فرض نیست و علم با عمل حاصل کردن و از گناہان باز آمدن فرض است و طاعت بسیار کردن فرض نیست۔ پارسائی و علم ہر آنکس وارد کہ خود را از گناہان باز دارد فرض است و اگر نہ کسیکہ تمام شب نماز کند و ہر روز روزہ دارد و از یک گناہ باز نیاید۔ سر معصیتها دوست دارد، ہیچ فائدہ نیست۔ پس معلوم (باد۲) کہ از استاد طالب دنیا علم نخواند (۳) کہ الصُّحْبَةُ مُثَوِّرَةٌ واقع است۔ قولہ تعالیٰ: اُدْعُ اِلَىٰ سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ط (۴) و از مرشد طالب دنیا آشنای بادشاہ و یا امراء ملوک باشد از و تلقین نباید گرفت کہ عاقبت در وجود او تاثیر خواهد شد۔

قال علیہ السلام: حُبُّ الدُّنْيَا ظَلَمْتَهُ (۵) وَزِينَتُهُ ط

وزینت مراد دنیا ہر آنکس جوید کہ بی شرم باشد۔ اگر کسی طالب اللہ را گوید کہ دنیا قبول کن یا ترا گردن زخم۔ پس بہتر است کہ مرگ قبول کند اما دنیا قبول نکند، چرا کہ دنیا مغضوبہ خدا است یعنی دشمن خدا۔ ہر روز دنیا را ہزار بار حکم شود از اللہ تعالیٰ کہ ای دنیا! نزد دوستان من مرو و مباش و روی خود بایشان زشت و قبیح و سیاه و بدی نمائی۔ تو از و بہرہیز باش تا از تو دل ترش و قطع باشند تا ترا بخوبیند و از تو تائب شوند و با تو جہتلا نباشند کہ ای دنیا! من دوستان ترا نمی خواہم، تو دوستان مرا مخواہ۔ پس اہل علم کہ فائدہ دنیا گرفت، فائدہ دین از و برفت، زیرا کہ اگر کسی حیلہ کند کہ من برای مسلمانان و مستحقان و مسکینان درم نگاهداشتہ ام، این ہمہ مکرو فریب است۔ یعنی با فریب بسیار جمع شود۔ اہل دنیا از اطاعت ذکر فکر حلاوت نیابد۔

۱۔ امام بخاری و مشکوٰۃ ۲۔ عین الفقہ جلد دوم ص ۳۱: شد ۳۔ ایضا ص ۳۱: نباید خواند ۴۔ سورہ

النحل ۱۶: ۱۲۵۔ حدیث



(مقام تاسف ہے) عالم، فاضل، قاضی، مفتی، بادشاہ ہزاروں کام شریعت کے مطابق کرتے ہیں، لیکن اپنے ایک نفس سے محاسبہ کرنا اور اسے مارنا تمام عمر نہیں کر سکے۔ (پس جس نے یہ کام کر لیا تو گویا اس نے فقر کا میدان جیت لیا) اسی لئے فقراء شب و روز اپنے نفس پر تفحص اور محاسبہ کرتے رہتے ہیں۔ قاضی و عشق اس پر قتل کا حکم دیتا ہے اور حاکم ذکر و فکر اللہ تعالیٰ کے اخلاص کی زنجیر میں باندھ کر اس کو قید کا حکم دیتا ہے اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندگی اور متابعت کا طوق اس کی گردن میں ڈالتی ہے۔

مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جنہوں نے اپنے نفس کو بے لگام چھوڑ رکھا ہے اور اسے محاسبہ سے آزاد کر رکھا ہے اور دوسروں کو نفس کشی و محافظت کا حکم دیتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: کہ میری امت پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہوں گے اور تلاوت قرآن مجید بھی کریں گے، مگر ان کے دل ایمان سے خالی ہوں گے۔

بہت زیادہ پارسائی اور بہت زیادہ علم پڑھنا بھی فرض نہیں ہے، بلکہ علم باعمل حاصل کرنا اور گناہوں سے باز آنا فرض ہے۔ اور زیادہ عبادت کرنا کوئی فرض نہیں ہے۔ پارسائی اور علم اس شخص پر فرض ہے جو گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے۔ ورنہ اگر کوئی شخص تمام رات نمازیں پڑھتا رہے اور ہر روز روزہ رکھتا رہے اور ایک گناہ سے بھی باز نہ آئے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گناہوں کو دوست رکھتا ہے۔ پس اتنی عبادت کی ہوئی اسے کچھ فائدہ نہ دیگی۔ لہذا معلوم ہوا کہ استاد اہل دنیا سے طالب کو علم حاصل نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ ”صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے“۔ آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ موعظت کے ساتھ دعوت دو“۔ اور اسی طرح مرشد طالب دنیا و آشنائے بادشاہ یا بادشاہوں کے امراء سے تلقین نہ لینی چاہئے، کیونکہ آخر کو وجود میں اس کا اثر پڑے گا۔ چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

”جب دنیا ظلمت اور زینت ہے۔“

اور زینت سے مراد دنیا ہے۔ جو شخص اس کی طلب رکھتا ہے، وہ بے شرم ہے۔ اگر کوئی شخص طالب اللہ سے کہے کہ تو دنیا قبول کر یا موت، پس اس کے لئے بہتر ہے کہ موت قبول کر لے، مگر وہ دنیا قبول نہ کرے، کیونکہ دنیا پر خدا کی طرف سے غضب ڈالا گیا ہے یعنی دشمن خدا ہے۔

دنیا کو خدای تعالیٰ کی طرف سے ہر روز ہزار بار خطاب ہوتا ہے کہ اے دنیا! تو میرے دوستوں کے نزدیک مت جا، انہیں تو اپنا منہ نہ دکھا۔ ان کے سامنے سیاہ بری اور بد صورت بن جا۔ تو ان سے پرہیز کر تاکہ وہ تجھ سے ترش رو ہو کر تجھے نہ چاہیں اور تجھ سے قطع تعلق کرتے ہوئے تجھ سے تائب ہو جائیں اور تیرے فریب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

اور اے دنیا! جس طرح میں تیرے دوستوں کو نہیں چاہتا، تو میرے دوستوں کو نہ چاہ۔ پس اہل علم دنیا دار جو دنیا سے فائدہ اٹھاتے ہیں، دین کا فائدہ ان سے چلا جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص دنیا جمع کرنے کے لئے یہ حیلہ بنائے کہ مسلمانوں و مستحقوں، فقیروں اور مسکینوں کے لئے اس نے روپیہ پیسہ جمع کر رکھا ہے، تو یہ سب مکرو فریب ہے، کیونکہ مکرو فریب کے ساتھ دنیا بہت جمع ہو جاتی ہے۔ (ایسے) اہل دنیا عبادت ذکر و فکر سے کچھ حلاوت نہیں پاتے۔

## نظم

سه طلاقش داد دنیا را رسول کی کند با سه طلاقش زن قبول  
یک طلاقش دو طلاقش سه طلاق هر که دنیا نیک دارد در نفاق  
بدانکه سوال دو قسم است، بهر حرام و بهر حلال۔

قال عليه السلام: السُّؤَالُ حَرَامٌ (۱)

سوال شیطانی و سوال نفس هوای شرب لذت دنیای فانی مانند این حرام است۔ سوال حلال حلال  
است بطلب حلال۔ سوال که از خدای تعالی کند و سوالیکه از پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم و  
اولیاء الله عارف بالله بجهت حسبته الله کند و اگر سوال حرام بودی و اَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَرُوهُ (۲)  
چرا خدای عز و جل فرمودی۔ سوال فقیر اشتغل الله است و خواندن کلام الله حلال است  
الَّذَالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلُهُ (۳)

بدانکه فقیر چه صفت دارد۔ دائم بانفس جنگ جهاد غزای بانفس کافر و نفس او جزع فزع عاشق غازی  
با خدا راضی۔ صاحب تفحص بانفس محاسبه مفتی قاضی۔ عاشق روز ازل قدر قضا طالب خدا با  
پاس انفس ذکر الله، از خدا یکدم نیست جدا، آن را لازم است در یوزه گدای بادل صفار بنما  
است۔ کسیکه این احوال ندارد گدائی برو حرام است۔ حرام زاده نفس پرست است۔

## بیت باهو

هر دری با نفس خود رسوا کنم نفس دشمن ما بما او دشمنم  
گدائی بران طالب الله روا است که از برای طلب دنیا علم نخواند، برای الله خواند و بر وجود او  
ظاهر و باطن باشد۔ هر که علم را از برای دنیا روزگار خواند، بروی گدائی حرام است و سوال قوله  
تعالی: قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ (۴) و طالب او بخیل۔ برزخ نود و نونام باری تعالی طالب الله  
تصور کند که بر دل طالب دنیا نماند۔ لا اله الا الله محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم اشهد ان  
لا اله الا الله وحده، لا شریک له، و اشهد ان محمداً عبده و رسوله، هر نام باری تعالی نود و نونام  
برزخ به بیند، صاحب محبت گردد صاحب شوق۔ قوله تعالی:

۱- حدیث ۲- سورة الضحیٰ ۹۳: ۱۰-۳- نقل از جامع الصغیر و کبیر و التشریف ۳- سورة النساء ۳: ۷۷

## نظم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو تین طلاقیں دیں، اور جس کو تین طلاقیں مل جائیں، وہ اس عورت کو بحیثیت بیوی کب قبول کرے گا؟ اور جس شخص نے اپنی سہ طلاق والی عورت کو پسند کر کے قبول کر لیا۔ تو سمجھ لیں کہ وہ دنیا کو اچھا خیال کرتا ہے اور اس کے دل میں نفاق ہے۔  
(اے طالب!) جان لے کہ سوال کی دو قسمیں ہیں۔

سوال کرنا حلال بھی ہے اور حرام بھی ہے۔ سوال حرام کاری کے لئے حرام ہے۔ جس پر یہ حدیث شاہد ہے: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”سوال کرنا حرام ہے۔“  
سوال شیطانی اور سوال نفسانی حرام ہیں، کیونکہ یہ محض کھانے پینے اور لذت دنیائے فانی کے لئے ہیں، چنانچہ یہ سوال حرام ہے۔ اور سوال حلال کاموں کے لئے کرنا حلال ہے۔ مثلاً ”جو سوال کہ خدای تعالیٰ سے یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اولیاء اللہ و عارف باللہ سے محض لوجہ اللہ ہو جائز ہے۔ اگر سوال کرنا (مطلقاً) حرام ہو تا تو خدائے بزرگ و برتر قرآن مجید میں یہ نہ فرماتے ”اور سائل کونہ جھڑکیں۔“

اہل اللہ فقیر کا سوال اس لئے بھی حلال ہے کہ اس کا شغل ذکر اللہ تعالیٰ و تلاوت کلام اللہ ہر وقت رہتا ہے۔ اور اس کے سوال کرنے پر یہ حدیث شاہد ہے۔  
”نیک کام کاراہ تہانے والا بھی گویا اس کا کرنے والا ہے۔“

(اے طالب!) تو یہ جان لے کہ فقیر میں کیا صفات ہونی چاہئیں۔ وہ ہمیشہ اپنے نفس کافر سے جنگ اور جہاد اور جدال کرنے والا ہو۔ اپنے نفس کی گریہ و زاری کی کوئی پرواہ نہ کرنے والا ہو۔ وہ عاشق، غازی اور خدا سے راضی رہنے والا ہو۔ وہ مفتی، قاضی بن کر نفس کا محاسبہ کرنے والا ہو۔ وہ طالب خدا روز ازل سے مقررہ شدہ قضا و قدر کا ماننے والا ہو اور ایک دم بھی پاس نفاس کے ذکر سے غافل نہ ہو۔ ایسے شخص کے لئے جو صاحب صفائی قلب ہو گدائی کرنا جائز ہے۔ اور جو شخص کہ یہ حال و احوال نہیں رکھتا، ایسے شخص (فقیر) کے لئے گدائی حرام ہے، بلکہ وہ نفس پرست حرام زاوہ ہے۔

## بیت باھو

مجھے میرا نفس لوگوں کے دروازے پر ذلیل کرنے کے لئے پھراتا ہے۔ میں نفس کا دشمن ہوں

اور وہ میرا دشمن ہے۔ فقیری اس طالب اللہ کے لئے روا ہے کہ جو دنیا کے حصول کے لئے علم نہ پڑھے، بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے لئے علم حاصل کرے، ایسے فقیر کے وجود پر ظاہر و باطن روشن ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص دنیا کے روزگار کے لئے علم پڑھتا ہے، اس پر گدائی (فقیری) و سوال کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے پیغمبر! لوگوں سے فرمادیں کہ دنیا کی متاع چند روزہ ہے۔“ (اور علم دین بھی محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے پڑھنا چاہئے، دنیا کے لئے نہ پڑھنا چاہئے) جو شخص دنیا کے لئے علم پڑھے گا وہ ضرور بخیل (اور شوم اور سخت دل) ہوگا (اور طالب صادق کو چاہئے) کہ اسمائے الہیہ، عالم برزخ کے ننانوے ناموں کا تصور ہمیشہ دل پر کیا کرے، تاکہ ان کے اثر سے اس کے دل سے دنیا کی محبت نہ رہے (اور مٹ جائے)

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ  
واشہدان محمد عبده ورسوله۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ان ننانوے ناموں کو بخیاں و تصور عالم برزخ کے پڑھتا ہے، وہ صاحب محبت و شوق و اشتیاق ہو جاتا ہے۔

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ (۱)

### بیت

بِأَسْمَاءِ اللَّهِ كَانِي بَسُّ بُوْدِي رَا مَجُو هَرْجِهْ خَوَانِي غَيْرِ هُو زَانِ دِلِ بِشُو  
بِرَزْخِ الْفِ - اللَّهُ بَسُّ مَسُوِي اللَّهِ هُوَسْ

### ابیات

بِأَسْمَاءِ! ذَكَرَ خُدا اِيْمَانِ مَا ذَكَرَ حَاصِلِ مِيْشُوْدِ اِزِ مِصْطَفِيٍّ  
مِيْخَوَاسْتَمُ كِهْ رَفْتِهْ كَنَمُ كَعْبِهْ رَا طَوَافِ كَعْبِهْ دُوَامِ حَاضِرِ اسْتِ اَنْ رَا كِهْ قَلْبِ صَافِ  
كَعْبِهْ جَوَابِ دَادِ بِمَا دِلِ بِيَارِ صَافِ اَنْتِ صَافِ دِلِ كِهْ كَنْدِ نَفْسِ رَا خِلَافِ  
قَوْلِهْ 'تَعَالَى: عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ' (۲) شَرْحِ بِهْ تَعْلِيْمِ تَعْلِيْمِ شَرْحِ كَلِمَهْ طَيْبِهْ -  
قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۳)  
پِيْغَمْبِرِ فَرْمُوْدِ صَلِيِّ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَرْ كِهْ بَعْدِ اِزِ نَمَازِ بَا بَدِ اُو بَلَنْدِ كَشْدِ كَلِمَهْ طَيْبِهْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ  
اللَّهِ صَلِيِّ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَامِ شُوْدِ بَرَاوِ آتَشِ دُوْرْخِ - قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: هَرْ كِهْ بَگُوِيْدِ كَلِمَهْ طَيْبِهْ  
مَر (۴) بِسْتِ بَهَائِ اَوْسْتِ (۵) - پِيْغَمْبِرِ فَرْمُوْدِ صَلِيِّ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ  
بِيْسْتِ وِ چَهار حَرْفِ اسْتِ وِ شَبِ وِ رُوْزِ بِيْسْتِ وِ چَهار سَاعَتِ اسْتِ - چُوْنِ بَنْدِهْ بَگُوِيْدِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ  
مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ بِهَرْ حَرْفِ گِناهِ هَرْ سَاعَتِيْ بَسُوْدِ چِنا نَچِهْ مِيْ سُوْزِ آتَشِ هِيْزِمِ رَا - پِيْغَمْبِرِ عَلَيْهِ السَّلَامِ  
فَرْمُوْدِ كِهْ رِبِ الْعِزْتِ مِيْگُوِيْدِ كِهْ هَلَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ حِصَارِ مَنِ اسْتِ - هَرْ كِهْ دَرِ حِصَارِ مَنِ  
دَرِ آيِدِ اِيْمَنِ گَرُوْدِ اِزِ عَذَابِ مَنِ - پِيْغَمْبِرِ عَلَيْهِ السَّلَامِ فَرْمُوْدِ هَرْ كِهْ بَگُوِيْدِ دَرِ يَكِ مَجْلِسِ چَهْلِ بَارِ لَا اِلَهَ  
اِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ آمَرِزِيْدِهْ شُوْدِ - گِناهاَنِ اُو هَفْتادِ سَالِ - كِهْ كَلِمَهْ طَيْبِهْ بِهَمَنِ اسْتِ كِهْ عِلْمِ اِبْتِداءِ  
وِ اِنْتِهاءِ تَمَامِيْ بَدِيْنِ اسْتِ هَمِهْ دَرِيْنِ اسْتِ وِ دِيْگَرِ كَتَبِ هَمِهْ شَرْحِ اَوْسْتِ - دُوْسْتِ تُو بَتُوْازِ آئِيْنِهْ  
دِلِ بَخُوَاهِ وِ بَجُوِ آئِيْنِهْ اِيْ كِهْ زَنگاريْ كِدُوْرْتِ آلوْدِگِيْ رُوْسِيَا هِ بَاشْدِ 'اِزِ اَنْ چِيْجِ تَجَلِيْ اِنْوَارِ نَمُوْدَارِ رُو  
نَنْمَلِيْدِ - پَسِ بِيْ كِدُوْرْتِ دِلِ صَفَا يايِدِ - دَرِ دِلِ صَفَا بَدِ خَطِرَاتِ نِيَايِدِ -

۱- سوره البقره ۲: ۲۵۵ - سوره العلق ۹۶: ۵ - بحر الاسرار، جامع الترمذی، ۴ - عین الفقر جلد دوم  
مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۳: ہر ۵ - حدیث (متفق الیہ)

باری تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ اور قائم ہے۔

### بیت

اے باھو! اسم اللہ کالف ہی کافی ہوتا ہے۔ ب یعنی اس کے علاوہ اور کسی چیز کی خواہش نہ کر اور اللہ کے سوا جو کچھ تو پڑھتا ہے، اسے دل سے دھو ڈال یعنی مٹا دے۔  
برزخ اسم اللہ دونوں جہان کا راہنما ہے۔ (اور یہی عین معرفت ہے کہ دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے)

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

### ابیات

اے باھو! اللہ کا ذکر ہمارا ایمان ہے۔ اور ذکر خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوتا ہے۔

میں نے چاہا کہ (مکہ معظمہ) جا کر کعبہ کا طواف کروں، مگر کعبہ تو ہمیشہ اس دل میں حاضر ہے، جس کا کہ دل صاف ہے۔ کعبہ نے مجھے جواب دیا کہ صاف دل لا۔ اور صاف دل وہ ہے جو کہ نفس کی مخالفت کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا“۔

انسان کو علوم کے تمام رموز کلمہ طیبہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ تمام علوم کلمہ طیبہ کی شرح ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو افضل ذکر فرمایا ہے۔ اور جو شخص کہ صبح کی نماز کے بعد کلمہ طیبہ کو بہ آواز بلند جذبہ و خلوص کے ساتھ پڑھتا ہے، اس پر آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو کوئی کلمہ طیبہ پڑھتا ہے بالخصوص بہشت اس کی جزا ہے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ کلمہ طیبہ کے چوبیس حروف ہیں اور شب و روز کی ساعتیں بھی چوبیس ہیں۔ جب بندہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے، تو ہر حرف کے بدلے ایک ساعت کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ جس طرح کہ آگ خشک لکڑی کو جلا دیتی ہے۔ نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کلمہ طیبہ میرا قلعہ ہے جو کوئی میرے قلعہ میں آ جاتا ہے وہ میرے عذاب سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی ایک نشست میں کلمہ

طیبہ چالیس بار پڑھتا ہے، اس کے ستر برس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔  
 کلمہء طیبہ پر تمام علوم کی ابتداء ہے اور اسی کلمہء طیبہ پر سب علوم کی انتہاء ہے۔ اور اسی پر  
 دین و ایمان کی ابتدا و انتہاء ہے اور دیگر تمام کتابیں (فقر کے نزدیک) اسی کلمہء طیبہ کی شرح  
 ہیں۔ دوست تیرے ہمراہ ہے، تو دل کا آئینہ چاہ اور تلاش کر، کیونکہ جس کے دل کے آئینہ میں  
 زنگار و کدورت ہوگی، اس دل سے کبھی تجلیات و انوار رونما نہیں ہو سکتے۔ پس دل بے  
 کدورت اور صاف رہنا چاہئے۔ اور صاف و بے کدورت دل میں بد خطرات پیدا نہیں  
 ہوتے۔



ہر کہ صد بار بخواند لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در مدت عمر خود، حق تعالیٰ ہفت اندام او را بر آتش دوزخ حرام گرداند۔ چون بندہ کلمہء طیبہ اعظم بگوید، کلمہ رفتہ ستون عرش را بجنباند، فرمان شود یا ستون ساکن شو۔ ستون گوید خداوند! چگونه ساکن شوم کہ گویندہ این کلمہ را بیا مرز۔ فرمان شود کہ آمرزیدہ ام۔ کلمہ کلید بہشت است فرمود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہر کہ بسیار بگوید کلمہء طیبہ آتش دوزخ او را نسوزد۔

قال علیہ السلام: قَاتِلُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَثِيرًا وَالْمُخْلِصُونَ قَلِيلٌ وَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلاَ حِسَابٍ وَبِلاَ عَنَابٍ (۱)  
بدانکہ اگر کسی را تصدیق دل نباشد، اقرار زبان بہ بیچ کار نیاید۔

### حدیث

اِقْرَارُ بِاللِّسَانِ وَتَصَدِيقٌ بِالْقَلْبِ (۲)

چنانچہ ضرب بر مہر (روپیہ ۳) درست نوشتہ است لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و اندرون کذب زر سیم (باشد ۴) آن را در آتش اندازند و باز از آتش بیرون کنند و اگر اندرون راستی است، در آب فریاد کند و اگر دروغی است شرمندہ و خاموش رنگ سیاہ شود۔ پس مدار ہمہ گویندہ بر تصدیق قلب و تصدیق قلب از کجا حاصل شود (از فکر قلب ذکر قلب از کجا حاصل شود) (۵) از شیخ مرشد و اصل شیخ کرا گویند:

الشَّيْخُ يَحْيَىٰ وَيَمِيتُ يَحْيَى الْقَلْبَ وَيَمِيتُ النَّفْسَ ط

یحیی القلب چہ طور معلوم شود۔ چنانچہ لقمہء گوشت زبان است۔ ہمچنان قلب نیز لقمہء گوشت است۔ چنانچہ زبان بگوید بہ آواز بلند اسم اللہ۔ قلب نیز ہمچنان بگوید۔ گوش خود بشنود و ہمہ یاران او بشنوند۔ اما شیخ (باین شرط ۶) باشد یحیی السنۃ و یمیت البدعت۔ ولیکہ، ہنوز حب دنیا شغل شہوات ہلذات نفس آلودہ باشد، از مردار دنیا باز نگرود و صیقل ذکر اللہ بر آن دل

۱- حدیث: نقل از مرضیہ ۲- حدیث ۳- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۴۴-۴۵۔

ایضاً ۵- ایضاً ۶- ایضاً۔

جو شخص کہ عمر بھر میں صرف سو دفعہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے، حق تعالیٰ اس کے جسم کے سات حصوں پر دوزخ کی آگ حرام کر دیگا۔ جب کوئی کلمہ شریف پڑھتا ہے تو وہ اوپر جا کر عرش کے ستونوں کو ہلاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے ستون! ساکن ہو جا۔ ستون عرض کرتا ہے۔ اے پروردگار! میں کس طرح ساکن ہو جاؤں، اس کلمہ کے پڑھنے والے کو بخش دے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے بخش دیا ہے۔

کلمہ شریف بہشت کی کنجی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کلمہ طیبہ کا ورد بہت زیادہ کرتا ہے، دوزخ کی آگ اسے نہیں جلائے گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لا الہ الا اللہ کہنے والے بہت زیادہ ہیں اور مخلص تھوڑے ہیں۔ اور جنہوں نے لا الہ الا اللہ اخلاص وصدق دل سے پڑھا، وہ بغیر حساب اور بغیر عذاب کے بہشت میں داخل ہوں گے۔

(اے طالب!) جان لے اگر کوئی شخص صرف زبانی کلمہ پڑھتا ہے اور دل میں تصدیق نہیں کرتا، تو اس کو یہ کلمہ شریف کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ (تصدیق دل اور زبان سے اقرار کرنا دونوں لازمی ہیں، چونکہ ایمان کا دار و مدار انہی پر ہے)

حدیث شریف میں ”زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنی چاہئے“ آیا ہے (اگر ایسا نہیں تو کچھ نہیں)۔

مثلاً ”روپیہ کی مہر پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ضرب صحیح اور درست لکھی ہو، مگر اندر سونا چاندی جھوٹا اور کھوٹا ہو، تو اس کو آگ میں ڈالتے ہیں اور پھر آگ سے باہر نکالتے ہیں اور اگر اندر راستی ہے تو وہ پانی میں فریاد کرے گا اور اگر جھوٹ ہو تو خاموش ہو کر رو سیاہ اور شرمسار رہے گا۔ (ایسا ہی اگر کوئی شخص کتنی مرتبہ ہی کلمہ شریف کو ظاہری زبان سے پڑھتا رہے اور اندرونی حالت کو خراب و دروغ پر رکھے تو اس کو بروز حشر مالک حقیقی کے سامنے بجز ندامت اور رو سیاہی کے کیا حاصل ہو گا۔ اور اگر روپیہ سونا چاندی کا اندرونی حال ٹھیک ہوتا ہے تو پانی کی برداشت بھی نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں تو جب اس کو آگ سے نکالو تو پھر اس کو پانی میں ڈالو تو بجز خاموشی و سیاہ رنگت کے اس سے کچھ نظر نہیں آئے گا) غرضیکہ تمام امور کی بنیاد تصدیق قلب پر ہے اور تصدیق قلب کہاں سے حاصل ہوتی ہے۔ تصدیق قلبی فکر و ذکر قلبی سے حاصل ہوتا ہے اور ذکر و فکر قلبی شیخ و مرشد سے حاصل ہوتا ہے۔ واصل (باللہ) اور شیخ (کامل) کس کو کہتے ہیں۔ (اس کی صفت یہ ہوتی ہے): ”جو دل زندہ کرے اور نفس کو مارے۔“

یچی القلب کس طرح معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح زبان گوشت کا ایک عضو ہے، یہی حال دل کا ہے۔ دل بھی (اعضائے جسمانی میں سے) گوشت کا ایک عضو ہے۔ جس طرح زبان بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھتی ہے۔ دل بھی اسی طرح آواز سے کلمہ طیبہ کہنے لگتا ہے۔ اور وہ خود سنتا ہے اور اس کے پاس کے تمام لوگ بھی، مگر بشرطیکہ یہ صفت شیخ کی بھی ہو: ”سنت نبویؐ کو زندہ کرے اور بدعت کو مٹا دے۔“

وہ دل جو اب بھی حب دنیا اور مشغول شہوات و لذات نفسانی میں آلودہ ہوا ہو اور مردار دنیا سے باز نہ آتا ہو تو اس دل کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر صیقل ہے، بشرطیکہ وہ طالب مولیٰ ہو،

کہ طالب مولیٰ باشد و مرشد نیز صفت مولیٰ دارد۔

قال حضرت علی رضی اللہ عنہ: مَنْ تَعَلَّمَنِي حَرْفًا فَهُوَ مَوْلِي (۱)

پس آن حرف علیحدہ در قرآن کتاب تحریر نیست۔ کسی کہ آن حرف داند در میان بندہ و خدا بیچ پردہ و حجاب نماند۔ اما صاحب علم قدر دان باشد کہ موافق نص و حدیث متابعت راہ پیغمبری رود۔ مرد آنت کسی کہ در مقام لاهوت باطن تمام گردد و در شریعت تمام باشد۔ چنانچہ یک موی خلاف شریعت نوزد۔ برزخ طرفتہ العین صاحب برزخ ہادی رہبر شناسد۔ اینست کسی را کہ شوق تاثیر اسم اللہ شود آن را خوش نیاید غیر ما سوی اللہ (کسی را کہ تاثیر ذکر اسم ہو شود انس گرفت باہو از مردم غیر ما سوی اللہ و حشت گیرد) (۲) چنانچہ آہو ہم محبت (۳) آہو باہو ہم جلیس باہو بدانکہ دوست خدا اہل ذکر اللہ فقر فانی اللہ اہل عیال و خانمان و فرزند و (مادر پدر خویش) (۴) آشنا برادر خویش مونس جان است از مال درم دنیا فانی این ہمہ در نظرش مقام تماشاگاہ است کہ آزا بر عرصات نگاہ است۔ بیچ خوش نیاید مراتب جاہ۔ فقر (لا زوال) (۵) لا مراتب ولا ملک است۔

قوله 'تعالی: لَا يَمْلِكُونَ سِنًا خِطَابًا (۶)

فقیر بجز اللہ تعالیٰ چیزی را کہ ملک خود (گوید) و جای نشست و آرامگاہ خویش داند، مطلق کافر گردد (۸) و بہرہ از درویشی و فقر نیابد۔ ای (ولد) آدم از سگ کمتر باش کہ سگ ملک و ساکنت ندارد۔

قال علیہ السلام: الْوَقْفُ لَا يَمْلِكُ (۱۰)

پس سجدہ (۱۱) گاہ لا ملک و فقیر اہل اللہ لا ملک سجدہ (۱۲) خاص خداست۔

قوله 'تعالی: اِنِّيْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ لِمَسَّ فِي الدَّارَيْنِ الْاَهْوَطُ (۱۳)

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اللہ جل جلالہ

۱- نقل از شامی، ۲- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۳۳، ۳- ایضا، ص ۳۵:

سجبت، ۳- ایضا، ۵- ایضا، ۶- سورہ النباء، ۷۸: ۷۳، ۷- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین

ملتانی، ص ۳۵، ۸- ایضا، ۹- ایضا، ۱۰- حدیث، ۱۱- عین الفقر جلد دوم مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص

۳۵، ۱۲- ایضا، سجده گاہ، ۱۳- سورہ البقرہ، ۲: ۳۰

اور مرشد بھی خدائی صفات رکھتا ہو۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”جس نے مجھے ایک حرف بھی پڑھایا ہو، وہ میرا آقا ہے۔“ (اس سے یہی تلقین مراد ہے)۔  
پس وہ حرف (تلقین) علیحدہ قرآن اور کسی کتاب میں نہیں لکھا ہے (یہ تلقین خاص مرشد سے ہی حاصل ہوتی ہے)

جو شخص کہ وہ حرف جان لیتا ہے، تو پھر خدا اور بندے کے درمیان سے پردہ و حجاب اٹھ جاتا ہے۔ مگر صاحب علم قدر دان ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث کے مطابق راہ پیغمبری کی متابعت میں چلتا ہے۔ مگر جو انمرد وہ ہے کہ باطنی مقامات کو طے کر کے مقام لاہوت کو حاصل کر لیتا ہے اور شریعت محمدیؐ کو تمام کرتا ہے، چنانچہ سمرمو شریعت کی خلاف ورزی نہیں کرتا ہے، چونکہ اس کی خاص نظر ہر وقت عالم برزخ پر ہوتی ہے۔ عجز اسم اللہ اس شخص کے لئے ہادی ہے کہ جسے ذکر اسم اللہ تعالیٰ سے شوق و اشتیاق ہو۔ جب ذکر اسم اللہ کی تاثیر ہو جاتی ہے تو ماسوائے اللہ سے خوش نہیں آتا۔ صرف ذات الہی سے مانوس اور ماسوائے سے وحشتناک ہوتا ہے۔ جیسا کہ آہو (ہرن) کی محبت اور صحبت ہرن سے ہوتی ہے اور ہو کی ہو سے یا باہو کی مجلس ہو سے ہوتی ہے۔ یعنی اس کے ساتھ کند ہم جنس باہم جنس پرواز والا معاملہ بن جاتا ہے۔

(اے طالب!) جان لے کہ خدا کے دوست اہل ذکر اللہ اور فقیران فنا فی اللہ ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے اہل و عیال، خاندان، اولاد، والدین، آشنا، بھائی جو کہ اس کے مونس جان ہیں، اور مال و اسباب، درم و دینار و دنیا، فانی، ان سب کو بہ نظر تماشہ دیکھتے ہیں۔ اور یہ چیزیں ان کے لئے تماشہ گاہ ہیں اور ان اشیاء میں سے کسی چیز کو محبت اور خوشی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے، انہیں یہ چیزیں بالکل نہیں بھاتیں۔ ان کو مراتب و جاہ سے کوئی لگاؤ نہیں ہوتا۔ فقر لا زوال دولت ہے۔ نہ انہیں مراتب پسند ہیں اور نہ ہی ان لوگوں کو کوئی ملکیت حاصل ہونے سے خوشی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کی نظر میں صرف اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور کسی کی ملکیت نہیں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: ”قیامت کے دن بڑے بڑوں کو بھی مخاطب ہونے کی جرات نہ ہوگی۔“ (پس) فقیر اگر اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی چیز کو (باوجود فقیر ہونے کے) اپنی ملکیت کہتا ہے، اور اسے اپنی نشستگاہ اور آرامگاہ سمجھتا ہے، تو وہ (ایسا کہنے سے) پورا کافر ہو جاتا ہے۔ اور وہ فقر و درویشی سے کچھ حصہ نہیں پاتا ہے۔ اے ابن آدم! کتے سے بھی کمتر ہو جا، کیونکہ کتا (جو ایک

ادنیٰ درجہ کا جانور ہے) کوئی ملکیت اور سکونت نہیں رکھتا۔ (یعنی طالب مولیٰ کو چاہئے کہ وہ ایک ادنیٰ جانور سے ہی اس کی یہ خصلت حاصل کرے اور اپنے آپ کو اس حدیث کا مصداق بنائے)۔

### حدیث

”وقف (جاندار) کسی کی ملکیت نہیں ہوتی۔“

اور جیسا کہ مسجد کسی کی ملکیت نہیں ہوتی، ویسا ہی فقیر بھی ہر ایک چیز کی ملکیت سے آزاد ہوتا ہے اور سجدہ گاہ و خانہء خدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”پیشک مجھ کو معلوم ہے، جو تم نہیں جانتے۔“ دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کچھ نہیں۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اللہ جل جلالہ،

## باب نهم

## در ذکر شرب و حقائق اولیاء اللہ و ترک ماسوی اللہ

قوله 'تعالی: لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ (۱) بدانکه اهل شرب با شیطان اهل قرب است۔ هر که نوشد ام الجبائث۔ در هر دو جهان خراب۔ می محبت حق تعالی باید و ساقی کوثر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔ اهل شرب از آن محروم۔ هر که نوشد پنج بار در خانه کعبه با مادر خود زنا کرده باشد۔ لعنت اللہ است بر او هفتاد و پنج بار۔ هر که خورد و بفهم مردا حقیق ناهنیم۔ هر که شرب کند پوست خدا را دشمن و پای ابلیس دوست۔ هر که کشد تمباکو دود، رسم کفار ان یهود۔ آن نیز بمراتب نمرود۔ هر که شرب کند بوزه، از و بیزار نماز و روزه۔ دنیا کفر سرود است و اهل شرب را سرود بسیار خوش آید و کافران پیش بتان (سجده ۲) سرود کنند۔ این همه کذاب و دروغی و اهل استدراج اند۔

قال علیه السلام: الْكَذَّابُ لَا أُمَّتِي (۳)

قال علیه السلام: إِنِّي مَا أَخَافُ عَلَىٰ أُمَّتِي إِلَّا مَنْ ضَعُفَ الْيَقِينُ (۴)

## ابیات باهو

با سرودی اهل شرمان لعنتی برباد او

فاسقان هم بی نمازان خوک و خر آن را بگو

بدان با اهل شیطان بمنشین مباش۔ بدانکه سرود رقص هر دو بر عکس اند۔ رقص (روای ۵) برای آن فقراء که فنا از نفس و هوا۔ غرق بتوحید خدا۔ مستی سرود شیطان هر دو بی سرود یا رقص مستی ذکر اللہ بعشقی محبت حاصل شود۔ رقص بر آن (فقیر ۶) لازم است۔ اول کسی که سماع شروع کند و درویش فقیر در رقص در آید۔ اول از گرمی ذکر اللہ آنرا تاثیر تپ شود۔

۱- سوره النساء ۴: ۴۳-۲- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۳۶-۳- حدیث ۴-

حدیث ۵- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۶۴-۶- ایضا-

## باب نہم

شراب کے ذکر اور حقائق اولیاء اللہ اور ترک ماسوائی اللہ کے بیان میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”نہ جاؤ قریب نماز کے جب کہ تم نشے کی حالت میں ہو“۔  
 جاننا چاہئے کہ جو لوگ شراب پیتے ہیں وہ شیطان کے قریب ہیں (اور) جو کوئی ام النجاست کو پیتا ہے وہ دونوں جہاں میں ذلیل و خراب ہوتا ہے (اس لئے کہ یہ شراب تمام گناہوں کی جڑ ہے، اسی لئے اس کو ام النجاست کہا جاتا ہے) (اور طالب کو) چاہئے کہ شراب محبت و عشق الہی پیا کرے اور یہ شراب ساقی کوثر آقائے نادر احمد کبریٰ محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر نوش کیا کرے۔ اور جس شخص نے شراب محبت و عشق پی، اس کو بروز حشر نبی علیہ السلام حوض کوثر سے شراب طہورٹی پلائیں گے اور جس شخص نے دنیا کی شراب پی، وہ اس شراب حوض کوثر سے محروم رہیں گے) اس دنیا کے شراب پینے والے شراب طہورٹی سے محروم ہیں۔ جو شخص (اس دنیا کی) شراب پیتا ہے وہ سمجھ لے کہ میں نے اپنی والدہ کے ساتھ خانہ کعبہ میں پانچ دفعہ زنا کیا ہے۔ ایسے شخص پر اللہ کی ہزار بار لعنت ہے۔ اور جو کوئی ایون استعمال کرتا ہے۔ وہ بے عقل اور احمق ہے۔ اور جو کوئی پوست استعمال کرتا ہے، وہ خدا کا دشمن اور شیطان کا دوست ہے اور جو کوئی تمباکو پیتا ہے جو یہود کفار کی رسم ہے۔ وہ بھی نمود مردود کے درجے میں ہے۔ اور جو کوئی جو کی شراب پیتا ہے، اس سے نماز اور روزہ بیزار ہے۔ (یعنی جو لوگ نشہ دار چیزیں استعمال کرتے ہیں، ان سے اکثر اوقات نماز و روزہ وغیرہ) احکام شرعیہ) ترک ہو جاتے ہیں اور گناہوں کے کام میں مبتلا ہو جاتے ہیں) دنیا کفر و سرود کی جگہ ہے اور شرابیوں کو گانا بجانا بہت پسند آتا ہے اور کافر لوگ بتوں کے سامنے سجدہ کرتے اور ناپتے گاتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں کذب، جھوٹ اور استدراج ہیں۔ حدیث میں آیا ہے:-  
 ”جھوٹا شخص میری امت میں سے نہیں۔“

دوسری حدیث میں آتا ہے: ”میں نہیں خوف کرتا اپنی امت پر مگر یقین کی کمزوری کا۔“

## ابیات باہو

شراب پینے والوں اور گانے بجانے والوں پر لعنت ہو۔ فاسقوں اور بے نمازوں کو سورا اور گدھے کہنا چاہئے۔

(اے طالب!) جان لے کہ ان شیطان سیرت لوگوں کے ساتھ ہم نشینی نہ کر اور جان لے کہ



رقص و سرود ہردو (ایمان) کے برعکس ہیں۔ رقص و سرود ان فقراء کے لئے روا ہے جو نفس و ہوا سے گذر کر مقام فنا میں پہنچے ہوں۔ اور توحید خدا میں غرق ہو گئے۔ مستی و سرود ہردو شیطانی فعل ہیں۔ ذکر اللہ بغیر سرود یا رقص و مستی کے عشق و محبت سے حاصل ہوتا ہے۔ رقص اس فقیر پر لازم ہے جس کی یہ تین حالتیں ہوں۔ اول وہ شخص جو سماع شروع کرے اور درویش فقیر رقص میں آجائے اور تاثیر ذکر اسم اللہ اور اس کی گرمی سے فقیر کے وجود

اگر وقت اصلی است باہمون تپ همان دم بیفتد و ہمیردو اگر وقت خاص است، ہیج در جنبش نیاید۔ بیفتد و جان بدن او سرد گردد۔ گوئیکہ مرده باز با شعور شود و اگر وقت کمترین است، اول از دهن او دود بر آید، چنانچہ از آتش۔ بعد ازان نار اللہ بر خیزد۔ چنانچہ آتش نیز تمام وجود او بسوزد و خاکستر شود و در آن خاکستریک لقمہء گوشت پیدا شود۔ باز ہمون گوشت در جنبش ذکر اللہ در آید و باز صورت درست شود، چنانچہ بودیا آنکہ وقت رقص ذکر اللہ پارچہء بدن ہمہ سوختہ گردد و پارچہء دیگر پوشد۔ ہر کرا از اہل اللہ رقص این احوال نیست۔ در بادیہء ضلال (۱) است۔ شر شیطان است۔ نعوذ باللہ منہا۔ دیگر باقی کسی را کہ سکر مستی الہی است، آزا مستی دیگر چہ در کار۔ پس معلوم شد کہ اہل شرب از مستی (حق ۲) بی نصیب اند۔ جرء ای ازان مستی است نہ چشمیدہ اند و بہ حقیقت حق نرسیدہ اند۔ نا ترا شیدہ اند و آتش دوزخ برای خود بدست خود خریدہ اند و از دین محمدی خود را بخود بریدہ اند کہ نظارہ بازی طفلان فحش۔

قال علیہ السلام: اِنِّیْ اَخَافُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ عَمَلٌ قَوْمٌ لُّوْطِیَّةٌ (۳) کہ اہل بدعت بی نماز را ذکر فکر قبول نیست۔

قال اللہ تعالیٰ: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّبْکُمْ اللّٰهُ (۴)

باقی مراتب طیر سیر۔ اگر بر روی آب روی خسی و اگر پری مگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را رضا مند بکن۔ آنگاہ کسی اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ہمہ ہوسی (بشنو! ۵) بد آنکہ از حاصلت دنیا (نہیب ۶) دونان است و دنیا زلت جاودان است کہ دنیا درم ملک شیطان است و اہل دنیا از برای دنیا چہ پریشان است۔ پس اہل فقر را با خدا عزوجل ہمچنان است اخلاص۔

۱- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۳۶: زوال ۲: - ایضا ۳: - حدیث ۴: -  
سورہ آل عمران ۳: ۵۳: ۵: - عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۶۳: - ایضا

میں تپ پیدا ہوتا ہے۔ اگر تو وقت اصلی ہے، تو اسی تپ سے اسی وقت گر کر مر جاتا ہے اور اگر وقت خاص ہے تو وہ مطلق جنبش نہیں کرتا اور گرتے ہی اس کا بدن و جان سرد ہو جاتی ہیں۔ اور ایسا ہو جاتا ہے گویا کہ جان بحق ہو چکا ہے (اور کچھ دیر بعد) پھر باشعور ہو جاتا ہے۔ اور بعض وقت اس کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ پہلے اس کے منہ سے دھواں نکلتا ہے، جس طرح کہ آگ سے نکلتا ہے۔ اس کے بعد ذکر اللہ کی آگ اس کے وجود میں پیدا ہوتی ہے، جس سے وہ جل کر خاک ہو جاتا ہے اور اسی خاک میں ایک لقمہ گوشت پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہی گوشت ذکر اللہ کی وجہ سے جنبش میں آتا ہے اور پھر اپنی پہلی صورت میں آ جاتا ہے، جیسا کہ تھا۔ یا یہ کہ رقص کے وقت اسم اللہ کی گمراہی سے جسم کے کپڑے تمام جل جاتے ہیں اور پھر وہ دوسرے کپڑے پہنتا ہے۔ جس کسی (فقیر) کو رقص میں یہ حال احوال حاصل نہیں ہیں، وہ ابھی تک گمراہی کے بیابان میں ہے اور نفس شیطان کے مکرو فریب میں پھنسا ہوا ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ پھر جس شخص کو سکرو مستی ذکر الہی سے حاصل ہو، اس کو دوسری مستی حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ پس معلوم ہوا کہ اہل شرب و مستی ذکر اللہ سے بے نصیب ہیں۔ انہوں نے مت الستی کی شراب سے ایک گھونٹ بھی نہیں پی ہے۔ اور حقیقت حق تک نہیں پہنچے ہیں۔ وہ ناہنجار ہیں۔ اور انہوں نے اپنے لئے دوزخ کی آگ اپنے ہاتھوں سے خریدی ہے۔ اور اپنے آپ کو دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور لے گئے ہیں۔ اور فحش طفل بازی کے حال میں پڑ گئے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”میں نہیں خوف کرتا اپنی امت پر مگر یہ کہ قوم لوط کا عمل یہ نہ شروع کر دے۔“ کیونکہ اہل بدعت و بے نمازوں کا ذکر فکر قبول نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے حبیب! ”لوگوں کو کہہ دیجئے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو، تو میری پیروی کرو۔ خدا تمہیں دوست رکھے گا۔“

بغیر اتباع شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی مشقت اور ریاضت کسی کام کی نہیں ہے۔ اگر ایسا فقیر پانی پر چلتا ہو تو جان لو کہ وہ خس و خاشاک ہے اور اگر ہوا میں اڑتا ہو تو سمجھ لو کہ گویا وہ مکھی ہے۔ (اس سے زیادہ اس کی وقعت نہیں) اے طالب فقیر! اللہ اور رسول کو راضی کر اور دنیائے دوں کو چھوڑ دے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

اے طالب مولیٰ! غور سے سن اور جان لے کہ دنیائے دوں کم ہمت لوگوں کا حصہ ہے۔ اور

دنیا ہمیشہ کی ذلت ہے، کیونکہ ورہم دنیا شیطان کی ملکیت ہے۔ اور جس طرح اہل دنیا مال و دولت کے لئے پریشان رہتے ہیں، اسی طرح فقیر لوگ خدائے بزرگ و برتر کے دیدار کے لئے پریشان حال رہتے ہیں۔ اس راستہ کو طے کرنے کے لئے طالب کو اخلاص نیت چاہئے۔ اور جیسا کہ اہل دنیا شیطان کی پیروی میں اپنی جان کو جلاتے ہیں۔ ایسا ہی کم از کم فقیر طالب کو چاہئے کہ وہ باری تعالیٰ کے حکم کے آگے اپنی جان کو قربان کر دے اور نفسانی و شیطانی خواہشات کو مطلقاً اپنے اوپر حرام سمجھے۔

چنانچه اهل دنیا را با شیطان است -

قوله 'تعالی: يَا بَنِي آدَمَ اِنَّ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَلُوٌّ مَّبِينٌ ط(۱)

عجب است که با خدا دشمن و با دنیا و شیطان (دوست ۲) یقین - نعوذ باللہ منہا کہ دنیا نام تمام پریشان است و دوستان خود را نیز پریشان کند و شیطان نام شر است و دوستان خود را در بلای شر اندازد و اسم اللہ نام تمام جمعیت است و دوستان خود را در هر دو جهان جمعیت بخشد سبحان اللہ! مردم از دوست بگیرزند و با سوسه خطرات آمیزند و در خواب غفلت و با حرص می خیزند - گردبنده هر ذره حساب است (۳) و مردم در قصاب (۴) است - حرص دنیا آخر عذاب است و اهل خراب است - باهو! اهل دنیای خرد است که شب و روز (درم) دنیا با ایشان (تسبیح و ۵) ورد است - درم دنیا با اهل دنیا همچنان است چنانچه کسی را مطلوب مقصود معبود اهل دنیا طالب دنیا مردود و اهل دنیا لذت احتلام است و بر مردان خدای تعالی لذت دنیا حرام است - دنیا زنی بی حیا است و طالب دنیا زنی بی وفا است -

### ایات باهو

زن ساجده یا ذاکره صاحب سجود از زنان پرہیز باشی نیست سود  
 باهو اگرچه دنیا زر نقش و نگار است همچون زیبا چنانچه پوست مار است  
 باهو اگرچه دنیا نقد زر است - طالب دنیا سنگ گاو خراست - طالب مولی ازان بی خبر  
 است - بدانکہ فقیری و درویشی نام بزرگبست - خدای تعالی فقیری و درویشی هیچ کس را ندهد - بجز  
 پیغمبران و اولیاء و بزرگان و اهل دین صاحب صدق خاص یقین -

۱- سوره یسین ۳۶: ۲۶۰ - عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی جلد دوم ص ۳۷۳ - ایضا: گرد

بندہ ہرزہ حساب است ۴ - ایضا: کذاب ۵ - ایضا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اے بنی آدم! تم ہرگز شیطان کی پیروی نہ کرنا، وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔“

ان لوگوں پر بڑا تعجب ہے، جو کہ خدا اور رسولؐ سے تو یقیناً ”دشمنی رکھتے ہیں اور نفس و شیطان اور دنیا کو از حد دوست رکھتے ہیں۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ حالانکہ دنیا نام ہی تمام پریشانیوں کا ہے۔ اور یہ (دنیا) اپنے دوستوں کو بھی پریشان کرتی ہے۔ اور شر شیطان لعین کا نام ہے اور یہ اپنے دوستوں کو بلائے شر میں مبتلا کرتا ہے۔ اور اسم اللہ مکمل و مجموعی کا نام ہے اور اپنے دوستوں یعنی اہل ذکر کو دونوں جہان میں و مجموعی بخشتا ہے۔ تعجب ہے کہ لوگ دوست (اللہ تعالیٰ کے نام) سے گریز کرتے ہیں اور خطرات و وسوسہء شیطانی میں پڑ جاتے ہیں اور خواب غفلت و حرص میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ (ان کو معلوم نہیں) کہ قیامت کے روز زرہ زرہ کا حساب ہو گا اور لوگ دروغ گوئی میں لگے ہوئے ہیں۔ حرص دنیا کا انجام عذاب ہے اور ذلت ہے۔

اے باھو! اہل دنیا بوقوف ہیں کہ شب و روز مال و دولت دنیا ان کی تسبیح و ورد ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ دنیا دار لوگ دنیا ہی کو اپنا مقصود و معبود سمجھتے ہیں۔ اہل دنیا اور طالب دنیا مردود ہے اور اہل دنیا کے لئے یہ درم دنیا احتلام کی لذت رکھتی ہے، مگر اہل اللہ کے نزدیک دنیا کی لذات حرام ہیں۔ دنیا کی مثال ایک بے حیا عورت کی ہے اور طالب دنیا کی مثال ایک بے وفا عورت کی ہے۔

### ابیات

اے باھو! عورت سجدہ کرنے والی یا ذکر کرنے والی صاحب سجد یعنی عابدہ اور زاہدہ ہی کیوں نہ ہو، تجھے چاہئے کہ عورتوں (کی صحبت) سے پرہیز کرے۔ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔  
باھو! اگرچہ دنیا بڑی خوبصورت اور زیبا ہے، مگر اس کی خوبصورتی ایسی ہی ہے جیسے سانپ کی کھال پر نقش و نگار ہوتے ہیں۔

باھو! اگرچہ دنیا نقد و زر ہے، لیکن اس کا طالب گائے بگدھا اور کتا ہے۔ اور طالب مولیٰ اس کو کچھ جانتا ہی نہیں۔ (یعنی طالب مولیٰ دنیا کو کوئی وقعت ہی نہیں دیتا)

(اے طالب مولیٰ! اچھی طرح) جان لے کہ فقیری و درویشی ایک بہت بڑی چیز ہے (یعنی فقیری و درویشی کا رتبہ بہت اعلیٰ ہے) اللہ تعالیٰ پیغمبروں، اولیاءوں، بزرگوں، اہل دین، اہل صدق و خاص الیقین کے سوا کسی شخص کو فقیری و درویشی عنایت نہیں کرتا۔

قال عليه السلام: **المؤمن من مؤاة المؤمن** (۱)

بدانکه دنیاچیت؟ و کرا گویند۔ دنیا آنست که بنده را از خدای تعالی بازدارد۔ پس درم غنایت است۔ اگرچه با قناعت است۔ مفلس کسی دعوی خدائی نکرده۔ هر که کرد اهل دنیا کرد۔ رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم از برای این قبول نکرد و نگاه نداشت که مبادا روز قیامت از اهل دنیا شوم۔ چنانچه امام المسلمین حضرت امام اعظم قضای یک روز قبول نکرد که مبادا روز قیامت از سلک قاضیان استاده شوم۔ پس دنیا را همه کس بداند۔ بدر ابا خود نیک گرداند و خدا را همه کس نیک و پیداکننده داند۔ از خدای تعالی عزوجل مردم روی خود را بگردانند۔ یقین است که با اهل دنیا و دنیا اخلاص دارد و اهل دنیا و دل دور روی زرد رواند۔

### بیت

گر زمین زرمی شود سیری نگرود زرد روی

زرد رو یا رو سیاه است رو نیارد حق بسوی

دنیا همه ذلت است و اهل دنیایی ملت است۔

### بیت باهو

دنیا دانی کفر کافر را نصیب هر کرا حق رهبر است آن حق حبیب  
 بشنو! کسیکه نام الله بلند گیرد و مردم با او جنگ کنند و کسیکه نام دنیا و یا نام شیطان گیرد، باو هیچ نمی  
 گویند۔ اگرچه فرض کفایت است۔ پس جل جلاله ترا گفتن گناه نیست۔ معلوم شد کسیکه  
 بگرفتن نام الله آزرده شود۔ هر آنکس طالب دنیا است یا اهل شیطان یا متکبر هوای نفسانی ازین  
 سه حکمت خالی نباشد **نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْهَا**۔

کسی که دوستی با کسی وارد۔ نام دوست ظاهر و باطن لذت و حلاوت دهد۔ کسی که نام دشمنی گیرد،  
 دل بسیار آزرده شود۔ پس اهل فقر را نام گرفتن دنیا و شیطان بسیار آزرده شود و اهل علماء را نام  
 گرفتن روز معاش زمین فرمان صدای امراء بادشاه خوش وقتی پیدا شود۔ از علماء طالب دنیا  
 صاحب حرص (هوا ۲۱) خدا پناه بخشد۔ گفتار ایشان نشود بر عمل بد ایشان مرو که ورثه عبارت

۱۔ نقل از حدیث اربعین۔ ابن ماجه ۲۰۔ عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۳۸

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:  
 ”ایک مومن دوسرے مومن کا عکس ہے۔“

کیا تو جانتا ہے دنیا کیا ہے؟ اور دنیا کسے کہتے ہیں؟ دنیا وہ ہے جو بندے کو خدای تعالیٰ سے باز رکھتی ہے۔ پس ایک درم بھی غنایت ہے، بشرطیکہ اس پر قناعت ہو۔ کسی مفلس شخص نے (اب تک) خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ جس کسی نے کیا ہے، اہل دنیا نے کیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی لئے درم دنیا کو قبول نہیں کیا اور اپنے پاس کچھ نہیں رکھا، مبادا میں اہل دنیا میں شمار ہو جاؤں۔ چنانچہ امام المسلمین حضرت امام اعظمؒ (باوجود بادشاہ وقت کے تشدد کے) منصب قضا کو ایک روز کے لئے بھی قبول نہیں کیا (اور نہ ہی اس کو پسند کیا ہے) کہ مبادا قیامت کے روز قاضیوں کی صف میں کھڑا کیا جاؤں۔ پس تمام لوگ دنیا کو برا جانتے ہیں۔ چاہئے کہ برے کو اپنے ساتھ نیک بنالے اور تمام لوگ خدای تعالیٰ کو مہربان اور (ہر چیز کا) پیدا کرنے والا جانیں اور کسی طرح (بھی) خدائے بزرگ و برتر (کے احکام) سے لوگ روگردانی نہ کریں۔

یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل دنیا اور دنیا کے ساتھ اخلاص رکھتا ہے، مگر اہل دنیا طلب دنیا میں دودلی کرتے ہیں اور اس کا غم اٹھا کر زرد رو رہتے ہیں (لیکن پھر بھی ان کو کچھ حاصل نہیں ہوتا)

### بیت

اگر (تمام) زمین (دنیا) (سرتا پا) سونا بن جائے، تو لالچی پھر بھی سیر نہیں ہوتا۔ دنیا زرد رو ہوا رو سیاہ، اہل حق اس کی طرف رخ بھی نہیں کرتے۔  
 دنیا تمام کی تمام زلت ہے اور اہل دنیا رسوا اور بے آبرو ہیں۔

### بیت باھو

دنیا کو کافر جانو اور یہ کافروں کو ملا کرتی ہے۔ جس کا راہنما اللہ تعالیٰ ہے، وہ خدا سے ہی لو لگاتا ہے۔

(اے طالب! غور سے) سن! جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر بلند کرتا ہے، تو (بجائے خوش ہونے کے) لوگ اس سے جنگ کرتے ہیں۔ اور جو کوئی دنیا یا شیطان کا نام لیتا ہے، اس کو لوگ کچھ نہیں کہتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جل جلالہ، کہنا فرض کفایہ ہوتا ہے۔ پس تیرا



جل جلالہ، کہنا گناہ نہیں ہے۔ (بلکہ ثواب ہی ملتا ہے) جو شخص خدای تعالیٰ کا نام لینے سے آزرده ہوتا ہے تو سمجھ لیں کہ وہ طالب دنیا اور اہل شیطان ہے یا متکبر اور خواہشات نفسانی کا پیرو ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔ اور یہ امور بھی تین حکمتوں سے خالی نہیں ہوتے۔ اول تو یہ ہے کہ جو شخص جس آدمی کو دوست رکھتا ہے، اس دوست کے نام کے ذکر سے ہی ظاہری و باطنی لذت و حلاوت حاصل کرتا ہے۔ اور جو شخص جس کو دشمن رکھتا ہے، اس کا نام سنتے ہی اس کا دل بہت رنجیدہ ہو جاتا ہے۔ پس فقراء کو اہل دنیا و شیطان کا نام بہت برا معلوم ہوتا ہے۔ اور علماء کو روزی و معاش اور امیری و بادشاہت کے نام سے بہت فرحت ہوتی ہے۔

و سعادت از دست ایشان رفته است۔ پریشان بردر اہل دنیا و ملوک و خان رفته اند۔ علماء آن زمان صاحب ہلاکت و پریشانی خراب شود کہ اعتقاد از خدای عز و جل بردار و روی بسوی اہل دنیا آرد نعوذ باللہ منہا۔ خدا پناہ دہد از علماء بی عمل و فقیری توکل و بی صبر۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ فقیر اگر چہ دو از دہ سال برگ درختان و گیاه خورده اند و باگر سنگی مرده اند۔ قدم بردر ملوک و اہل دنیا نبرده اند۔ علماء کہ عامل اند در فقر و فاقہ کامل اند۔ علماء عامل فقیر کامل است کہ فاقہ فقیر را قوت است و ہمنشین حی قیوم است و فقیر را اگر شکم پر است 'چنانچہ' و یک و آب چند! نکہ باشد ہمہ نوشد چنانچہ ر یک و زبان فقیران ہمعچنن است 'چنانچہ' تیغ تیز ہر چند کہ بخواند بسا ذکر کنند۔ نفس را ہکشند یا در فقر در مکان جلالی و جمالی دم از خدای تعالی خالی نباشد و خوردن فقیر ہمعچنن است 'چنانچہ' ہیزم بتور شکم ایشان پر شعلہ آتش عشق نور، نہ دائم وصال حضور، نہ ہمیشہ بعد دور، گاہ گرم گاہ سرد ہمعچنن باید مرد۔ باید با خبر حرف نکتہ (زیر زبر) (۱)

### بیت

زیر و زبر و مد و شد و تحت و فوق عاشقان را می نماید ذوق شوق  
قال علیہ السلام: الْأَدَمُ بِنَاءُ الرَّكْبِطِ (۲)  
علماء میگویند:

### ابیات

مردم فقیری زشت را این زر چو دادند (۳) زبہرش آنکہ اسم اللہ بخوانند  
منم دانم منم خوانم مسائل چو قوتش فعل بر خود نیست قائل  
درم درویش بر خود گشت مائل تو علم خویش را خود کرده زائل  
درم درویش را در حق بہ بندد درویش آنکہ بر درمش بہخندد

۱- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۲۲۹-۲۳۰- حدیث ۳- متن: فقیری مرد را از چون بدادند۔

طالب دنیا اور صاحب حرص و ہوا علماء سے خدا پناہ دے۔ ایسے علماء کی باتوں کو نہ سنا جائے۔ اور ان کے اعمال بد کی پیروی نہ کی جائے، کیونکہ ان کے ہاتھوں سے عبادت و سعادت کا ورثہ چلا گیا ہے۔ وہ پریشانی کے عالم میں (اور کلام اللہ سے بد اعتقاد ہو کر) اہل دنیا اور امرا و سلاطین کے دروازوں پر پھرنے لگے ہیں۔ علماء پر ہلاکت و پریشانی اور خرابی اس وقت ہوتی ہے کہ جب وہ خدای تعالیٰ سے بد اعتقاد ہو کر اہل دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے پناہ میں رکھے۔

عالم بے عمل اور فقیر بے توکل و بے صبر سے خدا محفوظ رکھے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہو س۔ فقراء کا لین نے بارہ سال تک درختوں اور گھاس کے پتے کھا کر اپنی عمر بسر کی اور بھوک کی وجہ سے مر گئے ہیں مگر (مرتے دم تک) (امراء و) سلاطین و اہل دنیا کے دروازے پر قدم نہیں رکھا ہے۔ وہ عالم کہ عامل ہیں، وہ فقر و فاقہ میں کامل ہیں۔ عامل علماء فقراء کا مل ہوتے ہیں، کیونکہ (در حقیقت) فاقہ فقیر کو تقویت دیتا اور حی و قیوم کا ہم نشین بناتا ہے۔ نیز اگرچہ فقیر کامل اپنا شکم طعام سے اس طرح بھرتا ہے، جس طرح دیگ اور پانی اس قدر پیتا ہے جس طرح کہ ریت پیتی ہے اور زبان اس طرح چلاتا ہے جس طرح تیز تلوار۔ مگر ایسے فقیر جس قدر کھاتے ہیں، اسی قدر زیادہ ذکر الہی بھی کرتے ہیں۔ وہ نفس کو مارتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جس قدر بھی وہ فقیر صاحب مقام جلالی و جمالی ہو گا، اسی قدر اس کا ایک دم بھی ذکر خداوندی سے خالی نہ ہو گا۔ فقیر کا طعام گویا بتور (نفس) کا ایندھن اور ان کا شکم عشق کی آگ کے شعلوں سے پر نور ہوتا ہے۔ نہ ہر وقت وصال حضور اور نہ ہمیشہ بعد و دور۔ گاہے گرم، گاہے سرد کا مضمون ہوتا ہے۔ مرد (فقیر) کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اسے منازل و مراتب فقر کے ہر نکتہ سے واقف و باخبر ہونا چاہئے۔

### بیت

زیر زبر شد ند نیچے اور اوپر غرض تمام حالات سے عاشقوں کو ذوق و شوق حاصل ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: آدم کی بنیاد ترکیب پر ہے۔ علماء کہتے ہیں:

### ابیات

لوگوں نے برے فقیروں کو روپے پیسے اس لئے دیئے کہ وہ اللہ کا نام لیتے تھے۔

میں پڑھتا ہوں اور مسائل جانتا ہوں۔ یعنی فقیر اپنے حق میں فیصلہ کرنے کی قوت کا قائل نہیں ہے۔

درویش مالدار ہو کر اپنے اوپر مائل ہو گیا۔ اس نے اپنے علم کو خود ہی زائل کر دیا۔  
دولت درویش کے لئے حق کا دروازہ بند کر دیتی ہے۔ درویش تو وہ ہے جو روپے پیسے سے نفرت کرتا ہے۔

مَسْـوُـوِشِ دَرِوِشِ رَا گُویندَنه دَرِ پِیشِ دَرِوِشِ۔

### بیت باهو

کسی پرسد فقیری تو چه نام است برو از حق بپرسی لا مکان است  
بر لوح بهین شرف کدام است۔ فقیری تمام است۔ باهو فقیری درویشی نه در گفتگوی نه  
در خواندن و نوشتن مسکه مسائل حکایت خوانی۔ فقیر دریافت معرفت محو شدن در توحید رحمانی  
و گشتن از خویش فانی و بیزار شدن از هوای نفسانی و معصیت شیطانی و بستن دهن لب با اوب  
دهانی (۱) و کردن غیر نیسانی و نگهداشتن جوهر ذکریاس انفاس جسمانی جانی صاحب شریعت پیش  
بها در کانی غوطه خوردن در لاهوت لامکانی و توبه کردن بیدین روی اهل دنیا ظلمانی۔ پیغمبر فرمود  
صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کسی که روی به بیند اهل دنیا ظالم را از برای دنیا بیدیش سیوم حصه  
دین از وی برود (۲) خداوند! دریای شهوت در وجود نهادی و گفتی خبردار باش۔ الہی بجز رفاقت تو  
بسته کشاده نشود و نفس و شیطان دشمن جانی کردی و بفرمودی که بایشان جنگ بکن و من هر دو  
دشمنان را بچشم ظاہری نمی بینم۔ الہی! چشم بینائی بخش که ظاہر و باطن دشمنان را به بینم و به  
آنها جنگ کنم۔ الہی! رفیق توفیق تو باید۔ وجود را تمام با حرص هوا طمع بستی و فرمودی که بی طمع  
باش۔ بجز کرم تو از ان خلاص نشوم۔

### بیت باهو

جز خدای نیست با ما جان عزیز طالبان این بس بود عقلش تمیز  
در شریعت شوق است خلاف شر شیطانی شرط اسلام (آنچه امر معروف شرم ۳) از نا  
فرموده خدای تعالی حلال خوردن و راست گفتن گناه صغیره و کبیره دانستن علم دانش  
آموختن فرض واجب سنت مستحب۔ هر چهار حصار بر گرد خود استاده کردن و در میان قلعه  
عبادت توفیق رفیق بعون اللہ تعالی در طریقت شرط شطاری است۔

۱۔ عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۳۹: زبانی ۲۔ حدیث نقل از فتاویٰ شمراناشی،

۳۔ عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۳۹

درویشی درویشی کو کہتے ہیں نہ کی درپیشی درویشی ہوتی ہے۔

### بیت باہو

اگر کوئی پوچھے تو فقیر ہے تو بتا کہ فقیری کیا چیز ہوتی ہے۔ تو اسے کہہ دے کہ چلا جا اور اللہ تعالیٰ سے پوچھ! جو لامکان میں رہتا ہے۔

(اے طالب!) لوح محفوظ پر نگاہ ڈال کہ بزرگی کسے کہتے ہیں۔ فقیری باہو پر ختم ہے۔ فقیری درویشی نہ گفتگو میں ہے اور نہ پڑھنے لکھنے میں اور نہ مسئلہ مسائل میں اور نہ حکایات خوانی میں ہے۔ بلکہ فقیری معرفت اور غرق توحید و وحدانیت اور اپنی خودی میں محو ہونے اور ہوائے نفسانی اور معصیت شیطانی سے بیزار ہو جانے اور زبان بند کرنے، باادب رہنے اور جہری اور خفیہ ذکر اذکار جاری رکھنے اور متشرع رہنے میں ہے۔ اور فقیری معرفت کے دریا میں غوطہ لگانے اور مقام لاہوت میں پہنچنے، دنیائے دوں سے توبہ کرنے اور ظالم اہل دنیا سے بیزار رہنے میں ہے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ظالم اہل دنیا کا منہ دیکھتا ہے تو اس کے دین کا تیسرا حصہ سلب ہو جاتا ہے۔

یا رب العالمین! خواہشات نفسانی کا دریا تو نے انسان کے وجود میں بھر دیا ہے اور فرمایا ہے خبردار! یا الہی! تیری توفیق کے بغیر اس پر بند نہیں باندھا جاسکتا۔ خداوند! تو نے نفس و شیطان کو انسان کا جانی دشمن بنا دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ ان سے جنگ کرو۔ یا الہی! میں ان دونوں دشمنوں کو ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ مجھے باطنی آنکھیں عطا فرما کہ میں ان ظاہری اور باطنی دشمنوں کو دیکھوں اور ان کے ساتھ جنگ کروں۔ الہی! تیری توفیق کی رفاقت درکار ہے۔ خداوند! تو نے خود انسان کے وجود میں حرص و ہوا و طمع ڈال دیا ہے اور خود ہی فرمایا ہے کہ طمع ہرگز نہ کرنا۔ اے میرے مالک! تیرے فضل و کرم کے بغیر میں اس سے خلاصی نہیں پا سکتا۔

### بیت باہو

خداوند کریم کی ذات کے سوا ہمارے لئے کوئی چیز عزیز نہیں۔ طالبان حق اہل عقل و تمیز کو یہی کافی ہے۔

شریعت میں شوق و اشتیاق ہے، جو کہ شر شیطان کے سخت خلاف ہے اور یہ منزل طے کرنے کے لئے شرط اسلام ہے۔ اور اسلام نے نیک کام کرنے کا حکم دیا ہے اور برے کاموں سے

منع کیا ہے۔ اور حلال کھانے کا حکم دیا ہے۔ (اور حرام کھانے سے منع فرمایا ہے) اور سچ بولنے کا حکم فرمایا ہے (اور کذب بیانی سے منع فرمایا ہے) اور حکم دیا ہے کہ کبیرہ و صغیرہ گناہوں سے بچے۔ علم و دانش سیکھے، فرض، واجب، سنت، مستحب پہچانے۔ اور گرداگرد ان چاروں باتوں کی دیوار بنا کر توفیق اور مدد الہی کے ساتھ قلعہء عبادت کے درمیان میں بیٹھے۔ اور طریقت میں غفلت دور کر کے ہوشیاری اور چالاکی حاصل کرے۔

چنانچه پریدن شهباز پریده در مقام مطلب رسید و حقیقت دلدار است۔ همه اوست و هر چه بشود  
 همه از دست۔ دم مزن ای دوست۔ خَيْرُهُ وَ شَرُّهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى خَيْرِ خَلْقِ اللَّهِ مُحَمَّدٌ  
 وَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (و شر شیطان است تو کرا خواهی) و در معرفت غمخواری  
 است۔ هر که عارف تراست عاجز ترست۔ هر که حقیقت این چهار مقام نداند گاؤ خراست۔ از  
 سلک سلوک تصوف (فقیر ۲) بی خبر است۔

### بیت

هر چه بنی بد ازان من بدترم در غریبی بد تری حق یافتم  
 بدانکه در هر یک مقام قبض بسط سکر است و در مقام طریقت سکر است۔ خدا پناه  
 بخشد۔ چنانچه سکرات الموت مرگ مفاجات۔ عبد مبتدی و متوسط و منتهی علی الفور در طریقت  
 در آید۔ احوال خود را بشناسد و بر خود نگهبان شود که در مستی درود خواند، سلامت بماند که  
 شریعت بمثل دم و طریقت بمثل قدم و قدم آن زمان بردارد که نیت سیر سفر باشد۔ طریقت  
 طریق راه را گویند و در راه تمام آب از غرقه باید والانه جان از لب بر آید (شریعت بمثل کشتی  
 است و طریقت بمثل دریا ۳) همچون طوفان نوح زیر و بالا گرد بگرد موج بموج است۔ درین  
 وقت مرشد و شکیرباید بمثل باد موافق شرطه باید که از طغیانی موج مستی آب کشد۔ کشتی غرق  
 خراب نگردد۔ و هر طالبیکه خراب شد، در ورطه طریقت سکری عظیم پیدا شود در طریقت هر کرا  
 کشف و کرامات پیدا شود راه زند در طریقت و هر کرا طیر سیر پیدا شود در طریقت و هر کرا حیرت سکر  
 پیدا شود، در طریقت از گرمی ذکر سوخته گردد مجذوب شود۔ در طریقت هر کرا وسوسه و خطرات  
 خناس خرطوم پیدا شود، در طریقت هر کرا دیوانگی و بی هوشی و بی زاری از خانمان تارک الصلوة  
 پیدا شود، در طریقت هر کرا جذب جلالی و جمالی پیدا شود، در طریقت و بعضی جذب طریقت زده  
 دیوانه شده در آب دریا غرق شده مرده اند۔

۱- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۵۰، ۲- ایضا، ۳- ایضا



اور شہباز کی طرح اڑ کر مقام حقیقت میں پہنچے۔ اور حقیقت ولداری (کا مقام) ہے اور جو کچھ ہے وہی ہے اور جو کچھ ہوتا ہے اسی سے ہوتا ہے۔ اے دوست! اس راہ میں دم نہ مار۔ (اور صبر و شکر سے رہے) خیر و شرب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، پر ایمان رکھے۔  
 خیر الخلاق جناب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شر الخلاق شیطان لعین ہے۔ تو (ان دونوں میں سے) کس کو چاہتا ہے؟ اور معرفت میں غمخواری ہے۔ جو (طالب) جتنا زیادہ عارف ہوتا جاتا ہے، اتنا ہی زیادہ عاجز ہوتا جاتا ہے۔ اور جو شخص ان چار مقامات کی حقیقت نہیں جانتا، وہ گاؤں خراور سلک سلوک و تصوف و فقر سے بی خبر ہے۔

### بیعت

تو جو بری چیز دیکھتا ہے، میں ان سب سے برا ہوں۔ اس بدترین غریبی میں میں نے حق کو پایا ہے۔ (اے طالب!) جان لے کہ ہر ایک مقام (فقر) میں قبض، بسط و سکر ہے۔ اور مقام طریقت میں سکر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ فرمائے، کیونکہ اس کا سکر سکرات موت یا مرگ مفاجات سے کم نہیں۔ بندۂ طالب خواہ مبتدی ہو، یا متوسط یا منتہی فی الفور مقام طریقت میں آجاتا ہے۔ اور اپنے حال احوال کو پہچان جاتا ہے اور اپنے آپ پر نگہبان ہو جاتا ہے اور مستی کی حالت میں بھی وہ درود شریف پڑھتا رہتا ہے۔ اس مقام سے سلامتی کے ساتھ گذر جاتا ہے، کیونکہ شریعت بمنزلہ جان کے اور طریقت بمنزلہ قدم کے ہے۔ اور قدم اس وقت اٹھاتا ہے جب کہ نیت سیر و سفر کی ہو۔ طریقت طریق راہ کو کہتے ہیں (یعنی طریقت ایک طریق راہ کا نام ہے) اور اس تمام راستہ کو پانی کے بغیر طے نہیں کر سکتے۔ راستہ میں مسافر کو پانی کا گھونٹ نہ ملے، تو مسافر کی جان نکل جائے گی۔ شریعت گویا کشتی ہے اور طریقت بمثل دریا کے ہے۔ اور گویا کہ کشتی طوفان نوح میں پڑی ہوئی ہے۔ اوپر اور نیچے گرد و بگرد موج اندر موج میں پڑی ہے۔ اس لئے اس وقت مرشد کامل کی ضرورت ہے جو مثل باد موافق کے راہر ثابت ہو اور کشتی کو بتوفیق الہی طوفان سے باسلامت کنارے پر لے آئے۔ اور کشتی غرق و خراب نہ ہو جائے۔ ہر وہ طالب جو اس راہ طریقت میں پھنس گیا، تو پھر اس گرداب طریقت میں عظیم سکر پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کسی کو کشف و کرامات پیدا ہو جاتی ہے، تو پھر وہی طریقت میں اس کے لئے سدا راہ بن جاتی ہے۔ کسی کو طریقت میں طیر و سیر حاصل ہوتی ہے اور کسی کو حیرت و سکر۔ اور کوئی طریقت میں حالت سکر سے موختہ ہو کر مجذوب ہو جاتا ہے۔ طریقت میں کسی کے دل میں وسوسے و خطرات و خرطوم شیطان پیدا ہو جاتے ہیں۔ طریقت میں کوئی دیوانہ و بیہوش ہو

کر گھریا اور خاندان سے بیزار ہو جاتا ہے اور تارک الصلوٰۃ بن جاتا ہے۔ طریقت میں کوئی جذبہء جلالی و جمالی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور بعض جذب طریقت سے دیوانہ ہو کر دریا کے پانی میں غرق ہو کر مر گئے ہیں۔

و بعضی جذب طریقت خورده در طریقت خفه بدرخت گرفته مرده اند و بعضی روی بصر اور آورده بی طعام و آب مرده اند۔ آتش سکر طریقت شب و روز طالب اللہ را چنان سوزد کہ نہ شب خواب و قرار ونہ روز آرام۔ خاکساری و چرم پوشی ذکر قلب خروشی در طریقت و سکر و مشرکی در طریقت۔

قسم طریقت دو شود یا طوق در گردنش لعنت یا طوق بندگی عبودیت ربوبیت و شرب از وصال بعد قرب در طریقت و در طریقت طمع لذت مدار۔ در مقام طریقت طالب چهل سال می باشد و اگر مرشد کامل کمال است بطرفه زواحوال بیرون از طریقت بکشد۔ بمنزل مقام حقیقت و در حقیقت ادب است۔ خدای تعالی را حضور داند۔ وصال انیست نیک خصال با جمعیت باشد و پیش بکرم اللہ تعالی مقامهای پیشین خود کشاده گردد و احتیاج هرگز نماند۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ **الْإِسْلَامُ حَقٌّ وَالْكَفْرُ بَاطِلٌ**

### ابیات باہو

خاکساری بہ بود آن خاکسار فرض واجب سنت او ہم نگہدار  
فرض دائم کہ با اوسی و پنج فقر را این رہ بود با پنج گنج  
در طریقت رجوعات کلیہ شود۔ چنانچہ جن و ملائک و انس (زرور) مال، بلکہ در حقیقت (۲) این  
رجوعات نیست۔ امتحان از باری تعالی ہزاران ہزار طالبان بی شمار درین ورطہء طریقت خراب  
شدہ اند۔ از ہزاران (ہزار ۳) کس سلامت بساحل رسیدہ (۴) اند، بکرم خدای تعالی و برکت  
کامل فقراء مرشد مر بخش بمثل صلوة اللہ علیہ سرور عالم کہ باین غریب بخشند، بہ برکت پیر کہ  
بہر ساعت دستگیر است۔ پیر کہ ناقص خود در ماندہ در طریقت مردار طلب دنیاوی دون زشت  
دست طالب کی تواند گرفت۔

۱۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۵۱، ۲۔ ایضا: "طریقت ۳۔ ایضا" ۴۔ ایضا:

اور بعض جذب طریقت سے مغلوب ہو کر درختوں کے نیچے سوتے سوتے ہی مر گئے ہیں۔ اور بعض جنگل و صحرا میں جا کر فاقہ سے مر گئے ہیں۔ اور سکر طریقت کی آگ طالب کو اس طرح جلاتی ہے کہ نہ اسے رات کو نیند آتی ہے اور نہ دن میں اس کو قرار آتا ہے۔ راہ طریقت میں خاکساری، دلق پوشی اور ذکر قلبی وغیرہ حاصل ہوتی ہے۔ طریقت میں سکر اور شرک کا بھی عمل دخل ہے۔

اور طریقت میں دو باتیں ضرور ہوتی ہیں (یا تو شرک میں پڑ کر) طوق لعنت اپنی گردن میں ڈال لیتا ہے یا پھر مقام عبودیت و ربوبیت میں پہنچ کر طوق بندگی کے ساتھ وصال و استغراق حاصل کر لیتا ہے۔ اور طالب کو طریقت میں قرب خداوندی کے بعد عیش و عشرت اور لذات کا طمع نہ رکھنا چاہئے۔ اگرچہ مقام طریقت میں طالب چالیس سالوں تک یعنی مدتوں تک محنت و مشقت اٹھاتا رہے۔ ہاں البتہ اگر مرشد کامل و مکمل ہو، تو چشم زدن میں حال و احوال اور طریقت کی تمام منزلوں سے نکال دیتا ہے۔ اور مقام حقیقت میں داخل کر دیتا ہے۔ اور مقام حقیقت ہی دراصل ادب ہے۔

خداوند تعالیٰ کو حاضر ناظر جانے۔ یہی وصال ہے۔ اور طالب کو چاہئے کہ وہ نیک خصال اور دلجمعی کا مالک ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی ہر وقت توقع رکھے۔ اس کے فضل و کرم سے تمام مقامات خود بخود کشادہ اور سہل ہو جاتے ہیں۔ اور پھر کسی چیز کی بھی احتیاج نہیں رہتی۔ اللہ بس ما سوائے اللہ ہو س۔ اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے، کا سبق یاد رکھے۔

### ابیات باہو

خاکسار وہی اچھا ہے، جو ہمیشہ فرض و سنت یعنی احکام شریعت پر کار بند رہے۔ فرض بہتر وہی ہے جو پانچ نمازوں اور تیس روزوں کی صورت میں ہے۔ فقیر کو اس راہ میں یعنی شریعت پر عمل کرنے سے پانچ خزانے (یعنی کلمہ، توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) حاصل ہوتے ہیں۔ طریقت میں رجوعات کلی ہوتی ہیں، جیسے ملائک و انس و جن اور زر و مال۔ مگر درحقیقت یہ رجوعات نہیں ہیں۔ محض باری تعالیٰ کا اس میں امتحان ہوتا ہے۔ اس لئے ہزاروں طالب طریقت کی گرداب میں آ کر خراب و خستہ حال ہو گئے ہیں۔ اور ہزار ہا طالب اس منزل سے بفضل خداوند تعالیٰ اور فقراء کاملین کی برکت سے سلامتی کے کنارے پر پہنچ گئے ہیں۔ مرشد (کامل) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح شفیق ہوتا ہے، وہ ہر وقت اس غریب کا معین و مددگار رہتا ہے اور مرشد ناقص جو خود راہ طریقت میں در ماندہ ہے اور مردار دنیائے دوں زشت کے درپے ہر وقت رہتا ہے، وہ کس طرح سے طالب کی مدد کر سکتا ہے۔

بیت باهو<sup>۲</sup>

اد رہبر شود حق رہنما می رساند در بمجلس مصطفیٰ  
 بدانکہ فقیر بی ریا و عالم بی طمع و غنی با سخا۔ فقیر را صبر مشکل و علماء را سخاوت مشکل و پادشاه را  
 عدل مشکل و قاضی را بی رشوت شدن مشکل چنانچہ عام را کار خاصان مشکل۔ خاصان را کار  
 عام مشکل۔ خاص فقیر۔ عام دنیا دار (۱) اگر خاص را (۲) تمام عالم بدھی اختیار نکند و اگر  
 عام را فقر (فاقہ ۳) مراتب غوثی قطبی بدھی اختیار نکند۔  
 قوله 'تعالیٰ: فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ط (۴)  
 قوله 'تعالیٰ: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (۵)  
 ای لیعرفوا اہل یعبدون اہل عالم است و اہل یعرفون اہل عارف است۔ پس عابد مبتدی و  
 عارف منتہی۔ پس مبتدی احوال منتہی چہ داند و شریعت نیز دو قسم است۔ شریعت اول اسلام  
 است۔

قوله 'تعالیٰ: قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ ط (۶)  
 و شریعت انتہا احکام است۔ قوله 'تعالیٰ: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ط (۷)  
 اول طریقت طریق طی است چون بحقیقت حق رسد حضور پادشاه مجازی رو برو است۔ منتظر  
 ہمہ کس روی بسوی ادب لب بر لب بستہ خاموش۔ و پیش از معرفت شریعت احکام است کہ  
 شریعت مقام الہام است۔ آواز ظاہر چنانچہ پیغام بیک کس دہد۔ این مراتب پیغمبرانست و پیش  
 از شریعت پیغام طریقت انعام است مقام خاص الخاص نہ عام نہ آن طریقت بس است بیابی  
 عشق توحید الہی۔ ہر کہ درین طریقت است عارف باللہ شود و عاشق اللہ و اصل فی اللہ معارف  
 صاحب غنوّ۔ این طریق طریقت وحدانیت است (لانہایت ۸)۔

۱- عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۵۱: دنیا زر ۲- ایضا ۳- ایضا ۴- سورہ  
 الشوریٰ ۳۲: ۵- سورہ الذاریت ۵۱: ۵۶: ۶- سورہ الکہف ۱۸: ۱۱۰: ۷- سورہ النجم ۵۳: ۸-  
 عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، جلد دوم، ص ۵۲

## بیت باہو

اگر رہبر حق کی رہنمائی کرنے والا یعنی کامل و مکمل ہو، تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں پہنچا دیتا ہے۔

(اے طالب!) جان لے کہ فقیر کو بے ریا اور عالم کو بے طمع اور غنی باسنا ہونا چاہئے۔ فقیر کے لئے صبر، علماء کے لئے سخاوت اور بادشاہ کے لئے عدل اور قاضی (حاکم) کے لئے رشوت سے بچنا مشکل ہے۔ جیسا کہ عوام کو خاص لوگوں کا کام اور خاص کو عوام کا کام مشکل ہے۔ خاص کیا چیز ہے۔ فقیر ہے اور عام کیا چیز ہے، وہ دنیا دار ہے۔ اگر خاص کو تمام دنیا کا زر و مال دے دیا جائے، تو وہ ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ اور اگر عام کو فقر فاقہ سے مراتب غوثی و قطبی دیئے جائیں، تو وہ بھی اختیار نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ کہ ایک فرقہ جنت میں اور ایک فرقہ دوزخ میں ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سب کو بلا کسی خصوصیت کے اپنی عبادت و معرفت حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”ہم نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا، مگر صرف اس لئے کہ وہ ہماری عبادت کریں۔“ اہل عبادت علمائے دین کے زمرہ سے مراد ہے۔ یعنی عالم عابد اور اہل معرفت عارفوں کے زمرہ سے مراد ہے۔ یعنی عارف باللہ۔ پس عابد مبتدی ہوتا ہے اور عارف باللہ منتہی ہوتا ہے۔ پس مبتدی منتہی کے احوال سے کیونکر واقف ہو سکتا ہے؟

اور اسی طرح شریعت کی بھی دو حالتیں ہیں۔ اول اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”تو کہہ کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہی ہوں، مگر مجھے یہ خصوصیت ہے کہ خدا کی طرف سے میرے پاس وحی آتی ہے۔“

دوسرا حکم شریعت انتہائے احکام ہے، یعنی جو اہل شریعت حکم دے، اس کی تعمیل پورے طور پر کی جائے۔ اور صاحب حکم کے احکام پر بائیں معنی اعتقاد رکھا جائے۔ ”ہمارا پیغمبر اپنے جی سے کچھ نہیں کہتا، بلکہ وہ صرف ہماری وحی ہوتی ہے۔“

یہی حال طریقت کا ہے کہ اول طریقہ طے مراتب ہے۔ جب فقیر حقیقت کو پہنچ جاتا ہے، تو بادشاہ مجازی کے روبرو اس کو حضوری حاصل ہوتی ہے۔ (اس مقام مشاہدہ میں) تمام لوگ اس بات کے منتظر ہوتے ہیں کہ وہ فقیر ادب سے دست بدستہ خاموش رہے اور جب معرفت حاصل کر لے، تو پھر بھی شریعت کے احکام کو قائم رکھے، کیونکہ شریعت الہامات کا ذریعہ ہے۔ اور اس مقام میں ہاتف سے آواز آتی ہے اور گویا کہ یہ الہام پیغام ہے، جیسا کہ ایک کا پیغام دوسرے کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور یہ مراتب پیغمبروں کے ہوتے ہیں۔ پس جب کہ وہ ان مراتب

کو پہلے طے کر لیتا ہے، تو پھر اس کو یہ انعام حاصل ہوتے ہیں۔ چونکہ شریعت کی تعمیل کے بعد یہ فضل اور انعام حاصل ہونا لازم ہے اور یہ مقام خاص الخاص کا ہے۔ نہ عام کا اور مرتبہء طریقت نہایت بلند ہے۔ اس کے بعد عشق توحید الہی ہے۔ جو اس مقام پر پہنچتا ہے، عارف باللہ، واصل الی اللہ معارف صاحب غفو ہوتا ہے۔ یہ طریقہ طریقت وحدانیت کا ہے، جس کے انتہا کی انتہا نہیں۔

## بیت

وحدت اندر وحدت اندر وحدت است هر که بیند غیر وحدت آن بت است (۱)

قال عليه السلام: مَا شَغَلَكَ عَنِ اللَّهِ وَهُوَ صَنِمَكَ (۲)

فقر شریعت فقر طریقت فقر حقیقت فقر معرفت۔ نیز منتهی فقر شریعت فقر طریقت عاشق الله فقیر  
لا سوی الله۔ باهو فقر یک بحر است و آن پر قاتل زهر است۔ هر که باین بحر رسید۔ ساغر از آن  
بحر چشید۔ به چشیدن مرد شهادت یافت نمود (مقام ۳) مَوْتُوْا قَبْلَ أَنْ تَمُوْتُوْا بَرُوْا خُودِرًا بَخْدِ اِيْ  
خُودِ سِرْدٍ۔ قوله تعالى: وَ اِفْوَضْ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِاَبْصَارِ الْعِبَادِ (۴)

بدانکه حضرت ابابکر صدیق شریعت است و حضرت عمر خطاب طریقت است حضرت عثمان  
حقیقت است و حضرت علی کرم الله وجهه معرفت است و حضرت محمد رسول الله صلی الله علیه  
و آله و سلم سراسر است۔ و حضرت ابابکر صدیق صدق است و حضرت عمر خطاب عدل است بانفس  
و حضرت عثمان حیا است و حضرت علی جو دو کرم است و حضرت پیغمبر صاحب فقر است و حضرت  
ابابکر صدیق باد است و حضرت عمر خطاب آب است و حضرت عثمان آتش است و حضرت علی  
خاک است و حضرت پیغمبر صاحب عناصر جان است انسان است۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّيْ وَاَنَا سِرُّهُ  
(۵) انسان پیغمبر علیه السلام صاحب دیگر همه مراتب بمراتب۔

## بیت باهو

صدیق صدق و عدل عمر پر حیا عثمان بود گوئی فقرش از پیغمبر شاه مردان می ربود  
رسید بمطلب خود (۶) رسید که از هر دو جهان گشت آزاد۔

۱- عین الفقر مرتبه محمد نظام الدین ملتانی جلد دوم ص ۵۲: بیت پرست ۲- حدیث ۳- عین الفقر  
ص ۵۲-۳- سوره المؤمن ۴۰: ۴۳-۵- حدیث ۶- عین الفقر ص ۵۲: بمراد۔



## بیت

وہاں تو وحدت ہی وحدت ہے، جو کوئی وحدت کے سوا کچھ سمجھے، وہ بت پرست ہے۔  
چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو چیز کہ تجھ کو خدا کی طرف  
سے ہٹا دے، وہی تیرا بت ہے۔“

(اور جان لینا چاہئے کہ فقر کیا ہے؟) فقر شریعت ہے، فقر طریقت ہے، فقر حقیقت ہے اور فقر  
معرفت ہے۔ اور فقر معرفت منتہی ہے اور نہ ہی شریعت کے بغیر فقر طریقت حاصل ہو سکتا  
ہے۔ اور نہ ہی فقر اللہ تعالیٰ کے عشق کے بغیر حاصل ہو سکتا ہے۔ اے باھو! فقرا ایک گہرا  
سمندر ہے۔ اور وہ زہر قاتل سے بھرا ہوا ہے۔ جو شخص اس سمندر تک پہنچتا ہے، وہ اس  
سمندر سے پیالے بھر بھر کر پیتا ہے۔ اگر اس نے چکھ لیا اور مر گیا تو جانو اس نے شہادت کا درجہ  
پایا۔ اور اگر نہ مرا (اور زندہ رہا) تو مقام ”مرنے سے پہلے مر جاؤ“ طے کیا۔ اور اپنے آپ کو خدا  
کے سپرد کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”میں نے اپنا کام خداوند تعالیٰ کو سونپا۔“

## لطیفہ

حضرت ابو بکر صدیقؓ شریعت ہیں اور حضرت عمر خطابؓ طریقت ہیں۔ اور حضرت عثمانؓ حقیقت  
ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ، معرفت ہیں۔ اور جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم سر ہیں۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ صدق ہیں۔ اور حضرت عمر خطابؓ عدل ہیں۔ اور  
حضرت عثمانؓ حیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ، جو دو کرم ہیں۔ اور جناب رسول مقبول صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم فقر ہیں اور حضرت ابو بکر صدیقؓ ہوا کی طرح ساتھ ہیں۔ اور حضرت عمر خطابؓ  
پانی کی طرح رقیق القلب ہیں اور حضرت عثمانؓ آگ کی طرح تیز اور گرم مزاج ہیں۔ اور  
حضرت علی کرم اللہ وجہہ، خاک کی طرح منکسر المزاج ہیں۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم بنزلہ اربع عناصر کے انسان کامل کی جان ہیں۔ ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم ایک کامل انسان ہیں اور خداوند کریم کے سر ہیں۔ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم انسان کامل ہیں اور باقی لوگ حسب مراتب تقریب رکھتے ہیں۔“

## بیت باھو

حضرت صدیق اکبرؓ صدق تھے۔ اور حضرت عمرؓ عدل تھے۔ اور حضرت عثمانؓ حیا سے پر تھے اور  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شاہ مرداں یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فقر کی

## بیت

باہوئی سری سری کنم در لامکان کی تواند کرد وصف عاشقان  
 چون درین مقام عاشق باللہ فقیر فنا فی اللہ رسد۔ مراقبہء او همچون شود کہ چون چشم خود را پوشد،  
 ہر جا کہ میخواہدی رسد۔ چون چشم ظاہر واضح کند، خود را ظاہر و باطن ہمون جابیند و بہر مجلس  
 مقام کہ خواہد در آن می نشیند۔ در طریقت منتہی رسد۔ در طریقت مبتدی و منتہی چہ فرق  
 است۔ مبتدی طریقت رو برو منتہی طریقت بیخود خود را بخدای سپرد و در مقام کبریا تماشا بین  
 حق الیقین، نہ خداوند از خدا جدا۔

## بیت

باہو بہار خوش با یار است بی یار بہار چہ کار است  
 این ہمہ خوار بازیرش آزار است۔ چنانچہ دنیاگران بار است و مفلس فی امان اللہ بسکسار  
 است۔ اسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ قَوْلٍ بِلاَ عَمَلٍ۔ در یک نکتہ ہزار کتاب است و در ہزار کتاب یک نکتہ  
 نکند کہ اسم اللہ یک حرف است و ہر دو جہان (بنام) تصدق او یک طرف است۔  
 انسان سہ قسم است اہل محبوب حیوان ناطق و اہل مجذوب و اہل جذب احمق بجنون مراتب اہل  
 محبوب انسان مراتب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، چرا کہ جعل را خوشبوی آب گلاب  
 طیب عنبر خوش ہمیر و چنانچہ اہل طیب انسان از بدبو مردار جان بلب رسد۔ پس فقیر بمنشین  
 اہل اللہ، اہل علم بمثل اہل خوشبو است و اہل دنیا بمثل جعل مردار است، بدبو و بدگو۔ بدانکہ  
 تمام عالم سہ قسم است۔ یک قسم فقراء کہ ایشان را اللہ تعالیٰ ذکر فکر وصال حضور فنا بقا توحید،  
 عشق محبت ساغر مستی داد و از غیر ماسوی اللہ می خیزد و دیوانہ ساخت کہ بجز طلب مولیٰ در طلب  
 دیگر نباشد۔ طالب مولیٰ مذکر۔ دوم قسم عالم علم حلم عمل، تقویٰ بخشید۔ صاحب خرد اہل  
 شعور علماء وارث الانبیاء بحوالہ پیغمبر صاحب ساخت۔ قول و فعل بمقدم نبی صاحب صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم تارک دنیا۔ سیوم قسم دنیا و زینت دنیا زورم اشیاء ایشان بحوالہ کفار منافق

دولت پائی۔

فقر اس مقام پر پہنچ کر دونوں جہاں سے آزاد ہو جاتا ہے

بیت

اے باھو! عاشقوں کی صفات کیسے بیان کی جاسکتی ہیں۔ وہ تو بغیر سر یعنی حواس خمسہ کے لامکان کی سیر کرتے ہیں۔

جب فقیر فنا فی اللہ عاشق باللہ اس مقام پر پہنچتا ہے (تو اس کا مراقبہ کامل ہو جاتا ہے) اس کے مراقبہ کی کیفیت اس طرح ہو جاتی ہے کہ جب وہ مراقبہ میں اپنی آنکھیں بند کرے، تو جہاں چاہے چلا جائے۔ اور جب ظاہری آنکھیں کھولے، تو اپنے آپ کو ظاہر و باطن میں وہیں دیکھے اور یہ شخص ہر مقام اور ہر مجلس میں جہاں چاہے پہنچ سکتا ہے (اور جب یہ طاقت حاصل ہوگی تو) تو انتہائے طریقت پر پہنچ گیا۔

طریقہء مبتدی اور طریقہ منتہی میں کیا فرق ہے؟ فرق یہ ہے کہ طریقت کا مبتدی ہر چیز کا مشاہدہ کرتا ہے اور طریقت کا منتہی اپنے آپ کو خدا کو سوچتا ہے اور مقام کبریا میں حق الیقین کا تماشا دیکھتا ہے۔ یہ شخص نہ تو خدا ہوتا ہے اور نہ (کسی وقت) خدا سے جدا ہوتا ہے۔

بیت

اے باھو! بہار تو اس وقت ہی اچھی لگتی ہے، جب کہ یار پاس ہو۔ بغیر یار کے بہار کا کیا فائدہ ہے؟

جن لوگوں نے یار کی رضامندی کے بغیر باغ بہاروں کے ساتھ محبت لگائی، وہ ذلیل و خوار ہوئے اور آزار میں پڑ گئے۔ اسی لئے اہل دنیا بارگراں میں پڑے ہوئے ہیں اور اہل اللہ مفلس۔ جنہوں نے دنیا کو ترک کیا وہ بسکساری اور امن میں ہیں۔ لہذا مفلس فقیر فنا فی اللہ خداوند تعالیٰ کی حفظ و امان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے پناہ دے، جو خود بے عمل ہو اور لوگوں کو تلقین اور وعظ کرتا ہو۔

ایک نکتہ ہزار کتاب کے برابر ہے، بلکہ اس کی تفصیل ہزار کتابوں میں نہیں ساسکتی۔ اسی طرح اسم اللہ ایک حرف ہے اور دونوں جہاں اس کے نام کی تصدیق کرتے ہیں اور اس پر قربان ہیں۔

انسان تین قسم کے ہیں۔ اول اہل حجاب حیوان ناطق ہیں۔

دوم، اہل جذب، احمق و مجنون ہیں۔

سوم، اہل محبوب، مقام محمدیؐ کو طے کئے ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک جعلی شخص آب گلاب کی خوشبو اور پاکیزہ خوشبودار عنبر کو سونگھ کر مر جاتا ہے، جیسے کہ ایک پاکیزہ انسان مردار کی بدبو سے جان بلب ہو جاتا ہے۔ پس فقیر و منشی اہل اللہ اور اہل علم خوشبو کی مانند ہیں اور اہل دنیا بدبو اور بدبو مردار کی مانند ہیں۔

جان لے لے کہ تمام عالم تین قسم پر ہیں۔ اول: فقراء کہ جنہیں اللہ تعالیٰ ذکر، فکر، وصال حضور، فنا، بقا، توحید، عشق و محبت، ساغر مستی عطا کرتا ہے اور غیر ما سوائے اللہ سے جدا کر کے اپنے قرب میں جگہ دیتا ہے اور اپنا دیوانہ بناتا ہے، کہ طلب مولیٰ کے بغیر کسی دوسرے کی طلب نہیں رہتی۔ طالب المولیٰ مذکور۔

دوم: اہل علم و حلم کہ خداوند تعالیٰ انہیں علم و عمل و تقویٰ عطا فرما کر اہل خرد و صاحب شعور بناتا ہے، جن سے وہ بحوالہ رسول اکرمؐ کے العلماء و رشتہ الانبیاء کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے قول و فعل کو سنت نبویؐ کے مطابق کرتے ہیں۔ اور قدم بقدم طریقہ محمدیؐ پر چل کر تارک الدنیا ہو جاتے ہیں۔

سنگ خوک خر ساخت از خود دور انداخت - پس طالب درین معاملات خود منصف حق شناس باشد که از کدام قسم جسم است - بدانکه فقیر دو قسم است 'تارک دنیا' تارک و فارغ دنیا - پس تارک دنیا پخت و فارغ دنیا کیست - تارک آن نیست که فقیر شود از بهر جمع کردن دنیا که از دنیا ترک تارک فرق و با اهل دنیا اخلاص - پس این تارک دنیا نیست - صاحب لباس بازار خود را میفروشد بدنیانحاس نه فقر خاص -

قال علیه السلام :- تَزُكُّ الدُّنْيَا إِلَى الدُّنْيَا (یعنی بعضی فقیر درویش فقیر را ترک دنیا از برای دنیا - فقیر تارک فارغ آنست که تارک از دنیا و اهل دنیا - فقیر آنست که آنچه به نذرش آید - به نذر خدای تعالی دهد - هر که این صفت دارد 'فقیر سلطان العارفين است - چون فقیر را تارکی و فارغی دنیا بالکل مطلق رود و صاحب جمعیت گردد خواه ساکن قائم مقام خواه همیشه در سیر سفر باشد - (فقیر ۲) سلطان العارفين شاه جاودانی همین را گویند - هر که اول در مد نظر خداست بجز خدا تعالی آن را در نظرش دنیا خوش نیاید - براه مولی دهد - بدانکه (۳) حضرت ابراهیم خلیل الله را از قبیلہ بیگانه کفار با خود یگانه ساخت و ابو جهل را از قبیلہ یگانه در کعبه بیگانه انداخت - نظم

مرا روز ازل ز خیل عشاقان نوشت      هجران زده را چه مسجد چه کنشت چه دوزخ چه بهشت  
اگر گیتی سراسر باد گیرد      چراغ مقبلان هرگز نمیرد  
چراغی را که ایزد بر فرزند      هر آنکس تف زند ریش بسوزد  
بدانکه این دو کس بی نیاز اند -

### بیت

بادشاهان و گدایان این دو قومی عجب اند  
که نبودند و نباشند بفرمان کسی

۱- حدیث ۲- عین الفقر جلد دوم، ص ۵۳، ۳- ایضا: تمثیل

سوم: اہل دنیا و زینت دنیا و طالب زر و مال کہ کافروں اور منافقوں کی تقلید کر کے حرص و ہوس میں پڑتے اور اپنے آپ کو (راہ راست سے) دور پھینک دیتے ہیں۔ پس طالب خدا ان معاملات میں خود منصف اور حق شناس ہوتا ہے کہ وہ کس قبیل سے ہے۔

یاد رہے کہ فقیر کی بھی دو قسمیں ہیں۔ تارک از دنیا و فارغ از دنیا۔ پس تارک دنیا کیا ہے اور فارغ دنیا کون ہے؟ فقیر تارک دنیا وہ نہیں ہے جو دنیا جمع کرنے کے لئے فقیر بن جائے اور دنیا کا تارک اور فارق کہلائے، مگر اہل دنیا سے محبت رکھے۔ پس یہ تارک دنیا نہیں ہے، جو اپنا فقیری کا لباس تک سکوں کے عوض بازار میں فروخت کرنا پھرے۔ یہ فقر خاص نہیں ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ”دنیا کے لئے دنیا ترک کرو۔“ یعنی بعض فقیر درویش دنیا کو ترک کرتے ہیں (واقعی) دنیا کے لئے۔ فقیر تارک فارغ وہ ہے جو دنیا اور اہل دنیا دونوں کو ترک کر دے۔ فقیری یہی ہے کہ جو کچھ اس کی نذر ہو، وہ سب خدا کی نذر کر دے۔ جو شخص یہ صفت رکھتا ہے، وہ فقیر سلطان العارفین ہے۔ جب فقیر پوری طرح دنیا سے تارک فارغ ہو جاتا ہے، تو اسے دلجمعی خاطر حاصل ہوتی ہے، خواہ وہ کسی ایک جگہ مقیم ہو یا ہمیشہ سیر و سیاحت میں رہے۔ فقیر سلطان العارفین شاہ جاودانی اسی کو کہتے ہیں۔ جس شخص کو ہمیشہ خداوند تعالیٰ مد نظر ہو، تو پھر اسے خداوند تعالیٰ کے بغیر دنیا کی کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ بلکہ وہ (ہر عزیز چیز) راہ مولیٰ میں دے دیتا ہے۔

تمثیل:۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو کفار کے بیگانہ قبیلہ سے ہوتے ہوئے اپنے ساتھ یگانہ کر لیا اور ابو جہل کو اپنے قبیلہ سے یگانہ ہونے کے باوجود کعبہ سے بیگانگی ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے روز ازل میں ہی عاشقوں کے گروہ میں لکھ دیا ہے۔ ہجر زدہ کو مسجد اور بیت خانہ اور دوزخ اور بہشت برابر ہیں۔

اگر دنیا میں ہر طرف آندھیوں کا زور ہو جائے، تو بھی مقبولان بارگاہ خدا کا چراغ نہیں بجھتا۔ جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن کر دے، اسے جو کوئی بجھانا چاہے، اس کی داڑھی جل جاتی ہے۔ یعنی رسوا ہو جاتا ہے۔

جان لے کہ یہ (درج ذیل) دو قسم کے انسان بی نیاز ہیں۔

### بیت

دنیا میں دونوں قومیں سلاطین و فقراء بے نیاز ہیں۔ وہ نہ کسی کے زیر فرمان رہے ہیں اور نہ رہیں گے۔

فقیر از برای این بی نیاز اند که بمنشین بی نیاز اند و بادشاهان بی نیاز اند بزر و مال فانی و بادشاهی  
 فقراء باقی جاودانی۔ بدانکہ چون اہل نار در دوزخ فریاد کنند و اہل بہشت با حور و قصور آرام  
 گیرند در بہشت۔ فقراء طالب دیدار (چنان ا) جزع فزع فریاد کنند از آتش عشق ہجر کہ از فریاد  
 اہل دیدار اہل بہشت و اہل دوزخ حیران مانند و فریاد ایشان بخصور حق رسد، حکم شود کہ شمارا  
 مدخل بہشت کردیم، چنانچہ اہل بہشت آرام گرفتہ اند، شمایز آرام بگیرد۔ اہل دیدار عرض  
 کنند خداوند! بہشت نیز مراد دوزخ است، بجز دیدار تو ہجران آتش عشق محبت تو در دل چنان  
 سوزان است۔ اگر یک آہ کشم۔ بہشت نیز سوختہ گردد۔ ما مشتاق دیدار بہشت بر ما مردار  
 است۔ بعد از ان حکم دیدار شود۔ حق سبحانہ، و تعالیٰ بفرماید کہ بسیار رنج کشیدہ اید بجمت  
 دیدار۔ بہ بینید دیدار کہ از شما در لیج ندارم۔ چون اہل دیدار را دیدار حاصل شود۔ سالہا سال  
 مست افتادہ باشند۔ مستی فقراء از آن مستی است۔ نشانی دیدار است۔ چنین آورده اند کہ  
 روزی مہتر عیسیٰ علیہ السلام دنیا را دید۔ بصورت بیوہ زن چادر رنگین بر سر افکنندہ پشت دو تا  
 کردہ، یک دست بہ حنا نگار کردہ و دست دوم با خون آلودہ۔ مہتر عیسیٰ گفت: ای ملعون! پشت  
 دو تا چیت۔ گفت: یا روح اللہ! پسر کشتہ ام۔ پشتم دو تا شدہ است۔ گفت: این چادر رنگین  
 چیت؟ گفت: دلہای جوانان بدین می فریبم۔ گفت: دست خون آلودہ چیت؟ چرا کردہ ای؟  
 گفت: شوہر خود را الحال کشتہ ام۔ دست دیگر نگار کردہ چیت؟ گفت: ہمین ساعت  
 شوہر خود دیگر کردہ ام۔ مہتر عیسیٰ در تعجب شد۔ گفت: ای مہتر عیسیٰ علیہ السلام! ازین تعجب تر  
 آنست کہ پدر را میکشم۔ پسر بر من عاشق شود و اگر پسر را میکشم، پدر بر من عاشق می شود۔  
 و اگر برادر یکی را می کشم، برادر دیگر جو یای من می شود۔ ای روح اللہ! از ہمہ تعجب تر آنست  
 کہ چندین ہزار (شوہر ۲) کشتہ، ہرگز روی ہرگ از من کسی ترس نکرودہ است و ہر کہ می  
 خواست مرا مرد نبود۔ ہر کہ مرد بود مرا نخواست و ہر کہ مرا نخواست، من او

فقراء اس وجہ سے بے نیاز ہیں کہ وہ بے نیاز کے ہمنشین ہوتے ہیں۔ اور سلاطین اس لئے بے نیاز ہوتے ہیں کہ فانی مال و زر کی محبت میں مست رہتے ہیں۔ (اس کے برعکس) فقراء کی بادشاہت باقی رہنے والی اور جاودانی ہے۔ (اے طالب!) جان لے کہ جب دوزخی دوزخ میں فریاد کریں گے اور اہل بہشت حور و قصور کے ساتھ آرام کرتے ہوں گے، تو فقراء طالب دیدار آتش عشق ہجر سے ایسی گریہ و زاری اور فریاد کریں گے کہ اہل بہشت اور اہل دوزخ دونوں حیران رہ جائیں گے۔ اور ان کی فریاد حق تعالیٰ کی حضوری میں پہنچے گی۔ حکم ہو گا کہ ہم نے تم کو بہشت میں داخل کیا ہے۔ جس طرح اور اہل بہشت آرام کر رہے ہیں، تم بھی آرام کرو۔ اہل دیدار عرض کریں گے کہ خداوند! بہشت بھی ہمارے لئے دوزخ ہے، تیرے دیدار کی جدائی سے اور تیرے عشق و محبت کی آگ کی وجہ سے دل میں ایسی تپش ہو رہی ہے کہ اگر ہم ایک آہ نکالیں، تو تمام بہشت بھی جل کر خاک بن جائے۔ ہم لوگ تیرے دیدار کے مشتاق ہیں۔ بہشت ہم پر حرام ہے۔ بعد ازاں دیدار کا حکم ہو گا۔ حق سبحانہ، و تعالیٰ فرمائے گا کہ تم نے دیدار کی خاطر بہت رنج اٹھایا ہے۔ دیدار سے شرف حاصل کرو، کیونکہ میں تم سے دیدار کے معاملہ میں دریغ نہیں کروں گا۔ جب اہل دیدار کو دیدار حاصل ہو گا۔ تو وہ سالہا سال مست پڑے رہیں گے۔ فقراء کی مستی اسی کے دیدار کی مستی کی نشانی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کو بیوہ عورت کی صورت میں دیکھا کہ وہ سر پر ایک رنگین چادر اوڑھے ہوئے ہے۔ اس کی پیٹھ جھکی ہوئی ہے۔ ایک ہاتھ مہندی سے رنگا ہوا ہے اور دوسرا ہاتھ خون سے آلودہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ اے ملعون! تیری پیٹھ کیوں جھکی ہوئی ہے؟ کہنے لگی۔ اے روح اللہ! میں نے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا ہے، اس لئے میری پیٹھ جھک گئی ہے۔ آپ نے پوچھا: یہ رنگین چادر کیوں اوڑھی ہے؟ کہنے لگی: کہ میں اس سے نوجوانوں کے دلوں کو فریب دیتی ہوں۔ آپ نے دریافت کیا۔ تو نے اپنا ہاتھ خون سے کیوں رنگا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے ابھی اپنا شوہر مار ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ دوسرا ہاتھ مہندی سے کیوں رنگا ہے؟ کہنے لگی: میں نے اسی وقت دوسرا شوہر کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تعجب میں ہوئے۔ کہنے لگی۔ اے روح اللہ! اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اگر میں باپ کو مار ڈالوں، تو بیٹا مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے اور اگر بیٹے کو مار ڈالوں، تو باپ مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے۔ اور اگر ایک بھائی کو مار ڈالوں، تو دوسرا بھائی میرا خواہشمند ہو جاتا ہے۔ اے روح اللہ! اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میں نے ہزاروں شوہر مار ڈالے ہیں، مگر میں نے کسی ایک کی موت پر بھی ہرگز ترس نہیں کھایا۔ اور جس کسی نے مجھے چاہا وہ مرد نہ تھا۔ اور جو کوئی مرد تھا۔ اس نے مجھے نہیں چاہا۔ اور جس نے



را نخواستم۔ ہر کہ مرا نخواست، من اورا نخواستم کہ متاع دنیا شیطان است۔ چون کسی دست بدنیادرم زد، آن را ابلیس ملعون می گوید کہ ایمان و دین خود را بمن دھد کہ دنیا درم متاع من است۔ ہر آنکس دست در متاع من زند کہ او در دین من بیاید۔ صاحب معصیت شود۔ از دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برگشتہ باشد۔ این فقیر (باہو) (۱) میگوید۔ آنچه در دنیا زرو مال، سیم و زرو آنچه اعمال اہل دنیا جمع (۲) مال زکوٰۃ، تلاوت قرآن شریف، تصرف خیرات علم فقہ مسائل و آنچه ظاہری الدارین است۔ اگر تمامی جمع کنی، بمقابلہ یکدم فقر فاقہ عشق اہل محبت نرسد کہ این در معرض زوال است۔ دم فقیر لا زوال کہ ایشان اہل مزدور و در فقر اہل حضور مذہب ملت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہیت؟ مذہب مزارع بہشت، مزارع چہیت؟ آنچه تخم کارو بد رود۔

قال علیہ السلام: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (۳)

رافضی خارجی فاسق اہل دنیا را مذہب چہ کند۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در مذہب حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ تارک الدنیا طالب اللہ نہ طالب دنیا بخیل اہل خطرات خلل خراب و مذہب امام اعظم است۔ بدانکہ بر درم دنیا مہرزند و شیطان برداشت و بر پیشانی خود نہاد و درم دنیا را گفت: ہر کہ ترا دوست دارد، بندہ من است۔ ای عزیز! اگر می خواهی کہ بخدا عزوجل برسی، این بلا درم دنیا کہ همچون کوه قاف است، از سر باید انداخت۔ و این طوق لعنت از گردن دور باید کرد و از سلسلہ شیطان سر باید کشید۔ بندہ را نباید کہ فقر فاقہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعمت خدای تعالی را بگذارد و همچون سگی دنبال استخوان بگردد۔ آن را بندہ نتوان گفت، بلکہ سگ است۔

۱۔ عین الفقر جلد دوم، ص ۵۵، ۲۔ ایضاً: ج ۳، مشکوٰۃ شریف

مجھے چاہا، میں نے اسے نہیں چاہا۔ (اور) جس نے مجھے نہیں چاہا، میں نے اس کو چاہا، کیونکہ دنیا شیطان کی متاع ہے۔ جس کسی نے دنیا و درم کی طرف ہاتھ بڑھایا، اس کو ملعون شیطان کہتا ہے کہ اپنا دین و ایمان مجھ کو دے دے، کہ دنیا و درم میری پونجی ہے۔ جو کوئی میری متاع میں ہاتھ مارے، اسے چاہئے کہ میرے دین میں آجائے۔ اور صاحب معصیت ہو جائے۔ اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھر جائے۔ یہ فقیر باہو کہتا ہے کہ دنیا کا مال و زر، اور اہل دنیا کے اعمال، حج، مال، زکوٰۃ، تلاوت قرآن شریف، خیرات، علم فقہ مسائل اور جو کچھ عبادت ظاہری سے تعلق رکھتا ہو۔ اگر ان سب کو جمع کرو تو وہ فقیر صاحب فقر و فاقہ و اہل عشق و محبت کے ایک سانس کے برابر بھی نہیں پہنچتے۔ کیونکہ یہ سب معرض زوال میں ہیں۔ دم فقیر لا زوال ہے اور وہ لوگ مزدور اور فقراہل حضور ہے۔ فقر مذہب و ملت محمدی ہے۔ مذہب محمدی، بہشت کی کھیتی ہے۔ کھیتی کیا ہے؟ کاشتکار جو کچھ اپنے کھیت میں بوتا ہے، فصل پر وہی کاٹتا ہے۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

رافضی، خارجی، فاسق اہل دنیا کو مذہب سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام مذہب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر تارک الدنیا اور طالب رب جلیل رہے۔ نہ کہ طالب دنیا، کیونکہ یہ دنیا نہایت بخیل و خطرناک اور مذہب امام اعظم کو بدنام و خراب کرنے والی ہے۔

اے طالب! جان لے کہ درم دنیا پر مہر لگا دی گئی، تو شیطان نے اسے اٹھا کر اپنی پیشانی پر رکھ لیا۔ اور دنیا سے کہنے لگا، جو کوئی تجھے دوست رکھے گا، وہ میرا بندہ ہے۔

اے عزیز! اگر تو خدائے بزرگ و برتر تک پہنچنا چاہتا ہے، تو اس درم دنیا کی بلا کو جو کہ کوہ قاف سے بھی زیادہ فزون ہے، سر سے اتار ڈال۔ اور اس دنیا کی محبت کے طوق لعنت کو گردن سے نکال ڈال اور شیطان لعین کی زنجیر سے سراہر کھینچ لے۔

بندے کو نہیں چاہئے کہ وہ فقر و فاقہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ نعمت خداوندی ہے، کو چھوڑ دے۔ اور ایک کتے کی طرح ہڈیوں کے پیچھے چکر کھاتا پھرے۔ ایسے شخص کو بندہ نہیں کہہ سکتے، بلکہ وہ کتا ہے۔

قال عليه السلام: الدُّنْيَا جِيفَةٌ وَطَالِبُهَا كَلَابٌ (۱)

وجیفہ آنرا گویند کہ بسیار بدبو باشد کہ آنرا جلا دہم قبول نکنند۔ لایق خوردن سگان باشد۔ کسیکہ در فقر قدم زند و تارک ہزار سالہ باشد۔ روزی بخاطر نگذارد کہ دنیا ہم خوب است۔ ہنوز حب دنیا مردار میدارد۔ طالب جاہ است۔ (نہ مرد طالب راہ ۲)

نقل است کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در میان اہل خانہ و خود یک چادر داشتند۔ چون پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب را بدین حال دید۔ فرمود چہار صد درم بگیر و تصرف کن۔ اصحاب از زن خود پرسید۔ بی بی روانداشت کہ زرد نیاید است۔ دشمن در خانہ نباید۔ اصحاب گفت: اگر زرنمی گیرم، خلاف فرمودہ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می شود۔ بی بی اصحاب را گفت: کہ (بدین نیت ۳) دو گانہ نماز بخوان کہ اللہ تعالیٰ مرا از جہان بردارد و درم در خانہء من نیاید۔ اصحاب بمچنان کرد و دعا کرد و ہر دو جان بحق تسلیم کردند۔ درین زمانہ ہمہ کس از بہر آوردن زرد درم دو گانہ می خوانند۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔

### بیت باہو

درم دنیا چیت پایش در زنجیر اہل بندی بر نیاید و سنگیر  
مرد طالب را درین راہ مولیٰ هیچ طمع نباید۔ مولیٰ شاید اول بعضی کہ در جہان ظاہر شدہ بود، ہر  
روز ابلیس طبل طمع می زدند کہ در گوش ابلیس آواز طمع افتاد۔ نقل است کہ بادشاہ شجاع  
دختری داشت با فقیری عقد بست۔ چون دختر بادشاہ در خانہء فقیر آمد۔ (موزہ از پایش نکشید  
کہ ۴) در خانہ نان جوین دید۔ پرسید کہ این نان چیت؟ فقیر گفت: کہ دی شب دو نان جوین  
بمن رسید۔ یکی خوردم و دیگری را نگاہداشتہ ام۔ دختر بادشاہ در گریہ آمد۔ فقیر گفت: از برای  
این گریہ میکنی کہ من دختر بادشاہ ام۔ در خانہء مفلس فقیر آمدم۔ دختر بادشاہ گفت: کہ من

۱- عین العلم شرح زین العلم ۲- عین الفقر جلد دوم، ص ۵۵-۳- ایضا، ص ۵۶-۴- ایضا، ص ۵۶

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

”دنیا ناپاک ہے اور اس کے طالب کہتے ہیں“

جھفہ اس مردار شے کو کہتے ہیں کہ جس میں سے سخت بدبو آتی ہو۔ اور جسے جلاد (بیچ قوم کے لوگ) بھی قبول نہ کرتے ہوں۔ اور وہ کتوں کے کھانے کے لائق ہو۔ جو شخص کہ فقیری میں قدم رکھے اور مدتوں سے دنیا کا تارک بھی ہو چکا ہو، مگر کسی وقت اس کے دل میں اتنا ہی خیال آتا ہو کہ دنیا بھی خوب ہے، تو سمجھ لیں کہ ابھی تک دنیائے مردار کی محبت اس کے دل سے نہیں گئی ہے۔ وہ طالب جاہ ہے اور طالب راہ مولیٰ نہیں ہے۔

نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابی اپنے اور اپنے اہل خانہ کے درمیان ایک اور صرف ایک چادر رکھتے تھے۔ جب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابی کی یہ حالت دیکھی، تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ تم چار سو درم لے جاؤ اور خرچ کرو۔ صحابی نے اپنی بیوی سے پوچھا۔ ان کی بی بی صاحبہ کہنے لگی کہ یہ روا نہیں ہے، کیونکہ دولت دنیا بری (دشمن) ہے اور دشمن کو گھر میں نہیں لانا چاہئے۔ صحابی بولے، اگر میں درموں کو نہ لوں، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی ہوگی۔ بی بی صاحبہ نے صحابی کو کہا کہ اس نیت سے دو گانہ نماز ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا سے اٹھالیں، اور درہم ہمارے گھر میں نہ آئیں۔ صحابی نے ایسا ہی کیا اور دعا کی اور دونوں جان بحق تسلیم ہوئے۔

(تعجب کی بات یہ ہے) کہ اس زمانہ میں تمام لوگ دنیا کے زر و مال کے حصول کے لئے دو گانہ نماز پڑھا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔  
ع۔ بہ بین تفاوت راہ از کجا است تا کجا۔

### بیت باھو

درم دنیا کیا چیز ہے، یہ ایک پاؤں میں زنجیر ہے۔ جس کے پاؤں میں بند پڑے ہوئے ہوں، وہ بیکار اور بے دستگیر ہوتا ہے۔

طالب مولیٰ کو اس راہ حق میں کچھ طمع نہ چاہئے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے جہان کو پیدا کیا ہے، تب سے ابلیس ہر روز طمع کی نوبت بجاتا ہے، تاکہ لوگوں کے کان میں اس کی طمع کی آواز پہنچے اور وہ لوگ اس کے ہو جائیں۔

نقل ہے ایک بہادر بادشاہ ایک بیٹی رکھتا تھا، جس کا نکاح اس نے کسی درویش کے ساتھ کر

دیا۔ جب بادشاہ کی بیٹی درویش کے گھر میں آئی اور اس نے موزے اپنے پاؤں سے نہیں اتارے تھے، کہ اس کی نگاہ گھر میں جو کی روٹی پر پڑی۔ دختر نے پوچھا یہ کیسی روٹی ہے؟ درویش نے کہا کہ مجھے کل رات جو کی دو روٹیاں ملی تھیں۔ جس میں سے ایک میں نے کھالی اور دوسری رکھ چھوڑی تھی۔ (جو کہ اب تیرے لئے لایا ہوں) بادشاہ کی بیٹی (یہ حال دیکھ کر اور سن کر) رونے لگی۔ فقیر نے کہا کہ (شاید) تم اس لئے رو رہی ہو کہ میں بادشاہ کی بیٹی ہوں اور ایک مفلس فقیر کے گھر میں آئی ہوں۔ بادشاہ کی بیٹی نے کہا۔ کہ میں اس لئے نہیں رو رہی کہ ایک فقیر کے گھر میں آئی ہوں، بلکہ اس لئے گر یہ وزاری کر رہی ہوں کہ تو درویش نہیں

ہے۔

از برای این گریه نکنم که در خانه فقیر آدم و لیکن از برای این گریه کنم که تو درویش نیستی که توکل برابر سگ نداشتی۔ نان را از برای فردا نگاه داشتی۔ من بر تو حرامم۔ دختر پدرا را گفت که این درویش نبود۔ یک اہل حرص بود۔ دیگری توکل از مال با طمع جمع کند۔ براه خدای تعالی ندهد۔ اہل ابلیس اند کہ دل ایشان بجانب خدای تعالی نگرود۔

قال علیہ السلام: الْبُخِيلُ عَدُوُّ اللَّهِ وَلَوْ كَانَ زَاهِدًا (۱)

عدو اللہ اہل ملعون است۔ روز قیامت اہل دنیا ہمہ منکر شوند۔ خداوند! اگر کسی درویش یا فقیر پیش ما آمدی از مال براه تو تصرف می کردی۔ (بدانکہ) در دل فقیری خدای اندازد کہ پیش اہل دنیا برو کہ آن خزانچی من است اگر دہد سائل را و فقیر درویش را ندهد بخدا دہد و فقیران را نیز خدای تعالی دہاند۔ اگر کسی گوید کہ مرا فلان داد، کافر گردد، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ اگر کسی گوید کہ من فلان را چیزی دادم، نیز کافر گردد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ خدا تعالی دہد۔ خدا دہاند۔ چنانچہ حضرت سلطان با یزید ہسطامی از دزدی کفن کش حقیقت کفن کشیدن مردگان پرسید۔ دزد کفن کش گفت: یا سلطان! یک ہزار و یک قبر را کشادم (و کفنش کشیدم ۲) ہیچ کس را روی بقبلہ ندیدم، مگر دو کس را۔ سلطان فرمود راست گفتی۔ ایشان ہمہ اہل دنیا باشند۔ ہر آنکہ دوست دارد دنیا را، ہرگز روی ایشان بقبلہ نباشد۔ درم ایشان را دین و قبلہ است۔

### حدیث

تُرِكَ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ حُبِّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ (۳)

بدانکہ فقیر نیز چہار قسم است۔ صاحب حیرت حیران، صاحب جرم گریبان، صاحب عشق جان بریان، صاحب شوق قلب ذکر و وحدت وجد جریبان است۔

۱- حدیث ۲- عین الفقر جلد دوم، ص ۵۶، ۳- عین العلم و ابن ماجہ

تو نے کتے کے برابر بھی توکل کر کے خدا پر بھروسہ نہ کیا۔ اور آنے والے کل کے لئے روٹی رکھ چھوڑی۔ میں تم پر حرام ہوں۔ بیٹی نے باپ سے جا کر کہا کہ یہ درویش نہیں تھا، بلکہ اہل حرص میں سے ایک تھا (یعنی دنیا کی حرص کے سبب سے اس نے درویشی اختیار کر رکھی تھی) دوسرے بے توکل ہو کر مال کی طمع کر کے اسے جمع کرتا ہے (اور) خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ جن کا دل کہ خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، اہل ابلیس ہیں۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بخیل اللہ کا دشمن ہوتا ہے، اگرچہ وہ پرہیزگار ہی کیوں نہ ہو۔“

اللہ کا دشمن ملعون ہے۔ قیامت کے روز اہل دنیا تمام منکر ہوں گے۔ اور کہنے لگیں گے کہ اے خدا! اگر کوئی فقیر یا درویش ہمارے نزدیک آتا تھا، تو تیری راہ میں ہم مال صرف کرتے تھے۔ (اے طالب!) جان لے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی درویش کو کچھ مال دینا چاہتا ہے، تو اس کے دل میں یہ القا کر دیتا ہے کہ اہل دنیا میں سے فلاں شخص کے پاس جا کہ وہ ہمارا خزانچی ہے۔ اگر وہ ساکل فقیر درویش کو دیتا ہے تو وہ گویا خدا کو دیتا ہے اور اگر نہیں دیتا تو خدا دیتا ہے۔ اور فقراء کو بھی خدا تعالیٰ دلاتا ہے۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ فلاں نے مجھے دیا، تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کو کوئی چیز دی، تب بھی وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ (در حقیقت) خدا تعالیٰ ہی دیتا ہے اور وہی دلاتا ہے (ویسے یہ الفاظ مجازاً کہنے جائز ہیں)

حکایت: حضرت سلطان بایزید بسطامی نے ایک کفن چور سے مردوں کے کفن چرانے کی حقیقت دریافت کی۔ اس نے کہا: اے سلطان! میں نے ایک ہزار و ایک قبریں کھولیں اور ان کے (مردوں کے) کفن نکالے، مگر ان سب میں دو شخصوں کے سوا کسی کا منہ قبلے کی جانب نہ دیکھا۔ آپ نے کہا: تو نے سچ کہا۔ وہ سب اہل دنیا ہوں گے۔ جو کوئی دنیا کو دوست رکھتا ہے، اس کا منہ قبلے کی طرف کبھی نہیں ہو سکتا۔ دنیا کا مال و زر ہی ان کا دین و قبلہ ہوتا ہے۔

### حدیث

دنیا سے منہ موڑنا تمام عبادتوں کی جڑ ہے۔ اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے۔  
یاد رہے کہ فقیر کی بھی چار قسمیں ہیں۔ (۱) صاحب حیرت و حیران (۲) صاحب جرم گریبان (۳) صاحب عشق جان بریان (۴) صاحب شوق قلب ذکر و فکر اور وحدت میں مستغرق ہونا۔

## باب دهم در ذکر فناء فی الله فقراء ذکر اولیاء الله

### بیت

باهو بس حجاب ست علم ذکر حضور هر که فی الله فناء گشت بنور  
ذکر و علم هر دو بر اهل حضور بی ادبی ست چرا که کسیکه بحضور پادشاه مجازی روبرو (۱) شود  
نام پادشاه گرفتن ادب نیست و حضور نیز جدای از وحدانیت و شرک است تا آنکه بوحدت  
غرق نشود تا آنکه از لاسوی الله (جدا و با خدا ۲) یکتا نگردد تا آنکه ازین محبت عشق فناء فی الله  
نگذرد و علم و ذکر نسیان نگردد.

### بیت

علم و ذکرش چیت یعنی درد رنج درد رنجی نیست آنجای که گنج  
قال علیه السلام: لَذَّةُ الْأَذْكَارِ خَيْرٌ مِنْ لَذَّةِ الْأَذْكَارِط (۳)  
حدیث

الْعِلْمُ حِجَابُ اللَّهِ الْأَكْبَرُط (۴)

بدانکه بعضی سالک یا طالب یا مرشد خود را حضور دانند باو هم خیال از حضور خدای تعالی دور  
تر چنانچه گاؤ عصار گاؤ چشم بسته تمام روز بر گرد چاه بگردد و میدانند که من راه منزل بسیار  
کشیدم - چون چشم وا کند بر گرد چاه خود را می بیند.

### بیت باهو

هر آن گوید حضورش حق ز دورش حضورش آنکه از خود خویش دورش  
بدانکه فقره حرف است - فق - ر - از حرف فناء النفس و از حرف ق قریب قبر و از  
حرف ر روحانیت - مَوْتُوْا قَبْلَ أَنْ تَمُوْتُوْا ط (۵)

۱- عین الفقر جلد دوم، ص ۵۷، ۲- ایضا ۳- حدیث ۳- کتاب التشریف - ۵- عین العلم و شرح  
برنخ -



## باب دوم

ذکر فنا فی اللہ بقا باللہ و ذکر فقر اولیاء اللہ و ترک دنیا و ماسوائی اللہ

### بیت

علم ظاہری صاحب حضوری ذکر کے لئے بمثل حجاب کے ہے۔ اور جو شخص نور الہی کی وجہ سے فنا فی اللہ میں ہے اس کے لئے تو ذکر حضوری و علم ظاہری ہر دو سبب حجاب ہوتے ہیں۔ ذکر اور علم دونوں اہل حضور کے لئے بے ادبی ہے۔ کیونکہ جو شخص بادشاہ مجازی کے سامنے کھڑا ہو کر اس کا نام پکارے تو یہ (محض) بے ادبی سمجھی جاتی ہے۔ اور صاحب حضوری بھی وحدانیت سے جدائی اور شرک ہے، تا وقتیکہ وحدت اور توحید میں غرق نہ ہو جائے۔ اور وحدت میں غرق نہیں ہو سکتا، تا وقتیکہ ماسوائے اللہ سے جدا ہو کر بخدا ایک تانہ ہو جائے۔ اور تا وقتیکہ اس عشق و محبت میں فنا فی اللہ ہو کر علم اور ذکر کو فراموش نہ کر دے۔

### بیت

علم و ذکر کیا ہے؟ یعنی درو و رنج کا نام ہے۔ جس جگہ کہ خزانہ ہو وہاں درو و رنج نہیں ہے۔ اور حدیث میں وارد ہے: "لذت فکر لذت ذکر سے بہتر ہے۔"

### حدیث

"اور علم بہت بڑا حجاب ہے۔"

یاد رہے کہ بعض سالک یا طالب یا مرشد محض وہم کے طور پر اپنے آپ کو مقام حضور میں جانتا ہے، مگر درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی حضوری سے بہت دور ہوتا ہے، جس طرح کہ کولھو کا بیل کہ اس کی آنکھیں تو بند ہوتی ہیں اور وہ تمام روز کونوئیں کے گرد پھرتے پھرتے آخر خیال کرتا ہے کہ میں (شاید) بہت منزل طے کر چکا ہوں۔ اور جب اس کی آنکھ کھلتی ہے تو وہ اپنے آپ کو کونوئیں کے گرد وہیں کا وہیں دیکھتا ہے۔

### بیت

جو کوئی اہل حضور ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ درحقیقت حضور خداوندی سے دور ہے۔ اہل حضور وہی ہوتا ہے جو اپنے آپ سے دور یعنی فنا میں کامل ہو چکا ہو۔ یاد رہے کہ فقر کے تین حرف ہیں۔ فق ر۔ ف سے مراد فنا فی النفس اور ق سے قرب قبر اور ر سے مراد روحانیت حاصل کرتے ہوئے "مرنے سے پہلے مر جاؤ"۔ کا مرتبہ حاصل کرنا۔

اگر دوازده هزار صاحب دعوت و طائف تسبیح خوان یکجا جمع شوند، بمراتب یک ذکر نتوانند رسید  
و اگر دوازده هزار صاحب مذکور الهام یکجا جمع شوند، بمراتب صاحب حضور نتوانند رسید و اگر  
دوازده هزار صاحب مراقبه استغراق یکجا جمع شوند، بمراتب فقیر فانی الله نتوانند رسید که **الْمَوْحِدُ**  
**فِي التَّوْحِيدِ بَقَاءٌ حَتَّىٰ لِي الدَّارِ الْبَارِئَةِ إِذَا اتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُمَّ اللَّهُ بِسْمِ اللَّهِ هُوَ سُبْحَانَهُ**

و اگر دوازده هزار بار ذکر زبان کند، از آن بهتر است که یک مرتبه قلب ذکر کند، اسم الله بگوید و  
اگر دوازده هزار بار دل ذکر کند، از آن بهتر است که یک مرتبه ذکر روح کند و اگر دوازده هزار بار  
ذکر روح کند، از آن بهتر است که یک مرتبه ذکر سر کند و پیش از سر فقر تمام است۔ هر گناه و  
عبادت او برابر، خواب و بیداری او برابر، مستی و هوشیاری او برابر۔ **إِذَا اتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُمَّ**  
بدانکه فقیر حضور را چه نشان است۔ آنجانه خرد باشد و نه در آنجا ذکر باشد و نه فکر۔ جائیکه  
حضور است، آنجا سر هو آواز مذکور است۔ جائیکه ظاهراً پادشاه مجاز است، آنجا هیچ غوغا و آواز  
بلند نباشد که غوغا و آواز بلند پادشاه را ناپسند است۔ جائیکه لم یزل، نه آنجا غوغا و نه خلل۔ هر جا  
که سلطان خیمه زد، غوغا نماند عام را۔ بدانکه آن نه فقیر است که نام ناموس غوغا خلل پذیر  
است۔ در مجلس فقیر اگر چه بی واسطه کلام ذکر است، ذکر خدا یا ذکر انبیاء یا ذکر اهل الله اولیاء و  
**ذِكْرُ الْأَوْلِيَاءِ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَتِي وَاقِعٌ** است۔ فقیر که کلام کند کلام الله یا نبی الله یا اولیاء الله،  
والله خاموشی بهتر است۔

بدانکه فقیر با هو میگوید که فقیر را آن بهتر است۔ اگر کسی گردن زند بر در پیش رفتن اهل دنیا  
زود۔ مگر حب الله۔ فقیریکه با پادشاه یا اهل دنیا در خانه آن در آید، گناه بر آن فقیر ساقط نشود،  
مگر سروریش آن فقیر خجام بتر باشد و بر خر سوار کند و دنبال او رسوای طفلان در خلق رسوائی کند و  
محلّه بمحلّه، کوچه کوچه و شهر بشهر بگرداند و بگوید فقیریکه خدای تعالی را گذاشته و از خانه خدا  
نا امید گشته و بخانه اهل دنیا برای زر سیم نذر درم در آید با و همین تنبیه خواهد شد۔ فقیر  
اخلاص با دنیا و اهل دنیا نکند، مگر آنکه بی معرفت سلب رانده در گاه شود که ویرا بر دنیا و اهل دنیا

اگر بارہ ہزار صاحب دعوت و درود و طائف و تسبیح خواں ایک جگہ جمع ہو جائیں۔ تب بھی وہ ایک ذاکر کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اور اگر بارہ ہزار ذاکر صاحب الہام ایک جگہ مجتمع ہو جائیں، تب بھی وہ ایک صاحب حضور کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اور اگر بارہ ہزار صاحب مراقبہ و استغراق ایک جگہ جمع ہو جائیں، تو وہ ایک فقیر فتانی اللہ کے مرتبہ کے برابر نہیں ہو سکتے۔ چونکہ صاحب فتانی اللہ نے حیات جاودانی حاصل کی ہوتی ہے، اس لئے وہ ہر دو جہان میں زندہ ہوتا ہے۔ اور وہ ”جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے تو وہی اللہ ہوتا ہے“ کا مصداق بنا ہوا ہوتا ہے۔ اللہ بس ما سوائے اللہ ہوس۔

اور اگر بارہ ہزار بار ذکر ربانی کرے تو اس سے ایک بار ذکر قلبی کہنا بہتر ہوتا ہے کہ قلب بھی اللہ کے۔ اور اسی طرح ذکر قلبی سے ذکر روحی ہزار درجہ بہتر ہے۔ اور اگر بارہ ہزار بار ذکر روحی کرے، تو اس سے بہتر ہے کہ ایک بار ذکر سری کرے۔ اور اب ذکر سری پر فقر تمام ہو جاتا ہے۔ اور فقیر صاحب مراتب سری کی عبادت و گناہ، خواب و بیداری و مستی و ہوشیاری برابر ہو جاتی ہے۔ چونکہ وہ صاحب اِذَا اتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ کا مصداق ہو کر فقر حضوری پر پہنچ چکا ہے۔ (اے طالب!) جان لے کہ فقیر حضوری کا کیا نشان ہے؟ اس کا نشان یہ ہے کہ وہاں نہ عقل کا عمل دخل ہے اور نہ ہی وہاں ذکر و فکر ہے۔ اس جگہ صرف حضوری حضور ہے۔ ہاں صرف ذکر سرہو کی آواز ہی ہو پیدا ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جہاں بادشاہ صاحب مجاز ہے، وہاں کوئی شور و غل اور آواز بلند نہیں ہو سکتی، کیونکہ شور و غوغا اور آواز بلند بادشاہ کو ناپسند ہیں۔ اسی طرح مقام ابدی میں نہ وہاں شور و غل ہے اور نہ ہی (کسی قسم کا) خلل۔ جس جگہ بادشاہ خیمہ زن ہوتا ہے، وہاں عام شور و غوغا نہیں رہتا۔ (اے طالب!) جان لے کہ وہ فقیر نہیں ہے جو نام ناموسی کے درپے رہے۔ وہاں نہ شور و غل ہے، کیونکہ شور و غوغا تو خلل پذیر ہے۔ فقیر کی مجلس میں بے واسطہ کلام ذکر الہی جاری رہتا ہے۔ یا ذکر انبیاء یا ذکر اہل اللہ اولیاء رہتا ہے، کیونکہ اہل اللہ کا ذکر کرنا بھی بہتر عبادت ہے۔ چونکہ حدیث جامع الصغیر میں ہے کہ ان کا ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اگر اس سے یہ نہیں ہو سکتا، تو اس کا خاموش رہنا بہتر ہے۔

(اے طالب!) جان لے فقیر باہو کہتا ہے کہ اگر کوئی فقیر کی گردن اڑا دے، تو منظور کر لے، مگر اہل دنیا کے دروازے پر دنیاوی غرض سے جانا منظور نہ کرے۔ اگر لوجہ اللہ ان کے در پر جائے، تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جو فقیر کہ دنیاوی غرض سے امراء و سلاطین کے دروازے پر جاتا

ہے تو اس کا گناہ بجز اس کے ساقط نہیں ہو سکتا کہ اس فقیر کے سر اور واڑھی کے بال حجام کاٹ کر اور اسے گدھے پر سوار کرا کر اور اس کے پیچھے لڑکوں کو لگا کر رسوا کر کے خلقت میں تذلیل کر کے شہر میں محلہ بہ محلہ کوچہ کوچہ گشت کرا کر اعلان کریں کہ یہ فقیر اللہ تعالیٰ سے ناامید ہو کر زروسیم کے لئے اہل دنیا کے دروازوں پر پریشان پھرتا ہے (پس) ایسے فقیر طالب دنیا کی یہی سزا ہوگی۔ (فقیر کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اور اسی پر اخلاص رکھے) اور دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ اخلاص نہ رکھے۔ ورنہ محض اسباب دنیا پر نظر پڑنے سے معرفت اس سے سلب ہو جائے گی اور وہ راندہ درگاہ خداوندی ہو جائے گا۔ وہ محتاج اور اس کی فقیری باطل دروغ اور استدراج ہو جائے گی۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُمَا۔

نگاه افتد فقیر محتاج، فقیری او باطل دروغ استدر ارج باشد. نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا. بدانکه دنیا بمثل دریا است و اهل دنیا همچون ماهی و ننگ و اهل علم بمثل مرغ آبی که همیشه ساکن آب می باشد. و به آب تر نمی شود و (فقراء) (۱) بمثل مرغ سفید که بر کناره دریا به نشیند، آنچه قسمت او باشد از آب بکشد و بخورد. بشرط آنکه در دریا پای نه اندازد (و در آب غرق نمی شود) فقیر از دنیایی آب اندک که آبرو از خدای تعالی دارند و اهل دنیا زرد رو اند که آبرو بایشان زرد داده اند. پس آبرو باز دروچه تعلق دارد. بشنو! وزیری بود که وزارت دنیا را ترک داده و در سلک فقر قدم باعقاد اخلاص نهاد. ناگاه روزی بر او بادشاه بگذشت و گفت که از ترک وزارت و جدای ما از فقر چه چیز حاصل کردی. جواب داد که پنج چیز. اول آنکه هنگامی که تو نشسته بودی، ما هر دو دست بآب بسته می استادم. گاهی نمی گفتمی که بنشین. آن خداوند تعالی در چهار رکعت مراد و باری نشانده. دوم آنکه چون تو بخواب می رفتی، من از دشمنان تو ترا محافظت میکردم. من بخواب می روم، آن خداوند تعالی حافظ من است. سیوم آنکه تو طعام می خوردی و مرا بخوردن ندادی، آن خداوند تعالی خود نمی خورد و مرا میخورد و آنکه روزی بی حساب بخشید. چهارم آنکه وقتیکه تو مرده می شدی و ترا (۳) مردم برای حساب می برند، آن خداوند تعالی برین بنده حی و قیوم است که از چه چیز حساب خواهیم داد. پنجم آنکه از قهر تو هیچ گاه ترس جان و ستم و جور عافیت نبود، آن خداوند تعالی آمرزگار است.

نقل است روزی سلطان بایزید بسطامی که هر روز روزه داشتند و هر شب به نماز استاده (۴) بودی. روزی سلطان را خطرات در نماز پیدا شد. سلطان فرمود ای یاران! تفحص کنید که امروز در خانه ما میان دنیا آمده است. خادمان سوگند خوردند (یا سلطان) (۵) که دوازده روز (۶) شد که هیچ روی دنیا در رم ندیده ایم و به طعام پرده من لذت نچشمیده ایم. سلطان فرمود که خطر آن من از حکمت دنیا خالی نیست. چون خدام تمام خانه را جاروب کردند. زیر پای پلنگش خرما

۱- عین الفقر جلد دوم، ص ۵۸، ۲- ایضا، ص ۵۸، ۳- ایضا، ص ۵۸، ۴- ایضا، ص ۵۸، ۵- ایضا، ص ۵۸، ۶- ایضا، ص ۵۸.

ایضا، ص ۶-۷، ایضا، ص ۶-۷.

یاد رہے کہ دنیا کی مثال دریا کی ہے۔ اور اہل دنیا کی مثال مچھلی اور مگر مچھ کی ہے۔ اور اہل علم کی مثال مرغابی کی ہے جو ہمیشہ پانی میں رہتی ہے۔ اور پانی سے تر نہیں ہوتی ہے۔ اور فقیر کی مثال سفید پرندے (ہنگلہ) کی ہے جو دریا کے کنارے پر بیٹھتا ہے۔ اس کی جتنی قسمت ہوتی ہے پانی سے نکالتا ہے اور کھاتا ہے، مگر دریا میں پاؤں نہیں ڈالتا۔ اور پانی میں غرق نہیں ہوتا۔ اہل دنیا فقیر کا احترام نہیں کرتے، مگر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل احترام ہیں۔ اور اہل دنیا زرد رو ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنی تمام عزت مال و زر کو دے رکھی ہے۔ پس ان سے عزت و آبرو کا کیا تعلق ہے۔

(اے طالب! غور سے) سن! (کہتے ہیں) کہ ایک وزیر نے وزارت چھوڑ کر فقیری اختیار کر لی۔ اور اعتقاد و اخلاص کے ساتھ فقراء کے گروہ میں داخل ہو گیا۔ اچانک ایک روز بادشاہ وقت اس کے قریب سے گذرا اور (وزیر سے) کہنے لگا۔ کہ تو نے وزارت چھوڑ کر اور ہم سے جدا ہو کر فقیری اختیار کی تو تجھے کیا حاصل ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے پانچ چیزیں حاصل ہوئی ہیں۔

اول: یہ کہ جب تو بیٹھا رہتا تھا تو میں دونوں ہاتھ باندھے ادب کے ساتھ تیرے روبرو کھڑا رہتا تھا۔ اور تو کبھی مجھے یہ نہ کہتا تھا کہ تو بیٹھ جا۔ اور اب میں خدای تعالیٰ کے روبرو چار رکعتوں میں دست بستہ کھڑا ہوتا ہوں، جن میں وہ مجھے دو دفعہ بیٹھنے کا حکم دیتا ہے۔

دوم: یہ کہ جب تو سو جاتا تھا، تو میں تیرے دشمنوں سے تیری محافظت کرتا تھا۔ اب میں سوتا ہوں، وہ اللہ تعالیٰ میری نگہبانی کرتا ہے۔

سوم: یہ کہ تو کھانا کھاتا تھا اور مجھے نہیں کھلاتا تھا۔ اب وہ خدای تعالیٰ خود نہیں کھاتا ہے اور مجھے کھلاتا ہے۔ اور مجھے بے حساب رزق و روزی دیتا ہے۔

چہارم: یہ کہ جس وقت تو مر جاتا، تو لوگ مجھے لے جاتے اور مجھ سے معاملات کی تحقیق کرتے اور حساب لیتے اور خداوند کریم جو حی و قیوم ہے، وہ اس بندہ (مجھ عاجز) سے کس چیز کا مواخذہ کرے گا۔

پنجم: یہ کہ مجھے تیرے غیظ و غضب سے کسی وقت بھی عافیت نہ تھی اور ہر وقت جان کا خطرہ رہتا تھا۔ اور وہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان اور ان کے خطا و قصور معاف کر دینے والا ہے۔

حکایت: کہتے ہیں کہ حضرت سلطان بایزید ہسٹامی، ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے تھے۔ اور ہر رات

مذکورہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ ایک روز آپ کو نماز میں خطرات پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے دوستوں سے فرمایا! تلاش و تحقیق کرو۔ آج ہمارے گھر میں دنیا آئی ہے۔ خادموں نے قسم کھا کر عرض کیا: یا سلطان! بارہ سال گزر گئے ہیں کہ ہم نے درہم و دینار کی صورت نہیں دیکھی۔ اور نہ لذیذ کھانوں کو چکھا ہے۔ سلطان نے فرمایا: میری نماز میں خطرات کا پیدا ہونا دنیاوی حکمت سے خالی نہیں ہے۔ جب خدام نے تمام گھر میں جھاڑو دی تو آپ کی پلنگ کی پائنتی سے ایک خرما نکلا۔ خدام نے وہ خرما آپ کے پاس لے جا کر پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: جس شخص کے گھر میں اس قدر بھی پونجی رہے وہ تاجر کا گھر ہے۔

یافتند پیش سلطان بروند۔ سلطان فرمود: در خانه کسی که این قدر متاع باشد، آن خانه سوداگر شد۔ بدانکه این فقیر باهوئی گوید که فقیر چهار قسم است۔ یکی حکمت دنیا۔ ظاہر پریشان و باطن آراسته، چنانچه حضرت خضر علیہ السلام و یکی را ظاہر آراسته و باطن پریشان، چنانچه حضرت موسیٰ علیہ السلام و یکی را ظاہر و باطن آراسته است، چنانچه حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و یکی را ظاہر و باطن خراب، چنانچه بلعم باعور۔ پس فقیر را باید که اگر نفس طلب دنیا کند، نفس را بگوید که صد پیاز از شلاق بخور و پیش اهل دنیا برو و سوال کن که ترا همین بس است که از خدای تعالی نا امید شوی والا مرو سوال کن و اگر اهل دنیا پیش فقیر بیاید برای زیارت، فقیر آنرا بگوید که تو اهل دنیا هستی، صد پیاز بخور که فتنه دنیا از وجود تو بدر شود۔ پیش من بیا والا میا۔ اگر صادق با اخلاص خدای تعالی است، بجهت شرمندگی نفس قبول خواهد کرد که بیاید حجاب او بر طرف گردد۔ تارک فقیر خواهد شد والا دیدن روی اهل دنیا خطرات شیطانی پیدا شود۔ آن رهن فقیر است۔ نعوذ باللہ منها۔

نقل است که فقیری در بر خلوت گرفت۔ بهر قوت یک خرما نگه داشت۔ چون فقیر از فاقه نفس بسیار عاجز و تنگ آمدی۔ آن خرما را در دیگ انداختی، به آتش جوشاندی۔ با اهل مجلس یک قدح آب نوشاندی، همه یاران سیر گشتندی، تا چهل (۱) سال بدین طریق خرما را خورد۔ بعد از آن خرما تصرف شد۔ درویش جان خود را بخدای سپرد۔ چنانچه گذشت۔ اگر چه مرد قدم بر در اهل دنیا نبرد۔ پیغمبر صاحب فرمود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سه چیز را آدمی طالب اللہ یاد نکند۔ یکی دنیا را بحسب، دوم اهل دنیا را یاد نکند بحسب۔ سوم: رغبت نکند بهوای نفس۔

بیت باهو<sup>۲</sup>

فقر دانی چیت دائم در لاهوت فقر را هر دم بود بهتر سکوت



(اے طالب!) جان لے۔ یہ فقیر یا ہو کتا ہے کہ فقیر چار قسم کے ہوتے ہیں۔

اول: ایک فقیر وہ ہوتا ہے اور اس میں حکمت دنیا ہوتی ہے کہ وہ فقیر بظاہر پریشان حال ہوتا ہے، مگر اس کا باطن (تجلیات اللہ کے سبب) آراستہ ہوتا ہے جیسے حضرت خضر علیہ السلام اور ایک فقیر وہ ہوتا ہے کہ ظاہر حال اس کا آراستہ اور اس کا باطن حال پریشان، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال تھا۔ اور ایک فقیر وہ ہوتا ہے، جس کا ظاہر و باطن نہایت آراستہ ہوتا ہے جیسے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور ایک فقیر وہ ہوتا ہے، جس کا ظاہر و باطن ہر دو پریشان حال ہوتا ہے، جیسا کہ بلعم باعور۔ پس فقیر کو چاہئے کہ اگر نفس دنیا کی طلب کرے، تو اس سے کہہ دے چلا جا اور زنبیل میں سے ایک سو پیاز کھا (یعنی خواہش نفس کے خلاف مطلوب غذا سے پیٹ بھرو) اور اہل دنیا کے پاس جا کر سوال کر اور ذلیل ہو، کیونکہ تو خدای تعالیٰ سے ناامید ہو گیا ہے، تو تیری یہی سزا ہے۔ ورنہ اہل دنیا کے پاس نہ جا۔ ان سے سوال نہ کر اور اگر فقیر کے پاس اہل دنیا زیارت کے لئے آئیں، تو انہیں اپنے پاس نہ آنے دے۔ اور اگر آئیں تو ان سے کہہ دے کہ تم اہل دنیا ہو۔ سینکڑوں جوتیاں کھاؤ تاکہ دنیا کا فتنہ تمہارے وجود سے نکل جائے۔ پھر میرے نزدیک آؤ۔ ورنہ نہ آؤ۔ اگر طالب صادق ہے اور اللہ سے مخلص ہے تو شرمندگی کی وجہ سے نفس قبول کرے گا۔ اور دنیا کا تارک بن کر آئے گا۔ اس کی گمراہی کا حجاب دور ہو جائے گا۔ وہ تارک فقیر ہو جائے گا۔ ورنہ اہل دنیا کو دیکھنے سے فقیر کے دل میں خطرات پیدا ہوتے ہیں جو راہ فقیر کے راہزن ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ نقل ہے کہ ایک درویش نے خلوت اختیار کی۔ اور اپنی خوراک کے لئے اپنے پاس ایک خرما رکھ لیا۔ اور جب فقیر پر بھوک کا غلبہ ہوتا اور فقر و فاقہ سے بہت تنگ آتے۔ تو اس خرما کو دیکھے میں ڈال کر آگ سے جوش دیتے اور اہل مجلس کو بھی ایک ایک پیالہ پلا دیتے۔ اس کے پینے سے سب سیر ہو جاتے۔ پچاس سال تک وہ اسی طرح بسر کرتے رہے۔ اس کے بعد خرما صرف ہو گیا اور درویش نے اپنی جان اپنے مالک حقیقی کے سپرد کی۔ چنانچہ وہ فوت ہو گئے۔ مگر اپنے قدم اہل دنیا کے دروازے پر نہ رکھے۔ (اور کسی سے سوال نہ کیا)

جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ طالب کو چاہئے کہ وہ تین چیزوں میں اخلاص و محبت سے کام نہ لے۔ ایک دنیا کو محبت سے یاد نہ کرے۔ دوسرے اہل دنیا کو بھی محبت سے یاد نہ کرے۔ تیسرے نفسانی خواہشات کی طرف رغبت نہ کرے۔

بیت باہو

کیا تو جانتا ہے؟ فقر کیا ہے؟ فقر ہمیشہ مقام لاہوت میں رہنے کا نام ہے۔ فقیر کے لئے ہر وقت خاموش رہنا بہتر ہے۔

قوله تعالى: أَيَا كُنُوعًا كُنُوعًا كُنُوعًا (۱)

بشنو! امام احمد حنبل روایت میکند کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام فرمود کہ زمانہ بر امت من پیش آید، کسانی چند پدید آیند کہ با مدادی باشند مسلمان و در شب کافر خسپند و بعضی کہ در شب مومن خسپند، در روز کافر بسبب آنکہ بر زبان ناگفتنی بسیار گویند و آن کفر بود و ایشان ندانند۔ پس در خبر است کہ دین ہر آن کس آن زمان سلامت ماند کہ در مجلس علمای عامل و یا در مجلس فقرای کامل کلام اللہ بشنوند و با علم و با ذکر اللہ مشغول باشند و یا ہگفتہء ایشان اعتقاد کنند و عمل آرند۔ ہسلامتی بمانند از کفر و شرک۔

### حدیث قدسی

يَا مُحَمَّدُ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ كَعَابِرِ سَبِيلٍ وَعَدِ نَفْسَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ (۲)  
قال عليه السلام: الدُّنْيَا بَيْتُ الْكَلْبِ وَعَيْشُ الدُّنْيَا فِخْرُ الْكُفَّارِ وَلَذَّةُ الدُّنْيَا لَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَ  
الدُّنْيَا سَوَادُ الْقَلْبِ وَالْعَشِيقُ نَارٌ تَحْرِقُ مَا سِوَى اللَّهِ (۳)

### بیت باہو

شکر اللہ شہید عشق نمود جان خود را فانی اللہ بیرو  
قال عليه السلام: أَقْرَبُكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ اطْوَلُكُمْ جُوعًا وَتَفَكَّرًا (۴)  
فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزد تر از شما نزد من روز قیامت کسی باشد کہ گرسنگی و تفکر او طویل باشد۔

قال عليه السلام: الْجُوعُ مَعَ الْعِبَادَةِ (۵)

۱- سوره فاتحہ ۱: ۲۴- حدیث قدسی ۳- حدیث ۴- حدیث ۵- حدیث۔

اور ان امور پر یہ دلیل قرآنی شاہد ہے۔ ”یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔“

(اے طالب!) غور سے سن! امام احمد حنبلؒ نے روایت نقل کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری امت پر (عنقریب) ایک زمانہ آئے گا۔ کہ بعض لوگ صبح کو مسلمان ہوں گے۔ مگر رات کو کافر سوتیں گے۔ اور بعض رات کو مومن سوتیں گے، مگر دن کو کافر ہو جائیں گے، اس لئے کہ ان کی زبان پر بہت ناگفتنی باتیں جاری رہیں گی، جو ان کو کفر تک پہنچادیں گی اور ان کو خبر تک نہ ہوگی۔ پس حدیث میں آتا ہے کہ اس زمانہ میں ان لوگوں کا ایمان سلامت رہے گا، جو کہ عامل علماء کی مجالس اور کامل فقراء کی مجلسوں میں بیٹھ کر کلام الہی سنیں گے یا وہ لوگ جو علم کے ساتھ ذکر الہی میں مشغول ہوں گے اور یا ان علمائے کرام کے کہنے پر اعتماد کرتے ہوئے اس پر عمل کریں گے۔ یہ لوگ کفر و شرک (اور بد اعتقادی) سے محفوظ رہیں گے۔

### حدیث قدسی

”اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دنیا میں اپنے قیام کو ایک غریب مسافر کی طرح سے جانو۔ اور اپنے نفس کا حساب رکھنا چاہئے۔ کل تم قبر میں پڑے ہو گے۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دنیا کتوں کا گھر ہے۔ دنیا کا آرام کفار کا فخر ہے۔ اور دنیا کی لذت خنزیر کا گوشت ہے۔ اور دنیا سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور عشق الہی کی آگ ماسوی اللہ سب کو جلا دیتی ہے۔

### بیت باہو

”اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ عاشق شہید ہوا ہے، مرا نہیں۔ اور وہ اپنی روح کو فتانی اللہ میں لے گیا ہے۔“

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: تم سب سے زیادہ قریب تر مجھ سے بروز حشر وہ شخص ہوگا جس کا فقر و فاقہ اور ذکر و فکر طویل ہوگا۔ اسی طرح دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے: ”بھوک عبادت کی مغز ہے۔“

فرمود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ گر سگی مغز عبادت است، لیکن ریاضت و گر سگی موافق شرع باشد نہ آنکہ از ریاضت کافر و از گر سگی دیوانہ و مغز سوخته گردد و در استدراج الفتلہ اگر کسی تماشای زیر تمام ہفت طبق زمین و آسمان از ماہ تا ماہی بہ بیند۔ بجز فانی اللہ غیر شرع ہمہ گمراہی است۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔

بشنو! روزی بزرگواری از حد زیادہ با حق مشغول بود کہ بر سرش جماعت مسلمانان ہنگذشت۔ گفت: ای مسلمانان! کجای روید؟ گفتند از برای غزا جنگ با کفار ان۔ بزرگواری را نفس گفت: ما ہم با ایشان برای غزای رویم و غازی شویم۔ بزرگ نفس را گفت: کہ من خوب تر میدانم کہ مرا فریب می دہی کہ از ماندگی راہ قوت بسیار طلب کنی یا از ماندگی راہ از اطاعت بسیار مانی یا از ماندگی راہ خواب بسیار کنی۔ نفس گفت: ازین ہج نقصان نخواہم کرد۔ بزرگ نفس را گفت: تو دشمن خدائی بیدین۔ ترا با غزا چہ کار است۔ بگو: مطلب تو چیست؟ نفس گفت: مطلب من ہمین است کہ شب و روز مرا بفقر فاقہ بعشق محبت خدا با تیغ ذکر میکشی۔ و مبدم ساعت بساعت۔ پس بہتر و اولی تر آنست کہ یک مرتبہ با جنگ کفار غزا کشتہ شوم و از عذاب خلاصی یابم۔ پس این فقیر (باہو) میگوید کہ ذرہ محبت از حج و غزا و زکوٰۃ و نماز و نفلات از جن و انس تمامی عبادت (دیو) پری و فرشتہ بہتر است، لیکن درین راہ محبت و اخلاص خدا فقیر صادق قدم و راسخ اعتقاد باشد کہ فقرای کامل خود را در محبت و عشق بکمال رسانیدہ اند و سینہ ایشان بہ تجلہء انوار مالا مال گشتہ۔ صد ہزار سر بضمیر بندہ صاحب محبت عشق برو نازل میگردد۔

نقل است بزرگواری با بزرگ درم بسیار فرستاد۔ آن بزرگ باو گفت: چیزی را کہ خدای تعالی دشمن داشته باشد۔ پس دشمنان خدا پیش دوستان خدای فرستی۔ این چہ جای دوستی است۔

لیکن (شرط یہ ہے) کہ ریاضت اور بھوک شرع شریف کے مطابق ہونہ کہ خلاف شرع ریاضت سے کافر ہو جائے اور گرسنگی سے دیوانہ اور مغز سوختہ ہو کر استدراج میں پڑ جائے۔ اگر کوئی خلاف شرع طریقہ سے زمین و آسمان اور چودہ طبقاتوں کا تمام تماشا دیکھ لیتا ہے۔ تو پھر بھی فتانی اللہ اور غیر شرع کے سوا سب گمراہی اور ضلالت ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

(اے طالب! غور سے) سن! ایک روز ایک بزرگ حد سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے۔ ان کے قریب سے مسلمانوں کی ایک جماعت گذری۔ بزرگ نے ان سے پوچھا۔ اے مسلمانو! تم کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ (جہاد فی سبیل اللہ) کفار کے ساتھ جنگ کے لئے جا رہے ہیں۔ بزرگ کے نفس نے کہا کہ میں بھی ان کے ساتھ جہاد میں جاؤں اور غازی بنوں۔ بزرگ نے نفس سے کہا کہ میں تجھے خوب جانتا ہوں تو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے، کیونکہ راستے کی محنت و مشقت (اور اس کے نتیجے میں تھکاوٹ) سے زیادہ خوراک طلب کرے گا یا راہ کی ماندگی کی وجہ سے زیادہ عبادت کرنے سے بھی بچ جائے گا یا راہ کی مشقت سے خوب آرام سے سویا کرے گا۔ نفس نے کہا: اس سے کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ (میں چاہتا ہوں کہ میں غازی بنوں) بزرگ نے نفس کو کہا تو بیدین خدا کا دشمن ہے۔ تجھے غازی بننے سے کیا سروکار ہے؟ سچ کہو تیرا اس سے کیا مطلب ہے؟ نفس نے کہا: میرا مطلب یہی ہے کہ شب و روز فقر و فاقہ کی محنت اٹھاتا ہوں۔ عشق و محبت اور ذکر و فکر کی تلوار سے دم بہ دم ساعت بہ ساعت مارا جاتا ہوں۔ پس اس سے بہتر اور اولیٰ تر یہ ہے کہ ایک ہی دفعہ کفار کے مقابلہ میں شہید ہو کر (ہمیشہ کے لئے) عذاب سے نجات پاؤں۔

پس یہ فقیر (باہو) کہتا ہے کہ ذرہ برابر محبت بھی حج، جہاد، زکوٰۃ، نماز، نفل نمازوں، دیو پری و جنات و انسانوں اور فرشتوں کی تمام عبادات سے بہتر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی اس راہ محبت و اخلاص میں صادق فقیر کو ثابت قدم اور راسخ الاعتقاد ہونا چاہئے، کیونکہ کامل فقراء نے عشق و محبت کے ذریعے ہی اپنے آپ کو کمال کے مرتبہ پر پہنچایا ہے۔ اور ان کا سینہ تجلیات انوار سے مالا مال ہو گیا ہے۔ کیونکہ صاحب عشق و محبت کے دل پر ہزاروں اسرار نازل ہوتے ہیں۔ نقل ہے کہ ایک بزرگ نے کسی بزرگ کے پاس بہت سی رقم روانہ کی۔ اس بزرگ نے اس کو کہا کہ جس چیز کو خدای تعالیٰ دشمن تصور کرتا ہو۔ پس تو خدا کی ناپسندیدہ چیز کو خدا کے دوستوں کے پاس بھیجتا ہے؟ یہ کیا دوستی ہے؟ اس کے طالب تو بہت ہیں۔ ان کو دے دو۔

طالبان این بسیار است، به ایشان بدھی، پس فقیر آنست که دنیا و اهل دنیا را بگوشه و چشم نه بیند، چرا که بید نش دل سیاه گردد۔

نقل است بزرگی صاحب عزلت معتکف بود۔ بادشاه (والی) ولایت برای زیارت چند زر نذر درویش آورد۔ درویش فرمود که ای دشمن خدا! این چه جای کینه و نفاق و منافقت بود که با من داشتی۔ زر از نظر پیش من بردار که دوستان و طالبان این بسیار اند۔ کسیکه توکل خدای تعالی دارد، هرگز بدنیادست نیارد۔

قوله تعالی: قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ (۲)

و این فقیر (باهو ۳) میگوید که طالب دنیا شیاطین است۔ دنیا فتنه است و پیروی منافقان است و طالب او منافق دنیا خون حیض است و طالب دنیا حائض دنیا کذاب است و طالب دنیا مشرک است۔ (دنیا مشرکات است، طالب دنیا مشرکین است۔ دنیا خبیثات و طالب دنیا خبیث ۴) دنیا لعنت است و طالب دنیا ملعون۔

بدانکه یکدم دنیا از جان عزیز است که لا دین بی عقل و بی تمیز است۔ دنیا جهل است و طالب دنیا جاهل۔ دنیا زن فحشه است فاجره و اهل دنیا شوهر دنیا دیوث است که زن خود را ظاهراً و باطناً با دیگری بیند که بازنا و فسق فاحشه است۔

قال علیه السلام: الدِّيُوثُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ (۵)

پس فقیر آن را گویند که مرد مذکر باشند نه دیوث منث۔ دنیا عام و تابع او عام۔ (عالم ۶) تمام غلام است۔ و بجهت آن مردم سرگردان از صبح تا شام است و بر اهل الله خاص دنیا عام حرام است۔ خاص کرا گویند۔ خاص آنست که از دنیای عام خلاص۔ با خدای عز و جل اخلاص۔ درویش صاحب شعور و فقیر حضور آنست که بدل خود حب دنیا جیفه ندارد۔ هر که هوای شهوت را طلاق دهد، صاحب شوق است۔ هر که دنیا را طلاق دهد، صاحب ذوق است۔

۱- عین الفقر جلد دوم، ص ۶۱، ۲- سوره النساء، ۳: ۷۷، ۳- عین الفقر جلد دوم، ص ۶۱، ۴- ایضا، ۵-

حدیث ۶- عین الفقر جلد دوم، ص ۶۱

پس فقیر وہ ہے جو دنیا اور اہل دنیا کو بالکل درخور اعتنا نہ سمجھے، کیونکہ ان کو دیکھنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک بزرگ گوشہ نشین اعتکاف میں بیٹھے تھے۔ کہ بادشاہ وقت ان کی زیارت کے لئے آیا۔ اور کچھ زر و مال ان کی نذر کیا۔ درویش نے کہا: اے دشمن خدا! یہ کیا کینہ و نفاق اور منافقت کا موقع تھا، جو تم نے میرے ساتھ کیا۔ یہ زر و مال میرے سامنے سے اٹھا۔ اس کے طالب اور دوستدار تمہیں اور بہت ملیں گے۔ جو شخص خدا پر بھروسہ رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اے پیغمبر! لوگوں سے کہہ دو کہ دنیاوی متاع بہت قلیل ہے۔“

اور یہ فقیر ماہو کہتا ہے کہ طالب دنیا شیاطین ہیں۔ دنیا فتنہ ہے اور اہل دنیا فتنہ انگیز ہیں۔ دنیا کے طالب منافق ہیں۔ دنیا خون حیض ہے اور دنیا کے طالب حائض ہیں۔ دنیا دروغ گو ہے اور طالب دنیا مشرک ہیں۔ دنیا مشرکات ہے اور طالب دنیا مشرکین ہیں۔ دنیا خبیثات ہے اور طالب دنیا خبیث ہے۔ دنیا لعنت ہے اور طالب دنیا ملعون ہے۔

(اے طالب!) جان لے! کہ دنیا کی قیمت ایک درم ہے اور اس کو وہی دوست رکھتا ہے، جو بے دین، بے عقل اور بے تمیز ہے۔ دنیا جہل ہے اور دنیا کا طالب جاہل ہے۔ دنیا ایک زن فاحشہ اور فاجرہ ہے اور اہل دنیا اس کے بے حیا شوہر ہیں کہ اس کو ظاہر و باطن میں دوسرے کے پاس (آراستہ) دیکھتے ہیں، جو زنا اور فواحش میں مبتلا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”دنیا کی قیمت ایک درم ہے اور اس کو وہی دوست رکھتا ہے، جو بے حیا شوہر ہیں کہ اس کو ظاہر و باطن میں دوسرے کے پاس (آراستہ) دیکھتے ہیں، جو زنا اور فواحش میں مبتلا ہے۔“

”دیوث (بے حیا) جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

پس فقیر اس کو کہتے ہیں جو مرد مذکورہ کہ بے حیا منٹ۔ دنیا عام ہے اور اس کے تابع بھی عام ہیں۔ تمام عالم دنیا کا غلام ہے۔ اور اس دنیا کی وجہ سے لوگ صبح سے شام تک سرگرداں اور پریشان حال رہتے ہیں، مگر خاص اہل اللہ پر یہ دنیا مطلق حرام ہے۔ خاص کس کو کہتے ہیں؟ خاص وہ ہے جو دنیا سے مطلق اخلاص نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ خدائے بزرگ و برتر سے اخلاص رکھتا ہے۔ درویش صاحب شعور اور فقیر صاحب حضور وہ ہے جو اپنے دل میں دنیا کی محبت نہیں رکھتا۔ جو شخص کہ شہوات نفسانی کو چھوڑ دے، وہ صاحب شوق ہے۔ اور جو دنیا (اور زر و مال) کو چھوڑ دے، وہ صاحب ذوق ہے۔

ہر کہ غیر ماسوی اللہ را اطلاق دهد، آن صاحب مشتاق اشتیاق است۔ ہر کہ کشید خود را ازین بلا، در عشق حق مبتلا۔

### بیت باہو

دنیا دانی چیت پر درد و بلا میکند از ذکر فکر حق جدا  
دنیا چیت؟ دنیا نام دوئی است۔ ہر کہ بدوئی دست انداخت، خود را در سلک شیطان  
ساخت۔

کسیکہ با خدا تعالی دوستی دارد، شیطان باو دشمنی دارد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ پس معلوم شد ہر کہ  
باشد اہل علم، خواہ اہل جہل، ہر کہ بدنیار راغب است، از دوستی خدای تعالی کاذب است۔ پس  
از مردن یک فلوس یا یک درم از ملک فقیر کامل یا علمای عامل بر آید۔ بدانکہ از حق کاذب بودو  
رفتہ از محبت خدای تعالی خالی بی مقصود۔ باید کہ آن درم را در آتش انداختہ۔ چنان سوزش  
کند، چنانچہ آتش سرخ بر پیشانی داغ دهند کہ آن را نشان اہل دنیا باشد۔ یقین است کہ  
کسیکہ فلوس درم دنیا را دوست دارد، ہر آنکس خدای عزوجل عزیز ندارد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔

### حدیث

الدُّنْيَا يَوْمٌ وَلَنَالِفِهِمْ صَوْمٌ (۱)

### بیت

واصلان را بس بود نام خدا روز و شب با عشق وحدت کبریا

۱- حدیث



جو کوئی ماسوائے اللہ کو چھوڑ دیتا ہے، وہ صاحب مشتاق و اشتیاق ہے۔ جس نے اپنے آپ کو ان تمام بلاؤں سے نکال لیا، وہ عشق الہی میں مبتلا ہو گیا۔

### بیت باہو

کیا تمہیں معلوم ہے؟ دنیا کیا ہے؟ دنیا دکھوں اور مصیبتوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر سے جدا کرتی ہے۔

دنیا کیا ہے؟ دنیا دوئی کا نام ہے۔ جس کسی نے دوئی اختیار کی، اس نے اپنے آپ کو شیطان کے زمرہ میں داخل کیا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتا ہے، شیطان اس سے دشمنی رکھتا ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ پس معلوم ہوا جو شخص گم خواہ عالم ہو یا جاہل، جو کوئی دنیا سے رغبت رکھتا ہے، خدای تعالیٰ کی محبت میں وہ جھوٹا ہے۔ پس کسی فقیر کامل یا علمای عامل کے پاس مرنے کے بعد اگر ایک پھوٹی کوڑی یا ایک درہم بھی نکلے، تو جاننا چاہئے کہ وہ خدای تعالیٰ کی محبت میں جھوٹا تھا۔ وہ خدای تعالیٰ کی محبت سے محروم، خالی اور بے مقصود رہا۔ قیامت کے روز اسی پیسے کو آگ میں گرم کر کے اس کی پیشانی پر داغ دیں گے تاکہ سب کو معلوم رہے کہ یہ شخص اہل دنیا ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ جو شخص روپیہ پیسہ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ خدای بزرگ و برتر کو عزیز نہیں رکھتا۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔

### حدیث

”دنیا ایک دن ہے اور اس میں ہمارے لئے روزہ ہے۔“

### بیت

”واصلوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا نام کافی ہے۔ وہ دن رات اللہ تعالیٰ کے عشق میں مست رہتے ہیں۔“

بدانکه با پیغمبر علیہ السلام جنگ و دشمنی که کرد درم و دنیا کرد۔ اگر بوجہل مفلس بودی، تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بودی و امام حسن و امام حسین و امامان را که کشت دنیا کشت۔ اگر یزید مفلس بودی، تابع امامان بودی که امام صاحب نور چشم ام المومنین حضرت بی بی فاطمہ الزہراء و حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہ بود۔ پس اہل دنیا بوجہل و یزید است نہ رابعہ و بایزید۔ دنیا قاتل اصحاب و امام است۔ دنیا را نگاہداشتن شرف کدام است۔ دنیا قہر الہی و خون است و طالب دنیا کافر دون است و دشمن بی چون و بی چگونه است۔ دنیا بدعت و طالب دنیا ملحد است و دنیا دعوی کش خدای است (چون زنی دنیا ہر دو جہان رو سیاہ خوار بی اعتبار است) (۱)۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

زرد سیم و اسپ و شتر و گاؤ خرو و فیل و نوکر و سپاہی (و خزانہ ۲) لشکر ابو جہل و یزید بود و صبر و شکر و ذکر فکر و ذوق شوق محبت عشق نماز و روزہ فقر فاقہ اصحاب مسلم مومن فرقان نص حدیث لشکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امامان بود و نقارہ و دھل دف شرنانویت ابو جہل و یزید بود۔ بانگ و اذان، ذکر جر نعرہ ذکر اللہ نوبت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امامان بود۔ و ہشت نوبت دنیا و بادشاہی دنیا فانی باطل و نوبت بادشاہی دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ باقی اسلام حق و راست۔

اللَّهُمَّ انصر بنصر دین مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

قوله 'تعالی: نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَبَشْرٌ الْمُؤْمِنِينَ ط (۳) فاللہ خیر حافظا و هو ارحم الرّحمین ط (۴) اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

۱- عین الفقر جلد دوم، ص ۶۲-۲- ایضا "۳- سورہ الصف، ۶۱: ۱۳، ۴- سورہ یوسف، ۱۲: ۶۳

(اے طالب!) جان لے کہ پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ جنگ اور عداوت کی دولت اور دنیا نے کی۔ اگر ابو جہل مفلس ہوتا، تو رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع ہو جاتا۔ (اسی طرح) حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ اور (دیگر) اماموں کو شہید کیا گیا، تو دنیا نے کیا۔ اگر یزید مفلس ہوتا تو وہ اماموں کے تابع ہوتا، کیونکہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ ام المومنین حضرت بی بی فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جگر گوشے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے تھے۔ پس ابو جہل اور یزید اہل دنیا تھے، نہ حضرت بایزید بسطامیؑ اور حضرت رابعہ بصریؑ اور دنیا ہی اصحاب اور امامین کی قاتل ہوئی اور دنیا کی حفاظت کرنا کون سی بزرگی اور شرافت ہے سوائے اس کے کہ وہ قبر الہی اور خون ہے۔ اور طالب دنیا کافروں اور دشمن خدا اور لاشیاء ہے۔ دنیا بدعت اور طالب دنیا ملحد ہے اور دنیا داروں نے ہی خدائی کا دعویٰ کیا۔ جبکہ دنیا ایک عورت کی مانند ہے جو ہر دو عالم میں رو سیاہ، خوار اور بے اعتبار ہے۔ اللہ بس سوائے اللہ ہوس۔

اور متاع دنیا زر و سیم، گھوڑے، اونٹ، بیل، گدھے، ہاتھی، نوکر، سپاہی، خزانہ اور لشکر ابو جہل اور یزید کے پاس تھے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ کبار کا اسباب یہ تھا: صبر و شکر، ذکر و فکر، ذوق و شوق، محبت و عشق، نماز و روزہ، فقر و فاقہ، مومن مسلم اور قرآن و حدیث کے خزانے یہ سب حضورؐ اور آئمہ عین کے لشکر تھے۔ ابو جہل اور یزید کے پاس نقارہ، نوبت و شرنا، دف اور ڈھول تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحابؑ کے پاس بانگ و اذان، ذکر، جہر، اور نعرہ ذکر اللہ کی نوبت تھی۔ اور تمام ہفت اقلیم کی نوبت اور سلطنت دنیا فانی اور باطل ہے۔ اور دین محمدیؐ کی بادشاہت اور نوبت تا قیامت باقی رہنے والی ہے۔ اسلام حق اور راستی کا نام ہے۔

”اے اللہ! دین محمدیؐ کی مدد کر جس کی نوبت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدد اور جلدی فتح اور ایمان والوں کو خوشی سنا دے۔ ”سو اللہ نگہبان بہتر ہے اور وہی سب مہربانوں سے مہربان ہے۔“

اللہ بس سوائے اللہ ہوس۔

ہمراہ پیغمبر علیہ السلام چار قسم لشکر بود۔ یک قسم لشکر اصحاب، دوم لشکر فرشتہ و شہید و سوم قسم لشکر خلق علم و چار قسم لشکر خلق و حلم۔ دو قسم لشکر ظاہر بود اصحاب و فرشتہ و شہید و دو قسم لشکر ظاہر باطن بود۔ خلق علم و حلم کسی را کہ دین عزیز بود۔ اگر ابو جہل بادشاہی دنیا زر سیم مال داد، نذر نمود۔ جان تصرف براہ خدا و تصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کردند و بعضی منافقان ثم کفر و اثم اسنوا مذہبین بین ذلک چنانچہ نبی اللہ از مکہ کوچ کردہ بحکم اللہ تعالیٰ بجانب مدینہ متوجہ شدند۔ پس اصحابان اختیار کردند کہ اہل محبت و جان فدای کہ از نبی اللہ سر و مال و جان دریغ نہ داشتند۔ کسانیکہ طمع و وطن و زمین و اہل اقربا کرد، از ہجر خدمت جدا ماند۔ لیکن اہل محبت طائفہ فقراء اصحاب عاشق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بودند۔ ہر کہ جدا ماند از طمع دنیا۔

قوله تعالیٰ: **مَنْ يَرْبِدْ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يَرْبِدُ الْآخِرَةَ (۱)**  
 قوله تعالیٰ: **فَأَمَّا مَنْ طَفَىٰ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ (۲)**

### حدیث

**لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحِبًّا إِلَيْهِمْ وَأَلِدُهُمْ وَوَلَدَهُمْ (۳)**  
 بدانکہ اگر زمین و آسمان پر زر آراستہ آرایش کند و بادشاہی تمام زمین بخشد۔ اہل دین آن را گویند کہ نگاہ زر نگارش نکند و دین خود را نفروشد کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فایق از کونین است۔ کونین تصدق دین است۔ دین دین محمد، یقین یقین محمد۔ بہای کلمہ ہر دو جہان نبود۔ کلمہ طیبہ از ہر دو جہان فایق تر است۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔ زیر و زبر عرش و کرسی لوح محفوظ از ماہ تاماھی ہمہ در ذکر الہی۔

### بیت باهو

لا الہ الا اللہ بر دل مومن نوشت محمد رسول اللہ شد لسان اہل بہشت۔  
 اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

۱- سورہ آل عمران ۳: ۱۵۲-۲۔ سورہ النزعہ ۹: ۷۹-۸۰۔ مشکوٰۃ، صحیح بخاری

پنچمبر علیہ السلام کے ساتھ (بھی) چار قسم کا لشکر تھا۔ اول قسم آپ کے اصحاب کا لشکر تھا۔ دوسرا لشکر ملائکہ اور شہداء تیسرا لشکر خلق و علم اور چوتھا لشکر خلق و حلم۔ دو قسم لشکر ظاہری تو ملائکہ و صحابہ و شہدا اور دو قسم لشکر ظاہر اور باطن تھا، مثلاً "آپ کا خلق اور علم و حلم۔ (اس وقت) جس کسی کو دین عزیز تھا، اسے ابو جہل کتنا ہی بدبہ اور مال و زر کا طمع دیتا، مگر وہ (دین حق کے سوا) کچھ قبول نہ کرتا اور اپنی جان راہ خدا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں تصدق کرتا۔ مگر بعض منافق لوگ اس نعمت سے محروم رہتے، چنانچہ سپارہ ۶ میں ہے کہ یہ دونوں کے بیچ میں ادھر ادھر لٹکے ہوئے ہیں، نہ ان کی طرف اور نہ ان کی طرف۔ چنانچہ جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بحکم ربی مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے جانے لگے، تو آپ کے اصحاب، اہل محبت اور جان کی بازی لگانے والوں نے اپنی جان اور اپنے زر و مال سے کچھ دریغ نہ کیا، آپ کا ساتھ دینے میں نہ ان کو کچھ عزیز و اقارب کی محبت اور نہ اپنی زمین و جائداد کی کچھ الفت رہی۔ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آپ کے ہمراہ چلے گئے۔ اس وقت جو کوئی آپ سے جدا ہوتا یا مخالفت کرتا تھا، وہ محض دنیا کے طمع کی وجہ سے مخالفت کرتا تھا۔ چنانچہ پروردگار عالم نے تمام لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے: "تم میں سے بعض ایسے ہیں جو دنیا چاہتے ہیں اور بعض آخرت چاہتے ہیں۔"

دوسری جگہ فرمایا ہے: "جو شخص کہ سرکشی کر کے دنیا کو آخرت پر ترجیح دے، تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔"

جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: "تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہ ہوگا، تا وقتیکہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ سے اور اس کی اولاد سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔" (اے طالب!) جان لے کہ اگر تمام زمین و آسمان کو سونے سے آراستہ کر دیا جائے اور تمام روئے زمین کی سلطنت بھی بخش دی جائے، مگر پھر بھی اہل دین اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اہل دین اسے کہتے ہیں کہ مال و زر کے پیچھے اپنے دین کو فروخت نہ کرے، کیونکہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں جہاں سے فائق و برتر ہے۔ دونوں جہاں دین محمدی پر تصدق ہیں۔ دین دین محمد ہے اور یقین یقین محمد ہے۔ دونوں جہاں کلمہء طیبہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ کلمہء طیبہ دونوں جہاں سے بالاتر ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ عرش و کرسی، لوح محفوظ سے اوپر اور نیچے اور ماہ سے ماہی تک ذکر الہی میں رہتے ہیں۔

### بیت باہو

اللہ تعالیٰ نے مومن کے دل پر تو لا الہ الا اللہ لکھ دیا ہے۔ اور محمد رسول اللہ جنتی لوگوں کی زبان پر جاری کر دیا۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بدانکه میان حضرت آدم علیه السلام و حضرت نوح علیه السلام دو هزار بیست و یک سال بود۔ میان نوح و ابراهیم یک هزار صد سال بود۔ میان ابراهیم و داود پانصد (۲) سال بود و میان عیسی و موسی علیهما السلام سه صد سال بود و میان عیسی و محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم شش صد سال بود۔ جمله پنج هزار و نه صد و هفتاد و نه سال بود که محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم تولد شده بود۔ گفت پیغمبر علیه السلام که بزرگان امت من چهل باشند۔ تا قیامت اذان چهل بیست و دو در زمین شام باشند و هژده در زمین عراق۔ هر گاه که اذان چهل یک بمورد دیگر از خلایق بمقام او مدخل شود۔ هرگز (از چهل) کم نگردند۔ چون قیامت نزدیک آید چهل یک بار از عالم بیرون شوند۔

روایت از عباس (۳) ابن مسعود که فرمود پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم در زمین سه صد کس باشند که دل ایشان چون دل آدم علیه السلام بود و چهل کس باشند که دل‌های ایشان چون دل موسی علیه السلام بود و هفت کس باشند که دل‌های ایشان چون دل ابراهیم علیه السلام بود و پنج کس باشند که دل‌های ایشان چون دل جبرائیل علیه السلام بود و سه کس باشند که دل‌های ایشان چون دل میکائیل اند و یک کس باشد که دل او چون دل اسرافیل علیه السلام بود و چون یکی بمورد یکی از سه گانه پایگاه وی برسد۔ چون یکی از پنجگانه یکی بمورد یکی از هفتگانه یکی پایگاه وی برسد۔ چون هفتگانه بمورد اذان چهلگانه یکی پایگاه وی برسد۔ و هر گاه که ازین سه صد گانه یکی بمورد اذان جمله یکی مسلمانان یکی پایگاه وی برسد۔ تا قیامت هرگز ازین سه صد گانه یکی کم نشود۔ به برکت ایشان بلاها از امت من بازماند۔

### حدیث قدسی

ای محمد صلی الله علیه و آله و سلم! آفریدیم یک آدم را پیش از آدم که پدرتست۔ عمر آن هزار سال کردم۔ پس بمرد۔ پانزده هزار آدم دیگر آفریدم۔ عمر هر یک کس را ده (۴) هزار سال ساختم۔ پس اذان حضرت آدم که پدرتست آفریدم۔ در تفسیر اسرار الفاتحه نقل است که

۱- عین الفقر جلد دوم، ص ۶۳: بیست و دو سال ۲- ایضا: پانصد و هفتاد سال

۳- ایضا: ص ۶۳: عبد الله بن مسعود ۴- ایضا: ص ۶۵: دو هزار

یاد رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دو ہزار بیس سال کا فاصلہ تھا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ایک ہزار سال کا فاصلہ تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پانچ سو سال کا عرصہ ہوا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تین سو سال کا فاصلہ تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان چھ سو سال کا فاصلہ تھا۔ جملہ پانچ ہزار نو سو اناسی سال ہوئے تھے کہ جناب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تولد ہوا۔

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ”کہ میری امت میں تاقیامت چالیس بزرگ (ابدال) رہا کریں گے۔ ان چالیس میں سے بائیس ملک شام میں اور اٹھارہ سرزمین عراق میں۔ ان چالیس میں سے جب کوئی مرے گا، تو اللہ تعالیٰ خلّاق میں سے دوسرے شخص کو اس کی جگہ پر قائم مقام کر دیگا۔ ان کی تعداد ہرگز چالیس سے کم نہ ہوگی۔ جب قیامت قریب آجائے گی تو یہ چالیس ابدال ایک ہی بار میں عالم سے باہر ہو کر کھڑے ہوں گے۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ”آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمین پر تین سو آدمی ہوں گے کہ ان کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل جیسے ہوں گے۔ اور چالیس شخص ایسے ہوں گے کہ ان کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کی مانند ہوں گے۔ اور سات آدمی ایسے ہوں گے جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کی طرح ہوں گے۔ اور پانچ شخص ایسے ہوں گے کہ جن کے دل حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دل کی مثل ہوں گے۔ اور تین شخصوں کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے دل کی مانند ہوں گے۔ اور ایک شخص ایسا ہوگا کہ جس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کے دل جیسا ہوگا۔ اور جب یہ ایک فوت ہو جائے گا، تو تین میں سے ایک اس کی جگہ پر آجائے گا۔ جب پانچ میں سے ایک کا وصال ہو جائے گا، تو سات میں سے ایک اس کی جگہ لے لیگا۔ اور اسی طرح جب سات میں سے ایک فوت ہو جائے گا، تو چالیس میں سے ایک اس کی جگہ پر قائم ہوگا۔ اور جس وقت تین سو میں سے کوئی مر جائے گا، تو اس کی جگہ پر تمام مسلمانوں میں سے ایک اس کا قائم مقام ہو جائے گا۔ اور ان تین سو میں سے قیامت تک ہرگز کمی نہ ہوگی۔ ان کی برکت سے میری امت سے بلائیں دور رہیں گی۔“

۴۳۴  
حدیث قدسی

اللہ تعالیٰ نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ اے محمد! میں نے تمہارے باپ آدمؑ سے پہلے بھی آدم پیدا کیا تھا۔ جس کی عمر ایک ہزار سال کی تھی۔ اس کے بعد پندرہ ہزار آدم اور پیدا کئے۔ جن میں سے ہر ایک کو میں نے دس دس ہزار سال عمر دی تھی۔ ان کے بعد میں نے تمہارے باپ آدمؑ کو پیدا کیا۔ تفسیر اسرار الفاتحہ میں نقل ہے کہ



روزی حسن بصری و مالک دنیا و شفیق بلخی پیش رابعه بودند و در صدق سخن می رفت. حضرت حسن گفت: لَيْسَ بِصَادِقٍ فِي دَعْوَائِهِ مَنْ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى ضَرْبِ مَوْلَاهُ یعنی نیست صادق در دعوی خویش که صبر نکند بر زخم مولای خویش. رابعه گفت: ازین سخن بوی منی می آید. پیش باید گفت. شفیق بلخی گفت: لَيْسَ بِصَادِقٍ فِي دَعْوَائِهِ مَنْ لَمْ يَتَلَذَّذْ عَلَى ضَرْبِ مَوْلَاهُ یعنی نیست صادق در دعوی خویش که لذت نیابد از زخم مولای خویش. رابعه گفت: پیش سخن باید گفت که ازین سخن بوی خودی می آید. مالک و رابعه گفت: لَيْسَ بِصَادِقٍ فِي دَعْوَائِهِ مَنْ لَمْ يَشْكُرْ عَلَى ضَرْبِ مَوْلَاهُ یعنی نیست صادق در دعوی خویش که شکر نکند بر زخم مولای خویش. رابعه گفت: لَيْسَ بِصَادِقٍ فِي دَعْوَائِهِ مَنْ لَمْ يَنْسَ ضَرْبَ مَوْلَاهُ فِي مُشَاهَدَةِ رُؤْيَاهُ مَوْلَاهُ یعنی نیست صادق در دعوی خویش که فراموش نکند زخم را در مشاهده مطلوب خویش. این فقیر با هو جمع اولیاء اللہ را جواب میدهد: لَيْسَ بِصَادِقٍ فِي دَعْوَائِهِ مَنْ لَمْ يَنْسَ الْبَدَنَ وَالْمُشَاهَدَةَ مَوْلَاهُ یعنی نیست صادق در دعوی خویش که فراموش نکند خویش و مشاهده را بغرق توحید مطلوب. چنین آورده اند که روزی شیخ بایزید بسطامی و ذوالنون مصری بزیارت امام المسلمین امام اعظم صاحب آمدند. امام المسلمین مرخادم را فرمود: که برو تاس روشن کن و ویرا از شهد پر کن و یک موی بالای او داشته بیار پیش بزرگان. خادم حکم بجا آورد. امام صاحب فرمود: که ای بزرگان این تاس را و این شهد را و این موی را بیان فرمایند. اول شیخ بایزید گفت: که بهشت خدای تعالی ازین تاس روشن تراست و نعمت های بهشت ازین شهد شیرین تراست و به گذشتن پل صراط ازین موی باریک تراست. بعد ذوالنون مصری گفت: که اسلام خدای تعالی ازین تاس روشن تراست و بودن در اسلام ازین شهد شیرین تراست و اسلام را نگهداشتن ازین موی باریک تراست.

ایک روز (خواجہ) حسن بصریؒ اور مالک بن دینارؒ اور شفیق بلخیؒ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ کے پاس (بیٹھے) تھے۔ اور صدق کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا: جو شخص کہ اپنے مولا کے زخم پر صبر نہ کر سکے، وہ شخص اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ نے کہا: اس بات سے تکبر کی بو آتی ہے۔ اس سے زیادہ عمدہ لفظوں میں بیان کرنا چاہئے۔ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ نے کہا: جو شخص کہ اپنے مولا کے زخم سے لذت پانے والا نہ ہو، وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ نے کہا: اس سے عمدہ لفظوں میں مضمون کہنا چاہئے، کیونکہ اس میں بھی کبر کی بو آتی ہے۔ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ بولے: جو شخص کہ اپنے مولا سے زخم پانے پر شکر گزاری نہ کرے، وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ بولیں: جو شخص مولا کے مشاہدہ میں زخم کو فراموش نہ کرے، وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہے۔ یہ فقیر یا ہو، تمام اولیاء اللہ کو جواب دیتا ہے: جو شخص مولا کے مشاہدہ میں اپنی ذات کو نہ بھول جائے اور توحید میں غرق نہ ہو جائے، وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔

یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت بایزید بسطامیؒ اور حضرت ذوالنون مصریؒ امام المسلمین حضرت امام اعظمؒ کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور تاش کو صاف کرو اور اس میں شہد بھراؤ۔ اور اس کے اوپر ایک بال رکھ کر ان بزرگوں کے سامنے لاؤ۔ خادم حکم بجالایا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اے بزرگو! آپ ان تینوں چیزوں تاش، شہد اور بال کی تاویل بیان کریں۔ پہلے شیخ بایزید بسطامیؒ نے فرمایا: کہ خداوند کریم کی بہشت اس تاش سے زیادہ روشن ہے اور بہشت کی نعمتیں اس شہد سے زیادہ شیریں ہیں۔ اور پل صراط سے گذر جانا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔ اس کے بعد شیخ ذوالنون مصریؒ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ کا اسلام اس تاش سے زیادہ روشن ہے۔ اور اہل اسلام ہونا اس شہد سے شیریں تر ہے۔ اور اسلام کی نگہداشت کرنا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔

بعده امام المسلمین فرمود! که علم خدای تعالی ازین تاس روشن تراست و مسائل فقه ازین شهد شیرین تراست و باریک های علم ازین موی باریک تراست. بعده خادم امام المسلمین گفت: روی مهمان دیدن ازین تاس روشن تراست و خدمت مهمان کردن ازین شهد شیرین تراست و دل مهمان نگهداشتن ازین موی باریک تراست و مصنف کتاب نافع المسلمین می گوید که روی اولیاء اللہ دیدن ازین تاس روشن تراست و محبت خدای تعالی در دل داشتن ازین شهد شیرین تراست و شریعت نبوی نگهداشتن ازین موی باریک تراست. جمیع اولیاء اللہ را و حضرت امام صاحب را و مصنف کتاب و خادم را فقیر یا هو جو اب می دهد: نعمت خوردن بهشت کار نفس خراست و بی عمل علم خواندن کار بی خبر است و روی مهمان دیدن پر خطر است و محبت بی محنت حق رسیدن زهر است و قدم در اسلام بی صدق ریا تراست. برزخ اسم اللہ ازین تاس روشن تراست و لذت مشاهده وحدانیت ازین شهد شیرین تراست و غرق ثانی اللہ شدن و از خودی خویش بر آمدن ازین موی باریک تراست.

### بیت باهو

عاقبت با کار باید کار دوست معرفت را مغز باید نی پوست چنانچه حق تعالی روزی فرمود که ای موسی! عبادت آن بکن که لایق درگاه ما باشد. از برای ما چه میکنی؟ موسی گفت: خداوند! علم، نماز، روزه و حج، مال زکوٰۃ، خیرات. خداوند تعالی فرمود: که ای موسی! این همه عبادت از برای آسایش تن و لذت نعمت بهشت و نفس و پناه از آتش دوزخ است. موسی علیه السلام عرض نمود: خاص عبادت تو چیست؟ خداوند تعالی فرمود: محبت و صدق و ذکر اللہ باخلاص است.

قوله تعالی: فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَادْكُرُوا لِلَّهِ قِيَامًا "وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ" (۱)

اس کے بعد امام المسلمین حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا: کہ علم دین اس تاش سے زیادہ روشن اور مسائل فقہ اس شہد سے زیادہ شیریں ہیں۔ اور علم کی باریکیاں اس بال سے زیادہ باریک ہیں۔ اس کے بعد آپ کے خادم نے کہا: مہمان کا چہرہ دیکھنا اس تاش سے زیادہ روشن ہے اور مہمان کی خدمت کرنا اس شہد سے زیادہ شیریں ہے اور مہمان کا دل خوش رکھنا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔ اور کتاب نافع المسلمین کا مصنف کہتا ہے کہ اولیاء اللہ کے چہرے کی زیارت کرنا اس تاش سے زیادہ روشن ہے اور دل میں خدای تعالیٰ کی محبت رکھنا اس شہد سے شیریں تر ہے۔ اور شریعت نبویؐ کی پوری طرح پابندی کرنا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔ تمام اولیاء اللہ اور حضرت امام صاحب اور مصنف کتاب اور خادم کو فقرباھو (یہ) جواب دیتا ہے: بہشت کی نعمتیں کھانا خرفس کا کام ہے اور علم بے عمل حاصل کرنا بے خبر اور ناواقف کا کام ہے۔ اور مہمان کا چہرہ دیکھنا پر خطر ہے۔ اور بغیر محنت کے اللہ تعالیٰ کی محبت کو پہنچنا زہر کے مترادف ہے۔ اور اسلام میں بغیر تصدیق کے قدم رکھنا زیادہ ریا کاری (کا خطرہ) ہے۔ برزخ اسم اللہ اس تاش سے زیادہ روشن ہے اور وحدانیت کی لذت مشاہدہ اس شہد سے زیادہ شیریں ہے اور فتانی اللہ میں غرق ہونا اور اپنی انا سے باہر آنا (یعنی نفس کو مارنا) اس بال سے زیادہ باریک ہے۔

### بیت باھو

کام کا انجام یار کی رضامندی ہونا چاہئے۔ معرفت کا مغز چاہئے، چھلکا کسی کام کا نہیں۔ چنانچہ ایک روز خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: کہ عبادت ایسی کرنی چاہئے جو ہماری درگاہ کے لائق ہو۔ اے موسیٰ! ہمارے لئے تم کیا کر رہے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے پروردگار! علم، نماز، روزہ، حج، مال زکوٰۃ اور خیر خیرات، پروردگار عالم نے فرمایا: اے موسیٰ! یہ تمام عبادات اپنے نفس کی راحت و آسائش اور بہشت کی نعمتوں کی لذت اور عذاب دوزخ سے نجات پانے کی غرض سے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ خداوند! تیری خاص عبادت کیا ہے؟ خداوند کریم نے فرمایا: میری عبادت خاص محبت اور صدق و اخلاص کے ساتھ میرا ذکر ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: ”پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے یاد کرو۔“

بدانکه مردم را دوستی بمسائل فقہ است کہ از مسئلہ زرو سیم بدست آرند و ذکر خفیہ بمثل شمشیر است از زبان نفس کافر جنگ نیز آرند۔

### بیت باهو

باهو بہ چیت یعنی خود فنا از علم پیدای شود کبر و ریا  
قال علیہ السلام: - الْحَسَدُ بِأَكْلِ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (۱)

### بیت باهو

آن چیت کہ از ہر دو جہان فاضل تراست ۴ کہ بہتر از آرایش سیم و زر است  
و از آن مردم بی خبر است علم آن علم کہ با عمل است و آن عمل کہ از معرفت حق  
حاصل شود و آن معرفت کہ بطرف توحید باری تعالی برود و آن توحید کہ نفس را با پاس انفاس  
ہکشد و آن پاس انفاس کہ حق الیقین خاص الخاص و آن خاص الخاص کہ چنان غرق شود در  
مقام لاہوت فنا فی اللہ کہ فیض اللہ درست باشد۔ فیض اللہ درست چیت با خداست و با  
شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوشیار و صاحب سلک و صاحب معرفت و صاحب علم و  
صاحب توحید، صاحب سکر، صاحب شکر، صاحب محبت، صاحب عشق فنا صاحب موحد محقق  
رضا اللہ۔ اللہ بس ما سوی اللہ ہوس۔

### بیت

علم کثیر آمد و عمرت قصیر آنچه ضروری است بہ آن شغل گیر  
چون بنی کہ طالبی را از باطن (ہج راہی از ۲) ذکر فکر مراقبہ مشاہدہ نکشاید و صاحب سیاح باشد و  
ہج جابر و اعتقاد نشود باید کہ آن را بگوید کہ نزدیک قبر زندہ دل درویش فقیر یا غوث یا قطب یا  
شہید کہ لایموتہ باشد (ہمون طالب را بگوید ۳) کہ وقت شب یا نیم شب یا آخر شب طرف پای  
قبر یا بر قبر سوار شود چنانچہ سوار اسب آنچه داند از قرآن مجید بخواند آن قبر بمثل برق ابر آزا  
در مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برود یا در توحید و حدانیت غرق کند اما این شدنی نیست

۱۔ نقل از عین العلم، ۲۔ عین الفقر مرتبہ محمد نظام الدین ملتانی، ص ۶۷، ۳۔ ایضاً، ص ۶۷

(اے طالب!) جان لے کہ لوگوں کو مسائل فقہ سے زیادہ رغبت ہوتی ہے، اس لئے کہ مسئلہ مسائل سے (مال دنیا) زر و سیم حاصل ہوتا ہے (نیز مسئلہ مسائل سے لوگوں کے دلوں میں ان کی وقعت زیادہ ہوتی ہے) اور ذکر خفی شمشیر کی طرح ہے کہ جس سے کافر نفس سے جنگ کی جاتی ہے (اور اس سے اس کو زیر کیا جاتا ہے)

### بیت باھو

اے باھو! اچھی بات کیا ہے؟ یعنی اپنے آپ کو فنا کرنا ہے، کیونکہ علم (ظاہری) سے تو تکبر اور ریاکاری حاصل ہوتی ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”حسد نیکیوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے، جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔“

### بیت باھو

وہ کیا چیز ہے کہ دونوں جہان سے افضل ہے اور سیم و زر کی آرائش سے بھی بہتر ہے۔ اور (عموماً) اس سے لوگ بے خبر ہیں، وہ علم باعمل ہے، جس سے معرفت حق حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ معرفت باری تعالیٰ کی توحید کی طرف لے جاتی ہے۔ اور وہ توحید نفس کو پاس انفاس کی طرف راغب کرتی ہے اور وہ پاس انفاس حق الیقین اور خاص الخاص کے منازل طے کراتا ہو مقام لاہوت فنا فی اللہ میں ایسا غرق ہو جاتا ہے کہ (اس مقام میں طالب صادق) فیضان الہی حاصل کرتا ہے۔ صحیح فیضان الہی کیا ہے؟ صحیح فیضان الہی یہ ہے کہ طالب صادق خدا کے ساتھ مست اور شریعت محمدیؐ کے ساتھ ہوشیار رہتا ہے۔ اور صاحب سلک و صاحب معرفت و صاحب علم و صاحب توحید و صاحب سکر و صاحب محبت و صاحب عشق فنا فی اللہ و موحد و محقق اور صاحب رضا ہو جاتا ہے۔ (اور اسی کا نام فیضان الہی ہے)

اللہ بس ما سوائے اللہ ہو س۔

### بیت

علم تو بے انتہا ہے اور تمہاری عمر قلیل ہے۔ جتنا علم ضروری ہے، اتنا ہی علم حاصل کر۔ جب تو دیکھے کہ طالب کے ذکر و فکر، مراقبہ و مشاہدہ سے راہ باطن اس پر نہیں کھلتی۔ اور صاحب سیاح ہو کر جس بے پاس جاتا ہے، اس پر اعتقاد نہیں ہوتا، اسے کہنا چاہئے کہ وہ اول

شب یا نیم شب یا آخر شب کسی درویش زندہ قلب یا غوث یا قطب یا شہید جو لایموت ہو، کی  
 قبر کے نزدیک قبر کے پاؤں کی طرف یا قبر پر سوار ہو جائے جس طرح سے گھوڑے پر سوار  
 ہوتے ہیں اور قرآن مجید سے جو کچھ یاد ہو پڑھے۔ وہ قبر سے بادلوں کی بجلی کی طرح مجلس  
 محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دے گی۔ یا غرق توحید الہی کر دے گی۔ بشرطیکہ یہ شدنی  
 امر ہو، ورنہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔

کہ خالی بی حاصل ماند۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذَا تَحَدَّيْتُمْ فِي الْأُمُورِ فَلَا تَعِينُوا مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ (ط)

و اگر طالب از دہشت قبر بترسد، آن طالب حق نباشد، طمع جان دارد۔

بیت باہو

جانی بدہ خوش جام نوش با تو گویم بشنوی ای دل بگوش

مرشد مہر محبت بخش مشفق محرم اسرار را گویند۔ مرشد بمثل سیف است۔ طالب کہ سراز  
گردن خود جدا کند پیش مرشد بیاید۔ مرشد بمثل کارو است، ہر کہ خود را بدست خود زنج کند  
پیش مرشد بیاید۔ مرشد بمثل ملک الموت است، ہر کہ طمع جان نکند پیش مرشد بیاید۔ مرشد  
بمثل خانہء گر سگی فقیر است، ہر کہ فاقہ را اختیار کند پیش مرشد بیاید۔ مرشد بمثل دار است۔  
ہر کہ سواری دار اختیار کند، پیش مرشد بیاید۔ مرشد بمثل آتش است، ہر کہ نفس کافر را  
بسوزد، پیش مرشد بیاید۔ ہر کہ پیش مرشد بیاید با خلاص نگاہ بر محبت کند نہ بر نیکی و بدی۔ پس  
نیک و بد را تحقیق کردن کار جاسوس است، طالب اللہ نیست۔ بزرگی را ہزار طالب بود  
صاحب مراتب کہ بر آب روان مصلی انداختہ نمازی خواندند۔ کسی از آن بزرگ پوسید کہ  
این طالبان صاحب اعتقاد چند است، آن بزرگ ہمون شخص را گفت: کہ شمار برو تحقیق  
کن۔ آن شخص در سلک طالبان در آمدہ تحقیق کرد۔ آن بزرگ را گفت: کہ ازان ہزار  
طالب چہل صاحب اعتقاد است خاص آن بزرگ گفت: ازان چہل۔ گفت: بیست۔ گفت  
ازان۔ گفت: دہ۔ گفت: ازان دہ۔ گفت: پنج۔ گفت: ازان پنج۔ گفت: دو کس: گفت: برابر این  
دو کس بر زمین طالب اللہ کم باشد۔ آن بزرگ جواب داد کہ چشم دیدن طالبان نداری، مرا  
این ہر دو گواہ برای کشتن بس است۔ باہو محال است کہ طالب صاحب سر باشد کہ بدخل  
اسرار الہی گردد۔ درین زمانہ اہل فرار است یا مطلب دنیا دون قرار۔

۱۔ شرح مسند امام اعظم ملا علی قاری، لاہور، ص ۱۱۳



حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

”جب تم کسی امر میں حیران رہ جاؤ تو اہل قبور سے مدد چاہو۔“

اور اگر طالب قبر کی وہشت سے ڈرتا ہے (یعنی اگر طالب قبر پر آنے سے خوف کھاتا ہو اور قبر کے نزدیک نہ آئے) تو وہ طالب صادق نہیں ہے اور اس کو ابھی تک اپنی جان کی محبت ہے۔

بیت باھو

”اے دل! میں تجھے کہتا ہوں۔ غور سے سن! جان دے دو اور خوشی خوشی شراب عشق پیو۔“

(اور یاد رکھ کہ) مرشد مہر و محبت کا پیکر، مہربان اور محرم اسرار کو کہتے ہیں۔ وہ (طالب کے لئے) تلوار کا حکم رکھتا ہے۔ جو طالب کہ اپنے نفس کی گردن اڑوانا چاہتا ہے، اسے چاہئے کہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد مثل ایک چھری کے ہے، جو کوئی اپنے آپ کو اپنے ہاتھ سے زخ کروانا چاہتا ہے، اسے چاہئے کہ مرشد کے پاس آجائے۔ مرشد طالب کے حق میں گویا ملک الموت ہوتا ہے، جسے اپنی جان کا کچھ خوف نہ ہو، اسے چاہئے کہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد ایک مفلس فقیر کے گھر کی مانند ہے، جسے فقر و فاقہ اختیار کرنا ہو، چاہئے کہ وہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد ایک سولی کی طرح ہے، جو کوئی سولی کی سواری اختیار کرنا چاہتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد مثل آگ کے ہے، جسے اپنے نفس کافر کو جلانا منظور ہو، وہ مرشد کے پاس آئے۔ جو شخص خلوص و اخلاص کے ساتھ مرشد کے پاس آئے، اسے چاہئے کہ اس کی محبت پر نظر رکھے، نہ کہ اس کی نیکی و بدی پر۔ کیونکہ نیکی و بدی کی تحقیق کرنا جاسوس کا کام ہے۔ طالب کو اس سے کیا سروکار۔

نقل ہے کہ کسی بزرگ کے ایک ہزار طالب ذی مراتب تھے، جو دریا پر مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ کسی نے ان بزرگ سے پوچھا۔ کہ آپ کے ان طالبوں میں سے صاحب اعتقاد کتنے ہیں؟ اس بزرگ نے اسی شخص کو کہا۔ کہ تم جاؤ اور تحقیق کرو۔ اس شخص نے طالبوں کے گروہ میں آکر تحقیق کی اور اس بزرگ کو کہا کہ ایک ہزار میں سے صرف چالیس خاص صاحب اعتقاد ہیں۔ اس بزرگ نے کہا: چالیس میں سے کتنے؟ کہا: بیس۔ کہا بیس میں سے کتنے؟ کہا: دس۔ پوچھا: دس میں سے کتنے؟ جواب دیا: پانچ۔ پوچھا: پانچ میں سے کتنے؟ کہا: دو اور یہ دو ایسے ہیں کہ دنیا میں ایسے طالب کم ہوتے ہیں۔ اس بزرگ نے جواب دیا: کہ تم نے ایسے طالب کم دیکھے ہوں گے۔ میرے لئے قتل ہونے کے لئے دو ہی طالب کافی ہیں۔

اے باھو! صاحب راز طالب کا ملنا (آج کل) محال ہے جو صاحب اسرار الہی ہو۔ اس زمانہ کے طالبوں کو اس دنیائے دوں سے تو قرار ہے، مگر اہل اللہ سے فرار ہے۔

## بیت

طالبان این زمانه دون بدون طالبان را نیست طلب همچگون  
 مرشد اهل دکان صاحب طمع نفس بسیار و طالب از هزار یک کس نیک کردار -  
 قوله تعالی: **وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ** (۱)  
 پس مرشد بمثل حکم خدا که قضا فرمان است و طالب فرمانبردار که سوخته و عشق جان کباب  
 بریان است - مرشد بمثل بحر است و طالب بمثل موج نه موج از بحر جدا و نه بحر از موج جدا  
 همین طور است طالب فتاویٰ الشیخ - مرشد بمثل چشم و طالب بمثل نظر نه نظر از چشم جدا و نه  
 چشم از نظر جدا - علم بمثل شهید است و فقر بمثل شهادت در علم مفت خوردن و مفت پوشیدن  
 و مفت نوشیدن و به آسائش خسهیلدن و علم سرگردان گردیدن زبان است و فقر بافاده سوختن  
 جان است -

## بیت

علم کز تو ترا نه بتاند جهل ازان علم به بود بسیار  
 علم رستگاری ست و جهل معصیت خواریست فقر را اول دریا جاریست - بدانکه بزرگی فرموده  
 است جوهر جهل را خرید فروخت شیطان است جوهر علم را شناسار حمن است و جوهر فقر را کان  
 لا مکان است و جوهر حیوان را خوردن جمعیت جان است - جواب این فقیر جوهر علم در چشم  
 بازبان است - جوهر فقر را در سر سینه جان است - جوهر جهل بد مغز پریشان است - شیطان همه  
 ظلمت گردد - **نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا** -

## بیت

اس زمانہ کے طالب کینے اور پست ہمت ہیں۔ (آج کل) کے طالبوں کو کسی طرح سے بھی (حقیقی) طلب نہیں ہے۔

(آج کل) کے مرشد اکثر دکاندار، صاحب طمع و نفس ہیں۔ اور (اسی طرح) ہزار میں سے ایک شخص ہوگا جو طالب نیک کردار ہو۔

طالب و مرشد کے باہمی تعلق پر یہ آیت کریمہ شاہد ہے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ کی پیروی کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صاحب امر کی۔"

(یعنی صاحب امر مرشد بھی وہی ہونا چاہئے) جو تکہ خداوند کریم و نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام کا تابعدار ہو اور طالب صادق بھی وہی ہو گا جو ان تینوں کے احکام کو ایک نظر سے دیکھ کر ان کو بجالائے گا) پس مرشد کامل کا حکم گویا خداوند تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے سے قضائے الہی جاری ہوتی ہے اور طالب اس کے حکم کا فرمانبردار کہ عشق و محبت سے سوختہ ہو کر ہمیشہ کباب ہوتا ہے۔ مرشد کامل دریا کے مثل ہے اور طالب اس کی موج ہوتا ہے۔ نہ موج دریا سے اور نہ دریا سے موج جدا ہوتی ہے۔ طالب فتانی الشیخ کا یہی حال ہے۔ مرشد گویا چشم اور طالب اس کی نظر ہے۔ نہ نظر چشم سے جدا اور نہ چشم نظر سے جدا ہوتی ہے۔ (مرشد گویا چشم اور طالب اس کی نظر ہے) علم بمنزلہ شہید کے اور فقر بمنزلہ شہادت کے ہے۔ علم میں مفت کھانا، مفت پینا، مفت پہننا اور ٹھننا اور آرام و آسائش سے سونا ہے۔ اور علم سرگرداں ہونے کا نام ہے اور زبان چلانا ہے۔ اور فقر میں فاقہ کے ساتھ جان گھلانا ہے۔

## بیت

اگر تیرا علم تجھے مفید نہ ہو تو اس علم سے جہالت بہت اچھی ہے۔

علم رستگاری اور جہالت معصیت و خواری ہے۔ فقر کا دل دریائے جاری ہے۔ یاد رہے کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔ جو ہر جہالت کا خرید و فروخت کرنے والا شیطان لعین ہے۔ (اور) جو ہر علم کا شناسا رحمن ہے۔ اور جو اہرات فقر کی کان لا مکان ہے۔ اور جو ہر حیوانیت کھانا (پینا) اور دلچسپی ہے۔ اس فقیر (باہو) کا جواب یہ ہے کہ جو ہر (صاحب) علم زبان و چشم میں رہتا ہے۔

فقیر را اول الف باید۔

اللہ بس ما سواہ اللہ ہوس

الوہیت الہا واحد چار ب باید۔ اول ب برکت بسم اللہ الرحمن الرحیم دوم ب بنای اسلام،  
سیوم ب بدی را ہنگذار۔ چارم ب بند کند نفس را از ہوا و ہفتت ب باید اولت ترک۔  
دومت توکل۔ سومت تکبیر تحریمہ، چارم ت تواضع، پنجمت تسلیم، ششمت تکبر نکند،  
ہفتمت تیار شود برای موت، قبر یا خبر۔

اللہ بس ما سواہ اللہ ہوس

اگر عالم عامل و فقیر کامل در جہان نبودی در جہان شیطان ہمہ ظلمت گردد، در جہان طفلان بازی  
و جوانان با کبر مستی ہوا و پیران در غیبت بسیار گویائی (باز نہ آمدندی) از بازی و مستی و ہوا و  
غیبت باز آئی۔

ادب با خاموش است و ذکر و دل جوش است و صبر مراتب خون نوش است۔ بہتر آنکہ از خود  
بی ہوش نہ خود فروش۔ فقیر دریا نوش باید سکوت، اگر چہ سکر تمام۔

ابیات

بہو حقیقت بد ز مردم من چہ پری  
بدش بدکار آن کرسی بکری  
از ہجرت الف و سی بودند ہم بودند پنج وہم پنجاہ  
در عمل اورنگ شاہ شد این نکتہ وحدت الہ

تمت بالخیر

الحمد لله رب العالمین

اور جوہر فقر سر، سینہ اور جان میں رہتا ہے۔ جہل بد مغز کا جوہر (ہمیشہ) پریشان رہتا ہے۔ اور جاہل کے دماغ میں شیطان تاریکی ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ فقیر کو چاہئے کہ وہ سب سے پہلے الف کو یاد رکھے، کیونکہ الوہیت سے مراد الہ واحد ہے۔  
اللہ بس ما سوائے اللہ ہوس۔

پھر فقیر کو چار ب چاہئیں۔ ب اول بسم اللہ الرحمن الرحیم کی برکت حاصل کرے۔ دوم ب بنائے اسلام، سوم ب بدی سے اجتناب، چہارم ب، نفس و ہوا اور خواہشات کو بند رکھنا۔ (اور اسی طرح فقیر کو) سات (ت) چاہئیں۔ اول (ت) ترک دنیا۔ دوم (ت) توکل۔ سوم (ت) تکبیر تحریمہ کا خیال رکھے اور ہمیشہ جماعت سے نماز ادا کرے۔ چہارم (ت) تواضع۔ پنجم (ت) تسلیم۔ ششم (ت) ترک تکبر و غرور۔ ہفتم (ت) موت کے لئے (ہر وقت) تیار رہے اور قبر کے متعلق باخبر رہے۔

اللہ بس ما سوائے اللہ ہوس

اگر دنیا میں علمائے عامل اور فقراءے کامل نہ ہوتے، تو دنیا میں شیطننت سے تاریکی پھیل جاتی۔ لڑکے (محض) کھیل کود (اور لہو و لعب) اور جوان کبر و مستی اور نفسانی خواہشات اور بوڑھے غیبت اور زیادہ گوئی میں مبتلا رہتے۔ چاہئے کہ کھیل کود، مستی و نفسانی خواہشات اور غیبت و چغلاخوری سے بچے۔

ادب خاموشی سے حاصل ہوتا ہے اور ذکر (قلبی) سے (فقیر کے) دل میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے صبر سے مراتب خون نوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ (فقیر کے لئے) بہتر یہ ہے کہ وہ نہ بالکل بے ہوش ہو جائے اور نہ خود فروش بن جائے۔ فقیر کو سکوت (اور صبر کے) ساتھ دریا نوش ہونا چاہئے یعنی (متحمل اور بردبار ہونا چاہئے) اگرچہ وہ پوری مستی کا ہو چکا ہو۔

ابیات

اے باھو! بد کردار لوگوں کی حقیقت کیا پوچھتے ہو۔ برے کو اس کا عمل ترتیب وار (تنزل کی طرف) لے جاتا ہے۔

(اللہ تعالیٰ کی مدد سے) یہ کتاب (عین الفقر) ۱۰۸۵ھ میں اورنگ زیب عالمگیر کی عملداری (کے زمانہ میں) (ڈیرہ سارنگ خاں میں) ختم ہوئی۔ اس کتاب میں نکتہ وحدت کی پہچان کا

پورا پورا حال بیان کر دیا گیا ہے۔

الحمد لله رب العالمین

تمت بالخیر

# مناجات

خالقا بی چارہ را ہم ترا  
بی تنی بی دولتی بی حاصلی  
دین زدستم رفت دنیا گم شدہ  
من نہ کافر فی مسلمان ماندہ ام  
فی مسلمانم نہ کافر چون کنم  
یارب اشک آہ بسیاریم ہست  
ہم تن زندانیم آلودہ شد  
ماندہ ام در چاہ زندان فی پابست  
پاک کن این گردہ از جان من  
گر چہ بس آلودہ در راہ آدم

اے میرے پروردگار میں تیری راہ میں بے یار و مددگار ہوں۔ تیرے آستانے پر ایک  
لنگڑی چیونٹی کی طرح پڑا ہوا ہوں۔ میں ایک بے کس غریب اور مفلس ہوں۔ بے ساز و  
سامان، بے دل اور بے چین ہوں۔ دین بھی میرے ہاتھ سے گیا اور دنیا بھی کھو گئی۔  
صورت بھی باقی نہیں رہی اور جان بھی کھو بیٹھا۔ میں نہ کافر ہوا اور نہ مسلمان ہی رہ  
گیا۔ اب ان دونوں کے بیچ میں حیران پڑا ہوا ہوں۔ جب میں کافر بھی نہیں اور نہ  
مسلمان بس پریشان اور بے چین ہوں تو میں کروں تو کیا کروں۔ بار الہا! میری آپس  
بہت ہیں اور آنکھوں میں آنسوؤں کی فراوانی ہے۔ اگرچہ اور کچھ نہیں ہے۔ لیکن

یہ دونوں میرے مددگار ہو سکتے ہیں۔ یہ قید میں گرفتار میرا جسم کٹافتوں سے آلودہ ہے۔ اور یہ محنت اٹھانے والا میرا دل نجیفت و زار ہو چکا ہے۔ میں کنویں کی قید میں مقید پڑا ہوا ہوں۔ ایسے تاریک کنویں سے سوائے تیرے اور کون میرا ہاتھ پکڑ کر نکال سکتا ہے۔ راستے کی گرد و غبار سے میری جان کو پاک و صاف کر دے اور میرے ہی آنسوؤں سے میرا نامہ اعمال دھو دے۔ اگرچہ تیرے راستے میں گناہوں سے بہت ہی آلودہ ہو کر آیا ہوں تو مجھے معاف فرما دے۔ کیونکہ میں دنیا کی قید اور حرص و ہوس کے کنویں سے نکل کر آ رہا ہوں۔

ماہمہ شتہ بانیم و تولی آب حیات  
رحم فرما کہ زحدمی گذر دشتہ لبی  
نسبت خود بہ سگت کردم و بس منفعلم  
زانکہ نسبت بہ سگ کوی تو شد بی ادبی

ذرہ خاک پای سگان حضرت سلطان یاسر  
کے، بی، نسیم

## حضرت سلطان باہو اکیڈمی کی دیگر مطبوعات

- (۱) رسالہ روحی شریف موعظتوں سے حضرت سلطان باہو  
 مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے بی. نسیم، حمید پریس پشاور شہر ۱۹۸۳ء
- (۲) سلطان العارفين حضرت سلطان باہو حیات و تعلیمات  
 از پروفیسر سید احمد سعید مدانی، نقوش پریس لاہور ۱۹۸۷ء
- (۳) دیوان باہو فارسی مع مختصر حالات زندگی حضرت سلطان باہو  
 مترجم پروفیسر ڈاکٹر کے بی. نسیم، نقوش پریس لاہور ۱۹۹۰ء
- (۴) دیوان باہو (فارسی)  
 مترجم پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ سلطان الطاف علی  
 نقوش پریس لاہور ۱۹۹۱ء
- (۵) تیغ بر مہنہ  
 مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے بی. نسیم، حمید پریس پشاور شہر ۱۹۹۲ء
- (۶) کلید التوحید خورد  
 مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے بی. نسیم، نقوش پریس لاہور ۱۹۹۲ء
- (۷) گنج الاسرار  
 مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے بی. نسیم، نقوش پریس لاہور ۱۹۹۲ء
- (۸) فضل اللقاء  
 مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے بی. نسیم، الامان پریس، اردو بازار، لاہور ۱۹۹۵ء
- (۹) مجالس النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے بی. نسیم، الامان پریس، اردو بازار، لاہور ۱۹۹۵ء
- (۱۰) کشف الاسرار  
 مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے بی. نسیم، ندیم پرنٹنگ پریس، موسیٰ روڈ، لاہور ۱۹۹۵ء
- (۱۱) اوزنگ شاہی  
 مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے بی. نسیم، ندیم پرنٹنگ پریس، موسیٰ روڈ، لاہور ۱۹۹۵ء
- (۱۲) کلید جنت  
 مترجم و شارح پروفیسر ڈاکٹر کے بی. نسیم (زیر ترتیب)

حق باہو منزل  
 جی ۱۴۴، گلشن راوی لاہور

ملنے کا پتہ،  
 حضرت سلطان باہو اکیڈمی